روزنامہ الفضل

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

1913ء سے جاری شدہ

☎ 047-6213029

C.P.L FR-10

Web: http://www.alfazl.org

Email: editor@alfazl.org

سالانہ نمبر

دسمبر 2014ء

فتح 1393ہش

یقیناً پہلا گھر جو بنی نوع انسان کے فائدہ کے لئے بنایا گیا وہ ہے جو بکہ میں ہے وہ مبارک اور باعث ہدایت بنایا گیا تمام جہانوں کے لئے اس میں کھلے کھلے نشانات ہیں۔ (یعنی) ابراہیمؑ کا مقام۔ جو بھی اس میں داخل ہوا امن پانے والا ہو گیا۔ (آل عمران:98,97)

مابین بیتی و منبری روضة من ریاض الجنة

میرے گھر اور منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الجمعہ باب مابین القبر)

خانہ کعبہ۔ اللہ کے گھر کے گرد مسلمان طواف کرتے ہوئے

آنحضرت ﷺ کا روضہ مبارک (سبز گنبد)

خانہ کعبہ کا ایریل فوٹو

مسجد نبویؐ کا ایریل فوٹو

خانہ کعبہ کی ایک پرانی تصویر

مسجد نبویؐ کا اندرونی منظر

وہ آج شاہ دیں ہے وہ تاج مرسلیں ہے

وہ طیب و امیں ہے اس کی ثناء یہی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا الفضل کے اس خصوصی نمبر کے لئے دعاؤں سے بھرا پیغام

اللہ تعالیٰ الفضل کی انتظامیہ اور اس کے قارئین کو اپنی حفاظت میں رکھے

آپ سب لوگ دعاؤں پر زور دیں، وطن عزیز پاکستان کے لئے بھی دعا کریں کہ امن، سلامتی اور محبت کی فضا ملک میں قائم ہو

لندن
16/10/14

مکرم عبدالسمیع خان صاحب (ایڈیٹر الفضل ربوہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے الفضل کے خصوصی نمبر کے لئے پیغام بھجوانے کی درخواست کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی اشاعت ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ الفضل کی انتظامیہ اور اس کے قارئین کو اپنی حفاظت میں رکھے اور جس طرح یہ نامساعد حالات کے باوجود خدمت سرانجام دے رہا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ ان کو وقار کے ساتھ یہ خدمت ہمیشہ جاری رکھنے کی توفیق دیتا رہے۔ اللہ جماعت کے تمام افراد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رکھے اور اپنے اس کام کو کرنے کی توفیق دے جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں آ کر ان کے ذمہ لگایا گیا ہے۔ ان حالات میں آپ سب لوگ دعاؤں پر بہت زور دیں اور اپنی دعاؤں میں وطن عزیز پاکستان کے لئے بھی دعا کریں کہ امن، سلامتی اور محبت کی فضا اس ملک میں پیدا ہو۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو اور سب کو اپنی حفظ وامان میں رکھے۔ آمین

والسلام

خاکسار

[signature]

خلیفۃ المسیح الخامس

الفضل کا پہلا صفحہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جامعہ احمدیہ یو۔کے کی کلاس سے 17 مارچ 2007ء کو خطاب کرتے ہوئے دریافت فرمایا:۔

''الفضل ربوہ آتا ہے'' اور تلقین فرمائی کہ الفضل کا پہلا صفحہ ملفوظات والا پڑھا کرو۔ اگر کوئی کتاب نہیں پڑھ رہے تو وہی پڑھو، رسالوں میں کوئی نہ کوئی اقتباس چھپا ہوتا ہے۔ اس میں سے پڑھا کرو۔ ابھی سے یادداشت میں فرق پڑ جائے گا اور عادت پڑ جائے گی''۔ (الفضل 18 جون 2008ء)

اپنوں اور غیروں میں پہچان

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے الفضل کے صدسالہ جوبلی نمبر کے لئے پیغام عطا کرتے ہوئے فرمایا

یہ دور پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا کا دور ہے۔ ہر طرف آزادی صحافت اور آزادی ضمیر کی باتیں ہو رہی ہیں مگر اس ترقی یافتہ دور میں بھی ''**الفضل**'' پر کئی قسم کی قدغنیں ہیں۔ اخبار میں دینی اصطلاحات وغیرہ کی اشاعت پر بہت سی پابندیاں ہیں۔ اس کے سو سالہ سفر میں اخبار کی انتظامیہ پر متعدد مقدمات بنائے گئے۔ مختلف انداز میں ہراساں کیا گیا۔ ان نامساعد حالات اور پابندیوں کے پیش نظر توقفات بھی آئے اور اخبار کو بند بھی کرنا پڑا۔ لیکن اللہ تعالیٰ وقتی مشکلات اور دقتوں کو دور فرماتا رہا اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلفائے احمدیت کی راہنمائی میں نہایت حکمت عملی اور خوش اسلوبی سے جماعت نے اسے جاری رکھا ہوا ہے۔ اس کی اپنوں اور غیروں میں نہایت اعلیٰ پہچان ہے۔ اس کے قارئین میں بہت سے ایسے ہیں جنہیں ایک کے بعد اگلے شمارے کا بڑی بے چینی سے انتظار رہتا ہے۔ اگرچہ آج کے جدید دور میں انٹرنیٹ پر بھی بیشمار لوگ اس کا مطالعہ کر لیتے ہیں لیکن وہ لوگ جنہیں یہ سہولت میسر نہیں یا وہ اس کا استعمال نہیں جانتے اور وہ چھپے ہوئے اخبار ہی کا مطالعہ کرتے ہیں ایسے قارئین کی تعداد کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔ (صدسالہ جوبلی نمبر 2013ء)

خلیفہ وقت کی ہدایات سے آگاہی

28 ستمبر 2014ء کو نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ آئرلینڈ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔

''میں نے مختلف ممالک کے دوروں کے دوران خدام کی مجالس عاملہ کی میٹنگز میں بڑی تفصیل کے ساتھ ہدایات دی ہوئی ہیں اور وہ الفضل میں شائع ہو چکی ہیں۔ ان ہدایات کی روشنی میں تمام شعبہ جات اپنے پروگرام بنائیں۔ (روزنامہ الفضل 24 / اکتوبر 2014ء ص 3)

اداریہ

اس پہ لاکھوں درود اور کروڑوں سلام

ہماری کائنات کئی بلین نوری سال پہلے وجود میں آئی۔ ایک سو کروڑ کہکشائیں۔ ہر کہکشاں میں ایک ارب سے زیادہ ستارے۔ یہ بیکراں کائنات مسلسل وسعت پذیر ہے۔ 1 لاکھ 86 ہزار میل کی رفتار سے سفر کرتی روشنی کو اربوں سال میں دوسرا کنارہ نہیں ملتا۔

اس نظام کو چلانے کے لئے خدا تعالیٰ کے کروڑہا کروڑ فرشتے مصروف کار ہیں۔ جن کی تسبیح و تحمید سے ساری کائنات مرتعش ہے۔

اس زمین پر انسان کی تاریخ بھی حدوشمار سے بالاتر ہے۔ اربوں ارب انسان پیدا ہوئے اور گزر گئے اور نامعلوم یہ سلسلہ کب تک جاری رہے گا۔ مگر اس ساری ہست و بود کا مقصود کون ہے۔ اس سجی سجائی کائنات کا دلہا کون ہے۔

ہمارا آقا۔ انسانوں کا فخر، **نبیوں کا سرتاج حضرت محمد ﷺ**

جو منتہائے خلق اور مقصود کائنات ہے۔

جس کے ظہور کی بشارت آدم سے لے کر لاکھوں انبیاء و مرسلین نے دی۔

جس پر ایمان لانے اور نصرت کرنے کا وعدہ تمام ماموروں سے لیا گیا۔

جس کا دل مہبط انوار الٰہی اور سرچشمہ روحانیت ہے۔

جو مظہر اتم الوہیت اور تمام صفات باری تعالیٰ کا عکس کامل ہے۔

جسے خدا نے اپنی ابدی اور آخری شریعت کا حامل بنایا۔

جس کا سینہ اولین و آخرین کے علوم کا جامع ہے۔

جس کے اخلاق خدا کی صفات کے بروز اور قرآن کی بولتی تصویر ہیں۔

جو انسانیت کا سب سے بڑا ہمدرد اور ماں کے پیار کا سچا نمونہ ہے۔

جس کا دن خدا کی توحید کے قیام میں اور رات تہلیل اور خدا کی شکرگزاری میں گزرتی تھی۔

جس کی تمام حرکات وسکنات، نمازیں اور دعائیں۔ قربانیاں اور زندگی اور موت خالص خدا کے لئے تھی۔

جو غیرت الٰہی کے حوالے سے ایک ننگی تلوار اور معبودان باطلہ کے لئے صاعقہ تھا۔

جس کی روح ہمہ وقت عشق الٰہی سے معطر اور تازہ زندگی سے معمور تھی۔

وہ محمدؐ تھا جس پر خدا رحمتیں نازل کرتا ہے۔ خدا کے فرشتے اور مومن درود بھیجتے ہیں۔

وہ احمد تھا یعنی خدا کی سب سے بڑھ کر تعریف اور بزرگی بیان کرنے والا۔

اس احمد سے ''میم'' ایسی گری کہ وہ خود ثنائے باری تعالیٰ میں احد قرار پایا۔

وہ نور تھا جو آمنہ کے پیٹ سے جلوہ گر ہوا۔ دم بدم بڑھتا رہا اور یہ نور آج بھی زمین و آسمان کی وسعتوں سے باہر نکل رہا ہے۔

اس کی تعریف جتنی بھی کی جائے کم ہے۔ اس کے گن جتنے بھی گائے جائیں نامکمل ہیں۔ اس پر درود جتنا بھی بھیجا جائے تشنہ ہے۔ اس کی محبت کے سفر میں جتنے قدم بھی اٹھائے جائیں تھوڑے ہیں۔ اس کی پیروی کی جتنی بھی کوشش کی جائے مزید کی گنجائش رہتی ہے۔ اس کی خاطر جتنے لفظ لکھے جائیں، جتنے حرف بولے جائیں، جتنے درخت قلم کئے جائیں، جتنے سمندر سیاہی بنائے جائیں اور جتنے کاغذ استعمال کئے جائیں بے حقیقت ہیں۔ اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد

اس لئے رسول اللہ ﷺ کے عشق میں یہ چند الفاظ اور کچھ صفحے خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں مغفرت کی دعا کے ساتھ پیش ہیں۔

☆☆☆

فہرست مضامین سیرۃ النبیؐ نمبر

مضمون	مضمون نگار	صفحہ نمبر
اداریہ۔ اس پہ لاکھوں درود اور کروڑوں سلام	ایڈیٹر	1
رسول اللہ ﷺ کا بلند مقام۔ آیات قرآنی کی روشنی میں	مرتبہ: عبدالسمیع خان	2
سیرت رسولؐ بزبان رسولؐ۔ احادیث نبویہ	مرتبہ: عطاء اللہ مجیب صاحب	6
رسول اللہ ﷺ کا عالی مقام بزبان حضرت مسیح موعود	مرتبہ: شاہد احمد چیمہ صاحب	11
محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے	ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس	14
شمائل الترمذی سے انتخاب	پروفیسر راجا نصراللہ خان صاحب	18
رسول اللہ ﷺ کا سوانحی خاکہ	حافظ مظفر احمد صاحب	21
رسول اللہ ﷺ سے ہروقت انوار روحانی کا صدور	حضرت مرزا بشیر احمد صاحب	22
قیام نماز میں اسوۂ نبی ﷺ	مظفرا حمد خالد صاحب	23
آنحضرتؐ کی بے مثال قوت قدسیہ	حضرت سیدہ ام متین	25
حضرت مسیح موعود کے قصیدہ کا منظوم اردو ترجمہ	ا۔ ع۔ ملک	28
وسعت حوصلہ کے عظیم نظارے	سید میر محمود احمد ناصر صاحب	31
اسوۂ رسولؐ کی روشنی میں حقوق العباد	نصیر احمد شریف صاحب	34
ہادیٔ عالمؐ کے دلکش انداز تبلیغ	عبدالقدیر قمر صاحب	36
شاہان عالم کے نام تبلیغی خطوط	مظفر احمد درانی صاحب	40
بائبل میں رسول کریم ﷺ کے متعلق پیشگوئیاں	محمد رئیس طاہر صاحب	42
حضرت مسیح موعود کا عشق رسول ﷺ	عطاء المجیب راشد صاحب	46
رسول اللہ ﷺ کے متعلق مذاہب عالم کی پیشگوئیاں	طارق حیات صاحب	49
نعت رسولؐ میں جماعت احمدیہ کا امتیازی مقام	ڈاکٹر عبدالکریم خالد صاحب	51
درود شریف کی برکات	حافظ مظہر احمد صاحب	54
رسول اللہ ﷺ کی بے مثال مذہبی رواداری	جمیل احمد بٹ صاحب	57
خلفائے احمدیت کا عشق رسول ﷺ	محمد محمود طاہر صاحب	61
فتح مکہ پر مستشرقین کے مفروضوں کا جواب	ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب	65
رحمت عالم کا دشمنوں سے حسن سلوک	محمد مقصود احمد منیب صاحب	71
رسول اللہ ﷺ کی عائلی زندگی	توقیر احمد صاحب	77
خلافت خامسہ میں دفاع حرمت رسولؐ کی مہم	فخر الحق شمس صاحب	83
نعت۔ مجھ کو محبت ہے آپؐ سے	عبدالکریم خالد	85
اہم امور میں مشاورت کا اسوہ رسول ﷺ	محمد طاہر ندیم صاحب	86
ہندو شعراء کا منظوم نذرانہ عقیدت	شیخ مجاھد احمد صاحب	87
یہ ہے شریعت محمدی ﷺ	جاوید چوہدری	88
رسول اللہ ﷺ بحیثیت امن کا شہزادہ	منیب وقاص احمد صاحب	90
14 صدیوں کے عشاق کا منظوم عربی کلام	شیخ مسعود احمد صاحب	94
شذرات۔ اخبارات کے مفید اقتباسات	منیر احمد رشید صاحب	98
مستشرقین کا خراج عقیدت	مرتبہ: ریسرچ سیل	100
رسول اللہ ﷺ بطور سپہ سالار	بریگیڈیر (ر) دبیر احمد پیر صاحب	104
نماز میں پُرسوز دعائیں	محمد شبیر شاھد صاحب	108
سیرت النبیؐ۔ نظام دفاع	جناب ڈاکٹر محمد حمید اللہ	111
نقشے اور گوشوارے		
نقشہ بلاد النبی ﷺ		10
رسول اللہ ﷺ کا نسب نامہ	ماخوذ از سیرت خاتم النبیین	17
رسول اللہ ﷺ کے اہم غزوات وسرایا	مرتبہ: عبدالسمیع خان	69
غزوات النبی ﷺ پر ایک نظر		75
امہات المومنینؓ کا گوشوارہ	مرتبہ: فرخ سلمانی	82

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ .... مطبع: ضیاء الاسلام پریس .... مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ .... قیمت 125 روپے

رسول کریم ﷺ کا بلند مقام، خلق عظیم اور بعثت کے مقاصد۔ رب محمدؐ کی زبان سے

خاتم النبیین، مزمل، مدثر، مزکی کامل، داعی الی اللہ، عالمگیر نبی، مجسم ذکر الٰہی، مثالی عبد، نور الٰہی کی مثال

مرتبہ: عبدالسمیع خان

قرآن کریم میں آپ کا اسم مبارک اور القاب

اور محمدؐ نہیں ہے مگر ایک رسول۔
(آل عمران:145)

محمدؐ تمہارے (جیسے) مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں۔ (الاحزاب:41)

اور جو اس پر ایمان لائے جو محمدؐ پر اتارا گیا۔
(محمد:3)

محمدؐ رسول اللہ اور وہ لوگ جو اس کے ساتھ ہیں کفار کے مقابل پر بہت سخت ہیں۔ (الفتح:30)

طٰہٰ: طیب، ہادی، اے پاک رسول اور ہادیٔ کامل (طٰہٰ:2)

یٰس: یا سید۔ اے سردار (یٰس:2)

المزمل: اچھی طرح چادر میں لپٹنے والا۔
(المزمل:2)

المدثر: کپڑا اوڑھنے والا۔ (المدثر:2)

عبداللہ: اللہ کا بندہ (الجن:20)

الانسان: انسان کامل (الاحزاب:73)

بعثت کے مقاصد اور سابقہ پیشگوئیاں

زمانہ بعثت

لوگوں نے جو اپنے ہاتھوں بدیاں کمائیں ان کے نتیجہ میں فساد خشکی پر بھی غالب آ گیا اور تری پر بھی تاکہ وہ انہیں ان کے بعض اعمال کا مزا چکھائے تاکہ شاید وہ رجوع کریں۔ (الروم:42)

بعثت کے لئے ابراہیمی دعائیں

اور اے ہمارے رب! تو ان میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کر جو ان پر تیری آیات کی تلاوت کرے اور انہیں کتاب کی تعلیم دے اور (اس کی) حکمت بھی سکھائے اور ان کا تزکیہ کر دے۔ یقیناً تُو ہی کامل غلبہ والا (اور) حکمت والا ہے۔ (البقرہ:130)

آپؐ کی بعثت مومنوں پر احسان ہے

یقیناً اللہ نے مومنوں پر احسان کیا جب اس نے ان کے اندر انہی میں سے ایک رسول مبعوث کیا۔ وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔ (آل عمران:165)

لمبے وقفہ کے بعد

اے اہل کتاب! رسولوں کے ایک لمبے انقطاع کے بعد تمہارے پاس یقیناً ہمارا وہ رسول آ چکا ہے جو تمہارے سامنے (اہم امور) کھول کر بیان کر رہا ہے مبادا تم یہ کہو کہ ہمارے پاس نہ کوئی بشیر آیا اور نہ کوئی نذیر۔ پس یقیناً تمہارے پاس بشیر اور نذیر آ چکا ہے اور اللہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔ (المائدہ:20)

2 ادوار اور 4 بنیادی فرائض

وہی ہے جس نے امی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔

اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی ان سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحب حکمت ہے۔ (الجمعہ:4,3)

حضرت موسیٰؑ سے مماثلت

یقیناً ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے جو تم پر نگران ہے جیسا کہ ہم نے فرعون کی طرف بھی ایک رسول بھیجا تھا۔ (المزمل:16)

توریت اور انجیل میں ذکر

جو اس رسول نبی امی پر ایمان لاتے ہیں جسے وہ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیک باتوں کا حکم دیتا ہے اور انہیں بری باتوں سے روکتا ہے اور ان کے لئے پاکیزہ چیزیں حلال قرار دیتا ہے اور ان پر ناپاک چیزیں حرام قرار دیتا ہے اور ان سے ان کے بوجھ اور طوق اتار دیتا ہے جو ان پر پڑے ہوئے تھے۔ پس وہ لوگ جو اس پر ایمان لاتے ہیں اور اسے عزت دیتے ہیں اور اس کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کی پیروی کرتے ہیں جو اس کے ساتھ اتارا گیا ہے یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔ (الاعراف:158)

محمد رسول اللہ اور وہ لوگ جو اس کے ساتھ ہیں کفار کے مقابل پر بہت سخت ہیں (اور) آپس میں بے انتہا رحم کرنے والے۔ تو انہیں رکوع کرتے ہوئے اور سجدہ کرتے ہوئے دیکھے گا۔ وہ اللہ ہی سے فضل اور رضا چاہتے ہیں۔ سجدوں کے اثر سے ان کے چہروں پر ان کی نشانی ہے۔ یہ ان کی مثال ہے جو تورات میں ہے اور انجیل میں ان کی مثال ایک کھیتی کی طرح ہے جو اپنی کونپل نکالے پھر اسے مضبوط کرے پھر وہ موٹی ہو جائے اور اپنے ڈنٹھل پر کھڑی ہو جائے، کاشتکاروں کو خوش کر دے تاکہ ان کی وجہ سے کفار کو غیظ دلائے۔ اللہ نے ان میں سے ان سے جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ (الفتح:30)

(حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا) اس کی تصدیق کرتے ہوئے آیا ہوں جو تورات میں سے میرے سامنے ہے اور ایک عظیم رسول کی خوشخبری دیتے ہوئے جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔ پس جب وہ کھلے نشانوں کے ساتھ ان کے پاس آیا تو انہوں نے کہا یہ تو ایک کھلا کھلا جادو ہے۔ (الصف:7)

مقصد بعثت۔ غلبہ حق

وہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنے منہ کی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھا دیں حالانکہ اللہ ہر حال میں اپنا نور پورا کرنے والا ہے خواہ کافر ناپسند کریں۔

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اسے دین (کے ہر شعبہ) پر کلیۃً غالب کر دے خواہ مشرک برا منائیں۔
(الصف:10,9)

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اسے سب دینوں پر غالب کر دے خواہ مشرک کیسا ہی ناپسند کریں۔
(التوبہ:33)

سچے اہل کتاب پہچانتے ہیں

وہ لوگ جنہیں ہم نے کتاب دی وہ اس (کتاب اور اس رسول) کو اسی طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔
(الانعام:21)

اور جب وہ اسے سنتے ہیں جو اس رسول کی طرف اتارا گیا تو تُو دیکھے گا کہ ان کی آنکھیں آنسو بہانے لگتی ہیں اس کی وجہ سے جو انہوں نے حق کو پہچان لیا۔ وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے پس ہمیں گواہی دینے والوں میں تحریر کر لے۔
(المائدہ:84)

سابقہ پیشگوئیوں کو پورا کرنے والے

اور جب بھی ان کے پاس اللہ کی طرف سے کوئی رسول آیا جو اس کی تصدیق کرنے والا تھا جو ان کے پاس تھا تو ان میں سے ایک گروہ نے جنہیں کتاب دی گئی اللہ کی کتاب کو پس پشت ڈال دیا، گویا وہ علم ہی نہ رکھتے ہوں۔ (البقرہ:102)

صداقت کی علامات

پاک زندگی

تو کہہ دے اگر اللہ چاہتا تو میں تم پر اس کی تلاوت نہ کرتا اور نہ وہ (اللہ) تمہیں اس پر مطلع کرتا۔ پس میں اس (رسالت) سے پہلے بھی تمہارے درمیان ایک لمبی عمر گزار چکا ہوں، تو کیا تم عقل نہیں کرتے۔ (یونس:17)

آپ ان پڑھ تھے

اور تو اس سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتا تھا اور نہ تو اپنے داہنے ہاتھ سے اسے لکھتا تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو جھٹلانے والے (تیرے بارہ میں) ضرور شک میں پڑ جاتے۔ (العنکبوت:49)

اور اسی طرح ہم نے تیری طرف اپنے حکم سے ایک زندگی بخش کلام وحی کیا۔ تو جانتا نہ تھا کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا ہے لیکن ہم ہی نے اسے نور بنایا جس کے ذریعہ ہم اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں اور یقیناً تو سیدھے راستہ کی طرف چلاتا ہے۔ (الشوریٰ:53)

اگر جھوٹا ہوتا

اور اگر وہ بعض باتیں جھوٹے طور پر ہماری طرف منسوب کر دیتا تو ہم اسے ضرور اپنے داہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے پھر ہم یقیناً اس کی رگ جان کاٹ ڈالتے پھر تم میں سے کوئی ایک بھی اس سے (ہمیں) روکنے والا نہ ہوتا۔ (الحاقہ:45 تا 48)

دعوت مباہلہ

تو کہہ دے کہ اے لوگو جو یہودی ہوئے ہو! اگر تم یہ گمان کرتے ہو کہ سب لوگوں کے سوا ایک تم ہی اللہ کے دوست ہو تو موت کی تمنا کرو، اگر تم سچے ہو۔
(الجمعہ:7)

پس جو تجھ سے اس بارے میں اس کے بعد بھی جھگڑا کرے کہ تیرے پاس علم آ چکا ہے تو کہہ دے آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تمہارے بیٹوں کو بھی اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو بھی اور اپنے نفوس کو اور تمہارے نفوس کو بھی۔ پھر ہم مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔ (آل عمران:62)

بعد میں شاہد

پس کیا وہ جو اپنے رب کی طرف سے ایک روشن دلیل پر ہے اور اس کے پیچھے اس کا ایک گواہ آنے والا ہے اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب بطور امام اور رحمت موجود ہے (وہ جھوٹا ہو سکتا ہے؟) (ھود:18)

آپ کا امتیازی مقام

آپ کی بیعت خدا کی بیعت اور آپ کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے

وہ لوگ جو تیری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ کی بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھ پر ہے۔ (الفتح:11)

آپ کا فعل خدا کا فعل ہے

(اے محمد) جب تو نے (ان کی طرف کنکر) پھینکے تو تو نے نہیں پھینکے بلکہ اللہ ہے جس نے پھینکے۔

(الانفال:18)

آپ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے

اور جو اس رسول کی پیروی کرے تو اس نے اللہ کی پیروی کی۔ (النساء:81)

سراپا وحی اور معراج کا سفر

تمہارا ساتھی نہ تو گمراہ ہوا اور نہ ہی نامراد رہا۔ اور وہ خواہش نفس سے کلام نہیں کرتا۔ یہ تو محض ایک وحی ہے جو اتاری جا رہی ہے۔ اسے مضبوط طاقتوں والے نے سکھایا۔ (جو) بڑی حکمت والا ہے۔ پس وہ فائز ہوا۔ جبکہ وہ بلند ترین افق پر تھا۔

(النجم:3 تا 8)

مقام قاب قوسین

پھر وہ نزدیک ہوا۔ پھر وہ نیچے اتر آیا۔ پس وہ دو قوسوں کے وتر کی طرح ہو گیا یا اس سے بھی قریب تر۔ پس اس نے اپنے بندے کی طرف وہ وحی کیا جو بھی وحی کیا۔ اور دل نے جھوٹ بیان نہیں کیا جو اس نے دیکھا۔ (النجم 9 تا 12)

اللہ کے نور کے عظیم الشان مظہر

اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اس کے نور کی مثال ایک طاق کی سی ہے جس میں ایک چراغ ہو۔ وہ چراغ شیشے کے شمع دان میں ہو۔ وہ شیشہ ایسا ہو گویا ایک چمکتا ہوا روشن ستارہ ہے۔ وہ (چراغ) زیتون کے ایسے مبارک درخت سے روشن کیا گیا ہو جو نہ مشرقی ہو اور نہ مغربی۔ اس (درخت) کا تیل ایسا ہے کہ قریب ہے کہ وہ ازخود بھڑک کر روشن ہو جائے خواہ اسے آگ کا شعلہ نہ بھی چھوا ہو۔ یہ نور علیٰ نور ہے۔ اللہ اپنے نور کی طرف جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور اللہ ہر چیز کا دائمی علم رکھنے والا ہے۔ (النور:36)

اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک بڑی حجت آچکی ہے اور ہم نے تمہاری طرف ایک روشن کر دینے والا نور اتارا ہے۔

(النساء:175)

اے اہل کتاب! یقیناً تمہارے پاس ہمارا وہ رسول آچکا ہے جو تمہارے سامنے بہت سی باتیں جو تم (اپنی) کتاب میں سے چھپایا کرتے تھے خوب کھول کر بیان کر رہا ہے اور بہت سی ایسی ہیں جن سے وہ صرف نظر کر رہا ہے۔ یقیناً تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آچکا ہے اور ایک روشن کتاب بھی۔

اللہ اس کے ذریعہ انہیں جو اس کی رضا کی پیروی کریں سلامتی کی راہوں کی طرف ہدایت دیتا ہے اور اپنے اذن سے انہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکال لاتا ہے اور انہیں صراط مستقیم کی طرف ہدایت دیتا ہے۔ (المائدہ 17,16)

مجسم ذکر

اے عقل والو جو ایمان لائے ہو! اللہ نے تمہاری طرف ایک عظیم ذکر نازل کیا ہے۔

ایک رسول کے طور پر جو تم پر اللہ کی روشن کر دینے والی آیات تلاوت کرتا ہے تا کہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل بجا لائے اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالے۔ (الطلاق:12,11)

مقام خاتم النبیّین

محمدؐ تمہارے (جیسے) مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں بلکہ وہ اللہ کا رسول ہے اور سب نبیوں کا خاتم ہے۔ (الاحزاب:41)

شاہد۔ مبشر۔ نذیر۔ سراج منیر

اے نبی! یقیناً ہم نے تجھے ایک شاہد اور ایک مبشر اور ایک نذیر کے طور پر بھیجا ہے۔

اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والے اور ایک منور کر دینے والے سورج کے طور پر۔

(الاحزاب:47,46)

یقیناً ہم نے تجھے ایک گواہ اور بشارت دینے والے اور ڈرانے والے کے طور پر بھیجا۔

تا کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو اور اس کی تعظیم کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح کرو۔ (الفتح:10,9)

مقام محمود، ہجرت اور مظہر حق

اور رات کے ایک حصہ میں بھی اس (قرآن) کے ساتھ تہجد پڑھا کر۔ یہ تیرے لئے نفل کے طور پر ہوگا۔ قریب ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محمود پر فائز کر دے۔

اور تو کہہ اے میرے رب! مجھے اس طرح داخل کر کہ میرا داخل ہونا سچائی کے ساتھ ہو اور مجھے اس طرح نکال کہ میرا نکلنا سچائی کے ساتھ ہو اور اپنی جناب سے میرے لئے طاقتور مددگار عطا کر۔

اور کہہ دے حق آ گیا اور باطل بھاگ گیا۔ یقیناً باطل بھاگ جانے والا ہی ہے۔

(بنی اسرائیل:80 تا 82)

میثاق النبیّین

اور جب اللہ نے نبیوں کا میثاق لیا کہ جبکہ میں تمہیں کتاب اور حکمت دے چکا ہوں پھر اگر کوئی ایسا رسول تمہارے پاس آئے جو اس بات کی تصدیق کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اس پر ایمان لے آؤ گے اور ضرور اس کی مدد کرو گے۔ کہا کیا تم اقرار کرتے ہو اور اس بات پر مجھ سے عہد باندھتے ہو؟ انہوں نے کہا (ہاں) ہم اقرار کرتے ہیں۔ اس نے کہا پس تم گواہی دو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

(آل عمران:82)

اور جب ہم نے نبیوں سے ان کا عہد لیا اور تجھ سے بھی اور نوح سے اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ ابن مریم سے اور ہم نے ان سے بہت پختہ عہد لیا تھا۔

(الاحزاب:8)

اللہ، فرشتوں اور مومنوں کا درود

یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔ (الاحزاب:57)

اذیت پہنچانے والے

یقیناً وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو اذیت پہنچاتے ہیں اللہ نے ان پر دنیا میں بھی لعنت ڈالی ہے اور آخرت میں بھی اور اس نے ان کے لئے رسوا کن عذاب تیار کیا ہے۔ (الاحزاب:58)

رحمۃ للعالمین

اور ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت کے طور پر۔ (الانبیاء:108)

عالمگیر نبی

تو کہہ دے کہ اے انسانو! یقیناً میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں جس کے قبضے میں آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہ زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے۔ پس ایمان لے آؤ اللہ پر اور اس کے رسول نبی امی پر جو اللہ پر اور اس کے کلمات پر ایمان رکھتا ہے اور اسی کی پیروی کرو تا کہ تم ہدایت پا جاؤ۔ (الاعراف:159)

اور ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر تمام لوگوں کے لئے بشیر اور نذیر بنا کر۔ مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔

(سبا:29)

بس ایک وہی برکت والا ثابت ہوا جس نے اپنے بندے پر فرقان اتارا تا کہ وہ سب جہانوں کے لئے ڈرانے والا بنے۔ (الفرقان:2)

تمام امتوں پر بطور گواہ

پس کیا حال ہوگا جب ہم ہر ایک امت میں سے ایک گواہ لے کر آئیں گے اور ہم تجھے ان سب پر گواہ بنا کر لائیں گے۔ (النساء:42)

اسراء کا روحانی سفر

پاک ہے وہ جو رات کے وقت اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف لے گیا جس کے ماحول کو ہم نے برکت دی ہے تا کہ ہم اسے اپنے نشانات میں سے کچھ دکھائیں۔ یقیناً وہ بہت سننے والا (اور) گہری نظر رکھنے والا ہے۔

(بنی اسرائیل:2)

ارفع ترین مقام تک رسائی

پس کیا تم اس سے اس پر جھگڑتے ہو جو اس نے دیکھا؟

جبکہ وہ اسے ایک اور کیفیت میں بھی دیکھ چکا ہے۔ آخری حد پر واقع بیری کے پاس۔ اس کے قریب ہی پناہ دینے والی جنت ہے۔ جب بیری کو اس نے ڈھانپ لیا جس نے ڈھانپ لیا۔ نہ نظر کج ہوئی اور نہ حد سے بڑھی۔ یقیناً اس نے اپنے رب کے نشانات میں سے سب سے بڑا نشان دیکھا۔

(النجم 13 تا 19)

آپؐ پر افضال خداوندی

بے انتہاء فضل

اور اگر تجھ پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتے تو ان میں سے ایک گروہ نے تو ارادہ کر رکھا تھا کہ وہ ضرور تجھے گمراہ کر دیں گے۔ لیکن وہ اپنے سوا کسی کو گمراہ نہیں کر سکتے اور وہ تجھے ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اور اللہ نے تجھ پر کتاب اور حکمت اتارے ہیں اور تجھے وہ کچھ سکھایا ہے جو تو نہیں جانتا تھا اور تجھ پر اللہ کا فضل بہت بڑا ہے۔

(النساء:114)

سبع مثانی اور قرآن عظیم

اور یقیناً ہم نے تجھے سات بار بار دہرائی جانے والے (آیات) اور قرآن عظیم عطا کئے ہیں۔

اپنی آنکھیں اس عارضی متاع کی طرف نہ پسار جو ہم نے ان میں سے بعض گروہوں کو عطا کی ہے اور ان پر غم نہ کھا اور مومنوں کے لئے اپنے (شفقت کے) پر جھکا دے۔ (الحجر:89,88)

مجسم قرآن

یزید بن بابنوس بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ رسول اللہؐ کے اخلاق کیسے تھے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ آپ کے اخلاق عین قرآن تھے۔ پھر فرمانے لگیں کہ سورۃ المومنون سناؤ۔ اس کی ابتدائی آیات (جن میں مومنوں کی صفات کا ذکر ہے) سن کر فرمایا یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ تھے۔

(مستدرك حاكم جلد2صفحه 426تفسير سورة مومنون)

ہر لمحہ پہلے سے بہتر

تجھے تیرے رب نے نہ چھوڑا ہے اور نہ نفرت کی ہے۔ اور یقیناً آخرت تیرے لئے (ہر) پہلی (حالت) سے بہتر ہے۔ اور تیرا رب ضرور تجھے عطا کرے گا۔ پس تو راضی ہو جائے گا۔ کیا اس نے تجھے یتیم نہیں پایا تھا؟ پس پناہ دی۔ اور تجھے تلاش میں سرگرداں (نہیں) پایا، پس ہدایت دی۔ اور تجھے ایک بڑے کنبہ والا (نہیں) پایا، پس غنی کر دیا۔
(الضحیٰ:4 تا 9)

خدا کی نظر کے سامنے

اور اپنے رب کے حکم کی خاطر صبر کر۔ پس یقیناً تو ہماری آنکھوں کے سامنے (رہتا) ہے اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کر جب تو اٹھتا ہے۔
(الطّور:49)

اور تو کبھی کسی خاص کیفیت میں نہیں ہوتا اور اس کیفیت میں قرآن کی تلاوت نہیں کرتا اسی طرح تم (اے مومنو) کوئی (اچھا) عمل نہیں کرتے مگر ہم تم پر گواہ ہوتے ہیں۔ (یونس:62)

سفرِ ہجرت میں الٰہی تائید

اگر تم اس (رسول) کی مدد نہ بھی کرو تو اللہ (پہلے بھی) اس کی مدد کر چکا ہے جب اسے ان لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا (وطن سے) نکال دیا تھا اس حال میں کہ وہ دو میں سے ایک تھا۔ جب وہ دونوں غار میں تھے اور وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ غم نہ کر یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پس اللہ نے اس پر اپنی سکینت نازل کی اور اس کی ایسے لشکروں سے مدد کی جن کو تم نے کبھی نہیں دیکھا اور اس نے ان لوگوں کی بات نیچی کر دکھائی جنہوں نے کفر کیا تھا اور بات اللہ ہی کی غالب ہوتی ہے اور اللہ کامل غلبہ والا (اور) بہت حکمت والا ہے۔ (التوبہ:40)

مکہ واپسی کی پیشگوئی

یقیناً وہ جس نے تجھ پر قرآن کو فرض کیا ہے تجھے ضرور ایک واپس آنے کی جگہ کی طرف واپس لے آئے گا۔ (القصص:86)

آپ کی اطاعت کی برکات

عظیم روحانی انعامات

اور جو بھی اللہ کی اور اس رسول کی اطاعت کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے (یعنی) نبیوں میں سے، صدیقوں میں سے، شہیدوں میں سے اور صالحین میں سے اور یہ بہت ہی اچھے ساتھی ہیں۔
(النساء:70)

روحانی زندگی

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ اور رسول کی آواز پر لبیک کہا کرو جب وہ تمہیں بلائے تاکہ وہ تمہیں زندہ کرے اور جان لو کہ اللہ انسان اور اس کے دل کے درمیان حائل ہوتا ہے اور یہ بھی (جان لو) کہ تم اسی کی طرف اکٹھے کئے جاؤ گے۔ (انفال:25)

محبت الٰہی کا راستہ۔ گناہوں کی بخشش

تو کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔
(آل عمران:32)

قربِ الٰہی کا وسیلہ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اس کے قرب کا وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو۔
(المائدہ:36)

قوم کا تعویذ

اور اللہ ایسا نہیں کہ انہیں عذاب دے جبکہ تو ان میں موجود ہو اور اللہ ایسا نہیں کہ انہیں عذاب دے جبکہ وہ بخشش طلب کرتے ہوں۔ (الانفال:34)

دائمی خلافت۔ رحم

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کیلئے ان کے دین کو، جو اس نے ان کیلئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔
(النور:57,56)

صاحبِ خلقِ عظیم

قلم دوات کی قسم

ن۔ قسم ہے قلم کی اور اس کی جو وہ لکھتے ہیں۔ تو اپنے رب کی نعمت کے طفیل مجنون نہیں ہے۔ اور یقیناً تیرے لئے ایک لامتناہی اجر ہے۔ اور یقیناً تو بہت بڑے خلق پر فائز ہے۔ (القلم:2 تا 5)

زیادہ حق رکھنے والا

نبی مومنوں پر ان کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتا ہے اور اس کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔
(الاحزاب:7)

نرم دل، نرم گفتار۔ مشورہ۔ عزم

پس اللہ کی خاص رحمت کی وجہ سے تو ان کے لئے نرم ہو گیا۔ اور اگر تو تندخو (اور) سخت دل ہوتا تو وہ ضرور تیرے گرد سے دور بھاگ جاتے۔ پس ان سے درگزر کر اور ان کے لئے بخشش کی دعا کر اور (ہر) اہم معاملہ میں ان سے مشورہ کر۔ پس جب تو (کوئی) فیصلہ کر لے تو پھر اللہ ہی پر توکل کر۔ یقیناً اللہ توکل کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔
(آل عمران:160)

اور تو ان پر زبردستی اصلاح کرنے والا نگران نہیں ہے۔ پس قرآن کے ذریعہ اسے نصیحت کرتا چلا جا جو میری تنبیہ سے ڈرتا ہے۔ (ق:46)

رؤف و رحیم

یقیناً تمہارے پاس تمہی میں سے ایک رسول آیا۔ اسے بہت شاق گزرتا ہے جو تم تکلیف اٹھاتے ہو (اور) وہ تم پر (بھلائی چاہتے ہوئے) حریص (رہتا) ہے۔ مومنوں کے لئے بے حد مہربان (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔
(التوبہ:128)

قوم کے لئے دردمندی

پس کیا تو شدتِ غم کے باعث ان کے پیچھے اپنی جان کو ہلاک کر دے گا اگر وہ اس بات پر ایمان نہ لائیں۔ (الکہف:7)

کیا تو اپنی جان کو اس لئے ہلاک کر دے گا کہ وہ مومن نہیں ہوتے۔ (الشعراء:4)

محض ناصح۔ داروغہ نہیں

پس بکثرت نصیحت کر۔ تو محض ایک بار بار نصیحت کرنے والا ہے۔ تو ان پر داروغہ نہیں۔
(الغاشیہ:23,22)

مطاع اور امین

یقیناً یہ ایک (ایسے) معزز رسول کا قول ہے۔ (جو) قوت والا ہے۔ صاحبِ عرش کے حضور بہت مرتبہ والا ہے۔ بہت واجب الاطاعت (جو) وہاں (یعنی صاحبِ عرش کے حضور) امین بھی ہے۔ اور (یقیناً) تمہارا ساتھی مجنون نہیں۔ اور وہ ضرور اسے روشن افق پر دیکھ چکا ہے۔ اور وہ غیب (کے بیان) پر بخیل نہیں۔
(التکویر:20 تا 25)

علمِ غیب کی نعمت

آپ کو بکثرت غیب عطا ہوا

یہ غیب کی خبروں میں سے ہے جسے ہم تیری طرف وحی کرتے ہیں اور تو ان کے پاس نہیں تھا جب انہوں نے اپنی بات پر اتفاق کر لیا تھا جبکہ وہ (برے) منصوبے بنا رہے تھے۔
(یوسف:103)

آپ خود عالم الغیب نہیں تھے

تو کہہ دے میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ ہی میں غیب کا علم رکھتا ہوں اور نہ میں تم سے کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں اس کے سوا جو میری طرف وحی کی جاتی ہے کسی چیز کی پیروی نہیں کرتا۔ (الانعام:51)

وہ تجھ سے قیامت سے متعلق سوال کرتے ہیں کہ کب اسے بپا ہونا ہے۔ تو کہہ دے کہ اس کا علم صرف میرے رب کے پاس ہے۔ اسے اپنے وقت پر کوئی ظاہر نہیں کرے گا مگر وہی۔ وہ آسمانوں اور زمین پر بھاری ہے۔ وہ تم پر نہیں آئے گی مگر دفعۃً۔ وہ (اس کے بارہ میں) تجھ سے اس طرح سوال کرتے ہیں گویا کہ تو اس کے متعلق سب کچھ جانتا ہے۔ تو کہہ دے کہ اس کا علم صرف اللہ ہی کے پاس ہے۔ لیکن اکثر لوگ (یہ بات) نہیں جانتے۔

تو کہہ دے کہ میں اللہ کی مرضی کے سوا اپنے نفس کے لئے (ایک ذرہ بھر بھی) نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتا اور اگر میں غیب جاننے والا ہوتا تو یقیناً میں بہت دولت اکٹھی کر سکتا تھا اور مجھے کبھی کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔ لیکن میں تو محض ایک ڈرانے والا اور ایک خوشخبری دینے والا ہوں اس قوم کے لئے جو ایمان لاتی ہے۔ (الاعراف:189,188)

پس اگر وہ منہ موڑ لیں تو کہہ دے کہ میں نے تم سب کو برابر اطلاع کر دی ہے اور میں نہیں جانتا کہ جس کا تم وعدہ دیئے جاتے ہو وہ قریب ہے یا دور۔
(الانبیاء:110)

لوگ تجھ سے ساعت کے متعلق پوچھتے ہیں تو کہہ دے کہ اس کا علم صرف اللہ کے پاس ہے اور تجھے کیا چیز سمجھائے کہ شاید ساعت قریب ہو۔
(الاحزاب:64)

مخالفت کے رنگ

قتل کا ارادہ

اور (یاد کرو) جب وہ لوگ جو کافر ہوئے تیرے متعلق سازشیں کر رہے تھے تاکہ تجھے (ایک ہی جگہ) پابند کر دیں یا تجھے قتل کر دیں یا تجھے (وطن سے) نکال دیں اور وہ مکر میں مصروف تھے اور اللہ

اپنے رب کا عاشق

امام غزالی لکھتے ہیں:

آنحضرت ﷺ نے جب دنیا سے تبتّل اختیار کیا تو آپ غار حرا میں تشریف لے جاتے تھے اور اکیلے اپنے رب کی عبادت کرتے تھے یہاں تک کہ عرب کہہ اٹھے کہ ان محمداً عشق ربہ یقیناً محمد اپنے رب پر عاشق ہو گیا ہے۔

(المنقذ من الضلال ص51 از امام غزالی ہیئۃ الاوقاف پنجاب لاہور طبع اول 1971)

بھی ان کے مکر کا توڑ کر رہا تھا اور اللہ مکر کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔ (الانفال:31)

سازشیں

اور وہ (محض منہ سے) ''اطاعت'' کہتے ہیں! پھر جب وہ تجھ سے الگ ہوتے ہیں تو ان میں سے ایک گروہ ایسی باتیں کرتے ہوئے رات گزارتا ہے جو اس سے مختلف ہیں جو تو کہتا ہے اور اللہ ان کی رات کی باتوں کو احاطہ تحریر میں لے آتا ہے۔ پس ان سے اعراض کر اور اللہ پر توکل کر اور اللہ کارساز کے طور پر کافی ہے۔ (النساء:82)

غیر معقول مطالبات

اور وہ کہتے ہیں کہ اس پر کوئی فرشتہ کیوں نہیں اتارا گیا؟ اور اگر ہم کوئی فرشتہ اتارتے تو ضرور معاملہ نپٹا دیا جاتا۔ پھر وہ کوئی مہلت نہ دیئے جاتے۔ (الانعام:9)

اور وہ کہتے ہیں کہ ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہیں لائیں گے یہاں تک کہ تو ہمارے لئے زمین سے کوئی چشمہ پھاڑ لائے۔

یا تیرے لئے کھجوروں اور انگوروں کا کوئی باغ ہو پھر تو اس کے بیچوں بیچ خوب نہریں کھود ڈالے۔

یا جیسا کہ تو گمان کرتا ہے ہم پر آسمان کو ٹکڑوں کی صورت گرا دے یا اللہ اور فرشتوں کو سامنے لے آئے۔

یا تیرے لئے سونے کا کوئی گھر ہو یا تو آسمان میں چڑھ جائے۔ مگر ہم تیرے چڑھنے پر بھی ہرگز ایمان نہیں لائیں گے یہاں تک کہ تو ہم پر ایسی کتاب اتارے جسے ہم پڑھ سکیں۔ تو کہہ دے کہ میرا رب (ان باتوں سے) پاک ہے (اور) میں تو ایک بشر رسول کے سوا کچھ نہیں۔

(بنی اسرائیل:91 تا 94)

اعتراضات

پس جب ہماری طرف سے ان کے پاس حق آگیا تو انہوں نے کہا کہ اسے ویسا ہی کیوں نہ دیا گیا جیسا موسیٰ کو دیا گیا تھا۔ کیا وہ اس سے پہلے اس کا انکار نہیں کر چکے جو موسیٰ کو دیا گیا تھا؟ انہوں نے یہ کہا تھا کہ یہ دو بہت بڑے جادوگر ہیں جو ایک دوسرے کے مددگار ہوئے اور انہوں نے کہا ہم تو یقیناً ہر ایک کا انکار کرنے والے ہیں۔

(القصص:49)

اور وہ کہتے ہیں کہ اس رسول کو کیا ہوگیا ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے۔ کیوں نہ اس کی طرف کوئی فرشتہ اتارا گیا جو اس کے ساتھ مل کر (لوگوں کو) ڈرانے والا ہوتا۔

یا اس کی طرف کوئی خزانہ اتارا جاتا یا اس کا کوئی باغ ہوتا جس سے یہ کھاتا اور ظالموں نے کہا کہ تم لوگ یقیناً ایک ایسے آدمی کے سوا کسی کی پیروی نہیں کر رہے جو سحر زدہ ہے۔ (الفرقان:9,8)

اور انہوں نے کہا اے وہ شخص جس پر ذکر اتارا گیا ہے! یقیناً تو مجنون ہے۔

تو ہمارے پاس فرشتے لئے ہوئے کیوں نہیں آتا اگر تو سچوں میں سے ہے۔ (الحجر:8,7)

یا وہ کہتے ہیں کہ اسے جنون ہوگیا ہے؟ نہیں! بلکہ وہ ان کے پاس حق لے کر آیا ہے جبکہ ان میں سے اکثر حق کو ناپسند کرنے والے ہیں۔

(المومنون:71)

آپ شاعر نہیں

کیا وہ کہتے ہیں کہ یہ ایک شاعر ہے جس کے متعلق ہم گردش زمانہ کی راہ دیکھ رہے ہیں؟

تو کہہ دے کہ راہ دیکھتے رہو۔ یقیناً میں بھی تمہارے ساتھ راہ دیکھنے والوں میں سے ہوں۔

(الطّور:32,31)

اور ہم نے اسے شعر کہنا نہیں سکھایا اور نہ ہی یہ اسے زیب دیتا تھا یہ تو محض ایک نصیحت ہے اور واضح قرآن ہے۔ (یٰس:70)

کوئی سکھاتا ہے

اور یقیناً ہم جانتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں اسے کسی بشر نے سکھایا ہے۔ اس کی زبان جس کی طرف سے یہ بات منسوب کرتے ہیں، عجمی (یعنی غیر فصیح) ہے جبکہ یہ (قرآن کی زبان) ایک صاف اور روشن عربی زبان ہے۔ (النحل:104)

ایذا رسانی

اور کافروں اور منافقوں کی اطاعت نہ کر اور ان کی ایذا رسانی کو نظر انداز کر دے اور اللہ پر توکل کر اور اللہ ہی کارساز کے طور پر کافی ہے۔

(الاحزاب:49)

رسالت کی اہم ذمہ داریاں

دن اور رات کی مصروفیات

اے اچھی طرح چادر میں لپٹنے والے!

رات کو قیام کیا کر مگر تھوڑا۔ اس کا نصف یا اس میں سے کچھ تھوڑا سا کم کر دے۔ یا اس پر (کچھ) زیادہ کر دے اور قرآن کو خوب نکھار کر پڑھا کر۔ یقیناً ہم تجھ پر ایک بھاری فرمان اتاریں گے۔ رات کا اٹھنا یقیناً (نفس کو) پاؤں تلے کچلنے کے لئے زیادہ شدید اور قول کے لحاظ سے زیادہ مضبوط ہے۔ یقیناً تیرے لئے دن کو بہت لمبا کام ہوتا ہے۔ پس اپنے رب کے نام کا ذکر کر اور اس کی طرف پوری طرح منقطع ہوتا ہوا الگ ہو جا۔ وہ مشرق اور مغرب کا رب ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ پس اسے بطور کارساز اپنا لے۔ اور صبر کر اس پر جو وہ کہتے ہیں اور ان سے اچھے رنگ میں جدا ہو جا۔

(المزمل:2 تا 11)

جاری سلسلہ رسالت

تو کہہ دے میں رسولوں میں سے پہلا تو نہیں ہوں اور میں نہیں جانتا کہ مجھ سے اور تم سے کیا سلوک کیا جائے گا میں تو صرف اس کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کیا جاتا ہے اور ایک کھلے کھلے ڈرانے والے کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔

(الاحقاف:10)

اور محمد نہیں ہے مگر ایک رسول۔ یقیناً اس سے پہلے رسول گزر چکے ہیں۔ پس کیا اگر یہ بھی وفات پا جائے یا قتل ہو جائے تو تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے؟ اور جو بھی اپنی ایڑیوں کے بل پھر جائے گا تو ہرگز اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ اور اللہ یقیناً شکر گزاروں کو جزا دے گا۔

(آل عمران:145)

کہہ دے کہ میں تو محض تمہاری طرح ایک بشر ہوں۔ میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود بس ایک ہی معبود ہے۔ پس جو کوئی اپنے رب کی لقاء چاہتا ہے وہ (بھی) نیک عمل بجا لائے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔

(الکہف:111)

عظیم بار امانت

یقیناً ہم نے امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے اسے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے جبکہ انسان کامل نے اسے اٹھا لیا۔ یقیناً وہ (اپنی ذات پر) بہت ظلم کرنے والا (اور اس ذمہ داری کے عواقب کی) بالکل پرواہ نہ کرنے والا تھا۔

(الاحزاب:73)

دعوت الی اللہ کا حکم

اور تو اپنے رب کی طرف بلا۔ یقیناً تو ہدایت کی سیدھی راہ پر (گامزن) ہے۔ (الحج:68)

اور اپنے اہل خاندان یعنی اقرباء کو ڈرا۔ اور اپنا پر مومنوں میں سے ان کے لئے جو تیری پیروی کرتے ہیں، جھکا دے۔ (الشعراء:216,215)

پس خوب کھول کر بیان کر جو تجھے حکم دیا جاتا ہے اور شرک کرنے والوں سے اعراض کر۔ یقیناً ہم استہزاء کرنے والوں کے مقابل پر تجھے بہت کافی ہیں۔ (الحجر:96,95)

حفاظت کا وعدہ

اے رسول! اچھی طرح پہنچا دے جو تیرے رب کی طرف سے تیری طرف اتارا گیا ہے اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو گویا تو نے اس کے پیغام کو نہیں پہنچایا اور اللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا۔ یقیناً اللہ کافر قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔ (المائدہ:68)

حقیقی ہدایت کے حامل

یقیناً ہم نے تجھے حق کے ساتھ بشیر اور نذیر کے طور پر بھیجا ہے اور تجھ سے جہنم والوں کے بارہ میں نہیں پوچھا جائے گا۔

اور یہود اور نصاریٰ ہرگز تجھ سے راضی نہیں ہوں گے جب تک تو ان کی ملت کی پیروی نہ کرے۔ تو کہہ دے کہ یقیناً اللہ کی (عطا کردہ) ہدایت ہی اصل ہدایت ہے اور اگر تو ان کی خواہشات کے پیچھے لگ جائے بعد اس کے کہ تیرے پاس علم آچکا ہے (تو) اللہ کی طرف سے تیرے لئے کوئی سرپرست اور کوئی مددگار نہیں رہے گا۔ (البقرہ:121,120)

قرآن کے ذریعہ جہاد کبیر

کافروں کی پیروی نہ کر اور اس (قرآن) کے ذریعہ ان سے ایک بڑا جہاد کر۔ (الفرقان:53)

قتال کا حکم

پس اللہ کی راہ میں قتال کر۔ تجھ پر تیرے نفس کے سوا کسی اور کا بوجھ نہیں ڈالا جائے گا اور مومنوں کو بھی (قتال کی) ترغیب دے۔ بعید نہیں کہ اللہ ان لوگوں کی جنگ روک دے جنہوں نے کفر کیا اور اللہ جنگ کرنے میں سب سے زیادہ سخت اور عبرتناک سزا دینے میں زیادہ شدید ہے۔

(النساء:85)

استقامت کا حکم

پس جیسے تجھے حکم دیا جاتا ہے (اس پر) مضبوطی سے قائم ہو جا اور وہ بھی (قائم ہو جائیں) جنہوں نے تیرے ساتھ توبہ کی ہے اور حد سے نہ بڑھو۔ یقیناً وہ اس پر جو تم کرتے ہو گہری نظر رکھنے والا ہے اور ان لوگوں کی طرف نہ جھکو جنہوں نے ظلم کیا ورنہ تمہیں بھی آگ آ پکڑے گی اور اللہ کو چھوڑ کر تمہارے کوئی سرپرست نہ ہوں گے۔ پھر تم کوئی مدد نہیں دیئے جاؤ گے۔

(ھود:114,113)

عبادت اور دعائیں

مثالی عبد

اور یقیناً جب بھی اللہ کا بندہ اس کو پکارتے ہوئے کھڑا ہوا تو وہ قریب ہوتے ہیں کہ اس پر غول درغول ٹوٹ پڑیں۔

تو کہہ دے۔ میں صرف اپنے رب کو پکاروں گا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤں گا۔

(الجن:21,20)

کیا تو نے اس شخص پر غور کیا جو روکتا ہے؟ ایک عظیم بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے۔

(العلق:11,10)

بعض دعائیں

اور ان دونوں (والدین) کے لئے رحم سے عجز کا پر جھکا دے اور کہہ کہ اے میرے رب! ان دونوں پر رحم کر جس طرح ان دونوں نے بچپن میں میری تربیت کی۔ (بنی اسرائیل:25)

پس اللہ سچا بادشاہ بہت رفیع الشان ہے۔ پس قرآن (کے پڑھنے) میں جلدی نہ کیا کر پیشتر اس کے کہ اس کی وحی تجھ پر مکمل کر دی جائے اور یہ کہا کر کہ اے میرے رب! مجھے علم میں بڑھا دے۔

(طٰہٰ:115)

اور تو کہہ اے میرے رب! بخش دے اور رحم کر اور تو رحم کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

(المومنون:119)

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ترجمہ قرآن سے مدد لی گئی)

☆.................☆.................☆

سید وُلد آدم ۔ مناقب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ رسولؐ برحق کی زبان سے

اللہ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا کیا، میں مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں

سیرۃ النبیؐ کا جامع بیان

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے آپ کی سنت اور طرز عمل کے بارہ میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:

معرفت الٰہی میرا راس المال ہے۔
عقل و فہم میرے دین کی بنیاد ہے۔
محبت الٰہی میری اساس ہے۔
اللہ کی طرف شوق میری سواری ہے۔
اور اللہ کا ذکر میرا مونس و مددگار ہے۔
ثقاہت اور پختگی میرا خزانہ ہے۔
حزن و غم میرا رفیق ہے۔
علم میرا ہتھیار ہے۔
صبر میری چادر ہے۔
رضاء الٰہی میری پونجی ہے۔
عجز و انکساری میرا فخر ہے۔
زہد میرا پیشہ ہے۔
اللہ پر یقین میری قوت ہے۔
صدق میرا شفیع ہے۔
خدا کی اطاعت میرے لئے کافی ہے۔
جہاد فی سبیل اللہ میرا خلق ہے۔
میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔
میرے دل کا پھل ذکر الٰہی میں ہے۔
میرا غم میری امت کے لئے ہے۔
اور میرا شوق و میلان اپنے رب کی طرف ہے۔

(شفاء عیاض ص85)

بنیادی نام اور صفات

5 نام

حضرت جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پانچ نام ہیں۔ میں محمد ہوں (یعنی غایت درجہ ستائش پانے والا) اور احمد ہوں (یعنی غایت درجہ حمد کرنے والا) اور میں ماحی ہوں (یعنی مٹانے والا) میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائے گا، میں حاشر ہوں (یعنی اکٹھا کرنے والا) میرے قدموں پر لوگ اکٹھے کئے جائیں گے اور میں عاقب ہوں (یعنی پیچھے آنے والا)۔

(بخاری کتاب المناقب باب ماجاء فی اسماء رسول اللہ 3532)

میں تو محمد ہوں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

کیا تم اس بات پر تعجب نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ مجھے قریش کی گالیوں سے کس طرح بچاتا ہے۔ وہ کسی مذمم کو گالیاں دیتے اور لعنت ملامت کرتے ہیں جبکہ میں تو محمد ہوں۔ (اور جو محمد یعنی بے حد قابل تعریف ہو وہ مذمم یعنی مذمت کے قابل کیسے ہو سکتا ہے)

(صحیح بخاری کتاب المناقب باب فی اسماء الرسول حدیث نمبر 3269)

توبہ اور رحمت کا نبی

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ اپنے نام بتایا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا میں محمد ہوں اور احمد ہوں اور مقفّی (بعد میں آنے والا) ہوں اور حاشر ہوں، توبہ کا نبی ہوں اور رحمت کا نبی ہوں۔

(مسلم کتاب الفضائل باب فی اسمائہ)

میں خلیل اللہ ہوں

حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ہر دوست کی دوستی سے بری ہوں۔ اگر میں کسی کو دوست بناتا تو ابن ابی قحافہ (ابوبکر) کو دوست بناتا لیکن تمہارا ساتھی (یعنی میں) تو اللہ کا دوست ہے۔

(ترمذی کتاب المناقب باب مناقب ابی بکر الصدیق)

حبیب اللہ

حضرت عمرو بن قیسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: میں حبیب اللہ ہوں قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا۔

(مشکوٰۃ، باب: فضائل سید المرسلین، فصل دوم)

اللہ کا محبوب

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابراہیمؑ خلیل اللہ ہیں اور موسیٰ اللہ تعالیٰ کے راز دار ہیں اور عیسیٰؑ روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں اور آدمؑ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ ہیں سن لو کہ میں اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوں اور (اس پر مجھے) کوئی فخر نہیں اور میں ہی حمد کے جھنڈے کو قیامت کے دن اٹھانے والا ہوں اور (اس پر) کوئی فخر نہیں اور میں ہی پہلا شفاعت کرنے والا ہوں اور میں ہی ہوں گا جس کی قیامت کے دن سب سے پہلے شفاعت قبول کی جائے گی اور (اس پر) کوئی فخر نہیں اور میں ہی پہلا ہوں گا جو جنت کی زنجیر کو ہلاؤں گا اور اللہ تعالیٰ میرے لئے (اسے) کھول دے گا اور مجھے اس میں داخل کرے گا۔ میرے ساتھ مومن فقراء ہوں گے اور (اس پر مجھے) کوئی فخر نہیں اور میں پہلوں میں سے بھی اور بعد والوں میں سے بھی سب سے زیادہ معزز ہوں اور (اس پر مجھے) فخر نہیں۔

(ترمذی کتاب المناقب باب فی فضل النبی ﷺ)

خطیب انسانیت

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں میں سے میں پہلا ہوں گا جو (مرنے کے بعد) دوبارہ اٹھایا جائے گا اور جب لوگ اکٹھے ہوں گے تو میں اُن کا خطیب ہوں گا۔ جب وہ مایوس ہوں گے تو میں انہیں بشارت دینے والا ہوں گا۔ اس دن حمد کا علَم میرے ہاتھ میں ہوگا۔

(ترمذی کتاب المناقب باب فی فضل النبی ﷺ)

وجہ تخلیق کائنات

افلاک کی پیدائش

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا: لولاک لما خلقت الافلاک

اگر میں نے تجھے نہ پیدا کرنا ہوتا تو میں یہ زمین و آسمان پیدا نہ کرتا۔

(المصنوع جلد نمبر 1 ص 150 حدیث نمبر 255 علی بن سلطان محمد الھروی القاری مکتبہ رشد ریاض 1406ھ۔ طبع چہارم)

وجہ تخلیق آدم

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا: یا محمد لولاک ماخلقت آدم

اے محمد اگر میں نے تجھے پیدا نہ کرنا ہوتا تو میں آدم کو تخلیق نہ کرتا۔

(السنۃ جلد 1 ص 237 حدیث 273۔ احمد بن محمد بن ہارون الاخلال متوفی 311ھ۔ دار الرایہ ریاض 1410ھ۔ طبع اولیٰ)

تخلیق جنت و جہنم

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا:

اگر میں نے تجھے پیدا نہ کرنا ہوتا تو جنت اور دنیا کو پیدا نہ کرتا۔

(الفردوس بماثور الخطاب جلد 5 ص 227 حدیث 8031۔ شیرویہ بن شہردار الدیلمی متوفی 509 دار الکتب العلمیہ بیروت 1986ء۔ طبع اول)

پہلی تخلیق

میرا نور

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

اول ما خلق اللہ نوری

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے جو چیز پیدا کی وہ میرا نور تھا۔

(شرح المواہب اللدنیہ زرقانی جلد 1 ص 27 دار المعرفہ بیروت۔ 1993ء)

نور الوہیت سے

آنحضرت ﷺ نے حضرت جابرؓ سے فرمایا:

اے جابر! اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تمہارے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا کیا۔

(شرح المواہب اللدنیہ زرقانی جلد 1 ص 27 دار المعرفہ بیروت 1993ء)

خاتم النبیین کا اعزاز

وجوب نبوت

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ کو نبوت پر کب سرفراز کیا گیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا جب آدم (ابھی) روح اور جسم کی تخلیق کے مراحل میں تھا۔

(ترمذی کتاب المناقب باب فی فضل النبی ﷺ)

لاثانی مقام

حضرت عرباض بن ساریہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

میں اللہ کا بندہ ہوں اور میں ام الکتاب میں اس وقت بھی خاتم النبیین تھا جبکہ آدم ابھی اپنی مٹی میں لت پت تھا۔ میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا اور عیسیٰ کی اپنی قوم کو بشارت کا نتیجہ ہوں اور اپنی والدہ کی رؤیا کا بھی جس نے دیکھا تھا کہ اس میں سے نور نکلا ہے جس سے شام کے محلات روشن ہوگئے ہیں۔

(مسند احمد حدیث نمبر 16537)

آخرالانبیاء

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

انی آخر الانبیاء و مسجدی آخرالمساجد

میں نبیوں میں سے سب سے آخری ہوں اور میری مسجد تمام مساجد میں سے آخری مسجد ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل الصلوۃ بمسجدی حدیث نمبر 2471)

بہترین حسب ونسب

بہترین قبیلہ

حضرت واثلہ بن اسقعؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے بنی اسماعیل میں سے کنانہ کو چُن لیا اور کنانہ میں سے قریش کو چُن لیا اور قریش میں سے بنی ہاشم کو چُن لیا اور بنی ہاشم میں سے مجھے چُن لیا۔

(مسلم کتاب الفضائل باب فضل نسب النبی ﷺ)

بہترین خاندان

حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ، قریش نے ایک مجلس میں اپنے حسب ونسب کا ذکر کیا تو انہوں نے آپ ﷺ کی مثال کھجور کے ایسے درخت سے دی جو کسی ٹیلہ پر ہو۔ تو نبی کریمؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کیا اور ان میں سے دو بہترین فریقوں میں مجھے پیدا فرمایا۔ پھر بعض قبائل کو چنا اور مجھے بہترین قبیلہ میں رکھا۔ پھر گھروں کو چنا اور مجھے ان میں سے بہترین گھر میں پیدا کیا۔ چنانچہ میں ان میں سے ذات میں بھی بہتر ہوں اور گھرانے میں بھی۔

(ترمذی کتاب المناقب باب فی فضل النبی ﷺ)

بہترین فرد

حضرت ثابت بن قیسؓ نے رسول اللہ کی اجازت سے بنوتمیم کے جھوٹے فخریہ کلمات کے جواب میں فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے بہترین فرد کو رسول بنایا جو نسب کے لحاظ سے سب سے بزرگ اور گفتار میں سب سے سچا اور کردار میں سب سے افضل ہے پھر اللہ نے اس پر اپنی کتاب اتاری اور اپنی مخلوق پر امین بنایا اور وہ تمام عالمین میں سے خدا کا چنیدہ ہے۔ تب اس نے لوگوں کو ایمان کی دعوت دی۔

(سیرۃ ابن ہشام جلد 2 ص 562 قدوم وفد بنی تمیم)

بہترین صدی

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے بنی آدم کی بہترین صدیوں میں نسلاً بعد نسلٍ مبعوث کیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس صدی میں ہوں جس میں کہ مَیں نے ہونا تھا۔

(بخاری، کتاب المناقب، باب صفۃ النبی ﷺ 3557)

مکہ سے محبت

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ کے متعلق فرمایا: تو بہت پیارا شہر ہے اور مجھے بہت عزیز ہے۔ اگر میری قوم مجھے تجھ سے نہ نکالتی تو میں تیرے علاوہ کہیں نہ رہتا۔ (ترمذی کتاب المناقب باب فی فضل مکۃ)

مقام شفاعت

شفیع الوریٰ

حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کو ایک خاص دعا کا حق دیا گیا ہے جو اس نے کی اور وہ قبول کر لی گئی مگر میں نے اپنی اس دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کے لئے بطور شفاعت رکھ چھوڑا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الدعوات باب لکل نبی دعوۃ مستجابۃ حدیث نمبر 5829)

صاحب لوائے حمد

حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں گا اور میرے پاس حمد کا جھنڈا ہوگا۔ میں ان (انعامات پر) فخر نہیں کرتا۔ پھر اس دن کوئی نبی نہیں ہوگا اور آدم سمیت تمام انبیاء میرے جھنڈے تلے ہوں گے۔ میرے ہی لئے سب سے پہلے زمین شق ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنت کا دروازہ پکڑ کر کھڑا ہوں گا اور اسے کھٹکھٹاؤں گا۔ پوچھا جائے گا کون ہے؟ کہا جائے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ پھر وہ میرے لئے دروازہ کھولیں گے اور مجھے خوش آمدید کہیں گے۔ پھر میں سجدہ ریز ہو جاؤں گا اور اللہ تعالیٰ مجھے اپنی حمد وثنا کرنے کے لئے الفاظ سکھائے گا۔ پھر مجھے کہا جائے گا کہ سر اٹھاؤ اور مانگو جو مانگو گے دیا جائے گا۔ شفاعت کرو گے تو قبول کی جائے گی اور اگر کچھ کہو گے تو سنا جائے گا اور یہی مقام محمود ہے۔

(ترمذی کتاب التفسیر باب من سورۃ بنی اسرائیل)

سچا وسیلہ

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ آپ فرما رہے تھے: جب تم مؤذن کی آواز سنو تو وہی (کلمات) دہراتے جاؤ جو وہ کہہ رہا ہو۔ پھر مجھ پر درود بھیجو۔ اس لئے کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل کرتا ہے۔ پھر میرے لئے وسیلہ مانگو یہ جنت کا ایک درجہ ہے جو اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک بندہ کے شایان شان ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ وہ میں ہی ہوں گا اور جس نے میرے لئے وسیلہ کی دعا مانگی اس کے لئے شفاعت حلال ہوگئی۔

(ترمذی کتاب المناقب باب فی فضل النبی ﷺ)

حوض کوثر

حوض کوثر کا نظارہ

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک دن نکلے اور آپ نے اُحد والوں کا اسی طرح جنازہ پڑھا جس طرح میت کا پڑھا کرتے تھے۔ پھر آپ منبر کی طرف گئے اور فرمایا: دیکھو میں تمہارا پیش رو ہوں اور میں تمہارے لئے گواہ ہوں۔ اللہ کی قسم! میں اپنے حوض کو اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئی ہیں اور مجھے بخدا تمہارے متعلق خوف نہیں کہ تم میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے، بلکہ مجھے تمہارے متعلق یہ خوف ہے کہ تم دنیا میں لگ جاؤ گے۔

(بخاری کتاب الجنائز باب الصلاۃ علی الشہید 1344)

حوض رسول ﷺ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

میرا حوض ایک مہینہ کی مسافت تک پھیلا ہوا ہے اس کا طول وعرض یکساں ہے اس کا پانی چاندی سے زیادہ سفید اور خوشبو کستوری سے زیادہ پاکیزہ ہے اس کے آبخوروں کی تعداد آسمان کے ستاروں کے برابر ہے جو اس میں سے پیئے گا وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق باب الحوض حدیث نمبر 6093)

سب نبیوں سے برتر

نبیوں کا امام

حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام کا امام اور خطیب ہوں گا اور اُن میں سے میں صاحب شفاعت ہوں گا اور (اس پر مجھے) کوئی فخر نہیں۔

(ترمذی کتاب المناقب باب فی فضل النبی ﷺ)

عرش کے دائیں جانب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں پہلا شخص ہوں گا جس کے لیے زمین سب سے پہلے پھٹے گی۔ پھر مجھے جنت کے جوڑوں میں سے ایک جوڑا پہنایا جائے گا۔ پھر میں عرش کی دائیں جانب کھڑا ہوں گا۔ اس جگہ تمام مخلوقات میں سے میرے علاوہ کوئی نہیں کھڑا ہو سکے گا۔

(ترمذی کتاب المناقب، باب فی فضل النبی ﷺ)

پانچ خصوصیات اور واحد عالمی نبی

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

مجھے پانچ خصوصیات ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں ایک مہینہ کی مسافت کے رعب سے میری مدد کی گئی ہے اور ساری زمین میرے لئے مسجد اور پاکیزہ بنائی گئی ہے۔ اموال غنیمت میرے لئے حلال کئے گئے ہیں اور مجھ سے پہلے نبی خاص اپنی قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے جبکہ میں تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں اور مجھے شفاعت کا حق دیا گیا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الصلوۃ باب قول النبی جعلت لی الارض مسجداً حدیث نمبر 419)

سب سے آگے

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم سب سے پیچھے آنے والے ہیں مگر قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے۔ ہاں اتنی بات ہے کہ ان کو ہم سے پہلے کتاب ملی۔

(صحیح بخاری کتاب الجمعۃ باب فرض الجمعۃ حدیث نمبر 827)

سفر معراج

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: معراج کے سفر میں مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا تو میں نے اس کے قریب ایک عظیم نور دیکھا۔

(جامع ترمذی کتاب التفسیر سورۃ الکوثر حدیث نمبر 3283)

ٹھاٹھیں مارتا سمندر

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: میرے سامنے گزشتہ امتیں پیش کی گئیں۔ میں نے دیکھا کہ کسی نبی کے ساتھ چھوٹا سا گروہ ہے کسی کے ساتھ ایک دو آدمی ہیں اور کسی کے ساتھ کوئی بھی نہیں پھر ایک انبوہ عظیم حضرت موسیٰؑ کی امت کا دکھایا گیا۔ پھر میں نے ایک افق سے دوسرے افق تک لوگوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر دیکھا اور مجھے بتایا گیا کہ یہ میری امت ہے۔ ان میں ستر ہزار لوگ ایسے ہیں جو بغیر حساب اور بازپرس کے جنت میں داخل ہوں گے۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق باب یدخل الجنۃ حدیث 6059)

آسمانوں کی سیر

حضرت مالکؓ بن صعصعہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اسراء کی رات کے بارہ میں بتایا کہ میں خانہ کعبہ کے ایک حصہ حطیم یا حجر میں لیٹا ہوا تھا کہ مجھے جبریل علیہ السلام لے کر چلے یہاں تک کہ پہلے آسمان پر آئے وہاں میں نے حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا۔ جبریلؑ نے کہا یہ آپ کے باپ آدم ہیں انہیں سلام کہیں انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا نیک بیٹے اور نیک نبی کو خوش آمدید۔ پھر ہم دوسرے آسمان پر پہنچے...... تو کیا دیکھتا ہوں کہ یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام دونوں خالہ زاد بھائی (موجود ہیں) جبریلؑ نے کہا یہ یحییٰ

اور عیسیٰؑ ہیں میں نے سلام کیا انہوں نے جواب دیا اور کہا اے نیک بھائی اور صالح نبی خوش آمدید (اس کے بعد اگلے آسمانوں کی سیر کا ذکر ہے۔)
(صحیح بخاری کتاب المناقب باب المعراج حدیث نمبر 3598)

خوش آمدید

آنحضرت ﷺ کو معراج میں آسمانوں کی سیر کرائی گئی آپؐ نے ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیمؑ سے ملاقات کی انہوں نے رسولؐ اللہ کو دیکھ کر کہا صالح نبی اور صالح بیٹے کو خوش آمدید۔
(صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب کیف فرضت الصلوٰۃ حدیث نمبر 236)

اللہ سے محبت

میرا ولی تو اللہ ہے

حضرت عمرو بن عاصؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: میرے والد کی اولاد میرے اولیاء اور دوست نہیں۔ میرا ولی تو صرف اللہ ہے اور وہ مومن جو صالحین ہیں۔
(صحیح بخاری کتاب الادب باب تبل الرحم ببلالھا حدیث 5531)

میں خدا کے حکم کے بغیر کچھ نہیں کرتا

صلح حدیبیہ کی بظاہر مسلمانوں کے مخالف شرائط دیکھ کر حضرت عمرؓ آنحضرت ﷺ سے کہنے لگے کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا ہاں حق پر ہیں۔ عرض کیا پھر ہم باطل سے دب کر صلح کیوں کر رہے ہیں؟ کیا آپؐ نے ہمیں یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم امن سے طواف کریں گے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں لیکن میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ اسی سال طواف کریں گے؟ ''میں اب بھی یہ کہتا ہوں کہ ہم امن کے ساتھ طواف کریں گے''۔ پھر فرمایا کہ ''میں خدا کا رسول ہوں اور خدا کے حکم کے بغیر کچھ نہیں کرتا اور وہی میرا ساتھی اور مددگار ہے۔''
حضرت عمرؓ کو بعد میں اپنے ان سوالات کی وجہ سے بہت ندامت ہوتی تھی۔ اس کی تلافی کے طور پر انہوں نے بہت صدقہ اور خیرات بھی کیا۔
(بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الجہاد حدیث 2529)

آنکھوں کی ٹھنڈک

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا کی چیزوں میں سے عورت اور خوشبو مجھے پسند ہے۔ جبکہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔
(سنن النسائی کتاب عشرۃ النساء باب حب النساء)

دل نہیں سوتا

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں نماز کس طرح پڑھا کرتے تھے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا: آپ ﷺ رمضان میں یا اس کے سوا کسی اور مہینے میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہ پڑھا کرتے تھے۔ آپ ﷺ چار رکعتیں پڑھتے اور ان رکعتوں کی خوبی اور لمبائی کا کچھ نہ پوچھو۔ پھر چار رکعتیں پڑھتے اور ان کی خوبی اور لمبائی کا کچھ نہ پوچھو۔ پھر تین رکعتیں پڑھتے۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ ﷺ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میری آنکھ تو سوتی ہے مگر میرا دل نہیں سوتا۔
(بخاری کتاب المناقب باب کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تنام عینہ ولا ینام قلبہ حدیث نمبر 3569)

بتوں سے بیزاری

آنحضرت ﷺ دعویٰ نبوت سے قبل حضرت خدیجہ کا مال لے کر تجارت کے لئے شام گئے۔ سودا کرنے کے دوران ایک شخص نے آپ سے کہا کہ لات اور عزیٰ بتوں کی قسم کھائیں تو آپ نے فرمایا میں نے کبھی ان بتوں کی قسم نہیں کھائی۔
(الطبقات الکبریٰ جلد نمبر 1 ص 130 محمد بن سعد متوفی 230ھ دار صادر بیروت)

خدا کو اختیار کیا

حضرت ابو معلیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن خطبہ دیا تو فرمایا: ایک شخص کو اس کے رب نے اختیار دیا کہ یا تو جتنا چاہے دنیا میں رہے اور دنیا میں جو جی چاہے کھائے۔ یا پھر اپنے رب کی ملاقات کو چُن لے۔ تو اس نے اپنے رب سے ملنے کو پسند کر لیا۔
(ترمذی کتاب المناقب باب مناقب ابی بکر الصدیق)

رسولؐ اللہ کے آخری کلمات

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ وفات سے پہلے ہر نبی کو جنت میں اس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے اور اسے اختیار دیا جاتا ہے (کہ دنیا میں رہے یا خدا کے حضور حاضر ہو جائے) جب رسولؐ اللہ کی آخری بیماری شروع ہوئی اور آپؐ نے فرمایا اللّٰھم الرفیق الاعلیٰ اے اللہ اے میرے رفیق اعلیٰ۔ تو میں نے کہا اب رسولؐ اللہ ہمیں اختیار نہیں کریں گے اور میں نے جان لیا کہ یہ وہی بات ہے جو آپؐ ہمیں بتایا کرتے تھے اور یہی آپؐ کے آخری کلمات تھے اللّٰھم الرفیق الاعلیٰ
(صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرض النبیؐ حدیث: 4104)

دعوت الی اللہ

اٹھو اور تبلیغ کرو

آنحضرت ﷺ نے سورۃ مدثر کے نزول کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ میں کہیں جا رہا تھا کہ میں نے آسمان سے اچانک ایک آواز سنی اور آنکھ اٹھائی تو دیکھا کہ وہی فرشتہ ہے جو غار حرا میں آیا تھا وہ آسمان اور زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا تھا میں اس سے مرعوب ہو کر گھر واپس آیا اور کہا کہ مجھ پر کپڑا اوڑھا دو۔ تب سورۃ مدثر کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں جس میں کہا گیا کہ اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ اور لوگوں کو ڈراؤ۔ (صحیح بخاری کتاب بدء الوحی)

میں صبر کروں گا

ایک دفعہ کفار مکہ نے آنحضرت ﷺ سے مطالبہ کیا کہ اللہ آپ کے لئے باغات اور محل اور سونے چاندی کے خزانے مہیا کرے تو آپ نے فرمایا میں تمہاری طرف اس مقصد کیلئے نہیں بھیجا گیا اللہ نے تو مجھے بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے اگر تم مجھے قبول کرو گے تو دنیا اور آخرت میں برکتیں حاصل کرو گے اور اگر تم مجھے رد کر دو گے تو میں صبر کروں گا یہاں تک کہ اللہ ہمارے درمیان فیصلہ فرمائے۔
(سیرت ابن ھشام جلد 1 صفحہ 296 باب ما دار بین رسول اللہ وبین رؤساء قریش)

سب سے زیادہ مظلوم

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:
اللہ کی راہ میں جتنا مجھے ڈرانے کی کوشش کی گئی کسی اور کیلئے ایسی کوشش نہیں ہوئی اور راہ مولیٰ میں جتنی اذیت مجھے دی گئی اتنی کسی اور کو نہیں دی گئی۔
(جامع ترمذی کتاب القیامۃ حدیث نمبر: 2396)

رسولؐ اللہ کا دل

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے میں گویا رسول اللہ ﷺ کو (اس وقت) دیکھ رہا ہوں آپؐ نبیوں میں سے ایک نبی کے متعلق بیان فرما رہے تھے جس کو اس کی قوم نے مارا اور خون آلود کر دیا اور وہ اپنے چہرہ سے خون پونچھ رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اے میرے اللہ! میری قوم کو بخش دے کیونکہ وہ نہیں جانتے۔
(صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب حدیث الغار حدیث: 3218)

خدا کی راہ میں قربانی

حضرت جندب بن سفیانؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک انگلی ایک غزوہ میں زخمی ہو گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مخاطب کر کے فرمایا۔
تو تو صرف ایک انگلی ہے جو خدا کی راہ میں زخمی ہوئی ہے۔ اور دکھ پہنچا ہے۔ (میں تو سارا وجود خدا کی راہ میں قربان کرنے کے لیے تیار ہوں)
(صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من ینکب فی سبیل اللہ حدیث نمبر 2591)

اللہ نے ذمہ لیا ہے

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رات کے وقت آنحضرت ﷺ کی حفاظت کی غرض سے پہرہ لگایا جاتا تھا۔ مگر جب آیت واللّٰہ یعصمک من الناس نازل ہوئی تو آپ نے خیمے سے باہر جھانکا اور فرمایا:
اے لوگو اب تم جا سکتے ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود میری حفاظت کی ذمہ داری لے لی ہے۔
(جامع ترمذی کتاب التفسیر سورۃ مائدہ۔ حدیث: 2972)

پیغام پہنچا دیا ہے

آنحضرت ﷺ نے 10ھ میں حجۃ الوداع کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا:
اے لوگو میری بات سنو۔ میں نہیں جانتا کہ اس سال کے بعد میں کبھی تم سے اس جگہ پھر ملوں گا یا نہیں۔ اے لوگو تمہاری جان اور تمہارے مال کی حرمت تم پر واجب کر دی گئی ہے جس طرح آج کا دن اور آج کا مہینہ حرمت والا ہے۔ تم ضرور اپنے رب سے ملو گے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کی جواب طلبی کرے گا اور میں نے یہ پیغام اچھی طرح پہنچا دیا ہے۔
(سیرت ابن ہشام باب خطبۃ الرسول جلد 2 ص 603)

رحمۃ للعالمین

رحمت عالم

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے عرض کیا گیا کہ مشرکوں کے خلاف بددعا کیجئے۔ آپؐ نے فرمایا میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا میں تو رحمت بنا کر مبعوث کیا گیا ہوں۔
(صحیح مسلم کتاب البر والصلہ باب النھی عن لعن الدواب حدیث نمبر 4704)

میری دعا رحمت ہے

حضرت یزید بن ثابتؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایک تازہ قبر دیکھی تو پوچھا یہ کس کی ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یہ فلاں عورت کی ہے جو فلاں قبیلہ کی خادمہ تھی۔ یہ آج دوپہر کو فوت ہو گئی تھی جبکہ آپ آرام فرما رہے تھے اس لئے ہم نے آپ کو جگانا پسند نہ کیا۔ رسولؐ اللہ نے اس کا جنازہ پڑھایا اور فرمایا جب تم میں سے کوئی میری موجودگی میں فوت ہو جائے تو مجھے ضرور اطلاع دیا کرو کیونکہ میری دعا اس کے لئے رحمت ہے۔
(سنن نسائی کتاب الجنائز باب الصلوٰۃ علی القبر حدیث نمبر 1995)

امت کا رستگار

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری مثال اور میری امت کی

مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ جلائی اور کیڑے مکوڑے اور پروانے اس میں گرنے لگے اور میں تمہیں تمہاری کمروں سے پکڑے ہوئے ہوں اور تم اس (آگ) میں گرتے ہو۔
(مسلم کتاب الفضائل باب شفقتہٖ صلی اللہ علیہ وسلم)

قوم کا نجات دہندہ

حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ میری مثال اور اس ہدایت کی مثال جس کے ساتھ اللہ نے مجھے بھیجا ہے اس شخص کی مثال ہے جو اپنی قوم کے پاس آیا اور کہا اے میری قوم! یقیناً میں نے اپنی آنکھوں سے ایک لشکر دیکھا ہے اور میں کھلا کھلا ڈرانے والا ہوں۔ پس بچ جاؤ۔ پس اس کی قوم کے ایک گروہ نے اس کی اطاعت کر لی۔ وہ رات کو نکل گئے اور وقت کے اندر اندر چلے گئے اور ان میں سے ایک گروہ نے تکذیب کی اور وہ اپنی جگہوں پر ہی رہے اور اُس لشکر نے انہیں صبح آ لیا اور ہلاک کر دیا انہیں جڑ سے اکھیڑ دیا۔ یہ مثال اس شخص کی ہے جس نے میری اطاعت کی اور اس کی پیروی کی جو میں لے کر آیا ہوں اور اس کی مثال ہے جس نے میری نافرمانی کی اور تکذیب کی اس حق کی جسے میں لے کر آیا ہوں۔
(مسلم، کتاب الفضائل، باب شفقتہٖ صلی اللہ علیہ وسلم)

دلبر یگانہ۔ علموں کا خزانہ

جوامع الکلم

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔
مجھے جوامع الکلم عطا کئے گئے ہیں یعنی مجھے اللہ تعالیٰ نے وہ طاقت اور حکمت عطا فرمائی ہے کہ میرا کلام باوجود مختصر ہونے کے وسیع ترین معانی کا حامل ہوتا ہے اور میرے منہ سے نکلے ہوئے چھوٹے چھوٹے کلمات بھی بڑے بڑے علوم کا خزانہ ہوتے ہیں۔ (صحیح مسلم کتاب المساجد حدیث نمبر 812)

ایمان وحکمت سے معمور سینہ

آنحضرت ﷺ نے واقعہ معراج کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا جبریل آئے انہوں نے میرا سینہ کھولا۔ اسے آب زمزم سے دھویا پھر ایک سونے کا طشت لائے جو حکمت اور ایمان سے بھرپور تھا اور اسے میرے سینہ میں انڈیل دیا اور اسے بند کر دیا۔
(صحیح بخاری کتاب الحج باب زمزم)

افصح العرب

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک وفد کے ساتھ رسول اللہؐ نے جو کلام کیا وہ نہایت فصیح و بلیغ تھا۔ میں نے اس سے عرض کیا یا رسول اللہ ہم ایک باپ کے بیٹے ہیں ایک شہر کی گلیوں میں پلے بڑھے مگر آپ وفود عرب سے ایسی زبان میں کلام کرتے ہیں جس کا جواب نہیں۔ فرمایا اللہ نے مجھے ادب سکھایا ہے اور بہترین ادب سکھایا ہے اور میں بنو سعد میں پروان چڑھا ہوں۔
(کنز العمال جلد 7 صفحہ 213 کتاب الشمائل۔ شمائل متفرقہ حدیث نمبر: 18674)

علم نبوی کی مثال

حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس ہدایت اور علم کی مثال جس کے ساتھ اللہ عزوجل نے مجھے مبعوث فرمایا ہے اس بارش کی طرح ہے جو کسی زمین پر پڑی تو اس زمین کا ایک عمدہ حصہ تھا جس نے پانی کو قبول کر لیا اور کثرت سے جڑی بوٹیاں اور سبزہ اُگایا اور اس میں سے بعض سخت حصے تھے جنہوں نے پانی کو روک رکھا تو اللہ نے اس کے ذریعہ سے لوگوں کو فائدہ پہنچایا اور لوگوں نے اس میں سے پانی پیا اور سیراب کیا اور جانوروں کو چرایا۔ اس کے ایک حصہ کو پانی پہنچا جو چٹیل میدان ہے نہ تو پانی روکتا ہے نہ ہی کوئی سبزہ اُگاتا ہے۔ یہ مثال ہے اس کی جس نے اللہ کے دین کو سمجھا اور اللہ نے اس کو اس ذریعہ سے فائدہ پہنچایا جس کے ساتھ اللہ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے۔ پس اس نے سیکھا اور سکھایا اور اس کی مثال ہے جس نے اس کے ساتھ اپنا سر اُٹھا کر بھی نہ دیکھا اور اُس ہدایت کو جس کے ساتھ مجھے بھیجا گیا ہے قبول نہ کیا۔
(مسلم کتاب الفضائل باب بیان مثل ما بعث بہ النبی ﷺ من الھدیٰ والعلم)

میں معلم اور استاد ہوں

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ایک دن گھر سے مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ دو حلقے بنے ہوئے ہیں۔ کچھ لوگ تلاوت قرآن اور دعاؤں میں مصروف ہیں اور کچھ لوگ پڑھنے پڑھانے میں مشغول ہیں۔ اس پر رسول اللہؐ نے فرمایا دونوں گروہ نیک کام کر رہے ہیں جو لوگ قرآن پڑھ رہے ہیں اور دعائیں کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ چاہے تو انہیں دے اور چاہے تو نہ دے اور جو لوگ پڑھنے پڑھانے میں مصروف ہیں تو خدا نے مجھے معلم اور استاد بنا کر بھیجا ہے۔ پھر آپ اس پڑھنے والے گروہ میں جا کر بیٹھ گئے۔
(سنن ابن ماجہ۔ المقدمہ۔ باب فضل العلماء حدیث 225)

حسن خَلق وخُلق

اخلاق حسنہ کی تکمیل

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہؐ نے فرمایا میں اچھے اخلاق کی تکمیل کے لیے مبعوث کیا گیا ہوں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اخلاق حسنہ کی تکمیل کے لیے مجھے مبعوث کیا گیا ہے۔ (مسند احمد مسند ابی ہریرۃ جزء 2 صفحہ 381)
(مسند البزار جلد 5 ص 366 روایت نمبر 8949)

بہترین شکل وصورت

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ جس طرح تو نے میری شکل وصورت اچھی اور خوبصورت بنائی ہے اسی طرح میرے اخلاق وعادات بھی اچھے بنا دے۔ (موطا امام مالک باب ماجاء فی حسن الخلق)

بہتری کا معیار

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:
تم میں وہ شخص سب سے بہتر ہے جو اپنے اہل خانہ سے بہترین سلوک کرتا ہے اور میں تم سب سے بڑھ کر اپنے اہل خانہ سے بہترین سلوک کرتا ہوں۔
(سنن ابن ماجہ کتاب النکاح باب حسن معاشرۃ النساء حدیث نمبر 1967)

میں سچا نبی ہوں

غزوہ حنین میں دشمن کے شدید حملہ کی وجہ سے رسول اللہؐ کے پاس صرف چند صحابہ رہ گئے تھے مگر آپ نے گھوڑے کو آگے بڑھایا اور فرمایا۔

انا النبی لا کذب
انا ابن عبدالمطلب

میں خدا کا سچا نبی ہوں۔ اس میں کوئی جھوٹ نہیں اور عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔
(صحیح بخاری کتاب المغازی باب حنین حدیث نمبر 3972)

خالص سچائی

حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں جو کچھ آپ سے سنتا ہوں لکھ لیتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ میں نے عرض کیا: رضا کی باتیں بھی اور ناراضگی کی باتیں بھی؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ کیونکہ میرے شایان شان یہی ہے کہ میں صرف حق بات ہی کروں۔
(مسند احمد بن حنبل، جزء 2 صفحہ 207
الکنی والاسماء للدولابی، جزء 2 صفحہ 445)

عزم وارادہ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (غزوہ احد کے موقع پر) فرمایا: میں نے دیکھا کہ ایک مضبوط زرہ پہنے ہوئے ہوں اور پھر میں نے قربان کیا جانے والا ایک بیل دیکھا تو میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ مضبوط زرہ سے مراد مدینہ ہے اور بیل سے مراد (مسلمانوں کی) جماعت ہے اور اللہ ہی بہتر ہے۔ پھر آپ نے صحابہ سے فرمایا: اگر ہم مدینہ میں رہیں (تو یہ مناسب ہے۔) اگر وہ (قریش) اس میں ہم پر چڑھائی کریں گے تو ہم ان کے ساتھ جنگ کریں گے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ کی قسم زمانہ جاہلیت میں بھی کبھی ہمارے علاقے میں کوئی داخل نہیں ہو سکا تو کیا اسلام کی حالت میں داخل ہوگا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا پھر جیسے تم چاہو۔ پھر آپ ﷺ نے اپنی زرہ پہن لی۔ اس کے بعد انصار نے (آپس میں مشورہ کیا اور) کہا کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کو ردّ کر دیا ہے۔ چنانچہ عرض کیا یا رسول اللہ جو آپ مناسب سمجھیں ویسا ہی ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کسی نبی کے لئے مناسب نہیں کہ جب اپنی زرہ پہن لے تو جنگ کرنے سے پہلے اتارے۔
(مسند احمد بن حنبل جلد 3 صفحہ 351)

سخاوت اور عطا

میں تو تقسیم کرنے والا ہوں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں نہیں دیتا اور نہ تم سے روکتا ہوں۔ میں تو قاسم ہوں۔ وہیں دیتا ہوں جہاں مجھے حکم ہے۔
(بخاری کتاب فرض الخمس فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ)

مجھے قاسم بنایا گیا ہے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم انصار میں سے ایک شخص کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو اس نے چاہا کہ اس کا نام محمد رکھے۔ تو رسول کریمؐ نے فرمایا میرے نام پر نام تو رکھو لیکن میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔ کیونکہ مجھے قاسم بنایا گیا ہے۔ میں تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں۔
(بخاری کتاب فرض الخمس باب فأن للّٰہ خمسہ وللرسول حدیث نمبر 3114)

خزانوں کی کنجیاں

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے کلام کی چابیاں دی گئی ہیں۔ اور رعب سے میری مدد کی گئی ہے اور گزشتہ رات میں سویا ہوا تھا کہ زمین کے خزانوں کی چابیاں لا کر میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔
(بخاری کتاب التعبیر باب رؤیا اللیل 6998)

عطا کا سمندر

حضرت جبیرؓ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ حنین سے واپسی پر اعرابی رسول کریم ﷺ سے مانگنے لگے اور آپ کو اتنا مجبور کیا کہ آپ کو ایک درخت کا سہارا لینا پڑا اور انہوں نے آپ کی چادر بھی چھین لی۔ آپؐ نے فرمایا میری چادر دے دو۔ اگر اس وسیع جنگل کے برابر بھی میرے پاس جانور ہوں تو میں تم میں تقسیم کر دوں اور تم مجھے بخیل جھوٹا اور بزدل نہیں پاؤ گے۔
(صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الشجاعۃ فی الحرب حدیث نمبر 2609)

عاجزی اور بے نفسی

میں اللہ کا بندہ ہوں

حضرت ابوامامہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہماری طرف تشریف لا رہے تھے تو ہم احتراماً اٹھ کر کھڑے ہوگئے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا نہیں بیٹھے رہو۔ میں تو اللہ کا صرف ایک بندہ ہوں اس کے دوسرے بندوں کی طرح میں بھی کھاتا پیتا ہوں اور انہی کی طرح اٹھتا بیٹھتا ہوں۔

(شفاء عیاض۔ باب تواضعہ)

اللہ کا بندہ اور رسول

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ فرماتے تھے میری تعریف میں مبالغہ نہ کرو۔ جیسے نصاریٰ نے ابن مریم کی تعریف میں مبالغہ کیا۔ میں تو صرف اللہ کا بندہ ہوں اور تم یہی کہو: اس کا بندہ اور اس کا رسول ہے۔

(بخاری کتاب التفسیر باب وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ 3445)

میں تو ایک مسافر ہوں

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ چٹائی پر سو رہے تھے۔ جب اٹھے تو چٹائی کے نشان پہلو مبارک پر نظر آئے۔ ہم نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! ہم آپؐ کے لئے نرم سا گدیلا بنا دیں تو کیا اچھا نہ ہو؟ آپؐ نے فرمایا۔ مجھے دنیا اور اس کے آراموں سے کیا تعلق؟ میں اس دنیا میں اس مسافر کی طرح ہوں جو ایک درخت کے نیچے ستانے کے لئے اترا اور پھر شام کے وقت اس کو چھوڑ کر آگے چل کھڑا ہوا۔

(ترمذی کتاب الزھد باب فی اخذ المال بحقہ حدیث نمبر 2299)

مجھے بھی ثواب کی خواہش ہے

آنحضرت ﷺ جب غزوہ بدر کے لئے مدینہ سے نکلے تو سواریاں بہت کم تھیں تین تین آدمیوں کے حصے ایک ایک اونٹ آیا۔ آنحضرت ﷺ خود بھی اس تقسیم میں شامل تھے اور آپؐ کے حصہ میں جو اونٹ آیا اس میں آپؐ کے ساتھ حضرت علیؓ اور ابولبابہؓ بھی شریک تھے اور سب باری باری سوار ہوئے۔ جب رسول کریم ﷺ کی باری آتی تو دونوں جاں نثار عرض کرتے یا رسول اللہؐ آپ سوار رہیں ہم پیدل چلیں گے مگر آپؐ فرماتے تم دونوں مجھ سے زیادہ پیدل چلنے کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ میں تم دونوں سے زیادہ ثواب سے مستغنی ہوں۔

(مسند احمد جلد 1 ص 411۔ حدیث نمبر 3901)

میری رائے

حضرت رافعؓ بن خدیج بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے اور اہل مدینہ کھجور کی جفتی کا عمل کر رہے تھے، (یعنی نر کے ذرات مادہ پر بکھیر رہے تھے) آپ نے فرمایا تم یہ کیا کر رہے ہو، انہوں نے کہا یہی ہمارا دستور ہے آپؐ نے فرمایا اگر تم ایسا نہ کرو تو شاید بہتر ہو۔ اس پر ان لوگوں نے یہ عمل ترک کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کھجور کا پھل کم اترا اصحابہؓ نے اس بات کا نبی کریم ﷺ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں بھی ایک انسان ہوں۔ جب میں تمہیں تمہارے دین کی کسی بات کا حکم دوں تو اسے اختیار کرو اور جب اپنی رائے سے کوئی بات کہوں تو میری رائے ایک عام انسان جیسی ہی سمجھو۔ ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ اپنی دنیا کے معاملات تم بہتر جانتے ہو۔

(مسلم کتاب الفضائل باب وجوب امتثال ما قال شرعاً حدیث 4356)

(مرتبہ: مکرم عطاء اللہ مجیب صاحب)

شفا خدا کے فضل سے، چہرے کے کیل دانے، چھائیاں، موٹاپے، بےاولادی اور عورتوں کی پوشیدہ امراض کا شافی علاج

الثمر ہومیو کلینک

اقصیٰ چوک طارق مارکیٹ ربوہ

03336704127

خورشید شاپنگ سنٹر

پرفیوم، کاسمیٹکس، ہوزری اور انڈر گارمنٹس مناسب ریٹ پر دستیاب ہے۔

محسن مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ

پروپرائیٹر: فضل محمد فاتح 047-6213001

الرحمٰن پراپرٹی سنٹر

اقصیٰ چوک ربوہ۔ موبائل: 0301-7961600 0321-7961600

پروپرائیٹر: رانا حبیب الرحمٰن فون دفتر: 6214209

Skype id:alrehman209

alrehman209@yahoo.com

alrehman209@hotmail.com

مناسب دام - بااعتماد سروس

اپنا آپٹیکل سنٹر

(اپنا چشمہ سنٹر والے)

نظر کی عینک ڈاکٹر کے نسخہ کے عین مطابق تیار کی جاتی ہے

دفتر کے کارکن و جامعہ کے طالب علم کیلئے خصوصی ڈسکاؤنٹ

اقصیٰ مارکیٹ کالج روڈ نزد اقصیٰ چوک ربوہ

پروپرائیٹر: میاں سہیل احمد 0345-7963067 03367963067

رسول کریم ﷺ کا عالی مقام بلند ترین اخلاق ۔ حضرت مسیح موعود کی حکمت میں ڈوبی تحریرات

توحید آسمان سے لانے والا پہلوان ۔ اعلیٰ درجہ کا نور ۔ نبیوں کا سردار ۔ رسولوں کا فخر ۔ شفیع کامل ۔ مجمع الانوار

توحید کا دریا جاری کر دیا

قیامت کا نمونہ روحانی حیات کے بخشنے میں اس ذات کامل الصفات نے دکھایا جس کا نام نامی محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم ۔ سارا قرآن اول سے آخر تک یہ شہادت دے رہا ہے کہ یہ رسول اس وقت بھیجا گیا تھا کہ جب تمام قوتیں دنیا کی روح میں مرچکی تھیں اور فساد روحانی نے بر و بحر کو ہلاک کر دیا تھا ۔ تب اس رسول نے آکر نئے سرے سے دنیا کو زندہ کیا اور زمین پر توحید کا دریا جاری کر دیا ۔

(آئینہ کمالات اسلام ۔ روحانی خزائن جلد 5 ص 204)

خدائی کا جلوہ

ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دس لاکھ کے قریب قول و فعل میں سراسر خدائی کا ہی جلوہ نظر آتا ہے اور ہر بات میں حرکات میں سکنات میں اقوال میں افعال میں روح القدس کے چمکتے ہوئے انوار نظر آتے ہیں ۔

(آئینہ کمالات اسلام ۔ روحانی خزائن جلد 5 ص 116)

عالی مرتبہ کا نبی

میں ہمیشہ تعجب کی نگہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمد ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے ۔ اس کے عالی مقام کا انتہاء معلوم نہیں ہوسکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں ۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا ۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا ۔ اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی اس لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اولین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں ۔ وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے ۔ وہ انسان نہیں ہے بلکہ ذُریت شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اس کو عطا کیا گیا ہے ۔ جو اس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے ۔ ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے ۔ ہم کافر نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اسی نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اسی کامل نبی کے ذریعہ سے اور اس کے نور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں اسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے اس آفتاب ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اسی وقت تک ہم منور رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اس کے مقابل پر کھڑے ہیں ۔

(حقیقۃ الوحی ۔ روحانی خزائن جلد 22 ص 118)

اعلیٰ درجہ کا نور

وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو ۔ وہ ملایک میں نہیں تھا ۔ نجوم میں نہیں تھا ۔ قمر میں نہیں تھا ۔ آفتاب میں بھی نہیں تھا ۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا ۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرّد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا ۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں سو وہ نور اس انسان کو دیا گیا اور حسب مراتب اس کے تمام ہمرنگوں کو بھی یعنے ان لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں ۔

(آئینہ کمالات اسلام ۔ روحانی خزائن جلد 5 ص 160)

آنحضرت ﷺ پر تمام کمالات ختم ہوگئے

اسی کا یہ فضل و احسان ہے کہ دنیا کو تاریکی اور غفلت اور جہالت میں پاکر ایک نور بھیجا اور وہ نور جس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے دنیا میں آیا اور خدا کا مقدس کلام قرآن شریف اس پر نازل ہوا اور ہم کو علمی اور عملی پاکیزگی کے لئے بھی راہیں دکھلائیں ۔

(آریہ دھرم ۔ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 2)

ہم اپنی پوری تحقیق کی رو سے سید المعصومین اور ان تمام پاکوں کا سردار سمجھتے ہیں جو عورت کے پیٹ سے نکلے اور اس کو خاتم الانبیاء جانتے ہیں کیونکہ اس پر تمام نبوتیں اور تمام پاکیزگیاں اور تمام کمالات ختم ہوگئے ۔

(آریہ دھرم ۔ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 84)

خدا تعالیٰ کے مقدس اور پاک لوگ ابتدا سے ہوتے رہے ہیں جو اس سے الہام پاکر اس کی خبر لوگوں کو دیتے رہے ۔ مگر سب سے بڑے ان میں سے وہی ہیں جن کی بڑی تاثیریں دنیا میں پیدا ہوئیں اور جن کی متابعت سے بڑے بڑے اولیا ہر یک زمانہ میں ہوتے رہے ۔ سو وہ جناب سید الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ۔

(ست بچن ۔ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 190)

اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعی ہمدردی اور محنت اٹھانے سے بنی نوع کی رہائی کے لئے جان کو وقف کر دیا تھا اور دعا کے ساتھ اور تبلیغ کے ساتھ اور ان کے جور و جفا اٹھانے کے ساتھ اور ہر ایک مناسب اور حکیمانہ طریق کے ساتھ اپنی جان اور اپنے آرام کو اس راہ میں فدا کر دیا تھا ۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی ۔ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 448)

ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبی اور زندہ نبی اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں یعنی وہی نبیوں کا سردار رسولوں کا فخر تمام مرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفیٰ و احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کے زیر سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزار برس تک نہیں مل سکتی تھی ۔

(سراج منیر ۔ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 82)

سو آخری وصیت یہی ہے کہ ہر ایک روشنی ہم نے رسول نبی امی کی پیروی سے پائی ہے اور جو شخص پیروی کرے گا وہ بھی پائے گا اور ایسی قبولیت اس کو ملے گی کہ کوئی بات اس کے آگے انہونی نہیں رہے گی ۔ زندہ خدا جو لوگوں سے پوشیدہ ہے اس کا خدا ہوگا اور جھوٹے خدا سب اس کے پیروں کے نیچے کچلے اور روندے جائیں گے ۔ وہ ہر ایک جگہ مبارک ہوگا اور الٰہی قوتیں اس کے ساتھ ہوں گی ۔

(سراج منیر ۔ روحانی خزائن جلد 12 ص 82)

ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں

قرآن کریم کا بڑے زور شور سے یہ دعویٰ ہے کہ وہ حیات روحانی صرف متابعت اس رسول کریم ؐ سے ملتی ہے ۔

(آئینہ کمالات اسلام ۔ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 196)

وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گذرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہوگئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا ۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں جو اس امی بے کس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں ۔

(برکات الدعا ۔ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 11,10)

کامل برکتوں والا کامل نبی

وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہوگیا وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیّین جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ۔ اے پیارے خدا اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداء دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو ۔

(اتمام الحجہ ۔ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 308)

اس کریم و رحیم خدا کا ہزار ہزار شکر ہے جس نے قرآن مجید جیسی پاک کتاب بھیج کر اور جناب خاتم الانبیاء سید الاولین والآخرین کو دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث فرما کر وحشی انسانوں کو پھر نئے سرے سے انسانیت سکھلائی اور کروڑہا دلوں کو ایمان اور عمل صالح سے منور کیا ۔

(آریہ دھرم ۔ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 1)

جاہ وجلال والا برگزیدہ نبی

ہم یقیناً جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا سب سے بڑا نبی اور سب سے زیادہ پیارا جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ۔

(کتاب البریہ ۔ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 155)

خدا تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کے عطر سے اس قدر آنجناب کو معطر کیا کہ اس سے پہلے کوئی نبی اور رسول نہیں کیا گیا ۔

(نجم الہدیٰ ۔ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 4 ترجمہ از عربی)

خدا تعالیٰ نے ہمارے سید و مولیٰ نبی آخر الزمان کو جو سید المتقین تھے انواع و اقسام کی تائیدات سے مظفر اور منصور کیا ۔

(راز حقیقت ۔ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 155)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ فتح عظیم اپنے مخالفوں پر حاصل ہوئی کہ بجز نبی صادق دوسرے کے لئے ہرگز میسر نہیں آسکتی ۔

(تحفہ گولڑویہ ۔ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 305)

دنیا میں معصوم کامل صرف محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوا ہے ۔

(تحفہ گولڑویہ ۔ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 324)

تمام رسولوں میں سے کامل تعلیم دینے والا اور

اعلیٰ درجہ کی پاک اور پُرحکمت تعلیم دینے والا اور انسانی کمالات کا اپنی زندگی کے ذریعہ سے اعلیٰ نمونہ دکھلانے والا صرف حضرت سیدنا ومولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(اربعین۔روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 345)

نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ وجلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔

(کشتی نوح۔روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13)

نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے۔ اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم رتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔

(کشتی نوح۔روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 14)

خدا کی معرفت کے لئے
نبیؐ کی پیروی

میں نے خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے (-) خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔ اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سید و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو میں نے جو کچھ پایا اس پیروی سے پایا اور میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی ﷺ کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ پاسکتا ہے۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 64)

سب نبیوں سے افضل نبی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پاک باطنی و انشراح صدری وعصمت وحیاء وصدق وصفاء وتوکل ووفا اور عشق الٰہی کے تمام لوازم میں سب انبیاء سے بڑھ کر اور سب سے افضل اور اعلیٰ واکمل وارفع واجلیٰ واصفا تھے اس لئے خدائے جل شانہ نے ان کو عطر کمالات خاصہ سے سب سے زیادہ معطر کیا اور وہ سینہ اور دل جو تمام اولین وآخرین کے سینہ و دل سے فراخ تر و پاک تر و معصوم تر و روشن تر و عاشق تر تھا وہ اسی لائق ٹھہرا کہ اس پر ایسی وحی نازل ہو کہ جو تمام اولین وآخرین کی وحیوں سے اقویٰ واکمل وارفع واتم ہو کر صفات الٰہیہ کے دکھلانے کے لئے ایک نہایت صاف اور کشادہ اور وسیع آئینہ ہو۔

(سرمہ چشم آریہ۔روحانی خزائن جلد 2 ص 71)

وہ انسان جس نے اپنی ذات سے اپنی صفات سے اپنے افعال سے اپنے اعمال سے اور اپنے روحانی اور پاک قویٰ کے پُرزور دریا سے کمال تام کا نمونہ علماً وعملاً وصدقاً وثباتاً دکھلایا اور انسان کامل کہلایا (-) وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمدؐ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداء دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔

(اتمام الحجہ۔روحانی خزائن جلد 8 ص 308)

اسم محمدؐ کے معانی

آپؐ کا نام اسی لئے محمد ہے کہ اس کے معنی ہیں، نہایت تعریف کیا گیا۔ محمد وہ ہوتا ہے جس کی زمین وآسمان پر تعریف ہوتی ہے۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ دنیا کے لوگوں نے ان کو نہایت حقارت کی نگاہ سے دیکھا انہیں ذلیل سمجھا اور بخیال الرخویش ذلیل کیا، لیکن آسمان پر ان کی عزت اور تعریف ہوتی ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کے حضور راستباز ہوتے ہیں اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ دنیا ان کی تعریف کرتی ہے۔ ہر طرف سے واہ واہ ہوتی ہے، مگر آسمان ان پر لعنت کرتا ہے خدا اور اس کے فرشتے اور مقرب اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔ تعریف نہیں کرتے۔ مگر ہمارے نبی کریم ﷺ زمین وآسمان دونوں جگہ میں تعریف کئے گئے اور یہ فخر اور فضل آنحضرت ﷺ ہی کو ملا ہے۔ جس قدر پاک گروہ آنحضرت ﷺ کو ملا وہ کسی اور نبی کو نصیب نہیں ہوا......

(ملفوظات جلد دوم ص 59)

آنحضرت ﷺ پر درود

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات پیش آمدہ کی اگر معرفت ہو اور اس بات پر پوری اطلاع ملے کہ اس وقت دنیا کی کیا حالت تھی اور آپؐ نے آکر کیا کیا تو انسان وجد میں آکر اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہہ اٹھتا ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں۔ یہ خیالی اور فرضی بات نہیں ہے۔ قرآن شریف اور دنیا کی تاریخ اس امر کی پوری شہادت دیتی ہے کہ نبی کریمؐ نے کیا کیا۔ ورنہ وہ کیا بات تھی جو آپؐ کے لئے مخصوصاً فرمایا گیا (-) (خدا اور اس کے فرشتے اس نبی کریمؐ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے وے لوگو جو ایماندار ہو تم بھی اس پر درود اور سلام بھیجو)۔

کسی دوسرے نبی کے لئے یہ صدا نہیں آئی۔ پوری کامیابی پوری تعریف کے ساتھ یہی ایک انسان دنیا میں آیا جو محمد کہلایا۔ صلی اللہ علیہ وسلم......

(ملفوظات جلد اول ص 421)

سچائی کے مجدد اعظم

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اظہار سچائی کے لئے ایک مجدد اعظم تھے جو گم گشتہ سچائی کو دوبارہ دنیا میں لائے۔ اس فخر میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی بھی نبی شریک نہیں کہ آپ نے تمام دنیا کو ایک تاریکی میں پایا اور پھر آپ کے ظہور سے وہ تاریکی نور سے بدل گئی جس قوم میں آپ ظاہر ہوئے آپ فوت نہ ہوئے جب تک کہ اس تمام قوم نے شرک کا چولہ اتار کر توحید کا جامہ نہ پہن لیا اور نہ صرف اس قدر بلکہ وہ لوگ اعلیٰ مراتب ایمان کو پہنچ گئے اور وہ کام صدق اور وفا اور یقین کے ان سے ظاہر ہوئے کہ جس کی نظیر دنیا کے کسی حصہ میں پائی نہیں جاتی۔ یہ کامیابی اور اس قدر کامیابی کسی نبی کو بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نصیب نہیں ہوئی۔......پس بلاشبہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم روحانیت قائم کرنے کے لحاظ سے آدم ثانی تھے۔ بلکہ حقیقی آدم وہی تھے جن کے ذریعہ اور طفیل سے تمام انسانی فضائل کمال کو پہنچے اور تمام نیک قوتیں اپنے اپنے کام میں لگ گئیں اور کوئی شاخ فطرت انسانی کی بے بار وبر نہ رہی۔

(لیکچر سیالکوٹ۔روحانی خزائن جلد 20 ص 206)

آنحضرت ﷺ کا
اسم اعظم محمدؐ

آنحضرتؐ کا اسم اعظم محمدؐ ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم اللہ ہے۔ اسم اللہ دیگر کل اسماء مثلاً حی، قیوم، رحمٰن، رحیم وغیرہ کا موصوف ہے۔ (ملفوظات جلد اول ص 443)

جب عرب کی ابتدائی حالت پر نگاہ کرتے ہیں، تو وہ تحت الثریٰ میں پڑے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ......اسی صلاح اور ہدایت کا باعث تھا جو اللہ تعالیٰ نے پیشگوئی کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمد رکھا۔ جس سے زمین پر بھی آپؐ کی ستائش ہوئی، کیونکہ آپؐ نے زمین کو امن، صلحکاری اور اخلاق فاضلہ اور نیکوکاری سے بھر دیا تھا۔

(ملفوظات جلد دوم ص 61)

ہمارا نبی ﷺ خوشبو سے
معطر کیا گیا

ہمارا نبی وہ نبی کریمؐ ہے جو ایسی خوشبو سے معطر کیا گیا ہے جو تمام مستعد طبیعتوں تک پہنچنے والی اور اپنی برکات کے ساتھ ان پر احاطہ کرنے والی ہے۔ اور وہ نبی خدا کے نور سے بنایا گیا اور ہمارے پاس گمراہیوں کے پھیلنے کے وقت آیا۔ اور اپنا خوبصورت چہرہ ہم پر ظاہر کیا۔ اور ہمیں فیض پہنچانے کے لئے اپنی خوشبو کو پھیلایا اور اس نے باطل پر دھاوا کیا۔ اور اپنے تاراج سے اس کو غارت کر دیا۔ اور اپنی سچائی میں اجلیٰ بدیہیات کی طرح نمودار ہوا۔ اس نے اس قوم کو ہدایت فرمائی جو خدا کے وصال کی امید نہیں رکھتے تھے۔ اور مُردوں کی طرح تھے جن میں ایمان اور نیک عملی اور معرفت کی روح نہ تھی۔ اور نومیدی کی حالت میں زندگی بسر کرتے تھے۔ اور ان کو ہدایت کی اور مہذب بنایا اور معرفت کے اعلیٰ درجوں تک پہنچایا۔

(نجم الہدیٰ۔روحانی خزائن جلد 14 ص 21)

آنحضرت ﷺ کے ذریعہ
ہم نے زندہ خدا کو پایا

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا تعالیٰ کا نہایت فضل ہے کبھی وہ شخص لوگوں کے سامنے شرمندہ نہیں ہوگا جو اس نبی مقبول کا سچا تابع ہے۔

(نزول المسیح۔روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 121)

ہزاروں درود اور سلام اور رحمتیں اور برکتیں اس پاک نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوں جس کے ذریعہ سے ہم نے وہ زندہ خدا پایا۔

(نسیم دعوت۔روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 263)

دنیا میں ایک عظیم الشان نبی انسانوں کی اصلاح کے لئے آیا یعنی سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس نے اس سچے خدا کی طرف لوگوں کو بلایا جس کو دنیا بھول گئی تھی۔

(نسیم دعوت۔روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 366)

میرا یہی مذہب ہے کہ جس قدر فیوض اور برکات کوئی شخص حاصل کر سکتا ہے اور جس قدر تقرب الی اللہ پاسکتا ہے وہ صرف اور صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اطاعت اور کامل محبت سے پاسکتا ہے ورنہ نہیں۔ آپؐ کے سوا اب کوئی راہ نیکی کی نہیں۔

(لیکچر لدھیانہ۔روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 260)

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے سید و مولیٰ (اس پر ہزار سلام) اپنے افاضہ کے رو سے تمام انبیاء سے سبقت لے گئے ہیں۔

(چشمہ مسیحی۔روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 389)

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت انسانی فطرت کے انتہا تک پہنچی ہوئی ہے۔

(حقیقۃ الوحی۔روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 156)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اور آپ خاتم الانبیاء ہیں۔

(چشمہ معرفت۔روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 90)

خدا نما نبی ﷺ

دنیا میں کروڑہا ایسے پاک فطرت گزرے ہیں اور آگے بھی ہونگے لیکن ہم نے سب سے بہتر اور سب سے اعلیٰ اور سب سے خوب تر اس مرد خدا کو پایا ہے جس کا نام ہے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

(چشمہ معرفت۔روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 301)

پس ہم نے ایک ایسے نبی کا دامن پکڑا ہے جو خدا نما ہے کسی نے یہ شعر بہت ہی اچھا کہا ہے:

محمدؐ عربی بادشاہ ہر دو سرا
کرے ہے روح قدس جس کے در کی دربانی
اسے خدا تو نہیں کہہ سکوں پہ کہتا ہوں
کہ اس کی مرتبہ دانی میں ہے خدا دانی

(چشمہ معرفت۔روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 302)

ہم کس زبان سے خدا کا شکر کریں جس نے ایسے نبی کی پیروی ہمیں نصیب کی جو سعیدوں کی ارواح کے لئے آفتاب ہے جیسے اجسام کے لئے سورج۔ وہ اندھیرے کے وقت ظاہر ہوا اور دنیا کو اپنی روشنی سے روشن کر دیا وہ نہ تھکا نہ ماندہ ہوا جب تک کہ عرب کے تمام حصہ کو شرک سے پاک نہ کر دیا۔ وہ اپنی سچائی کی آپ دلیل ہے کیونکہ اس کا نور ہر ایک زمانہ میں موجود ہے اور اس کی سچی پیروی انسان کو یوں پاک کرتی ہے کہ جیسا ایک صاف اور شفاف دریا کا پانی میلے کپڑے کو۔ کون صدق دل سے ہمارے پاس آیا جس نے اس نور کا مشاہدہ نہ کیا اور کس نے صحت نیت سے اس دروازہ کو کھٹکھٹایا جو اس کے لئے کھولا نہ گیا۔

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 ص 302)

میں اس کے رسول پر دلی صدق سے ایمان لایا ہوں اور جانتا ہوں کہ تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں اور اس کی شریعت خاتم الشرائع ہے۔

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 340)

خدا اس شخص سے پیار کرتا ہے جو اس کی کتاب قرآن شریف کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو درحقیقت خاتم الانبیاء سمجھتا ہے اور اس کے فیض کا اپنے تئیں محتاج جانتا ہے پس ایسا شخص خدا تعالیٰ کی جناب میں پیارا ہو جاتا ہے۔

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 340)

ہمیں بڑا فخر ہے کہ جس نبی علیہ السلام کا ہم نے دامن پکڑا ہے خدا کا اس پر بڑا ہی فضل ہے۔ وہ خدا تو نہیں مگر اس کے ذریعہ سے ہم نے خدا کو دیکھ لیا ہے۔ اس کا مذہب جو ہمیں ملا ہے خدا کی طاقتوں کا آئینہ ہے۔

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 381)

مجمع الانوار

نور علیٰ نور۔ نور فائض ہوا نور پر (یعنے جب کہ وجود مبارک حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم میں کئی نور جمع تھے۔ سو ان نوروں پر ایک اور نور آسمانی جو وحی الٰہی ہے۔ وارد ہو گیا۔ اور اس نور کے وارد ہونے سے وجود باجود خاتم الانبیاء کا مجمع الانوار بن گیا۔۔۔۔۔۔ گو یا وہ نور مجسم ہو گئے ہیں۔ اسی جہت سے قرآن شریف میں آنحضرت ﷺ کا نام نور اور سراج منیر رکھا ہے۔

(براہین احمدیہ چہار حصص۔ روحانی خزائن جلد 1 ص 195)

باخدا انسان بنا دیا

پہلا مقصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عرب کی اصلاح تھی۔ اور عرب کا ملک اس زمانہ میں ایسی حالت میں تھا کہ بمشکل کہہ سکتے ہیں کہ وہ انسان تھے۔ کونسی بدی تھی جو ان میں نہ تھی۔ اور کون سا شرک تھا جو ان میں رائج نہ تھا۔۔۔۔۔۔

پھر جب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اصلاح کے لئے کھڑے ہوئے اور اپنی باطنی توجہ سے ان کے دلوں کو صاف کرنا چاہا۔ تو ان میں تھوڑے ہی دنوں میں ایسی تبدیلی پیدا ہو گئی۔ کہ وہ وحشیانہ حالت سے انسان بنے۔ اور پھر انسان سے مہذب انسان۔ اور مہذب انسان سے باخدا انسان اور آخر خدا تعالیٰ کی محبت میں ایسے محو ہو گئے۔ کہ انہوں نے ایک بے حس عضو کی طرح ہر ایک دکھ کو برداشت کیا۔۔۔۔۔۔ پس میں تو اس سے بڑھ کر کوئی معجزہ نہیں سمجھتا کہ کیونکر ایک غریب مفلس تنہا بیکس نے ان کے دلوں کو ہر یک کینہ سے پاک کر کے اپنی طرف کھینچ لیا۔ یہاں تک کہ وہ فخریہ لباس پھینک کر اور ٹاٹ پہن کر خدمت میں حاضر ہو گئے۔

(پیغام صلح۔ روحانی خزائن جلد 23 ص 463)

صحیح وقت پر اصلاح کے لئے آئے

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے وقت میں تشریف لائے تھے جبکہ تمام دنیا اور تمام قومیں بگڑ چکی تھیں اور مخالف قوموں نے اس دعویٰ کو نہ صرف اپنی خاموشی سے بلکہ اپنے اقراروں سے مان لیا ہے۔ پس اس سے بداہت نتیجہ نکلا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درحقیقت ایسے وقت میں آئے تھے جس وقت میں ایک سچے اور کامل نبی کو آنا چاہئے۔ پھر جب ہم دوسرا پہلو دیکھتے ہیں کہ آنجناب ﷺ کس وقت واپس بلائے گئے تو قرآن صاف اور صریح طور پر ہمیں خبر دیتا ہے کہ ایسے وقت میں بلانے کا حکم ہوا کہ جب اپنا کام پورا کر چکے تھے۔ یعنی اس وقت کے بعد بلائے گئے جبکہ یہ آیت نازل ہو چکی کہ مسلمانوں کے لئے تعلیم کا مجموعہ کامل ہو گیا اور جو کچھ ضروریات دین میں نازل ہونا تھا وہ سب نازل ہو چکا اور نہ صرف یہی بلکہ یہ بھی خبر دی گئی کہ خدا تعالیٰ کی تائیدیں بھی کمال کو پہنچ گئیں اور جوق در جوق لوگ دین اسلام میں داخل ہو گئے۔

(نور القرآن نمبر 2۔ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 361)

مظہر اتم الوہیت

اللہ تعالیٰ نے مقام جمع کے لحاظ سے کئی نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے رکھ دیئے ہیں جو خاص اس کی صفتیں ہیں۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ کا نام محمد رکھا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ نہایت تعریف کیا گیا۔ سو یہ غایت درجہ کی تعریف حقیقی طور پر خدا تعالیٰ کی شان کے لائق ہے۔ مگر ظلّی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی۔ ایسا ہی قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نور جو دنیا کو روشن کرتا ہے اور رحمت جس نے عالم کو زوال سے بچایا ہوا ہے آیا ہے اور رؤف اور رحیم جو خدائے تعالیٰ کے نام ہیں۔ ان ناموں سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پکارے گئے ہیں اور کئی مقام قرآن شریف میں اشارات و تصریحات سے بیان ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مظہر اتم الوہیت ہیں اور ان کا کلام خدا کا کلام اور ان کا ظہور خدا کا ظہور اور ان کا آنا خدا کا آنا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں اس بارے میں ایک یہ آیت بھی ہے۔ وقل جاء الحق (۔) کہہ حق آیا اور باطل بھاگ گیا اور باطل نے بھاگنا ہی تھا۔ حق سے مراد اس جگہ اللہ جل شانہ اور قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور باطل سے مراد شیطان اور شیطان کا گروہ اور شیطانی تعلیمیں ہیں۔

(سرمہ چشم آریہ۔ روحانی خزائن جلد دوم ص 277)

قاب قوسین

سید الانبیاء و خیر الوریٰ مولانا و سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ایک عظیم الشان روحانی حسن لے کر آئے جس کی تعریف میں یہی آیت کریمہ کافی ہے۔ دنٰی فتدلّٰی ۔۔۔۔۔۔ یعنی وہ نبیؐ جناب الٰہی کے بہت نزدیک چلا گیا اور پھر مخلوق کی طرف جھکا اور اس طرح پر دونوں حقوں کو جو حق اللہ اور حق العباد ہے ادا کر دیا۔ اور دونوں قسم کا حسن روحانی ظاہر کیا۔ اور دونوں قوسوں میں وتر کی طرح ہو گیا۔ یعنی دونوں قوسوں میں جو ایک درمیانی خط کی طرح ہو۔

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 220)

انسان کامل اور کامل نبی

وہ انسان جس نے اپنی ذات سے اپنی صفات سے اپنے افعال سے اپنے اعمال سے اور اپنے روحانی اور پاک قویٰ کے پُر زور دریا سے کمال تام کا نمونہ علماً و عملاً و صدقاً و ثباتاً دکھلایا اور انسان کاملؑ کہلایا۔۔۔۔۔۔ وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ اے پیارے خدا اس پیارے نبیؐ پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداء دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔

(اتمام الحجہ۔ روحانی خزائن جلد 8 ص 308)

جس کے ساتھ ہم اس عالم گزران سے کوچ کریں گے

ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالیٰ اس عالم گزران سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدائے تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 ص 169)

جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا نبی

اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو! اور اے تمام وہ انسانی روحو! جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو! میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف (دین حق) ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔

(تریاق القلوب۔ روحانی خزائن جلد 15 ص 141)

بنی نوع انسان کا بے نظیر ہمدرد

اگر کسی نبی کی فضیلت اس کے ان کاموں سے ثابت ہو سکتی ہے جن سے بنی نوع کی سچی ہمدردی سب نبیوں سے بڑھ کر ظاہر ہو تو اے سب لوگو اٹھو اور گواہی دو کہ اس صفت میں محمد ﷺ کی دنیا میں کوئی نظیر نہیں۔۔۔۔۔۔ اندھے مخلوق پرستوں نے اس بزرگ رسولؐ کو شناخت نہیں کیا جس نے ہزاروں نمونے سچی ہمدردی کے دکھلائے۔ لیکن اب میں دیکھتا ہوں کہ وہ وقت پہنچ گیا ہے کہ یہ پاک رسول شناخت کیا جائے چاہو تو میری بات کو لکھ رکھو۔۔۔۔۔۔ اے سننے والو اور اے سوچنے والو سوچو اور یاد رکھو کہ حق ظاہر ہو گا اور وہ جو سچا نور ہے چمکے گا۔

(مجموعہ اشتہارات جلد 2 ص 9)

نبی کریم کی فضیلت کل انبیاء پر میرے ایمان کا جزو اعظم

میرا مذہب یہ ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ کو الگ کیا جاتا اور کل نبی جو اس وقت تک گزر چکے تھے۔ سب کے سب اکٹھے ہو کر وہ کام اور وہ اصلاح کرنا چاہتے جو رسول اللہ ﷺ نے کی ہرگز نہ کر سکتے۔ ان میں وہ دل اور وہ قوت نہ تھی جو ہمارے نبیؐ کو ملی تھی۔ اگر کوئی کہے کہ یہ نبیوں کی معاذ اللہ سوء ادبی ہے تو وہ نادان مجھ پر افتراء کرے گا۔ میں نبیوں کی عزت اور حرمت کرنا اپنے ایمان کا جزو سمجھتا ہوں، لیکن نبی کریم کی فضیلت کل انبیاء پر میرے ایمان کا جزو اعظم ہے اور میرے رگ و ریشہ میں ملی ہوئی بات ہے۔ یہ میرے اختیار میں نہیں کہ اس کو نکال دوں۔ بدنصیب اور آنکھ نہ رکھنے والا مخالف جو چاہے سو کہے ہمارے نبی کریم ﷺ نے وہ کام کیا ہے، جو نہ الگ الگ اور نہ مل کر کسی سے ہو سکتا تھا اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔

(ملفوظات جلد 1 ص 420)

(مرتبہ: مکرم شاہد احمد چیمہ صاحب)

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات

آنحضرت ﷺ کی پیروی کر کے ہم خدا تعالیٰ کی محبت پا سکتے ہیں تبھی ہمارے گناہ بخشے جائیں گے اور دعائیں قبول ہوں گی

آنحضرت ﷺ رحمۃ للعالمین بن کے آئے۔ آپؐ دشمنوں کے لئے بھی رو رو کر دعائیں کرتے رہے

حضور انور نے خطبہ جمعہ 13 مارچ 2009ء میں فرمایا:۔

آنحضرت ﷺ کی ذات تو وہ بابرکت ذات ہے کہ جب آپؐ آئے تو رحمۃ للعالمین بن کے آئے۔ آپؐ تو دشمنوں کے لئے بھی رو رو کر دعائیں کرتے رہے۔

ایک صحابیؓ سے روایت ہے کہ ایک رات مجھے آنحضرت ﷺ کے ساتھ تہجد کی نماز پڑھنے کا موقع ملا تو اس میں آپؐ یہی دعا مستقل کرتے رہے کہ اللہ تعالیٰ اس قوم کو بخش دے اور عقل دے۔

(سنن نسائی کتاب الافتتاح باب تردید الآیۃ حدیث نمبر 1010)

آنحضرت ﷺ کا اسوہ تو یہ تھا کہ ایک صحابیؓ کے جنگ کے دوران دشمن پر غلبہ پا کے اُسے قتل کر دینے پر جبکہ اس نے کلمہ پڑھ لیا تھا، آپؐ نے فرمایا کہ کیا تم نے دل چیر کر دیکھا تھا؟ اور اتنا شدت سے اظہار کیا کہ انہوں نے خواہش کی کہ کاش میں آج سے پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا۔

(سنن ابی داؤد کتاب الجہاد باب علی ما یقاتل المشرکون حدیث نمبر 2643)

............حضرت مسیح موعود اس (محافل میلاد) کے تسلسل میں کیا فرماتے ہیں، مَیں آگے پیش کرتا ہوں۔ فرمایا کہ محض تذکرہ آنحضرت ﷺ کا عمدہ چیز ہے۔ ''اس سے محبت بڑھتی ہے اور آپؐ کی اتباع کے لئے تحریک ہوتی اور جوش پیدا ہوتا ہے''۔

(الحکم جلد 7 نمبر 11 صفحہ 5۔ 24 مارچ 1903ء۔ ملفوظات جلد سوم صفحہ 159 حاشیہ)

''قرآن شریف میں بھی اس لئے بعض تذکرے موجود ہیں جیسے فرمایا وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ اِبْرَاهِیْمَ (مریم:42) ''۔

(الحکم جلد 7 نمبر 11 صفحہ 5۔ 24 مارچ 1903ء۔ ملفوظات جلد سوم صفحہ 159 حاشیہ)

''لیکن ان تذکروں کے بیان میں بعض بدعات ملا دی جائیں تو وہ حرام ہو جاتے ہیں''۔ فرمایا کہ ''یہ یاد رکھو کہ اصل مقصد (دین) کا توحید ہے۔............ آنحضرت ﷺ کا تذکرہ موجب رحمت ہے مگر غیر مشروع امور و بدعات منشاء الٰہی کے خلاف ہیں۔............

(الحکم جلد 7 نمبر 11 صفحہ 5۔ 24 مارچ 1903ء۔ ملفوظات جلد سوم صفحہ 160 حاشیہ)

............حدیث میں آیا ہے آنحضرت ﷺ نے ایک دفعہ فرمایا کہ بہشت ایک ایسا مقام ہوگا جس میں صرف میں ہوں گا۔ ایک صحابیؓ جس کو آپ سے بہت ہی محبت تھی یہ سن کر رو پڑا اور کہا حضورؐ مجھے آپؐ سے بہت محبت ہے۔ آپ نے فرمایا تو میرے ساتھ ہوگا۔ خیال ہوا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں ہوں گا تو شاید یہ صحابیؓ وہاں نہ پہنچ سکیں فرمایا کہ اگر تجھے مجھ سے محبت ہے تو میرے ساتھ ہوگا۔

............اسی طرح ایک شخص نے سوال کیا تو اس کو آپ نے خط لکھوایا اور فرمایا کہ میرے نزدیک اگر بدعات نہ ہوں اور جلسہ ہو اس میں تقریر ہو، اس میں آنحضرت ﷺ کی سیرت بیان کی جاتی ہو، آنحضرت ﷺ کی مدح میں کچھ نظمیں خوش الحانی سے پڑھ کے سنائی جائیں وہاں تو ایسی مجلسیں بڑی اچھی ہیں اور ہونی چاہئیں۔

حضرت مسیح موعود کس طرح اپنی اس عشق و محبت کی جو محفلیں ہیں ان کو سجانا چاہتے ہیں یا اس بارہ میں ذکر کرنا چاہتے ہیں، فرماتے ہیں: ''خدا فرماتا ہے(۔) (آل عمران: 32)'' کہ اگر اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔............

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ ''اگر آپؐ نے ایک روٹی پر پڑھا ہوتا تو ہم ہزار پر پڑھتے۔ ہاں آنحضرت ﷺ نے خوش الحانی سے قرآن سنا تھا اور آپؐ اس پر روئے بھی تھے۔ جب یہ آیت (۔) (النساء:42)'' (اور ہم تجھے ان لوگوں کے متعلق بطور گواہ لائیں گے۔ قرآن سنا ضرور کرتے تھے اور اس پر آپؐ جب یہ آیت آئی کہ آپ گواہ ہوں گے تو آپؐ اس پر رو پڑے۔ یہ رونا اصل میں آپؐ کی عاجزی کا انتہائی مقام اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح یہ مقام آپ کو عطا فرمایا۔)

حضرت مسیح موعود (۔) فرماتے ہیں اس سے ''آپ روئے اور فرمایا بس کر میں اس سے آگے نہیں سن سکتا۔ آپ کو اپنے گواہ گزرنے پر خیال گزرا ہوگا''۔ (ایضاً صفحہ 162)

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ ''ہمیں خود خواہش رہتی ہے کہ کوئی خوش الحان حافظ ہو تو قرآن سنیں''۔ یہ ہے اتباع آنحضرت ﷺ کی۔ پھر لکھتے ہیں کہ ''آنحضرت ﷺ نے ہر ایک کام کا نمونہ دکھلا دیا ہے وہ ہمیں کرنا چاہئے۔ سچے مومن کے واسطے کافی ہے کہ دیکھ لیوے کہ یہ کام آنحضرت ﷺ نے کیا ہے کہ نہیں؟ اگر نہیں کیا تو کرنے کا حکم دیا ہے یا نہیں؟ حضرت ابراہیمؑ آپؐ کے جد امجد تھے اور قابل تعظیم تھے۔ کیا وجہ کہ آپؐ نے ان کا مولود نہ کروایا؟'' (ملفوظات جلد سوم صفحہ 162)

............بہرحال خلاصہ یہ کہ مولود کے دن جلسہ کرنا، کوئی تقریب منعقد کرنا منع نہیں ہے بشرطیکہ اس میں کسی بھی قسم کی بدعات نہ ہوں۔ آنحضرت ﷺ کی سیرت بیان کی جائے۔ اور اس قسم کا (پروگرام) صرف یہی نہیں کہ سال میں ایک دن ہو۔ محبوب کی سیرت جب بیان کرنی ہے تو پھر سارا سال ہی مختلف وقتوں میں جلسے ہو سکتے ہیں اور کرنے چاہئیں اور یہی جماعت احمدیہ کا تعامل رہا ہے، اور یہی جماعت کرتی ہے۔ اس لئے یہ کسی خاص دن کی مناسبت سے نہیں، لیکن اگر کوئی خاص دن مقرر کر بھی لیا جائے اور اس پہ جلسے کئے جائیں اور آنحضرت ﷺ کی سیرت بیان کی جائے بلکہ ہمیشہ سیرت بیان کی جاتی ہے۔ اگر اس طرح پورے ملک میں اور پوری دنیا میں ہو تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے لیکن یہ ہے کہ بدعات شامل نہیں ہونی چاہئیں۔ کسی قسم کے ایسے خیالات نہیں آنے چاہئیں کہ اس مجلس سے ہم نے جو برکتیں پا لی ہیں ان کے بعد ہمیں کوئی اور نیکیاں کرنے کی ضرورت نہیں ہے جیسا کہ بعضوں کے خیال ہوتے ہیں۔ تو نہ افراط ہو نہ تفریط ہو۔

پس آج میں بقیہ وقت میں حضرت مسیح موعود کے اس ارشاد کی روشنی میں آنحضرت ﷺ کی سیرت کے بعض پہلو بیان کروں گا تا کہ ہم بھی ان کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی کوشش کریں۔ تبھی ہم جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، آنحضرت ﷺ کی پیروی کر کے خدا تعالیٰ کی محبت کو پا سکتے ہیں اور تبھی ہمارے گناہ بخشے جائیں گے، تبھی ہماری دعائیں بھی قبولیت کا درجہ پائیں گی۔

بعض لوگ پوچھتے ہیں کہ کیا آنحضرت ﷺ کو وسیلہ بنا کر دعا کی جا سکتی ہے؟ آپؐ کی سنت کی پیروی اور آپؐ سے محبت کا تعلق، اللہ تعالیٰ کی رضا آپ کو حاصل کرنے کا وسیلہ ہی ہے۔ (نداء) کے بعد کی دعا میں بھی یہی دعا سکھائی گئی ہے۔ جو آیت مَیں نے پڑھی ہے اس کا کچھ حصہ حضرت مسیح موعود نے درج فرمایا تھا۔ پوری آیت اس طرح ہے۔ (۔) (آل عمران:32) تو کہہ دے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو وہ بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ پس ہم دیکھتے ہیں کہ آپؐ نے کیا سنت قائم فرمائی؟ جن کی ہم نے پیروی کرنی ہے۔ آپؐ کے کیا کچھ عمل تھے جو آپؐ نے اپنے صحابہ کے سامنے کئے اور آگے روایات میں ہم تک پہنچے۔

آپ ﷺ پر دنیا والے یہ الزام لگاتے ہیں کہ نعوذ باللہ آپؐ نے دنیاوی جاہ وحشمت کے لئے حملے کئے اور ایک علاقے کو زیر کر کے اپنی حکومت میں لے آئے۔ پھر آپؐ کی ازواج مطہرات کے حوالے سے قسم قسم کی باتیں آج کل کی جاتی ہیں۔ ایسی کتابیں لکھی جاتی ہیں باتیں کہ جن کو کوئی شریف النفس پڑھ بھی نہیں سکتا۔ بلکہ امریکہ میں ہی جو نئی کتاب لکھی گئی ہے، اس پہ کسی عیسائی نے ہی یہ تبصرہ کیا تھا کہ ایسی بیہودہ کتاب ہے کہ اس کو تو پڑھا ہی نہیں جا سکتا۔ تو یہ سب الزامات جو آپؐ کی ذات پر لگائے جاتے ہیں کوئی نئی بات نہیں ہے۔ ہمیشہ سے آپؐ کی ذات بابرکات پر یہ الزام لگائے گئے۔ جب آپؐ نے دعویٰ کیا اس وقت بھی کفار کا یہ خیال تھا کہ شاید کسی دنیاوی لالچ کی وجہ سے آپؐ نے یہ دعویٰ کیا ہے اور آپؐ کے چچا کے ذریعہ سے آپؐ کو یہ پیغام بھیجا کہ آپؐ ہمارے مذہب کے بارہ میں، ہمارے بتوں کے بارے میں کچھ کہنا چھوڑ دیں اور اپنے دین کی تبلیغ بھی نہ کریں اور ہم اس کے بدلے میں آپؐ کی سرداری بھی تسلیم کرنے کو تیار ہیں۔ اپنی دنیا کی جاہ وحشمت جو ہمارے پاس ہے وہ بھی آپؐ کو دینے کو تیار ہیں۔ اپنی دولت بھی دینے کو تیار ہیں۔ عرب کی خوبصورت ترین عورت بھی دینے کو تیار ہیں تو آپؐ کا جواب یہ تھا کہ اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ میں سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند بھی رکھ دیں تو تب بھی مَیں اپنے فرض سے باز نہیں آؤں گا۔ مَیں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ ان کی خرابیاں ان کو بتاؤں اور ان کو سیدھے راستے پر چلاؤں۔ اگر اس کے لئے مجھے مرنا ہی ہے تو پھر مَیں بخوشی اس موت کو قبول کرتا ہوں۔ میری زندگی اس راہ میں وقف ہے اور موت کا ڈر مجھے اس کام سے روک نہیں سکتا اور نہ ہی کسی قسم کا لالچ مجھے اس سے روک سکتا ہے۔

پس دنیاداروں نے تو ہمیشہ سے آپؐ کے اس کام کو جو آپ خدا تعالیٰ کی خاطر کر رہے تھے اور خدا تعالیٰ کے حکم سے کر رہے تھے دنیاوی اور ظاہری چیز سمجھا اور کفار نے آپؐ کو اس کے لئے پیشکش بھی کی اور آپ نے اس وجہ سے کفار کی ہر قسم کی پیشکش کو رد کر کے یہ واضح کر دیا کہ میں اس دنیا کی جاہ وحشمت اور دولت کا امیدوار نہیں ہوں بلکہ مَیں تو زمین و آسمان کے خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔ وہ آخری نبی ہوں جس نے تمام دنیا پر خدائے قادر وتوانا اور واحد و یگانہ کا جھنڈا لہرانا ہے اور آپؐ کی اس بات کا اعلان اللہ تعالیٰ نے بھی آپؐ پر یہ آیت نازل کر کے کر دیا کہ (۔)(الانعام : 163) ان سے کہہ دے کہ میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

پس یہ تھا آپؐ کا مقام جو سرتاپا خدا کی محبت میں ڈوب کر آپؐ کو ملا تھا۔ آپؐ کو دنیاوی جاہ وحشمت نہیں چاہئے تھی۔ آپؐ کو تو خدائے واحد کی حکومت تمام دنیا پر چاہئے تھی اور اس کے لئے آپؐ نے ہر دکھ اٹھایا۔ آپ نے دنیا کو بتایا کہ اگر تم ہمیشہ کی زندگی چاہتے ہو تو میری پیروی کرو اور نمازوں کے وہ حق ادا کرنے کی اور وہ معیار حاصل کرنے کی کوشش کرو جس کے نمونے مَیں نے قائم کئے ہیں۔ عبادتوں میں ڈوبنا ہی زندگی کی ضمانت ہے۔ اور قربانیوں کے ذریعہ حقیقی موت سے پہلے وہ موت اپنے اوپر وارد کرو جس کے اعلیٰ ترین معیار میں نے قائم کئے ہیں اور اس وجہ سے جو موت آئے گی تو پھر ایک ابدی زندگی شروع ہوگی۔ جو انسان کو خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والا بنائے گی۔ پس نمازوں اور قربانیوں کی وہ معراج آپؐ نے حاصل کی جس نے زندگی اور موت کے نئے زاویے آپؐ کی ذات میں قائم فرما دیئے اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ سے یہ اعلان کروا دیا کہ مجھے کسی لالچ کی کیا ترغیب دیتے ہو اور مجھے کسی ظلم کا نشانہ بنانے سے کیا ڈراتے ہو، میرا تو ہر فعل میرے خدا کے لئے ہے اور جس کا سب کچھ خدا کا ہو جائے اس کے لئے نہ دنیاوی زندگی کی کوئی حیثیت ہے، نہ موت کی کوئی حیثیت ہے اور جیسا کہ مَیں نے کہا، آنحضرت ﷺ نے یہ اعلان کر کے ہمیں یہ بھی تعلیم دی کہ میرے نمونے تو یہ ہیں۔ تم بھی فَاتَّبِعُوْنِی کے حکم پر عمل کرتے ہوئے ان راستوں پر قدم مارنے کی کوشش کرو......

آپؐ نے عبادتوں کے کیا معیار قائم فرمائے۔ ......حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے، کہتی ہیں کہ عورت ذات ہونے کی وجہ سے ٹھیک ہے کہ آپؐ کو ایک محبت اور پیار تھا لیکن آپؐ کا اصل محبوب کون تھا، حقیقی محبوب کون تھا۔ یہ بتاتے ہوئے حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک رات میرے ہاں حضورؐ کی باری تھی ﷺ اور یہ باری نویں دن آیا کرتی تھی۔ بہرحال کہتی ہیں کہ میری آنکھ کھلی تو مَیں نے دیکھا کہ آپؐ بستر پر نہیں ہیں۔ مَیں گھبرا کر باہر صحن میں نکلی تو دیکھا کہ حضورؐ سجدے میں پڑے ہوئے ہیں اور کہہ رہے تھے کہ اے میرے پروردگار! میری روح اور میرا دل تیرے حضور سجدہ ریز ہیں۔ تو یہ ہے حقیقی محبوب کے سامنے اظہار اور یہ ہے جواب ان لوگوں کے لئے جو آپؐ کی ذات پر بیہودہ الزام لگاتے ہیں۔

پھر آپؐ اپنی سونے کی حالت میں بھی خدا تعالیٰ کی یاد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میری دونوں آنکھیں تو بے شک سوتی ہیں لیکن دل بیدار ہوتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب التہجد باب قیام النبیؐ باللیل فی رمضان حدیث نمبر 1147)

اور اس دل کی بیداری میں کیا ہوتا تھا؟ ذکر خدا ہوتا تھا۔ ہر کروٹ آپؐ کو خدا کی یاد دلاتی تھی۔ آپ ﷺ نے مختلف مواقع اور مختلف حالتوں کی جو دعائیں ہمیں اپنے عملی نمونے سے سکھائی ہیں وہ بھی اس بات کی دلیل ہیں کہ آپؐ کا اوڑھنا بچھونا خدا تعالیٰ کا ذکر اور عبادت تھی۔ پس یہ تصور ہے جو آپ نے ہمیں دیا کہ مومن کا ہر فعل اور حرکت وسکون عبادت بن سکتا ہے اگر خدا تعالیٰ کی خاطر ہو اور خدا تعالیٰ کی یاد دلانے والا ہو۔ اس نیت سے ہو کہ یہ فعل خدا کا قرب دلانے والا بنے گا۔

مثلاً ایک دفعہ آپؐ ایک صحابیؓ کے گھر گئے انہوں نے وہاں نیا گھر بنایا تھا۔ دیکھا کہ ایک کھڑکی رکھی ہوئی ہے۔ ظاہر ہے آپؐ کو معلوم تو تھا کھڑکی کیوں رکھی جاتی ہے۔ آپؐ نے تربیت کے لئے اس سے پوچھا کہ بتاؤ یہ کھڑکی کس لئے رکھی ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ ہوا اور روشنی کے لئے۔ آپؐ نے فرمایا بالکل ٹھیک ہے لیکن اس لئے رکھ دیتے، یہ بھی نیت ساتھ ملا لیتے کہ اذان کی آواز بھی اس سے آئے گی تاکہ مَیں نمازوں پہ جا سکوں تو تم نے پہلے جو یہ دونوں مقصد بیان کئے ہیں وہ تو حاصل ہو ہی جاتے اور ساتھ ہی اس کا ثواب بھی مل جاتا۔

پھر ایک روایت میں آپؐ نے فرمایا، حدیث میں آتا ہے کہ خاوند کو چاہئے کہ اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے بیوی کے منہ میں لقمہ اگر ڈالتا ہے تو اس کا بھی ثواب ہے۔ اب اس کا مطلب صرف یہ نہیں کہ صرف لقمہ ڈالنا بلکہ بیوی بچوں کی پرورش ہے، ان کی ضروریات کو پورا کرنا ہے۔ ایک مرد کا فرض ہے کہ اپنے گھر کی ذمہ داری اٹھائے۔ لیکن اگر یہی فرض وہ اس نیت سے ادا کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے میرے پر یہ ذمہ داری ڈالی ہے اور خدا کی خاطر میں نے اپنی بیوی، جو اپنا گھر چھوڑ کے میرے گھر آئی ہے، اس کا حق ادا کرنا ہے، اپنے بچوں کا حق ادا کرنا ہے تو وہی فرض ثواب بھی بن جاتا ہے۔ یہ بھی عبادت ہے۔ اگر یہ خیالات ہوں ہر احمدی کے تو آج کل کے جو عائلی جھگڑے ہیں، تُو تکار اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر ناراضگیاں ہیں ان سے بھی انسان بچ جاتا ہے۔ بیوی اپنی ذمہ داریاں سمجھے گی کہ میرے پر یہ ذمہ داری ڈالی ہے کہ مَیں خاوند کی خدمت کروں، اس کا حق ادا کروں اور اگر اللہ تعالیٰ کی خاطر مَیں یہ کر رہی ہوں گی تو اس کا ثواب ہے۔ تو آنحضرت ﷺ نے دونوں فریقوں کو یہ بتایا کہ اگر تم اس طرح کرو تو تمہارا یہ فعل بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کی وجہ سے عبادت بن جائے گا۔ اس کا ثواب ملے گا۔ تو یہ چیزیں ہیں جو انسان کو سوچنی چاہئیں اور یہی چھوٹی چھوٹی چیزیں ہیں جو بعض گھروں کو جنت نظیر بنا دیتی ہیں۔

آنحضرتؐ کی عبادت کے بارہ میں حضرت عائشہؓ سے ہی ایک روایت ہے، کہتی ہیں ایک رات میں نے دیکھا کہ آپ تہجد کی نماز میں سجدے میں پڑے ہیں اور یہ دعا کر رہے تھے کہ اللہ تیرے لئے میرے جسم و جان سجدے میں ہیں۔ میرا دل تجھ پر ایمان لاتا ہے۔ اے میرے ربّ یہ دونوں ہاتھ تیرے سامنے پھیلے ہیں اور جو کچھ میں نے ان کے ساتھ اپنی جان پر ظلم کیا وہ بھی تیرے سامنے ہے۔ اے عظیم! جس سے ہر عظیم بات کی امید کی جاتی ہے۔ میرے گناہوں، میرے عظیم گناہوں کو بخش دے۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں۔ اس کے بعد جب نماز سے، دعا سے، فارغ ہوئے پھر آپؐ نے مجھے فرمایا کہ جبریلؑ نے مجھے یہ الفاظ پڑھنے کے لئے کہا ہے اور تم بھی یہ پڑھا کرو۔

(مجمع الزوائد جلد 2 کتاب الصلاۃ باب مایقول فی رکوعہ وسجودہ۔ حدیث نمبر 2775۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت طبع اول 2001ء)

اب دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے جس کامل بندے سے اللہ تعالیٰ نے ایک عرصہ پہلے یہ اعلان کروایا تھا

کہ دنیا کو بتا دو کہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی، میری موت سب خدا تعالیٰ کے لئے ہے۔ کوئی کام نہیں جو مَیں اپنے لئے کروں یا اپنی مرضی سے کر رہا ہوں۔ یا اپنی کسی ذاتی خواہش کی وجہ سے کر رہا ہوں۔ بلکہ میرا ہر عمل اور ہر فعل خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ہے وہ اللہ تعالیٰ کا کامل بندہ کس طرح اپنی بندگی کے کامل ہونے کا اظہار کر رہا ہے۔ بڑی عاجزی اور خشیت سے یہ دعا مانگ رہا ہے کہ مَیں نے اپنی جان پہ ظلم کیا ہے، میرے گناہوں کو بخش دے۔ دراصل یہ نمونے ہمارے لئے قائم کئے گئے ہیں کہ کسی بھی قسم کی نیکی پر کسی بھی قسم کا تفاخر نہ کرو۔ فخر تم میں پیدا نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے عاجز بندے بنتے ہوئے اس کے آگے جھکے رہو اور اس کی رحمت طلب کرتے رہو۔

پھر آپؐ کی سیرت کا ایک اور پہلو ہے وہ مَیں اس وقت لیتا ہوں۔ جو انصاف اور مساوات سے متعلق ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم سے پہلی قومیں اس لئے ہلاک ہوئیں کہ جب بڑے آدمی سے جب کوئی قصور ہوتا تھا تو اسے چھوڑ دیا جاتا تھا اور جب کمزور کسی جرم کا مرتکب ہوتا تو اسے سزا دی جاتی تھی۔ تو یہ میری اُمّت میں نہیں ہونا چاہئے۔ لیکن آج کل اگر ہم دیکھیں تو کثرت سے یہ نظر آتا ہے، بے انصافیاں، (۔) میں پیدا ہو چکی ہیں۔ ایک قبیلہ کی مشہور عورت جو اچھے خاندان کی، اچھی پوزیشن کی عورت تھی اس نے چوری کی، اس کا نام فاطمہ تھا اور اس پہ آنحضرت ﷺ نے چوری کی سزا لاگو کی۔ صحابہ نے اس کے لئے جان بچانے کے لئے کوشش کی۔ آخر کسی کو جرأت نہ ہوئی تو حضرت اسامہؓ کو سفارش کے لئے بھیجا۔ جب انہوں نے سفارش کی تو آپؐ کا چہرہ ایک دم متغیر ہو گیا اور فرمایا کہ تم اس کی بات کرتے ہو؟ اگر میری بیٹی فاطمہ بھی یہ جرم کرتی تو مَیں اس پر بھی سزا لاگو کرتا۔ تو یہ انصاف کا معیار تھا جو آپؐ نے قائم فرمایا۔

(صحیح بخاری کتاب الحدود۔ باب اقامۃ الحدود علی الشریف۔۔۔۔۔حدیث نمبر 6788-6787)

ایک مرتبہ ابوذر غفاریؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے دو لڑکوں کو لے جا کر یہ سفارش کی کہ ان کا بھی یہ خیال ہے اور مجھے بھی یہی خیال ہے کہ زکوٰۃ کی وصولی پر ان کو لگایا جائے۔ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ابوذر جسے عہدہ کی خواہش ہو ہم اسے عہدہ نہیں دیتے۔ جب خدا دیتا ہے تو پھر توفیق دیتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کی مدد بھی کرتا ہے۔ اس خواہش کے بغیر کوئی شخص کسی بھی خدمت پر معمور کیا جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ توفیق دیتا ہے کہ اس کی مدد بھی کرے اور اس میں برکت بھی ڈالے۔ فرمایا کہ جب مانگ کر لیا جائے تو پھر کام جو ہے وہ حاوی کر دیا جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ٹھیک ہے تم نے مانگ کے کام لیا، تم سمجھتے ہو مَیں اس کا اہل ہوں، تمہاری آگے آنے کی بڑی خواہش تھی تو پھر یہ ساری ذمہ داریاں نبھاؤ۔ مَیں دیکھوں تم کس حد تک نبھاتے ہو؟ پس عہدے کی خواہش جو ہے اس میں نفس پسندی کا دخل ہے اور اللہ تعالیٰ کو یہ بات بالکل پسند نہیں کہ انسان اپنے نفس کا زیادہ سے زیادہ اظہار کرے۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ نمونے تھے جو مَیں نے بیان کئے ہیں۔ آپ نے خدمت کے بارے میں، انصاف کے بارے میں، مساوات کے بارے میں، سادگی کے بارے میں جو احکام دئے آپؐ کی زندگی میں ہمیں ہر جگہ نظر آتے ہیں۔ اگر کہیں سفر پہ جا رہے ہیں، سواریاں کم ہیں تو آپ کا جو غلام ہے، بعض دفعہ غلام تو نہیں تھے لیکن بہرحال صحابہ میں سے جو بھی کم عمر تھے، سواریاں اگر دو دو کو بانٹی گئی ہیں تو آپ کے حصہ میں جو سواری آئی آپ نے جس طرح کچھ وقت کے لئے سواری کا اپنا حق استعمال کیا اسی طرح اپنے ساتھی کو بھی دیا اور خود پیدل چلے تو یہ انصاف اور مساوات آپ نے ہمیشہ قائم فرمائی۔ پھر دیکھیں اللہ تعالیٰ کا جو یہ فرمان ہے کہ (۔) (المائدۃ:9) یعنی کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ تم انصاف کرو کہ وہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

آپؐ نے اس بارہ میں کیسا عظیم نمونہ دکھایا اس بارے میں ایک مثال میں دیتا ہوں۔ یہودیوں کا مشہور قلعہ خیبر جب فتح ہوا تو اس کی زمین مجاہدین جو جنگ میں شامل ہوئے تھے میں تقسیم کر دی گئی۔ جب وہ زمین تقسیم ہوئی، وہ زرخیز علاقہ تھا۔ وہاں کھجوروں کے باغ تھے۔ تو جب کھجوروں کی فصل ہوئی اور اس کی بٹائی کا وقت آیا، جب بانٹنے کا وقت آیا تو حضرت عبداللہ بن سہیل اپنے چچا زاد بھائی محیصہ کے ساتھ کھجوروں کی بٹائی کے لئے وہاں زمین پر گئے تو تھوڑی دیر کے لئے دونوں وہاں سے الگ ہوئے۔ اس عرصہ میں جب وہ الگ ہوئے تو حضرت عبداللہ کو کسی نے اکیلا سمجھ کے وہاں قتل کر دیا اور ان کی لاش گڑھے میں پھینک دی۔ کیونکہ یہودیوں سے زمین لی گئی ہے وہاں موجود بھی ہیں اس لئے ہو سکتا ہے انہی میں سے کسی نے قتل کیا ہو۔ مسلمان نے تو قتل نہیں کرنا تھا، کوئی دشمنی نہیں تھی۔ جیسا کہ میں نے کہا بڑے واضح ایسے امکانات تھے کہ یہودیوں پر الزام آتا تھا اور الزام لگایا گیا۔ بہرحال آنحضرت ﷺ کی خدمت میں یہ معاملہ پیش ہوا تو آنحضور ﷺ نے محیصہ سے پوچھا کہ کیا تم قسم کھا سکتے ہو کہ ان کو یہودی نے قتل کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ مَیں نے اپنی آنکھوں سے تو نہیں دیکھا اور جب مَیں نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا تو میں قسم نہیں کھا سکتا۔ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا پھر یہودیوں سے حلف لیا جائے گا۔ کیا انہوں نے قتل کیا ہے؟ یہ اس بات کی صفائی دیں کہ انہوں نے قتل نہیں کیا۔ قتل کرنے کو تو کوئی نہیں تسلیم کرے گا۔ صفائی دینی تھی کہ قتل نہیں کیا۔ تو محیصہ نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ ان یہودیوں کا کیا اعتبار ہے۔ یہ سو دفعہ جھوٹی قسمیں کھا لیں گے لیکن چونکہ انصاف کا تقاضا تھا۔ آپؐ نے کہا ٹھیک ہے، قسم کھا لیں گے تو ان کی بچت ہو جائے گی۔ انہوں نے قسم کھا لی۔ آپؐ نے یہودیوں کو کچھ نہیں کہا اور بیت المال سے پھر عبداللہ کا خون بہا دلوا دیا۔

تو یہ انصاف ہے۔ یہ اُسوہ ہے جو آپؐ نے قائم فرمایا۔ زندگی کے کسی بھی پہلو کو آپؐ نے نہیں چھوڑا۔ کسی بھی پہلو کو لے لیں اس میں آپ کا اُسوہ ہمیں نظر آتا ہے۔ مَیں نے انصاف کی جو یہ مثال دی ہے تو آج کل آپ دیکھیں، بڑے بڑے جبّہ پوش جو بڑی بڑی محفلیں مجلسیں مجلس میلاد منعقد کرتے ہیں۔

پھر دیکھیں کہ صحابہ کی تربیت کیا تھی؟ باوجود اس کے کہ واقعات اس بات کے گواہ تھے، یہ شہادت موجود تھی، حالات کی شہادت موجود تھی لیکن پھر بھی کیونکہ دیکھا نہیں تھا اس لئے جھوٹی قسم نہیں کھائی۔

۔۔۔۔۔۔ کئی گھر اجڑ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو بڑی سختی سے اس بات سے منع کیا ہے کہ (۔) کے ہاتھ سے (۔) کا خون نہیں ہونا چاہئے۔ اس دنیا میں بھی سزا اگلے جہان میں بھی عذاب اور آج کل ایک دوسرے کا خون اس سے بھی زیادہ ارزاں اور سستا ہے جتنا ایک جانور کا خون ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر جو آخری نصیحت فرمائی تھی اس میں فرمایا تھا کہ تمہارے لئے اپنے خونوں اور اپنے اموال کی حفاظت کرنا اسی طرح واجب ہے جس طرح تم اس دن اور اس مہینے کی حرمت کرتے ہو۔ ایک دوسرے پر خون کی اور مالوں کی حفاظت کی ذمہ داری ڈالی تھی۔

(روزنامہ الفضل 28 اپریل 2009ء)

بقیہ از صفحہ 24: قیام نماز میں اسوہ نبیؐ

بلالؓ نماز کی اطلاع کرنے آئے تو آپ ﷺ کو روتا پایا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ ﷺ بھی روتے ہیں۔ حالانکہ اللہ نے آپ کو بخش دیا۔ فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

(الدر المنثور للسیوطی جز 4 ص 409)

نوجوان صحابہ کو رسول اللہ ﷺ کی اقامۃ الصلوۃ دیکھنے کا بہت شوق تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے عم زاد اور حضرت میمونہ کے بھانجے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں۔

”میں ایک رات رسول اللہ ﷺ کے گھر ٹھہرا۔ نصف رات یا اس سے کچھ پہلے آپ بیدار ہوئے چہرے سے نیند زائل کی۔ آل عمران کی آخری دس آیات تلاوت فرمائیں۔ پھر گھر سے لٹکے ہوئے مشکیزہ سے نہایت عمدگی سے وضو کیا اور نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ میں جا کر بائیں پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ آپ نے مجھے کان سے پکڑ کر دائیں طرف کر دیا۔ آپ نے تیرہ رکعتیں ادا کیں۔

(بخاری کتاب الوضوء باب قراءت القرآن)

ام المومنین حضرت سودہؓ نہایت سادہ اور نیک مزاج تھیں۔ ایک رات انہوں نے بھی اپنی باری میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز تہجد ادا کرنے کا ارادہ کیا اور حضور ﷺ کے ساتھ جا کر نماز میں شامل ہوئیں۔ نامعلوم کتنی نماز ساتھ ادا کر پائیں۔ مگر اپنی سادگی میں دن کو رسول کریم ﷺ کے سامنے اس لمبی نماز پر جو تبصرہ کیا اس سے حضور بہت محظوظ ہوئے۔

کہنے لگیں ”یا رسول اللہ ﷺ رات آپ نے اتنا لمبا رکوع کروایا کہ مجھے لگتا تھا جھکے جھکے کہیں مجھے نکسیر ہی نہ پھوٹ پڑے“۔

رسول اللہ ﷺ یہ تبصرہ سن کر خوب مسکرائے۔

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ ابن حجر جلد 7 ص 721)

اقامۃ الصلوۃ میں اسوہ نبی کی چند جھلکیاں آپ کے سامنے پیش کی گئی ہیں۔ ورنہ محبت الٰہی کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر آپ ﷺ کے دل و سینہ میں موجزن تھا۔

(اسوۂ انسان کامل از حافظ مظفر احمد صاحب سے مدد لی گئی)

اپنی دعاؤں کو درود میں ڈھال دیں اور فضا میں اتنا درود صدق دل کے ساتھ بکھیریں کہ فضا کا ہر ذرہ درود سے مہک اٹھے اور ہماری تمام دعائیں اس درود کے وسیلے سے خدا تعالیٰ کے دربار میں پہنچ کر قبولیت کا درجہ پانے والی ہوں۔ (خطبات مسرور جلد 4 ص 115)

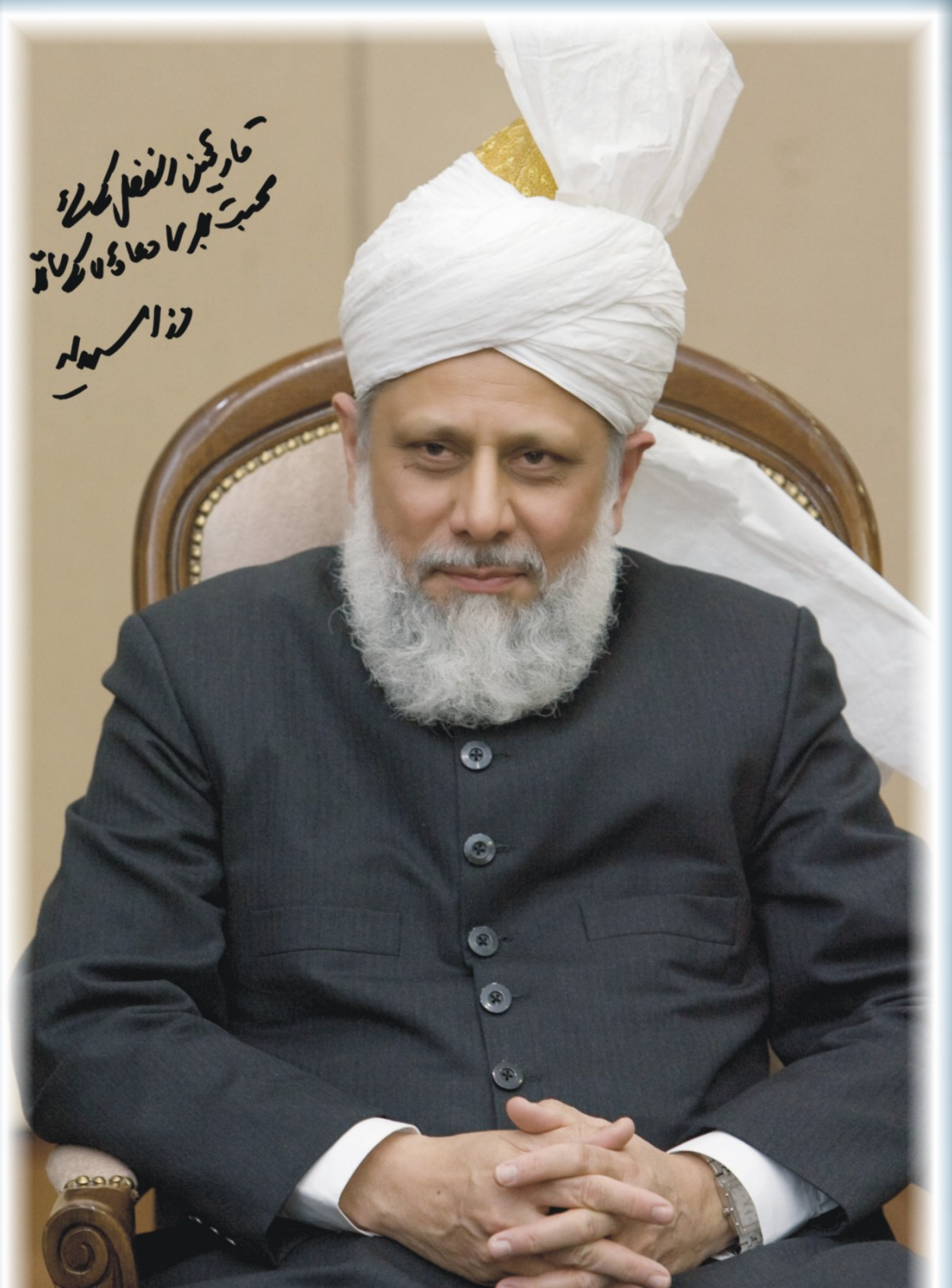

شاہد بھی ہیں مشہود بھی ناصر بھی ہیں منصور بھی
احمدؐ بھی آپؐ کا غلام فضل عمر بھی نورؓ بھی

ناصرؒ بھی ہے عشاق میں طاہرؒ بھی ہے مسرورؔ بھی
سب دستِ قدرت نے لکھا! صَلِّ عَلٰی صَلِّ عَلٰی

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ

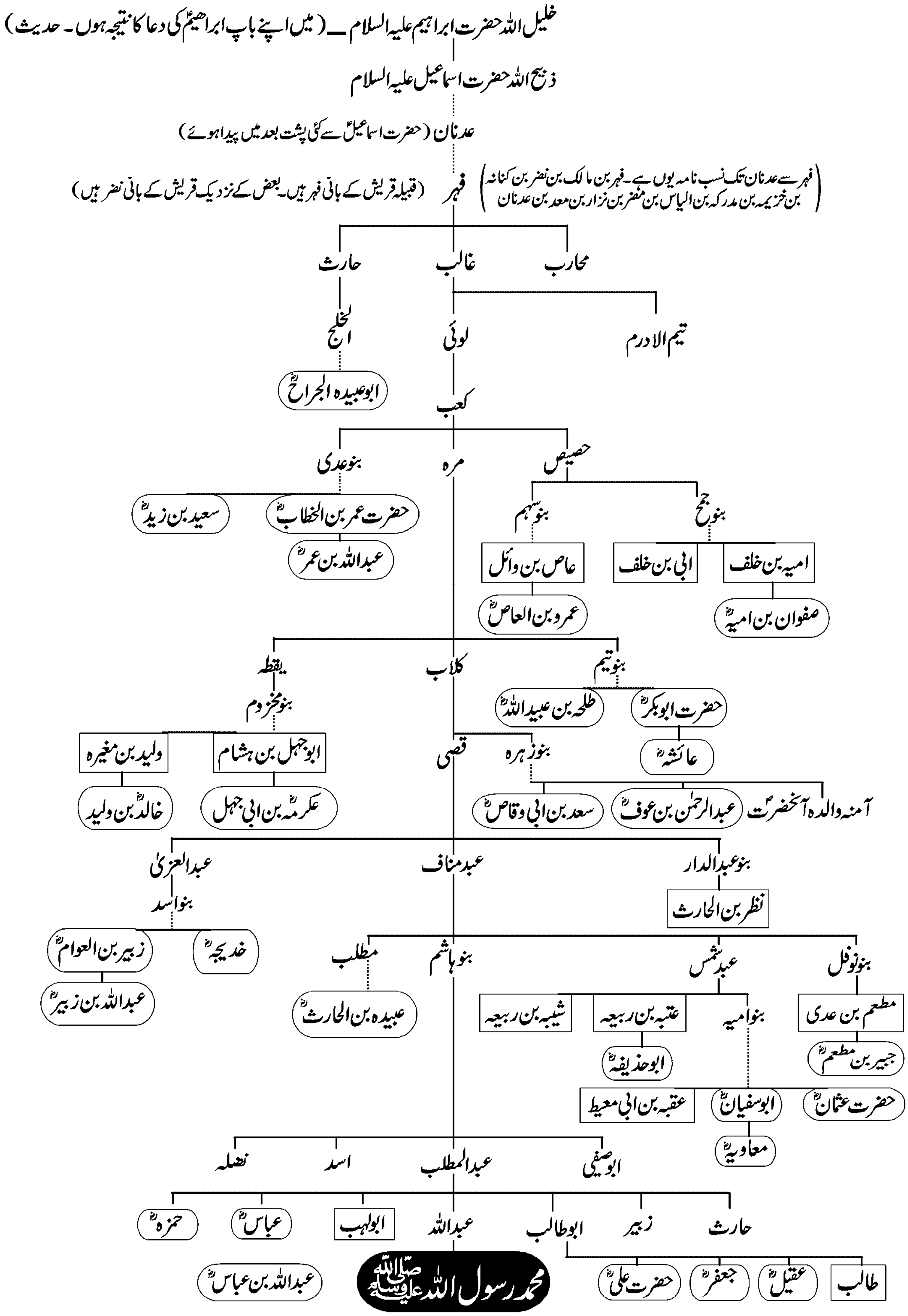

جو اسماء خطوط کے اندر ہیں وہ رسولؐ اللہ کے زمانہ کے مشہور لوگ ہیں ۔ ان میں مسلمانوں کے نام دائرہ میں اور کفار کے نام چوکور خطوط میں ہیں ۔ (ماخوذ از سیرۃ خاتم النبیینؐ)

حضرت امام محمد بن عیسیٰ ترمذی کی کتاب شمائل النبیؐ کے اردو ترجمہ از نور فاؤنڈیشن سے
آنحضرت ﷺ کی بصیرت افروز و روح پرور سیرت و سوانح کا انتخاب

مرتبہ: مکرم پروفیسر راجا نصراللہ خان صاحب

حلیہ مبارک

ابراہیم بن محمد جو حضرت علیؓ کی اولاد میں سے ہیں بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ رسول اللہ ﷺ کا حلیہ بیان کرتے تو فرماتے۔ نہ رسولؐ اللہ بہت زیادہ لمبے تھے نہ ہی بہت پستہ قد کے تھے کہ اعضاء ایک دوسرے میں پیوست ہوں بلکہ میانہ قد کے تھے۔ نہ آپؐ کے بال بہت گھنگریالے تھے نہ بالکل سیدھے۔ کسی قدر خمدار تھے۔ نہ ہی آپؐ فربہ تھے اور نہ ہی نحیف الجسم نہ ہی گال پھولے ہوئے تھے بلکہ آپؐ کا چہرہ کسی قدر گول تھا۔ رنگ سرخی مائل تھا۔ آنکھیں نہایت سیاہ، پلکیں دراز، جوڑوں کی ہڈیاں مضبوط اور کندھے فراخ تھے۔ بدن پر بال نہ تھے (صرف) سینے سے ناف تک بالوں کی لکیر تھی۔ دونوں ہتھیلیاں اور پاؤں بھرے ہوئے تھے۔ جب چلتے تو مضبوطی سے پاؤں اٹھا کر چلتے گویا کہ آپؐ ڈھلوان سے اتر رہے ہوں۔ جب (کسی طرف) رخ فرماتے تو پوری طرح فرماتے۔ آپؐ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپؐ خاتم النبیین ہیں۔ آپؐ لوگوں میں سب سے زیادہ سخی دل تھے اور سب لوگوں سے زیادہ سچ بولنے والے تھے اور سب سے زیادہ نرم طبیعت تھے اور معاشرت میں سب سے زیادہ باوقار تھے۔ جو آپؐ کو کسی تعارف کے بغیر دیکھتا مرعوب ہو جاتا اور جان پہچان کے بعد آپؐ سے ملتا تو آپؐ سے محبت کرنے لگتا۔ آپؐ کی تعریف کرنے والا کہتا ہے کہ میں نے آپؐ سے پہلے نہ آپؐ کے بعد کسی کو آپؐ جیسا دیکھا۔ (ص4,3)

مہر نبوت کا بیان

سائب بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میری خالہ مجھے رسول کریمؐ کے پاس لے گئیں اور عرض کی یا رسول اللہ! میرا بھانجا بیمار ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لئے برکت کی دعا کی اور پھر وضو فرمایا تو میں نے آپؐ کے وضو سے بچا ہوا پانی پیا اور آپؐ کے پیچھے کھڑا ہو گیا تو میں نے آپؐ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی جو چکور کے انڈے کی طرح تھی۔ (ص10)

کنگھی کرنے کا بیان

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ وضو کرنے میں جب آپؐ وضو کرتے اور کنگھی کرنے میں جب آپؐ کنگھی کرتے اور جوتا پہننے میں جب آپؐ جوتا پہنتے دائیں طرف سے شروع کرنا پسند فرماتے۔ (ص17)

سفید بال آجانے کا بیان

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! آپؐ کے بالوں میں سفیدی در آئی ہے؟ آپؐ نے فرمایا سورۃ ھود، الواقعہ، المرسلات، عم یتساء لون اور اذا الشمس کورت نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔ (ص20)

خضاب اور سرمہ لگانے کا بیان

عثمان بن موہب سے روایت ہے انہوں نے کہا حضرت ابوہریرہؓ سے سوال ہوا کہ کیا رسولؐ اللہ نے خضاب لگایا؟ انہوں نے کہا ہاں۔ (ص21)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اثمد (سرمہ) لگایا کرو کیونکہ یہ بصارت کو جلا بخشتا ہے، بال اگاتا ہے۔ (ص23)

لباس کا بیان

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولؐ اللہ جب کوئی نیا لباس زیب تن فرماتے تو اس کا نام لیتے مثلاً عمامہ یا قمیص یا چادر پھر دعا کرتے کہ اے اللہ! تو ہی تمام تعریف کا مستحق ہے کیونکہ تو نے مجھے یہ کپڑا پہنایا۔ میں تجھ سے اس کی خیر چاہتا ہوں اور وہ خیر جس کے لئے یہ بنایا گیا ہے اور میں تجھ سے اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور اس شر سے بھی جس کے لئے یہ بنایا گیا ہے۔ (ص27)

حضرت سمرہ بن جندبؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا سفید لباس پہنا کرو کیونکہ یہ زیادہ پاک وصاف ہوتا ہے اور اس میں اپنے مردوں کو کفنایا کرو۔ (ص29)

ابن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نجاشی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں دو سیاہ رنگ کے سادہ موزوں کا تحفہ پیش کیا۔ آپؐ نے انہیں پہنا پھر وضو کیا اور ان پر مسح فرمایا۔ (ص31)

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بائیں ہاتھ سے کھانے اور ایک جوتے میں چلنے سے منع فرمایا ہے۔ (ص33)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی جوتا پہنے تو دائیں سے شروع کرے جب اتارے تو بائیں سے شروع کرے۔ پس پہنتے وقت دایاں پہلے ہونا چاہئے اور اتارتے وقت دایاں بعد میں ہونا چاہئے۔ (ص34)

انگوٹھی کا ذکر

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب رسولؐ اللہ نے اہل عجم کے نام خطوط لکھنے کا ارادہ فرمایا تو آپؐ کو بتایا گیا کہ عجمی صرف وہ خط قبول کرتے ہیں جس پر مہر ہو۔ چنانچہ رسولؐ اللہ نے مہر بنوائی جس کی سفیدی گویا اب بھی آپؐ کے ہاتھ میں دیکھ رہا ہوں۔ (ص35)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی انگوٹھی کا نقش اس طرح تھا ایک سطر میں محمد، ایک سطر میں رسول اور ایک سطر میں اللہ تھا۔ (ص36)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو اپنی انگوٹھی اتار دیتے۔ (ص36)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسولؐ اللہ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی وہ آپؐ کے ہاتھ میں رہی۔ پھر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں رہی۔ پھر حضرت عثمانؓ کے ہاتھ میں تھی یہاں تک کہ وہ اریس نامی کنوئیں میں گر گئی۔ اس پر محمد رسول اللہ کے الفاظ نقش تھے۔ (ص37)

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم اپنی انگوٹھی اپنے دائیں ہاتھ میں پہنا کرتے تھے۔ (ص38)

حماد بن سلمہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے ابو رافع کے بیٹے کو دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنے دیکھا۔ میں نے اس بارے میں ان سے پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کو دیکھا ہے وہ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے اور حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے فرمایا کہ نبی کریم انگوٹھی اپنے دائیں ہاتھ میں پہنا کرتے تھے۔ (ص38)

تلوار کا بیان

عبداللہ بن سعید العبدی اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے۔ آپؐ کی تلوار پر سونا اور چاندی لگا ہوا تھا۔ (راوی) طالب کہتے ہیں میں نے چاندی کے متعلق ان سے استفسار کیا تو انہوں نے بتایا کہ تلوار کے قبضہ کے اوپر کا حصہ چاندی کا تھا۔ (ص41)

چلنے کا انداز

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں میں نے کوئی چیز رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر حسین نہیں دیکھی۔ گویا آفتاب کی چمک آپؐ کے چہرے پر بہہ رہی ہوتی تھی اور میں نے رسولؐ اللہ سے زیادہ تیز چلنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ گویا زمین آپؐ کے لئے سمٹتی چلی جاتی تھی۔ ہم بڑی جدوجہد کرتے ہوئے آپؐ کے ساتھ چلتے اور آپؐ بڑے اطمینان سے چل رہے ہوتے۔ (ص48)

ٹیک لگانے کا بیان

حضرت ابوبکرؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسولؐ اللہ نے فرمایا کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ نہ بتاؤں؟ صحابہؓ نے عرض کیا ضرور یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا اللہ کا شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ رسولؐ اللہ ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ آپؐ بیٹھ گئے اور فرمایا جھوٹی گواہی دینا یا فرمایا جھوٹ بولنا۔ راوی کہتے ہیں رسولؐ اللہ بار بار یہ فقرہ دہراتے رہے یہاں تک کہ ہم نے کہا کاش رسولؐ اللہ خاموش ہو جائیں۔

حضرت ابوجحیفہؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا میں تو ٹیک لگا کر نہیں کھاتا۔ (ص51)

حضرت فضلؓ بن عباس سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آپؐ کی اس بیماری میں حاضر ہوا جس میں آپؐ کی وفات ہوئی۔ آپؐ کے سر مبارک پر زرد رنگ کی پٹی بندھی ہوئی تھی میں نے سلام کیا آپؐ نے فرمایا اے فضل! میں نے کہا لبیک یا رسولؐ اللہ! آپؐ نے فرمایا اس پٹی سے میرے سر کو اچھی طرح باندھ دو۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر آپ بیٹھ گئے اور آپؐ نے اپنا ہاتھ میرے کندھے پر رکھا اور کھڑے ہوئے اور مسجد تشریف لے گئے۔ (ص53)

کھانے کا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ آلِ محمدؐ نے متواتر دو دن پیٹ بھر کے جو کی روٹی نہیں کھائی۔ یہاں تک کہ رسولؐ اللہ کا وصال ہو گیا۔ (ص56)

حضرت ابو امامہ باہلیؓ کہتے ہیں کہ رسولؐ اللہ کے اہل بیت میں جو کی روٹی کبھی نہیں بچتی تھی۔ (ص56)

مسروق کہتے ہیں میں حضرت عائشہؓ کے پاس گیا انہوں نے میرے لئے کھانا منگوایا اور فرمایا جب بھی میں (ایک دن میں) دو مرتبہ سیر ہو کر کھاتی ہوں مجھے رونا آجاتا ہے اور میں رو پڑتی ہوں۔ میں نے کہا کیوں؟ انہوں نے فرمایا مجھے رسول اللہ ﷺ کی وہ حالت یاد آجاتی ہے جس میں آپ ﷺ نے دنیا چھوڑی۔ خدا کی قسم رسولؐ اللہ نے کبھی بھی ایک

دن میں دو مرتبہ روٹی اور گوشت پیٹ بھر کر نہیں کھایا۔ (ص57)

زہدم الجرمی کہتے ہیں ہم حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے پاس تھے۔ آپؓ کے پاس مرغی کا گوشت لایا گیا۔ لوگوں میں سے ایک شخص ایک طرف ہوگیا۔ انہوں نے اس سے پوچھا تمہیں کیا ہوا؟ اس نے کہا میں نے اسے کچھ (گند) کھاتے دیکھا تھا اس لئے میں نے قسم کھائی ہے کہ اسے نہ کھاؤں گا۔ انہوں نے کہا قریب آجاؤ (اور کھانا کھاؤ) کیونکہ میں نے رسول اللہ کو مرغی کا گوشت کھاتے دیکھا ہے۔ (ص59)

حضرت سفینہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کے ہمراہ حباریٰ کا گوشت کھایا ہے۔ (حباریٰ کا لفظ مختلف قسم کے پرندوں پر بولا گیا ہے جیسے بٹیر چکور وغیرہ)

حضرت ابو اسیدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا زیتون کا تیل کھاؤ اور اسے استعمال کرو کیونکہ یہ بابرکت درخت کا تیل ہے۔ (ص60)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریمؐ میٹھا اور شہد پسند فرماتے تھے۔

عطا بن یسار کو حضرت ام سلمہؓ نے بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ کی خدمت میں پہلو کا بھنا ہوا گوشت پیش کیا۔ آپؐ نے اس میں سے تناول فرمایا۔ پھر نماز کے لئے تشریف لے گئے اور وضو نہیں کیا۔ (ص62)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی کریمؐ کے پاس گوشت لایا گیا اور (اس میں سے) آپؐ کی خدمت میں دستی پیش کی گئی۔ اس کا گوشت آپؐ کو پسند تھا۔ آپؐ نے اسے دانتوں سے کاٹ کر تناول فرمایا۔ (ص63)

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بہترین گوشت پشت کا گوشت ہے۔ (ص64)

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نبی کریمؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا عائشہ کو دوسری عورتوں پر وہی فضیلت ہے جو ثرید کو باقی کھانوں پر ہے۔ (ص65)

حضرت عبداللہ بن سلامؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ آپؐ نے جو کی روٹی کا ٹکڑا لیا اس پر ایک کھجور رکھی پھر فرمایا یہ اس کا سالن ہے اور تناول فرمایا۔ (ص68)

حضرت سلمان (فارسیؓ) کہتے ہیں کہ میں نے تورات میں پڑھا کہ کھانے کے بعد وضو کرنا (ہاتھ منہ دھونا) کھانے میں برکت کا موجب بنتا ہے۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا اور جو تورات میں پڑھا تھا۔ آپؐ کو بتایا تو رسول اللہ نے فرمایا کہ کھانے سے قبل اور اس کے بعد وضو کرنا (یعنی ہاتھ منہ دھونا) کھانے میں برکت کا موجب ہے۔ (ص70)

کھانے سے قبل اور بعد کی دعائیں

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے اور کھاتے وقت بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو یہ کہے بسم اللہ اولہ وآخرہ اللہ کے نام کے ساتھ اس کے شروع میں اور آخر میں۔ (ص71)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ جب کھانے سے فارغ ہوتے تو کہتے الحمد للہ الذی اطعمنا...... تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور ہمیں پلایا اور ہمیں مسلمانوں میں سے بنایا۔ (ص72)

حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے راضی ہوتا ہے کہ وہ کچھ کھاتا یا کچھ پیتا ہے تو اس پر (خدا) کی حمد کرتا ہے۔ (ص73)

حضرت ربیعؓ بنت معوذؓ بن عفراء کہتی ہیں کہ حضرت معاذؓ بن عفراء نے مجھے ایک تازہ کھجوروں کی طشتری دے کر جن پر چھوٹی چھوٹی روائیں دار ککڑیاں بھی تھیں۔ رسول اللہ کی خدمت میں بھیجا اور نبی کریم ﷺ ککڑیاں پسند فرماتے ہیں۔ پس میں وہ آپؐ کے پاس لائی اور آپؐ کے پاس کچھ زیور پڑا تھا جو بحرین سے بھیجا گیا تھا۔ آپؐ نے اس میں سے ہاتھ بھر لیا اور مجھے عطا فرمایا۔ (ص77)

مشروب کا بیان

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ کا سب سے پسندیدہ مشروب وہ تھا جو ٹھنڈا اور میٹھا ہو۔ (ص78)

حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریمؐ نے زمزم سے پانی پیا اور آپؐ کھڑے تھے۔

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ کو کھڑے ہو کر اور بیٹھے ہوئے بھی پانی پیتے دیکھا ہے۔ (ص80)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ پانی پیتے ہوئے تین بار سانس لیا کرتے تھے اور فرماتے کہ ایسا کرنا زیادہ خوشگوار اور پیاس بجھانے والا ہے۔ (ص81)

خوشبو لگانے کا ذکر

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا مردوں کی خوشبو وہ ہے جس کی خوشبو زیادہ ہو اور اس کا رنگ ہلکا ہو اور عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس کا رنگ زیادہ ہو اور اس کی خوشبو ہلکی ہو۔ (ص83)

حضرت ابوعثمان نہدی سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو پھول (تحفہ) دیا جائے تو وہ اسے رد نہ کرے۔ کیونکہ وہ جنت سے آیا ہے۔ (ص84)

گفتگو کا انداز

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ تمہاری طرح جلدی جلدی بات نہیں کرتے تھے۔ بلکہ آپؐ ایسا کلام فرماتے جو واضح اور (ہر لفظ) الگ الگ ہوتا کہ آپؐ کے پاس بیٹھنے والا اسے یاد کر سکتا تھا۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول کریم ﷺ ایک بات کو تین دفعہ دہراتے تا کہ آپؐ کی بات اچھی طرح سمجھی جاسکے۔ (ص86)

حضرت عبداللہ بن حارثؓ بن جزء بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ سے زیادہ مسکرانے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ (ص88)

ہنسنے کا بیان

حضرت عبداللہ بن حارثؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول کریمؐ کا ہنسنا صرف تبسم ہی ہوتا تھا۔ (ص88)

علی بن ربیعہ کہتے ہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا آپ کے پاس ایک جانور لایا گیا تاکہ آپ اس پر سوار ہوں جب آپ نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھا تو بسم اللہ پڑھی جب اس کی پشت پر اچھی طرح بیٹھ چکا تو الحمد للہ کہا پھر کہا سبحان اللہ الذی سخر...... پاک ہے وہ جس نے اسے ہمارے لئے مسخر کیا اور ہم اسے زیر نگیں کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے اور ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ (الزخرف:14)

پھر تین دفعہ الحمد للہ اور تین بار اللہ اکبر اور سبحانک انی...... کہا تو پاک ہے یقیناً میں نے اپنی جان پر ظلم کیا پس تو مجھے بخش دے کیونکہ بات یہ ہے کہ تیرے سوا اور کوئی گناہوں کو بخشنے والا نہیں پھر آپ ہنسنے لگے۔ (ابن ربیعہ کہتے ہیں) میں نے کہا اے امیر المومنین! آپ کس بات پر ہنس رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ کو اس طرح کرتے دیکھا تھا۔ جس طرح میں نے کیا پھر آپ ہنسے تھے۔ تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپؐ کس بات پر ہنس رہے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا یقیناً تیرا رب اپنے بندے سے خوش ہوتا ہے جب وہ کہتا ہے اے میرے رب میرے گناہ بخش دے اور وہ جانتا ہے کہ میرے سوا اور کوئی گناہ نہیں بخشتا۔ (ص91,90)

مزاح کا بیان

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپؐ بھی ہم سے مزاح کر لیتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا میں سچ کے سوا کچھ نہیں کہتا۔ (ص93)

حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک بادیہ نشین شخص جس کا نام زاہر تھا۔ وہ رسول اللہ کے لئے صحرا سے تحفے لایا کرتا تھا جب وہ واپس جانے کا ارادہ کرتا تو رسول اللہ اس کے لئے (کچھ) سامان تیار کرواتے۔ نبی کریمؐ نے فرمایا زاہر ہمارا بدوی دوست ہے اور ہم اس کے شہری دوست ہیں اور رسول اللہ ﷺ اس سے محبت کرتے تھے اور وہ معمولی شکل وصورت کے آدمی تھے۔ ایک دن نبی کریمؐ اس کے پاس تشریف لے گئے جبکہ وہ اپنا سامان بیچ رہا تھا اور آپؐ نے پیچھے سے آکر اس کی کمر میں اپنے بازو ڈال دیئے اور وہ آپؐ کو دیکھ نہ سکتا تھا۔ اس نے کہا یہ کون ہے؟ مجھے چھوڑ دو۔ پھر جب اس نے توجہ کی تو نبی کریمؐ کو پہچان لیا جب وہ آپ کو پہچان گیا تو اپنی پشت کو نبی کریمؐ کے سینہ مبارک پر خوب خوب چمٹانے لگا پھر نبیؐ فرمانے لگے اس غلام کو کون خریدے گا۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! اللہ کی قسم اس طرح تو آپؐ مجھے بہت کم قیمت پائیں گے اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے ہاں تو کم قیمت نہیں ہے یا یہ فرمایا اللہ کے نزدیک تو بیش قیمت ہے۔ (ص95,94)

حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک شخص نے ان سے کہا اے ابوعمارہ! (یہ ان کی کنیت تھی) کیا تم رسول کریمؐ کو چھوڑ کر (جنگ حنین) کے دن بھاگ گئے تھے؟ انہوں نے کہا نہیں، اللہ کی قسم رسول اللہ ہرگز پیچھے نہیں ہٹے بلکہ جلد باز لوگ جبکہ ان پر ہوازن نے تیر برسائے واپس پلٹ گئے اور رسول اللہ ﷺ اپنی خچر پر سوار تھے اور ابوسفیان بن حارثؓ بن عبدالمطلب اس خچر کی لگام پکڑے ہوئے تھے اور رسول اللہ یہ فرما رہے تھے۔

میں نبی ہوں یہ ہرگز جھوٹ نہیں۔ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ (ص97)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا سب سے اچھا شعر جو کسی عرب نے کہا وہ لبید کا یہ کلمہ ہے "غور سے سنو! اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے"۔ (ص98)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ حسان بن ثابت کے لئے مسجد میں منبر رکھواتے جس پر وہ کھڑے ہو کر اللہ کے رسول ﷺ کی عظمت کا بیان کرتے یا یہ کہا کہ وہ رسول اللہ کی مدافعت میں شعر کہتے اور رسول اللہ فرماتے۔ اللہ تعالیٰ روح القدس کے ساتھ حسان کی تائید فرماتا ہے۔ (ص99)

نیند کا بیان

حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں کہ نبی کریمؐ جب اپنے بستر پر جاتے تو کہتے اے میرے اللہ! تیرے نام کے ساتھ میں مرتا ہوں اور زندہ ہوتا ہوں اور جب بیدار ہوتے تو فرماتے تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف زندہ ہو کر جانا ہے۔ (ص105)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہر رات رسول اللہ جب اپنے بستر پر لیٹتے

اپنے دونوں ہاتھوں کو ملالیتے اور ان کو پھونک مارتے اور آخری تین سورتیں پڑھتے۔ پھر جس قدر ممکن ہوتا اپنے جسم پر دونوں ہاتھ پھیرتے اور اپنے سر سے شروع کرتے اور بدن کے اگلے حصے پر پھیرتے۔ آپؐ تین بار ایسا کرتے۔ (ص106)

عبادت کا بیان

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ نماز میں کھڑے رہے یہاں تک آپؐ کے پاؤں متورم ہوگئے۔ آپؐ سے عرض کی گئی کیا آپؐ اس قدر مشقت کرتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے متعلق کئے گئے وہ گناہ بھی ڈھانک دیئے ہیں جو پہلے گزر گئے اور جو اب تک نہیں ہوئے۔ آپؐ نے فرمایا تو کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ (ص108)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ اگر کبھی رات کے وقت (تہجد کی) نماز نہ پڑھ سکے نیند کی وجہ سے یا یہ کہا کہ آنکھوں پر (نیند کے) غلبہ کی وجہ سے تو دن کے وقت بارہ رکعت پڑھ لیتے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی رات کو تہجد کے لئے کھڑا ہو تو وہ دو ہلکی رکعتوں سے نماز شروع کرے۔ (ص110)

حضرت عبداللہ بن شقیقؓ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہؓ سے رسول اللہ کی نفل نماز کے بارے میں پوچھا۔ آپؓ نے فرمایا رسول اللہ رات کو کھڑے ہوکر لمبی نماز پڑھتے اور کبھی رات کو بیٹھ کر لمبی نماز ادا کرتے۔ جب آپؐ کھڑے ہوکر تلاوت فرماتے تو کھڑے ہونے کے بعد رکوع اور سجدہ کرتے اور جب بیٹھ کر تلاوت فرماتے تو بیٹھ کر ہی رکوع اور سجدہ کرتے۔ (ص114)

حضرت عبداللہ بن سعدؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ سے اپنے گھر میں نماز پڑھنے اور مسجد میں نماز پڑھنے کے بارے میں پوچھا۔ آپؐ نے فرمایا! تم دیکھتے ہو کہ میرا گھر مسجد سے کتنا قریب ہے مگر پھر بھی مجھے اپنے گھر میں نماز پڑھنا مسجد میں نماز پڑھنے سے زیادہ پسند ہے۔ سوائے اس کے کہ فرض نماز ہو۔ (ص121)

رسول اللہ ﷺ کے روزے کا بیان

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریمؐ خاص طور پر سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھتے تھے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا سوموار اور جمعرات کو اعمال (خدا کے حضور) پیش کئے جاتے ہیں۔ اس لئے میں پسند کرتا ہوں کہ اس حال میں میرے اعمال پیش ہوں کہ میں روزے دار ہوں۔ (ص124)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں رسول اللہ میرے گھر تشریف لائے۔ میرے پاس ایک عورت تھی۔ آپؐ نے فرمایا یہ کون ہے؟ میں نے کہا فلاں عورت ہے جو رات بھر نہیں سوتی۔ رسول اللہ نے فرمایا چاہئے کہ تم اس قدر اعمال بجالاؤ جس کی تمہیں طاقت ہو۔ اللہ کی قسم اللہ نہیں تھکتا ہاں تم تھک جاتے ہو۔ (حضرت عائشہؓ کہتی ہیں) کہ رسول اللہ کو وہ عمل زیادہ پسند تھے جس پر عمل کرنے والا باقاعدگی اختیار کرے۔ (ص126)

قراءت کا بیان

یعلی بن مملک سے روایت ہے کہ انہوں نے ام سلمہؓ سے رسول اللہ کی قراءت کے بارے میں پوچھا۔ حضرت ام سلمہؓ نے بتایا کہ آپؐ کی قراءت واضح ہوتی۔ آپؐ ایک ایک حرف (الگ الگ) ادا کرتے۔

عبداللہ بن ابی قیس کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہؓ سے نبی کریمؐ کی قراءت کے متعلق پوچھا کہ کیا آپؐ خاموشی سے تلاوت کرتے یا اونچی آواز میں؟ آپؓ نے فرمایا رسول اللہ کا دونوں طرح کا معمول تھا کبھی خاموشی سے اور کبھی اونچی آواز سے قراءت کرتے۔ میں نے کہا شکر ہے اللہ کا جس نے اس معاملہ میں وسعت عطا فرمائی۔ (ص128)

گریہ کا بیان

عبداللہ بن شخیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپؐ نماز پڑھ رہے تھے تو رونے کی وجہ سے آپؐ کے سینے سے ایسی آواز نکل رہی تھی جیسے ہنڈیا ابلنے کی آواز ہو۔ (ص131)

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ نے حضرت عثمان بن مظعون کی وفات پر ان کو بوسہ دیا۔ اس وقت آپؐ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ (ص133)

بستر کا بیان

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ کا بستر جس پر آپؐ سوتے تھے چمڑے کا تھا۔ اس میں کچھ کھجور کے ریشے بھرے ہوئے تھے۔ (ص134)

تواضع وانکساری کا بیان

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ میری تعریف میں مبالغہ سے کام نہ لو جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم کی تعریف میں مبالغہ سے کام لیا۔ میں تو اللہ کا ایک بندہ ہوں اس لئے (مجھے) اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ مجھے آپؐ سے ایک کام ہے۔ آپؐ نے فرمایا تم مدینہ کے جس رستے میں چاہو بیٹھ جاؤ میں وہیں تمہاری خاطر بیٹھ جاؤں گا۔ (ص135)

حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک پرانے پالان پر (سوار ہوکے) حج کیا۔ اس پر معمولی سی چادر تھی جو چار درہم کی بھی نہیں تھی۔ آپؐ کہہ رہے تھے کہ اے میرے اللہ! اسے ایسا حج بنادے جس میں نہ کوئی ریا ہو نہ کوئی شہرت کی طلب ہو۔ (ص136)

اخلاق کا بیان

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دس سال رسول اللہ کی خدمت کی توفیق پائی آپؐ نے مجھے کبھی اف تک نہیں کہا اور نہ ہی کسی کام کے کرنے پر فرمایا تو نے ایسا کیوں کیا؟ اور رسول اللہ لوگوں میں سب سے زیادہ حسین اخلاق کے مالک تھے اور میں نے کوئی ریشم ملا کپڑا یا کوئی خالص ریشم یا کوئی بھی چیز ایسی نہیں چھوئی جو رسول اللہ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم ہو اور نہ ہی میں نے کبھی کوئی مشک یا عطر سونگھا جو رسول اللہ کے پسینے کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار ہو۔ (ص144)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ تحفہ قبول فرمالیتے تھے اور (بڑھ کر) اس کا بدلہ عطا فرماتے۔ (ص149)

اسماء کا بیان

حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں کہ میں مدینہ کے ایک رستے پر نبی کریم ﷺ سے ملا۔ آپؐ نے فرمایا میں محمدؐ ہوں اور میں احمدؐ ہوں اور میں نبی الرحمۃ ہوں (رحمت کا نبی) اور میں نبی التوبہؐ ہوں (توبہ کا نبی) اور میں مقفّی ہوں (وہ جس کی پیروی کی جائے) اور میں نبی الملاحمؐ ہوں (جس سے جنگیں کی گئیں)۔ (ص153)

حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے اللہ کے راستے میں اس قدر ڈرایا گیا جتنا میرے علاوہ کوئی اور نہیں ڈرایا گیا اور اللہ کی راہ میں مجھے اس قدر ایذاء دی گئی جو کسی اور کو نہیں دی گئی مجھ پر تیس شب وروز ایسے بھی آئے کہ میرے اور بلال کے کھانے کے لئے کوئی ایسا کھانا بھی نہ ہوتا تھا جسے کوئی جاندار کھا سکے بجز اس تھوڑی سی مقدار کے جو بلال نے اپنے پہلو میں چھپا رکھی تھی۔ (ص158-159)

عمر کا بیان

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب نبی کریمؐ پر وحی کا نزول ہوا۔ آپؐ نے مکہ میں تیرہ سال قیام فرمایا اور آپؐ پر وحی ہوتی رہی اور تریسٹھ سال کی عمر میں آپؐ کا وصال ہوا۔ (ص161)

حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ نہ نمایاں طور پر بہت زیادہ لمبے تھے اور نہ ہی پستہ قامت، نہ تو بہت زیادہ سفید تھے اور نہ گندم گوں اور (آپؐ کے بال نہ زیادہ گھنگریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو چالیس سال کی عمر میں مبعوث فرمایا۔ آپؐ نے مکہ میں دس سال قیام فرمایا اور مدینہ میں دس سال۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو ساٹھ سال کی عمر میں وفات دی۔ اس وقت آپؐ کے سر اور ریش مبارک میں بیس بال بھی سفید نہ تھے۔ (ص162)

وفات

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آخری نظر رسول اللہ پر اس وقت ڈالی جب رسول اللہ نے سوموار کو (اپنے حجرے کا) پردہ اٹھایا تو میں نے آپؐ کے روئے مبارک کی طرف دیکھا وہ یوں تھا جیسے مصحف (شریف) کا ایک ورق ہو۔ لوگ حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے اور قریب تھا کہ لوگ نماز میں مضطرب ہو جائیں۔ رسول اللہ نے لوگوں کو اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ ٹھہرے رہو۔ حضرت ابوبکرؓ ان کی امامت کروا رہے تھے۔ پھر آپؐ نے پردہ گرادیا اور اسی دن کے آخری حصہ میں آپؐ کا وصال ہوگیا۔ (ص163)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کی وفات کی تکلیف دیکھ کر آپؐ کے بعد کسی اور شخص کی آرام دہ موت پر مجھے رشک نہیں ہوا۔ (ص164)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ آپؐ کے پاس آئے۔ اپنے ہونٹ آپؐ کی پیشانی مبارک پر رکھے اور بوسہ لیا اور آپؐ کے دونوں بازوؤں پر ہاتھ رکھ کر کہا آہ اے نبیؐ! آہ اے صفیؐ! آہ اے خلیلؐ! (ص165)

حضرت سالم بن عبیدؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ کو مرض الموت میں غشی طاری ہوئی۔ پھر افاقہ ہوا تو آپؐ نے پوچھا کیا نماز کا وقت ہوگیا ہے؟ صحابہ نے عرض کی جی رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا بلال سے کہو کہ وہ اذان دے اور ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ پھر آپؐ پر غشی طاری ہوگئی۔ پھر افاقہ ہوا تو آپؐ نے فرمایا کیا نماز کا وقت ہوگیا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کی جی ہاں! آپؐ نے فرمایا بلال سے کہو کہ وہ اذان دے اور ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کی میرے والد نرم دل ہیں۔ جب وہ آپؐ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے لگیں گے اور وہ نماز نہ پڑھا سکیں گے۔ اس لئے آپؐ کسی اور کو ارشاد فرمائیں۔ راوی کہتے ہیں پھر آپؐ پر غشی طاری ہوگئی۔ پھر افاقہ ہوا تو آپؐ نے فرمایا بلال سے کہو کہ وہ اذان دے اور ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ یقیناً تم تو یوسف والی ہو۔ راوی کہتے ہیں پھر بلالؓ سے کہا گیا انہوں نے اذان دی اور حضرت ابوبکرؓ سے کہا گیا انہوں نے نماز پڑھائی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے بیماری میں کچھ افاقہ محسوس کیا تو آپؐ نے فرمایا دیکھو کوئی ہے جس کا میں سہارا

لوں (اور مسجد میں جاؤں) اس پر حضرت بریرہؓ اور ایک اور شخص آیا تو رسولؐ اللہ نے ان پر سہارا لیا اور (مسجد میں تشریف لائے) جب حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنے لگے۔ آپؐ نے اشارہ سے فرمایا کہ اپنی جگہ ٹھہریں یہاں تک کہ حضرت ابوبکرؓ نے نماز مکمل کی۔

پھر رسولؐ اللہ (کا اسی مرض الموت میں) وصال ہو گیا تو حضرت عمرؓ کہنے لگے اللہ کی قسم جس کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسولؐ اللہ فوت ہو گئے ہیں تو میں اسے اپنی اس تلوار سے قتل کر دوں گا۔ راوی کہتے ہیں کہ لوگ تو ان پڑھ تھے ان میں رسول اللہ ﷺ سے پہلے کوئی نبی نہ آیا تھا اس لئے وہ رک گئے۔ بعض صحابہؓ نے کہا اے سالم! رسولؐ اللہ کے ساتھی کی طرف جاؤ اور انہیں بلا لاؤ۔ چنانچہ میں حضرت ابوبکرؓ کے پاس آیا وہ مسجد میں تھے۔ میں روتا ہوا اور گھبرایا ہوا ان کے پاس پہنچا۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو کہا کیا رسولؐ اللہ کا وصال ہو گیا ہے؟ میں نے کہا عمر کہہ رہے ہیں جس کسی سے بھی میں نے سنا کہ رسولؐ اللہ کا وصال ہو گیا ہے تو میں اسے اپنی تلوار سے قتل کر دوں گا۔ انہوں نے مجھے کہا چلو۔ میں ان کے ساتھ چل پڑا۔ جب ابوبکرؓ آئے تو لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس اکٹھے ہو چکے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا اے لوگو! مجھے رستہ دو تو لوگوں نے انہیں راستہ دے دیا۔ پھر وہ رسولؐ اللہ کے پاس پہنچے اور آپؐ پر جھک گئے اپنے بازو کے بل اور آپؐ کو مس کیا اور کہا انک میت وانھم میتون (الزمر:31) یقیناً آپؐ بھی فوت ہونے والے ہیں اور وہ (سب لوگ) بھی فوت ہونے والے ہیں۔ پھر صحابہؓ نے کہا اے رسول اللہ ﷺ کے ساتھی! کیا رسولؐ اللہ کا وصال ہو گیا ہے؟ آپؓ نے کہا ہاں تب ان کو یقین ہو گیا کہ آپؓ نے سچ کہا ہے۔ پھر انہوں نے کہا اے صاحب رسول! کیا رسولؐ اللہ کا جنازہ پڑھا جائے گا؟ آپؓ نے فرمایا ہاں، انہوں نے پوچھا کیسے؟ آپؓ نے فرمایا ایک جماعت اندر (حجرے میں) داخل ہوگی اور تکبیر کہے گی اور دعا کرے گی اور نماز پڑھے گی پھر باہر آجائے گی۔ پھر لوگ داخل ہوں گے، تکبیر کہیں گے دعا کریں گے نماز پڑھیں گے پھر باہر آجائیں گے یہاں تک کہ سب لوگ اندر داخل ہو جائیں۔ پھر صحابہؓ نے پوچھا اے صاحب رسول! کیا رسولؐ اللہ کو دفن کیا جائے گا؟ انہوں نے کہا ہاں انہوں نے کہا کہاں؟ انہوں نے فرمایا اسی جگہ جہاں رسولؐ اللہ کی وفات ہوئی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسی جگہ آپؐ کو وفات دے دی جو پاکیزہ جگہ ہے۔ صحابہؓ جان گئے کہ ابوبکر نے سچ کہا ہے۔ پھر آپؓ نے انہیں حکم دیا کہ آپؐ کے والد کے بیٹے (والد کی طرف سے رشتہ دار) آپؐ کو غسل دیں۔

(ص166 تا 169)

☆............☆............☆

مکرم حافظ مظفر احمد صاحب

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا مختصر سوانحی خاکہ

ہمارے نبی شاہ دوعالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت باسعادت اس تاریخی سال میں ہوئی، جب خانہ کعبہ پر یمن کے گورنر ابرہہ نے حملہ کیا تھا۔ محمود پاشا فلکی مصری کی تحقیق کے مطابق یہ سال 571ء تھا اور 20/اپریل (مطابق 9 ربیع الاوّل) تاریخ تھی۔ چالیس سال کی عمر میں حضرت محمد مصطفیٰؐ پر وحی قرآنی کا نزول ہوا۔ اس تسلسل میں اہم تاریخی سوانح کا خاکہ یُوں ہے۔

☆ بعثت نبوی کا پہلا سال 610ء

نزول قرآن کا آغاز

☆ پانچواں سال 614ء

پہلی ہجرت حبشہ

☆ ساتواں سال 615ء

محاصرہ شعب ابی طالب، معجزہ شق القمر

☆ دسواں سال 619ء

وفات حضرت خدیجہ وابوطالب، نکاح حضرت عائشہؓ وحضرت سودہؓ، سفر طائف

☆ گیارھواں سال 620ء

اہل یثرب سے ملاقات

☆ بارھواں سال 621ء

واقعۂ معراج

☆ تیرھواں سال 622ء

بیعت عقبہ ثانیہ، ہجرت مدینہ

☆ ہجرت کا پہلا سال 1ھ مطابق 622ء

مدینہ آمد، مسجد قباء اور مسجد نبوی کی بنیاد، ابتدائے اذان، مؤاخات انصار ومہاجرین، معاہدہ یہود

☆ 2ھ بمطابق 623ء

تحویل قبلہ، فرضیت رمضان، عیدالفطر، جنگ بدر، حضرت عائشہؓ سے شادی

☆ 3ھ مطابق 624ء

غزوۂ قینقاع، پہلی عیدالاضحیٰ، حضرت علیؓ کا حضرت فاطمہؓ سے نکاح، حضرت عثمانؓ سے اُمّ کلثومؓ کی شادی، رسول اللہؐ کی حضرت حفصہؓ سے شادی، غزوۂ احد

☆ 4ھ مطابق 625ء

واقعہ رجیع وبئر معونہ، یہودی قبیلہ بنونضیر کا مدینہ سے اخراج، رسولؐ اللہ کی حضرت امّ سلمہؓ سے شادی، غزوۂ بدر الموعد

☆ 5ھ مطابق 626ء

غزوۂ دومۃ الجندل، مدینہ میں چاند گرہن اور نماز خسوف، غزوۂ بنومصطلق اور واقعہ افک غزوۂ خندق، غزوۂ بنوقریظہ۔

☆ 6ھ مطابق 28-627ء

غزوۂ بنولحیان، ثمامہ بن اثال رئیس یمامہ کا قبول اسلام، حضرت ابوالعاص داماد رسول ﷺ کا قبول اسلام، صلح حدیبیہ اور بیعت رضوان

☆ 7ھ مطابق 29-628ء

شاہان مملکت کو تبلیغی خطوط، غزوۂ ذی قرد، غزوۂ خیبر، حضرت صفیہؓ سے شادی، اہل فدک سے مصالحت، آنحضرتؐ کو زہر دینے کی سازش، مہاجرین حبشہ کی واپسی، حضرت ابوھریرہؓ کا قبول اسلام، غزوۂ ذات الرقاع اور صلوٰۃ الخوف، عمرۃ القضاء

☆ 8ھ مطابق 629ء

غزوۂ مُوتہ، غزوۂ فتح مکہ، غزوہ حنین، غزوۂ طائف، مدینہ میں قبائل عرب کے وفود کی آمد کا آغاز

☆ 9ھ مطابق 630ء

غزوۂ تبوک، وفود عرب کی کثرت سے آمد، عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کی موت، اہل طائف کا قبول اسلام، حضرت ابوبکرؓ کی قیادت میں مسلمانوں کا پہلا حج،

☆ 10ھ مطابق 631ء

حضرت عدی بن حاتم الطائیؓ کا قبول اسلام، حضرت ابوموسیٰؓ وحضرت معاذؓ کو یمن بھجوانا، حجۃ الوداع

☆ 11ھ مطابق 632ء

آخری وفد کی آمد، رسولؐ اللہ کی آخری بیماری، سریہ اسامہ بن زید، وفات رسول ﷺ

نیا سال مبارک ہو
فہرست ادویات مفت حاصل کریں
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
PH:0476212434,6211434

شادی بیاہ ودیگر تقریبات پر کھانے پکوانے کا بہترین مرکز
مجید پکوان سنٹر
یادگار روڈ ربوہ
پروپرائیٹر: فرید احمد: 0302-7682815

اشتہارات، شادی کارڈ، وزٹنگ کارڈ، ربڑ نائیلون کی مہریں بنوانے کے لئے تشریف لائیں۔
خان پرنٹنگ پریس
مندر روڈ، بالمقابل ٹی بی ہسپتال چنیوٹ
طالب دعا: قمر احمد
047-6337152
0333-6711921

سیال موبل آئل سنٹر اینڈ سپیئر پارٹس
ورکشاپ کی سہولت۔ گاڑی کرایہ پر لینے کی سہولت
نزد پھاٹک اقصیٰ روڈ ربوہ
عزیز اللہ سیال
047-6214971
0301-7967126

گلشن سویٹس اینڈ بیکرز
اعلیٰ اور معیاری مٹھائیوں کا مرکز
اعلیٰ کوالٹی ہمارا معیار اور لذت ہماری پہچان
● چاکلیٹ کیک ● فریش کریم کیک ● پیسٹری
● کریم رول ● کوکونٹ بسکٹ ● سپیشل کیک رس
● کھتائی ● فروٹ کیک ● شیرمال ● رس
☆ اور خستہ بسکٹ بھی دستیاب ہیں ☆
پروپرائیٹر: چوہدری طارق محمود
بالمقابل ایوان محمود یادگار روڈ ربوہ
فون دکان: 6213823 موبائل: 0343-7672823

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے

آنحضرتؐ سے ہر وقت انوار روحانی کا صدور ہوتا رہتا تھا

ایک حدیث کے نہایت پُر معارف معانی اور اسرار حدیث کا بیان

انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک موقعہ پر آنحضرت ﷺ کے پاس دودھ (جس میں پانی ملا ہوا تھا) لایا گیا۔ اس وقت آپ کے دائیں طرف ایک اعرابی یعنی کوئی عام دیہاتی آدمی تھا اور بائیں طرف حضرت ابوبکرؓ تھے۔ آپ نے دودھ پیا اور اپنا بچا ہوا دودھ اس اعرابی کو دے دیا اور فرمایا دائیں جانب دائیں جانب ہی ہے۔

دوسری روایت میں آتا ہے کہ اس مجلس میں حضرت عمرؓ بھی تھے اور انہوں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ اپنا بچا ہوا دودھ ابوبکرؓ کو دیجئے۔ اس پر آپ نے فرمایا دایاں دایاں ہی ہے۔

جاننا چاہئے کہ افراد کی فضیلت دو قسم پر ہے۔ ایک ذاتی فضیلت اور دوسرے حالاتی فضیلت۔ ذاتی فضیلت تو اس طرح پر ہوتی ہے کہ مثلاً ایک شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ مقرب ہے اور دوسرا اس سے کم تو اس صورت میں مقدم الذکر شخص دوسرے پر فضیلت رکھے گا اور یہ فضیلت اس کی ذاتی فضیلت کہلائے گی۔ حالاتی فضیلت کی یہ مثال ہوسکتی ہے کہ مثلاً ایک شخص ایک وقت کسی نہایت مبارک اور پاک جگہ میں ہے اور دوسرا جو ذاتی فضیلت کے لحاظ سے اس سے بہت بڑھا ہوا ہے۔ اس وقت کسی وجہ سے اس جگہ کی نسبت کسی کم مبارک جگہ میں ہے۔ مثلاً ایک مسجد میں ہے اور دوسرا بازار میں یا ایک مسجد کی پہلی صف میں ہے اور دوسرا پیچھے تو اس مقدم الذکر شخص کو دوسرے شخص پر حالاتی فضیلت حاصل ہوگی اور ظاہر ہے کہ یہ ایک محض جزوی اور وقتی فضیلت ہوگی مگر ہوگی ضرور۔

دوسرے یہ جاننا چاہئے کہ روحانی امور میں کسی شخص کی فضیلت ذاتی کے متعلق یقینی علم حاصل کرنا ایک نہایت ہی مشکل امر ہے۔ بلکہ حق یہ ہے کہ یہ علم صرف خدا کو ہی حاصل ہوتا ہے۔ یا جسے خدا چاہے یہ فراست عطا کرتا ہے۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ جب روحانی ترقیات کے تمام ذریعے شریعت نے کھول کر بتا دیئے ہیں تو پھر کسی کی فضیلت ذاتی کا علم کس طرح مخفی ہوسکتا ہے کیونکہ جو شخص ان ذرائع کو جس حد تک استعمال کرتا نظر آئے گا وہ اس حد تک فضیلت رکھنے والا سمجھا جائے گا مگر یہ خیال باطل ہے کیونکہ اول تو گو روحانی ترقیات کے ذرائع سب بیان شدہ ہیں مگر سب ظاہر و نمایاں نہیں ہیں بلکہ بہت سے مخفی ہیں جن کا علم خاص مجاہدہ سے کھلتا ہے اور عامۃ الناس تو الگ رہے بعض اوقات ظاہری علوم کے حامل بھی ان سے آگاہ نہیں ہوتے۔ دوسرے کسی شخص کا ان ذرائع کو استعمال کرتا ہوا نظر آنا اس بات کی دلیل بھی نہیں ہوسکتا کہ وہ شخص صاحب فضیلت روحانیہ ہے۔ کیونکہ قلب کی نیّات کو جن پر سب شے کا دارومدار ہے۔ کوئی نہیں جانتا اور پھر اگر نیات درست بھی ہوں تو دوسرے مخفی امراض کو کون سمجھ سکتا ہے بلکہ نیات اور مخفی امراض تو ایسی مخفی اشیاء ہیں کہ بعض اوقات خود سالک بھی ان کے متعلق دھوکا کھا جاتا ہے۔ لہٰذا کسی کی ذاتی فضیلت کا علم ایک نہایت ہی مشکل امر ہے اور کم از کم ظاہری علوم سے تو یہ حاصل نہیں ہوسکتا لیکن اس کے مقابلہ میں کسی کی حالاتی فضیلت کا علم ایک بالکل آسان امر ہے جسے عام واقفیت رکھنے والا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کیونکہ اس کو حقیقت سے واسطہ نہیں۔ بلکہ صرف ظاہری حالت سے تعلق ہے۔

ان دو باتوں کے بیان کرنے کے بعد خاکسار عرض کرتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنا جو بچا ہوا دودھ اس اعرابی کو دیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہ دیا تو آپ نے اپنے اس فعل سے امت کو بعض عظیم الشان سبق دیئے۔

اول آپ نے اپنے اس فعل سے اپنی امت کو اس بات کا علم دیا اور احساس کرایا کہ جس طرح جسمانی طور پر منور اشیاء مثلاً سورج، چاند، چراغ وغیرہ ہر وقت اپنی روشنی کی کرنیں باہر پھینکتے رہتے ہیں۔ اسی طرح روحانی طور پر منور اشیاء سے بھی ہر وقت انوار باطنی کا ظہور ہوتا رہتا ہے اور کوئی وقت ایسا نہیں ہوتا کہ ضیاء روحانی کی کرنیں ان سے صادر ہونی رک جائیں کیونکہ اگر یہ نہ تسلیم کیا جائے تو پھر آنحضرت ﷺ کا ایمن فالایمن فرمانا یعنی دایاں دایاں ہی ہے بے حکمت ٹھہرتا ہے کیونکہ اگر آپ کے پاس بیٹھنے میں فی ذاتہٖ کوئی اثر نہیں تو نہ پھر دائیں کا سوال رہا اور نہ بائیں کا۔ نہ پاس کا نہ بُعد کا۔ نہ آگے کا نہ پیچھے کا خوب غور کرلو۔ یہ سوالات تبھی پیدا ہوسکتے ہیں جب یہ تسلیم کیا جائے کہ آپ کے اندر سے ہر وقت خاموش طور پر انوار روحانی کا صدور ہوتا رہتا تھا۔ دائیں بائیں کے مقابلہ کے سوال کو فی الحال الگ رکھو۔ صرف اس بات پر نظر کرو کہ آنحضرت ﷺ نے جہات میں سے کسی ایک جہت کے متعلق خاص برکت کے الفاظ فرمائے ہیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کے وجود کے اندر سے انوار باطنی نکل نکل کر اس جہت کو مبارک کر رہے ہیں۔ ورنہ اگر یہ نہیں تو اس کی برکت کیسی اس حدیث سے نورانی وجودوں کے محض قرب سے دوسری اشیاء کا (بشرطیکہ وہ قبولیت کا مادہ رکھتی ہوں) متاثر ہونا ثابت ہوتا ہے اور یہ وہ عظیم الشان نکتہ ہے۔ جو ہر صادق کی کامیابی کی تہہ میں کام کرتا ہے اور یہی سالک کے سلوک کی کامیابی کی کلید اعظم ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ آپ کے اس فعل میں سب سے پہلے یہ سبق تھا کہ پاک وجودوں سے ہر وقت خاموش طور پر انوار روحانی کا صدور ہوتا رہتا ہے۔

وھو المراد

دوسرا سبق جو اس حدیث میں ہے یہ ہے کہ گو روحانی انوار کا صدور ہر جانب پر اثر ڈالتا ہے مگر دائیں جانب کو انوار کی کرنیں زیادہ زور اور زیادہ صفائی کے ساتھ رخ کرتی ہیں۔ یہ ایک خاص نکتہ ہے جس کا ادراک صرف ایک عارف پر کھولا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے تجربہ سے اس کے صدق کا مشاہدہ کرتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے دوسرے موقعہ پر بھی اس کی طرف توجہ دلائی ہے۔ چنانچہ مسجد میں جماعت کے وقت جہاں قرب امام اور بعض اور وجوہ سے باقی صفوں پر صف اول کو ترجیح دی گئی ہے۔ وہاں آپ کے اقوال سے بھی ثابت ہے کہ صف اول میں سے شق ایمن یعنی دائیں جانب کی نصف صف کو بائیں جانب کی نصف صف پر فضیلت حاصل ہے مگر یہ موقعہ اس اصل کی اہمیت ظاہر کرنے کے واسطے ایک خاص موقعہ تھا۔ کیونکہ ایک طرف صدیق اکبر تھا اور دوسری طرف ایک اعرابی پس ایسے حالات میں بھی آپ کا اعرابی والی جانب کو بوجہ اس کے شق ایمن ہونے کے ابوبکر صدیق والی جانب پر ترجیح دینا شق ایمن کی برکات کی اہمیت کو خاص طور پر ظاہر کرنے والا ہے۔

تیسرے اس فعل سے آپ اپنی امت کو یہ سبق دینا چاہتے تھے کہ مقامی اور وقتی انعامات ان لوگوں کا حق ہوتے ہیں جو مقامی اور وقتی خصوصیت رکھتے ہیں نہ کہ ان کا جو بحیثیت مجموعی مستقل طور پر کلی فضیلت رکھتے ہوں کیونکہ اگر یہ نہ ہو تو مقامی اور وقتی فضیلت رکھنے والے لوگ انعامات سے بالکل ہی محروم ہو جائیں حالانکہ خدا کی رحیمیت اور رحمانیت کا تقاضا ہے کہ اپنے اپنے دائرہ کے اندر سب لوگ انعامات حاصل کریں اور اپنے اپنے حقوق میں مثلاً ایک جرنیل ہے جو تمام فوج میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے اور اس نے بڑے بڑے کارہائے نمایاں کئے ہیں اور دوسرا ایک معمولی سپاہی ہے جس نے اپنے محدود دائرہ میں کوئی عام فضیلت حاصل کی ہے تو جب اس محدود دائرہ کے اندر انعامات کی تقسیم ہوگی تو سپاہی کو بھی انعام ملے گا اور یہ ظلم ہوگا کہ وہ انعام بھی جرنیل کو دے دیا جائے۔ ہاں جرنیل اپنے وسیع دائرہ میں بیشک بیشمار انعامات کا وارث ہوگا۔ بعینہٖ یہی صورت اس مجلس میں تھی۔ آپ کے بچے ہوئے دودھ کا کسی کو ملنا بیشک ایک انعام تھا۔ کیونکہ وہ آپ کا تبرک تھا۔ لیکن یہ انعام صرف مقامی حیثیت رکھتا تھا۔ پس یہ انعام اس کا حق ہوسکتا تھا۔ جو اس مجلس میں مقامی فضیلت رکھتا ہو اور ظاہر ہے کہ مقامی فضیلت جس کا نام میں نے حالاتی فضیلت رکھا ہے۔ اس وقت اس اعرابی کو تمام اہل مجلس پر حاصل تھی۔ لہٰذا آپ نے اس کو اس انعام کا وارث بنایا۔ ہاں اگر کوئی وسیع دائرہ کا انعام ہوتا۔ تو آپ بیشک ذاتی فضیلت کے نام پر اس کی تقسیم کرتے۔

پس آنحضرت ﷺ نے اپنے اس فعل سے صحابہ کو یہ سبق بھی دیا کہ کسی عام ذاتی فضیلت اور اہلیت کی وجہ سے کسی دوسرے کی جزوی یا حالاتی فضیلت کو نظرانداز نہ کر دینا چاہئے بلکہ اس مؤخر الذکر شخص کے حقوق کی بھی پوری نگہداشت کرنی ضروری ہے خواہ بظاہر اس وقت کسی بڑے شخص کی کیسی شان ہی نظر آتی ہو۔

چوتھے اس حدیث سے یہ سبق بھی حاصل ہوتا ہے کہ ظاہری صورت کا بھی بڑا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ کیونکہ آپ نے اس اعرابی کے صرف ظاہری مقام کا جو ایک محض اتفاقی امر تھا اور صرف ظاہری صورت میں واقعہ ہو گیا تھا اور حقیقت کے ساتھ اسے کوئی تعلق نہ تھا۔ بہت بڑا لحاظ کیا اور اسے قابل انعام گردانا۔

پس سالک کے لئے اس میں بھی ایک نکتہ بتایا ہے کہ اگر کبھی وہ کسی مقام قرب کی روح میں داخل نہیں ہوسکتا۔ تو اس کے ظاہری حالات کو ہی اپنے اوپر وارد کرے۔ کیونکہ یہ ظاہری حالت بھی فیض الٰہی کو کھینچتی اور بندہ کو انعامات کا وارث بناتی ہے۔

یہ وہ چند حکمتیں ہیں جو آنحضرت ﷺ کے اس فعل میں جو حدیث متذکرۃ الصدر میں بیان کیا گیا ہے پائی جاتی ہیں۔ واللہ اعلم۔ بعض اور حکمتیں بھی ہیں۔ مگر ان کے لئے زیادہ گہری نظر درکار ہے۔ درحقیقت آنحضرت ﷺ کا کلام بھی کلام الٰہی کی طرح (گو محدود پیمانہ پر) ہدایت کا بحر بیکراں ہے اور آپ کا ہر قول و فعل اور حرکت و سکون اپنے اندر بہت بہت حکمتیں رکھتا ہے نہ ان اسرار سے واقف ہونا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کیونکہ اس سے طبیعت اطمینان اور سکون حاصل کرتی ہے۔ نیز بندہ اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لاتعداد راستوں پر آگاہ ہو کر اپنے اعمال صالح کا دائرہ بہت وسیع کرسکتا ہے۔ (الفضل قادیان 11 جون 1937ء)

سہیل آٹوز
موٹر سائیکل
سپیئر پارٹس
120 علی ٹاؤن سرگودھا روڈ فیصل آباد
طالب دعا: شیخ سہیل احمد: 03226035421

آندرے آس لینگوئج انسٹیٹیوٹ
جرمن زبان سیکھیے
گوئٹے انسٹیٹیوٹ سے سند یافتہ ٹیچر
اور اب لاہور کراچی ٹیسٹ کی تیاری کیلئے بھی تشریف لائیں۔
فیصل آباد میں بھی جرمن کلاسز کا آغاز ہو چکا ہے
برائے رابطہ: طارق شبیر دارالرحمت غربی ربوہ
03336715543, 03007702423, 0476213372

قیام نماز میں اسوۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ کی محبت اور اطاعت میں فنا برگزیدہ شخص کے شب و روز کی دلگداز کہانی

مکرم مظفر احمد خالد صاحب

جب ہم اقامۃ الصلوٰۃ کے بارے میں آنحضرت ﷺ کی زندگی کی طرف نظر ڈالتے ہیں تو آپ ﷺ ہر پہلو سے نماز کی ادائیگی کی تڑپ میں، نماز کی ادائیگی میں اور حسن ادائیگی میں اسوہ کامل تھے۔ جو ہر ایک پہلو سے ہمارے لیے نمونہ ہیں۔

قرآن کرم میں جا بجا عبادت الٰہی کی اہمیت، طریق کار اور برکات و فیوض کا ذکر ہے نماز کی ادائیگی کے بارے میں آپ ﷺ نے خود فرمایا ہے کہ تم نمازوں کو اسی طرح ادا کیا کرو جس طرح تم مجھے نماز ادا کرتے دیکھتے ہو۔

احادیث کے مطابق آپ روزانہ اپنی مصروفیات کا آغاز تہجد سے فرماتے تھے۔ نماز سے قبل وضو کرتے ہوئے مسواک استعمال فرماتے اور منہ اچھی طرح صاف کرتے۔ نہایت خوبصورت اور لمبی نماز تہجد ادا کرتے جس میں قرآن شریف کی لمبی تلاوت کرتے، اتنی لمبی کہ زیادہ دیر کھڑے رہنے سے پاؤں پر ورم ہو جاتے۔ نماز کے بعد کچھ دیر لیٹتے پھر جونہی نماز فجر کے لیے حضرت بلالؓ کی آواز کان میں پڑتی فوراً نہایت مستعدی سے اٹھتے اور دو مختصر رکعت سنت ادا کر کے نماز فجر کے پڑھانے کے لیے مسجد نبوی میں تشریف لے جاتے۔ کبھی بیماری کے باعث نماز تہجد رہ جاتی تو دن کے وقت نوافل ادا کرتے۔ (بخاری کتاب التہجد)

ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ نے ہر حال میں عسر ہو یا یسر اپنے دن کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہوا تھا دن کا ایک حصہ عبادت الٰہی کیلئے، ایک حصہ اہل خانہ کے لیے اور ایک حصہ ذاتی ضروریات کے لیے مقرر تھا۔ پھر اپنی ذات کے لیے مقرر کردہ وقت میں سے بھی ایک بڑا حصہ بنی نوع انسان کی خدمت میں صرف ہوتا تھا۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ للقاضی عیاض جلد 1 ص 174)

ہمارے پیارے آقا کے شب و روز کے اوقات کی تمام مصروفیات کا مرکز خدا تعالیٰ کے حکم کے تابع تھا۔ یعنی ہر کام اس طرح کرتے کہ عبادت الٰہی زیادہ احسن طریق پر ادا ہو سکے۔

احادیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ ظہر کے بعد گھر میں حسب حالات قیلولہ فرما لیتے اور فرمایا کرتے کہ قیلولہ کے ذریعہ رات کی عبادت کیلئے مدد حاصل ہوتی ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی جلد 11 ص 245)

اسی طرح آتا ہے کہ دن کے کاموں کا اختتام نماز عشاء سے پہلے پہلے کر کے عشاء کے بعد آرام کرنا پسند کرتے تا کہ تہجد کے لیے بروقت بیدار ہو سکیں۔ (بخاری کتاب الصلوٰۃ)

''آنحضرت ﷺ کے دل میں بچپن ہی سے اپنے خالق و مالک کی محبت بھر دی گئی تھی اور ذکر الٰہی سے آپ کو خاص شغف تھا۔ خلوت پسند تھی۔ عین جوانی کے عالم میں بھی آپ کو سچی خوابیں شروع ہو گئی تھیں۔ آپ ﷺ کو عبادت الٰہی میں ایسا شغف تھا کہ جوانی میں آپ ﷺ ہر سال غار حرا میں ایک مہینہ کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ اور تنہائی میں اللہ کو یاد کرتے تھے۔''

رسول اللہ ﷺ کی خدا تعالیٰ کے ساتھ محبت و پیار کے اظہار کو دیکھ کر کفار بھی کہتے تھے کہ: عَشِقَ محمد'' ربّہ' کہ محمد تو اپنے رب پر عاشق ہو گیا ہے۔

آپ حقیقی طور پر اپنے رب کے عاشق تھے۔

آپ کی عبادات میں یہ محبت بہت عیاں تھی۔ اور آپ محبت الٰہی کے حصول کے لیے بعض دعائیں بطور خاص پڑھا کرتے تھے۔ حضرت داؤدؑ کی یہ دعا؛

اَللّٰھم اِنِی اَسئلُکَ حُبَّکَ......

(ترمذی کتاب الدعوات)

اے اللہ میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں اور اس کی محبت بھی جو تجھ سے محبت کرتا ہے۔ میں تجھ سے ایسے عمل کی توفیق مانگتا ہوں جو مجھے تیری محبت تک پہنچا دے۔ اے اللہ اپنی اتنی محبت میرے دل میں ڈال دے جو میری اپنی ذات میرے مال، میرے اہل اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ ہو۔

اس کے علاوہ آپ نے جو خود اللہ سے محبت مانگتے ہوئے دعا سکھائی وہ بہت عظیم ہے۔

آپ اس طرح اپنے مولا سے عاجزی کرتے ہوئے محبت الٰہی مانگتے تھے۔

''اے اللہ مجھے اپنی محبت عطا کر اور اس کی محبت جس کی محبت مجھے تیرے حضور فائدہ بخشے۔ اے اللہ میری دل پسند چیزیں جو تو مجھے عطا کرے اُن کو اپنی محبوب چیزوں کے حصول کے لیے قوت کا ذریعہ بنا دے اور میری وہ پیاری چیزیں جو تجھے مجھ سے علیحدہ کر دے اُن کے بدلے اپنی پسندیدہ چیزیں مجھے عطا فرما دے۔''

(ترمذی کتاب الدعوات باب فی عقد التسبیح:3413)

''آپ کو عبادت الٰہی یعنی نماز سے اس قدر شغف تھا کہ ہر قسم کی لذت قیام نماز میں پاتے تھے۔ پنجوقتہ نمازوں کی ادائیگی کے علاوہ دن کے وقت نوافل کی ادائیگی اور نماز تہجد میں قیام اللیل ہر قسم کے ریا سے پاک خالصۃً للہ تھا۔

آپ نے اپنے جسم و جان کو قیام نماز میں اس طرح پیش کر رکھا تھا کہ عرش کے خدا نے بھی آپ کے اس شغف پر فرمایا؛

کہ اے نبی ﷺ تو کہہ دے کہ میری نماز میری قربانیاں، میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

(سورۃ الانعام ص 163)

رسول اکرم ﷺ نے اقامۃ الصلوٰۃ کے ہر پہلو کے اعتبار سے اقامۃ الصلوٰۃ کا حق ادا کر دیا۔

''جبریل امین نے جس دن سے آپ کو نماز کی ادائیگی کا طریق سکھایا۔ آپ نے اسی روز سے اقامۃ الصلوٰۃ کا خوب حق ادا فرمایا۔ آغاز رسالت سے ہی ابھی حضرت خدیجہؓ اور حضرت علیؓ ایمان لائے تھے کہ آپ نے اُن کے ساتھ وضو کر کے نماز باجماعت کی ادائیگی شروع کر دی، پھر عمر بھر سفر ہو یا حضر ہو۔ صحت کی حالت میں بھی اور بیماری کی حالت میں بھی۔ امن، جنگ کے عالم میں بھی اس فریضہ کو بدرجہ اولیٰ ادا کیا۔ شروع میں آپ کو فرض نمازیں چھپ کر ادا کرنا پڑتی۔ مگر بعض اوقات دور جا کر کھلی جگہ پر بھی ادائیگی نماز کرتے۔

آپ کو نماز کی ادائیگی میں تکالیف بھی اٹھانی پڑیں۔ ایک دن حالت سجدہ میں تھے کہ اونٹنی کی غلیظ نجاست سے بھری ہوئی بچہ دانی آپ ﷺ کی پشت پر ڈال دی۔'' (بخاری کتاب الصلوٰۃ)

ایک دن ایک بدبخت کافر نے حضور ﷺ کے گلے میں کپڑا ڈال کر مروڑنا شروع کیا کہ آپ کا دم گھٹنے لگا کہ حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے آپؓ نے اسے دھکا دے کر ہٹایا اور کہا کیا تم ایک شخص کو اس لئے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ میرا رب ہے۔ (بخاری کتاب التفسیر سورۃ مومن)

ادائیگی صلوٰۃ میں آنحضرت ﷺ کا طریق

حضرت یسار بن سلامہ سے روایت ہے کہ میں اور میرا باپ ابو برزہ اسلمی کے پاس گئے۔ میرے باپ نے اسے کہا رسول اللہ ﷺ فرض نماز کس طرح پڑھتے تھے کہا ظہر کی نماز جس کو تم پہلی نماز کہتے ہو جب دوپہر ڈھلتی اس وقت پڑھتے اور عصر کی نماز پڑھتے اس وقت سورج زندہ ہوتا اور مغرب کے متعلق جو کچھ کہا سب بھول گیا ہوں اور عشاء کی نماز دیر سے پڑھنا پسند کرتے تھے۔ اور آپ ﷺ عشاء سے پہلے سونا اور بعد میں باتیں کرنا ناپسند فرماتے تھے۔ اور صبح کی نماز سے فارغ ہوتے کہ آدمی اپنے ہم نشین کو پہچان لیتا۔

(مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ باب تعجیل الصلوٰۃ)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس وقت گرمی ہوتی نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھتے اور جب سردی ہوتی جلد پڑھتے۔

(مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ باب تعجیل الصلوٰۃ)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز تکبیر کے ساتھ اور قراءت الحمد للہ ربّ العالمین کے ساتھ شروع کرتے اور جب رکوع کرتے تو نہ اپنے سر کو بلند کرتے اور نہ پست کرتے لیکن اس کے درمیان رکھتے اور جس وقت اپنا سر رکوع سے اٹھاتے سجدہ نہ کرتے یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہوتے اور جس وقت اپنا سر سجدہ سے اٹھاتے یہاں تک کہ سیدھے بیٹھ جاتے اور ہر دو رکعات کے بعد التحیات پڑھا کرتے اور اپنا بایاں پاؤں بچھاتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے اور شیطان کے عقبہ سے منع کرتے تھے اور منع فرماتے کہ آدمی درندوں کی طرح اپنے دونوں پاؤں بچھائے اور نماز کو سلام کے ساتھ ختم کرتے۔

(مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نماز کے لیے بلالؓ کی اطلاعی آواز پر آپ بلا توقف مستعد ہو کر اٹھتے اور نماز کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔

(بخاری کتاب الجمعہ)

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کھانا کھا رہے تھے اور چُھری سے بھنا ہوا گوشت کھا رہے تھے کہ حضرت بلالؓ نے نماز باجماعت کے لیے آواز دی آپ ﷺ نے بلا توقف وہیں چُھری چھوڑ دی اور سیدھے نماز کے لیے تشریف لے گئے۔

(ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب فی ترک الوضوء مما مست النار)

بیماری میں بھی آپ نماز ضائع نہ ہونے دیتے۔ ایک دفعہ گھوڑے سے گر جانے کی وجہ سے جسم کا دایاں پہلو شدید زخمی ہو گیا۔ کھڑے ہو کر نماز ادا نہ کر سکتے تھے بیٹھ کر نماز پڑھائی مگر نماز باجماعت سے ناغہ پسند نہ فرمایا۔

(بخاری کتاب المرضیٰ باب اذا عاد مریضاً)

سفر میں بھی نماز کا خاص اہتمام ہوتا تھا۔ روایات حدیث کے مطابق زندگی بھر میں صرف دو مواقع ایسے آئے کہ جن میں بعض صحابہ کو رسول ﷺ کی غیر موجودگی میں نماز پڑھانے کی نوبت ہوئی۔ ایک موقعہ وہ تھا جب آنحضرت ﷺ بنی عمرو بن عوف میں مصالحت کے لیے تشریف لے گئے اور جیسا کہ ہدایت فرما گئے تھے تاخیر کی صورت میں کچھ انتظار کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے بلالؓ کی درخواست پر نماز پڑھانی شروع کی کہ آپ ﷺ تشریف لے آئے۔ حضرت ابوبکرؓ پیچھے ہٹے اور آپ ﷺ نے خود امامت کروائی۔

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب لاتصفیق فی الصلوٰۃ)

دوسرا موقعہ وہ ہے جب ایک سفر میں آپ

ﷺ قافلے سے پیچھے رہ گئے تو حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ نے نماز فجر قضا ہونے کے اندیشہ سے شروع کروائی اور آپ ﷺ پیچھے سے آکر شامل ہوگئے۔

آپ ﷺ نے بروقت نماز ادا کرنے پر صحابہ سے اظہار خوشنودی فرمایا۔

(مسلم کتاب الصلوٰۃ باب تقدیم الجماعۃ)

رسول کریم ﷺ سفر میں جدھر سواری کا رخ ہوتا اسی طرف منہ کر کے نفل نماز سواری پر ادا کر لیتے۔ تاہم فرض نمازیں ہمیشہ قافلہ روک کر باجماعت قصر اور جمع کر کے ادا کرتے۔ بارش کی صورت میں بعض دفعہ سواری کے اوپر بھی فرض نماز ادا کی ہے۔

(ترمذی کتاب الصلوٰۃ باب ماجاء فی الصلوٰۃ علی الدابۃ)

ایک سفر میں رات کے آخری حصہ میں پڑاؤ کرتے ہوئے بلالؓ کی ڈیوٹی فجر کی نماز میں جگانے پر لگائی گئی مگر ان پر نیند غالب آگئی۔ دن چڑھے سب کی آنکھ کھلی۔ فجر کی نماز میں تاخیر ہو چکی تھی۔ پریشانی کے عالم میں اس جگہ مزید رکنا بھی پسند نہ فرمایا۔ جہاں نماز ضائع ہوئی اور آگے جا کر نماز ادا کی۔

(بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب الاذان بعد ذہاب الوقت)

حالت جنگ میں اقامۃ الصلوٰۃ

رسول کریم جنگ کے ہنگامی حالات میں بھی نماز کی حفاظت کا خاص خیال رکھتے تھے۔ غزوہ بدر سے پہلے اپنی جھونپڑی میں نماز کی حالت میں گریہ وزاری کر رہے تھے اور تین سوتیرہ عبادت گزاروں کا واسطہ دے کر رو رہے تھے۔

روایت ہے کہ غزوہ احد کی شام جب لوہے کے خود کی کڑیاں دائیں رخسار میں ٹوٹ جانے سے بہت خون بہہ چکا تھا آپ زخموں سے نڈھال تھے اور ستر صحابہ کی شہادت کا زخم بھی اس سے بڑھ کر تھا۔ اس روز بھی آپ حضرت بلالؓ کی نداء پر نماز کے لیے اسی طرح تشریف لائے جیسے عام دنوں میں آتے تھے اور یہ اقامۃ الصلوٰۃ کا حیرت انگیز نظارہ تھا۔

(فتوح العرب فی شروع الحرب ص 387 از واقدی)

بخاری شریف میں آتا ہے کہ غزوہ احزاب میں دشمن کے مسلسل حملہ کے باعث ظہر وعصر کی نمازیں وقت پر ادا نہ ہوسکیں۔ نماز کے ضائع ہونے پر بیقرار ہو کر فرماتے تھے خدا ان کو غارت کرے۔ انہوں نے ہمیں نماز سے روک دیا۔ آپ ﷺ نے صحابہ کو اکٹھا کیا اور نمازیں باجماعت ادا کیں۔

(بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الاحزاب)

نماز باجماعت میں اسوۂ نبی ﷺ

اقامۃ الصلوٰۃ اور پھر باجماعت نماز کا آپ ﷺ کو اس قدر اہتمام تھا کہ فتح مکہ کے موقعہ پر شہر کے ایک جانب مسجد حرام سے کافی فاصلے پر آپ کا قیام تھا مگر باقاعدہ تمام نمازوں کے لیے حرم شریف تشریف لاتے رہے۔

جنگوں میں خطرہ کی حالت میں بھی آپ ﷺ نے نماز ترک نہ کی بلکہ اس حال میں صحابہ کو اس طرح نماز پڑھائی کہ ایک گروہ دشمن کے سامنے رہا اور دوسرے نے آپ ﷺ کے ساتھ نصف نماز ادا کی پھر پہلے گروہ نے آکر نماز پڑھی۔ یوں آپ ﷺ نے سبق دیا کہ موت کے بڑے سے بڑے خطرے میں بھی نماز ترک نہیں کی جاسکتی۔

(بخاری کتاب التفسیر سورۃ بقرہ)

آخری بیماری میں رسول کریم ﷺ تپ محرقہ کے باعث شدید بیمار تھے بخار میں مبتلا تھے۔ مگر فکر تھی تو نماز کی۔ گھبراہٹ کے عالم میں بار بار نماز کے وقت کا پوچھتے۔ بتایا گیا کہ لوگ آپ کے منتظر ہیں۔ بخار ہلکا کرنے کی خاطر فرمایا کہ میرے اوپر پانی کے مشکیزے ڈالو۔ تعمیل ارشاد ہوئی۔ مگر پھر آپ پر غشی طاری ہوگئی۔ ہوش آیا تو پھر پوچھا کیا نماز ہوگئی ہے۔ جب پتہ چلا کہ صحابہ انتظار کر رہے ہیں تو فرمایا کہ مجھ پر پانی ڈالو جس کی تعمیل کی گئی۔ غسل سے بخار کچھ کم ہوا تو تیسری مرتبہ نماز پر جانے لگے مگر نقاہت کے باعث نیم غشی کی کیفیت طاری ہوگئی اور آپ مسجد تشریف نہ لے جاسکے۔

(بخاری کتاب الاذان باب حد المرض ان یشھد الجماعۃ)

ہر آن دوسروں کو اقامۃ الصلوٰۃ کی تلقین

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا جس شخص نے اپنے گھر سے وضو کیا پھر وہ اللہ کے گھر کی طرف گیا تا کہ وہاں فرض نماز ادا کرے تو مسجد کی طرف جاتے ہوئے جتنے قدم اس نے اٹھائے اُن میں سے اس کے ایک قدم سے اگر ایک گناہ معاف ہوگا تو دوسرے قدم سے اس کا ایک درجہ بلند ہوگا یعنی ہر ہر قدم پر اُسے ثواب ملے گا۔ (مسلم باب المشی الی الصلوٰۃ)

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ پانچ نمازوں کی مثال ایسی ہے کہ جیسے تم میں سے کسی کے دروازے کے پاس پانی سے بھری ہوئی نہر چل رہی ہو اور وہ اس میں دن میں پانچ بار نہائے یعنی جس سے اس شخص کے بدن پر میل نہیں رہتی اسی طرح پانچ نمازیں پڑھنے والے کی روح میں میل نہیں رہ سکتی۔ (مسلم کتاب الصلوٰۃ باب المشی الی الصلوٰۃ)

آنحضرت ﷺ کی محبت الٰہی اور خشوع وخضوع کے نظارے

آنحضرت ﷺ کا یہ قول کہ قرۃ عینی فی الصلوٰۃ کہ قیام صلوٰۃ میں ہی میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ آپ ﷺ کی عبادت یعنی اقامۃ الصلوٰۃ کی تڑپ تو بیان ہو چکی ہے۔ جب ہم آپ ﷺ کی اقامۃ الصلوٰۃ کی ادائیگی اور پھر اس میں الدعاء مخ العبادہ یعنی عبادات کا مغز دعا ہے کی جھلکیاں نظارہ کرتے ہیں۔ تو دَنٰی فَتَدَلّٰی ...... کی حقیقت کا پتہ چلتا ہے کہ یہ اللہ کا بندہ بظاہر اس زمینی فرش پر سربسجود ہوتا تھا مگر حقیقت میں عرش پر آپ پہنچے ہوتے تھے۔

آپ ﷺ کے اسوہ سے چند ایک مثالیں مشتے از خروارے کے طور پر پیش خدمت ہیں۔

نبی کریم ﷺ کی فرض نمازیں نسبتاً مختصر ہوتی تھیں تا کہ وہ کمزور، بیمار، بچے، بوڑھے اور مسافر کے لیے بوجھ نہ ہو۔ بلکہ اگر نماز پڑھاتے پڑھاتے کسی بچہ کے رونے کی آواز سن لیتے تو نماز مختصر کر دیتے۔

لیکن آپ ﷺ کی تنہائی کے نوافل نمازوں کی شان بہت نرالی ہے۔ اور بلاشبہ محبت الٰہی اور فنا فی اللہ کا یہ مقام آپ نے حاصل کر کے ہمیں نمونہ دیا۔

آپ کی تنہائی کی نمازوں کے بارے میں صحابہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خدا کے حضور اس طرح گڑگڑاتے تھے کہ آپ کے سینے سے ہنڈیا کے اُبلنے کی آواز سے مشابہ آواز آتی تھی۔ (نسائی کتاب السہو باب البکاء فی الصلوٰۃ)

حضرت مطرف اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول خدا کو نماز پڑھتے دیکھا۔ گریہ وزاری اور بکاء سے یوں ہچکیاں بندھ گئی تھیں گویا چکی چل رہی ہو اور ہنڈیا کے اُبلنے کی آواز کی طرح آپ کے سینہ سے گڑگڑاہٹ سنائی دیتی تھی۔

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب البکاء فی الصلوٰۃ)

عہد نبوی میں ایک دفعہ سورج گرہن ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نماز کسوف پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے بڑے لمبے لمبے رکوع اور سجدے کیے آپ ﷺ اس قدر روتے جاتے تھے کہ ہچکی بندھ گئی اس حال میں رو رو کر یہ دعا کرتے تھے۔

"میرے رب کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا کہ جب تک میں ان لوگوں میں ہوں تو انہیں عذاب نہ دے گا۔ کیا تو نے یہ وعدہ نہیں فرمایا کہ جب تک یہ استغفار کرتے رہیں گے تو ان پر عذاب نازل نہ کرے گا۔ پس ہم استغفار کرتے ہیں تو ہمیں معاف فرما۔

(الدر المنثور للسیوطی جلد 9 ص 59)

آپ ﷺ متانت سے نماز ادا کرنے کو پسند فرماتے

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا اور رسول اللہ ﷺ مسجد کے ایک طرف بیٹھے ہوئے تھے اس نے نماز پڑھی پھر آیا آپ کو سلام کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور تجھ پر سلام ہے واپس جا نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ واپس گیا نماز پڑھی اور پھر آیا اور سلام کیا آپ ﷺ نے فرمایا اور تجھ پر سلام ہے واپس جا نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ تیسری مرتبہ یا تیسری مرتبہ کے بعد اس نے کہا مجھ کو سکھلائیں اے اللہ کے رسول۔

آپ ﷺ نے فرمایا جس وقت تو نماز کے لئے کھڑا ہو پورا وضو کر قبلہ کے سامنے کھڑا ہو اللہ اکبر کہہ پھر پڑھ جو آسان ہو تیرے ساتھ قرآن سے پھر رکوع کر یہاں تک کہ ٹھہرے تو رکوع میں پھر سر اٹھا یہاں تک کہ سیدھا کھڑا ہو پھر سجدہ کر یہاں تک کہ مطمئن ہو تو سجدہ کرنے والا۔ پھر سر اُٹھا حتی کہ مطمئن ہو تو بیٹھنے والا پھر سجدہ کر یہاں تک کہ تو مطمئن ہو سجدہ کرنے والا پھر سر اٹھا یہاں تک کہ مطمئن ہو تو بیٹھنے والا ایک روایت میں ہے کہ پھر اپنا سر اٹھا یہاں تک کہ سیدھا کھڑا ہو پھر اپنی ساری نماز میں اسی طرح کر۔ (مشکوٰۃ باب الصلوٰۃ باب صفۃ الصلوٰۃ)

آپ ﷺ کی نماز تہجد کا حال

تہجد کی نماز رسول اللہ ﷺ کی روح کی غذا تھی۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ نے ہر نبی کی ایک خواہش رکھی ہوتی ہے اور میری دلی خواہش رات کی عبادت ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی جلد 12 ص 84)

رات کے وقت آپ نماز میں بہت لمبی تلاوت کیا کرتے تھے اور قیام رکوع سجود خوب لمبے ہوتے تھے یہی آپ کے تعلق باللہ پر دلالت کرتا ہے۔

حضرت عائشہؓ سے رسول اللہ ﷺ کی نماز تہجد کی کیفیت پوچھی گئی۔ آپؓ نے فرمایا:

آپ کی نماز اتنی لمبی اور پیاری اور حسین ہوا کرتی تھی کہ اس نماز کی لمبائی اور حسن وخوبی کے متعلق نہ پوچھو! یعنی میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن سے آپ کی اس خوبصورت عبادت کا نقشہ کھینچ سکوں۔

(بخاری کتاب الجمعہ باب قیام النبی باللیل)

حضرت عبداللہؓ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ حضرت عائشہؓ سے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی کوئی بہت پیاری اور خوبصورت سی بات سنائیں۔

حضرت عائشہؓ نے فرمایا اُن کی تو ہر ادا ہی پیاری تھی۔ ایک رات میرے ہاں باری تھی۔ آپ تشریف لائے اور میرے ساتھ بستر میں داخل ہوئے آپ کا بدن میرے بدن سے چھونے لگا پھر فرمانے لگے اے عائشہ کیا آج کی رات مجھے اپنے رب کی عبادت میں گزارنے کی اجازت دوگی میں نے کہا مجھے تو آپ کی خواہش عزیز ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں پھر آپ اٹھے۔ مشکیزہ سے وضو کیا اور نماز میں کھڑے ہو کر قرآن کریم پڑھنے لگے پھر رونے لگے یہاں تک کہ آپ کے آنسوؤں سے دامن تر ہو گیا۔ پھر آپ نے دائیں پہلو سے ٹیک لگائی دایاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھ کر کچھ توقف کیا پھر رونے لگے یہاں تک کہ آپ کے آنسوؤں سے زمین بھیگ گئی۔ صبح

باقی صفحہ 16 پر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثال قوت قدسیہ

حضرت سیدہ ام متین صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی

جب ہم قرآن مجید پڑھتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کرتے ہیں تو آپؐ کے حسن کی شعاعیں آنکھوں کو چکاچوند کر دیتی ہیں اور بے اختیار منہ سے نکل جاتا ہے۔

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیرالوریٰ یہی ہے
پہلوں سے خوبتر ہے خوبی میں اک قمر ہے
اس پر ہر اک نظر ہے بدرالدجیٰ یہی ہے

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

ہمارے نبی کریم ﷺ جب مبعوث ہوئے تو اس وقت...... دو فریق تھے۔ ایک وہ جنہوں نے نبی کریم ﷺ کی باتوں کو سنا اور پورے غور سے سنا اور پھر آپؐ کی باتوں سے ایسے متاثر ہوئے اور آپؐ پر ایسے فدا ہوئے کہ والدین اور اولاد احباء اور اعزہ غرض دنیا میں جو چیز انہیں عزیز ترین ہو سکتی تھی۔ اس پر آپؐ کے وجود کو مقدم کر لیا۔ اچھے بھلے آرام سے بیٹھے تھے برادری کے تعلقات اور احباب کے تعلقات سے اپنے خیال کے مطابق لطف اٹھا رہے تھے۔ مگر اس پاک وجود کے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہی وہ سارے رشتہ دار اور تعلق ان کو چھوڑنے پڑے اور ان سے الگ ہونے میں انہوں نے ذرا بھی تکلیف محسوس نہ کی۔ بلکہ راحت اور خوشی سمجھی۔ اب غور کرنا چاہئے کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کے پاس وہ کیا چیز تھی جن سے ان لوگوں کو اپنا گرویدہ ایسا بنا لیا کہ وہ اپنی جانیں دینے کے لئے تیار ہو گئے۔ اپنے تمام دنیوی مفاد اور منافع اور تمام قومی اور ملکی تعلقات کو قطع کرنے کے لئے آمادہ ہوئے۔ نہ صرف آمادہ بلکہ انہوں نے قطع کر کے اور اپنی جانوں کو دے کر دکھا دیا کہ وہ آپ کے ساتھ کس خلوص اور ارادت سے ہوئے تھے۔ بظاہر آپؐ کے پاس کوئی مال و دولت نہ تھا۔ جو ایک دنیادار انسان کے لئے تحریص اور ترغیب کا موجب ہو سکے۔ خود آپؐ نے ہی یتیمی میں پرورش پائی تھی ...... بیشک آپؐ کے پاس کوئی مال و دولت اور دنیوی تحریص و ترغیب کا ذریعہ نہ تھا اور ہرگز نہ تھا لیکن آپؐ کے پاس دو زبردست چیزیں جو حقیقی اور اصلی مؤثر اور جاذب ہیں تھیں وہی انہوں نے پیش کیں اور انہوں نے ہی دنیا کو آپؐ کی طرف کھینچا۔ وہ تھیں حق اور کشش۔ یہ دو چیزیں ہی ہوتی ہیں جن کو انبیاء علیہم السلام لے کر آتے ہیں۔ جب تک یہ دونوں موجود نہ ہوں انسان کسی ایک سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا اور نہ پہنچا سکتا ہے حق ہو کشش نہ ہو حاصل؟ کشش ہو لیکن حق نہ ہو اس سے کیا فائدہ؟ (ملفوظات جلد 1 ص 104)

اس اصول کو سامنے رکھ کر آنحضرت ﷺ کی سیرت پر نظر ڈالی جائے تو آپؐ کا وجود ہی کامل ترین نظر آتا ہے۔ آپؐ نے انسانوں تک وہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم پہنچائی۔ جس نے ان کو خدا سے ملا دیا اور جاء الحق و زھق الباطل کا نظارہ دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے لئے فیصلہ کر دیا کہ قیامت تک کے لئے کامل شریعت آنحضرت ﷺ کے ذریعہ نازل ہو چکی ہے اور یہ شرکت کسی ایک قوم یا کسی ایک ملک یا کسی ایک زمانہ کے لئے نہیں بلکہ تمام دنیا کے لئے ہے۔

غرضیکہ حق تمام تر آپؐ کے ساتھ تھا اور اس حق کے ذریعہ دنیا کی اصلاح کے لئے آپؐ کی جان اس حد تک گداز ہوئی کہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لعلك باخع نفسك کہ کیا تو اس غم میں اپنے تئیں ہلاک کر دے گا کہ یہ لوگ حق کو قبول نہیں کرتے تو حسرتیں کھا کھا کر اپنی جان دے دے گا۔ آنحضرت ﷺ نے بنی نوع انسان کی ہمدردی میں اپنی جان کو وقف کر دیا تھا۔ دعا کے ساتھ تبلیغ کے ساتھ اپنی جان اور اپنے آرام کو ان کی بہبودی کے لئے لگا دیا تھا اور ان کی تربیت کے لئے ایسے ارشادات فرمائے جس سے نہ صرف وہ خود باخدا انسان بن گئے۔ بلکہ آئندہ ان کی نسلیں بھی جاں نثار ثابت ہوئیں۔ غرضیکہ حق بھی آپؐ کے ساتھ تھا اور جذب بھی۔

قوت قدسی

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

پیغمبر خدا ﷺ کی قوت قدسیہ اس درجہ پر پہنچی ہوئی تھی کہ اگر تمام انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ میں دیکھیں تو معلوم ہوگا۔ کسی نے آپؐ کے مقابلہ میں کچھ نہیں کیا۔ ...... آنحضرت ﷺ کی تیار کردہ جماعت کو اگر دیکھا جائے تو وہ ہمہ تن خدا ہی کے لئے نظر آتے ہیں اور اپنی عملی زندگی میں کوئی نظیر نہیں رکھتے۔ آنحضرت ﷺ کی مبارک اور کامیاب زندگی کی تصویر یہ ہے کہ آپؐ ایک کام کے لئے آئے اور اسے پورا کر کے اس وقت دنیا سے رخصت ہوئے۔ جس طرح بندوبست والے پورے کاغذات پانچ برس میں مرتب کر کے آخری رپورٹ کرتے ہیں اور پھر چلے جاتے ہیں۔ اسی طرح پر رسول کریم ﷺ کی زندگی میں نظر آتا ہے۔ اس دن سے لے کر جب قم فانذر (المدثر:3) کی آواز آئی۔ پھر اذا جاء نصر اللّٰہ (النصر:2) اور الیوم اکملت لکم دینکم (المائدہ:4) کے دن تک نظر کریں۔ تو آپؐ کی لانظیر کامیابی کا پتہ ملتا ہے۔ ان آیات سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے۔ آپؐ خاص طور پر مامور تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی زندگی میں کامیابی نصیب نہ ہوئی جو ان کی رسالت کا منتہا تھی۔ وہ ارض مقدسہ اور موعود سرزمین کو اپنی آنکھ سے نہ دیکھ سکے بلکہ راہ میں ہی فوت ہو گئے ...... ایسا ہی مسیح علیہ السلام کی زندگی پر نظر کرو جو ساری رات خود دعا کرتے رہے دوستوں سے کراتے رہے۔ آخر شکوہ پر اتر آئے اور ایلی ایلی لما سبقتنی بھی کہہ دیا۔ یعنی اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ ...... اس کے مقابل ہمارے نبی کریم ﷺ کا کیسا پکا کام ہے اس وقت سے جب سے کہا کہ میں ایک کام کرنے کے لئے آیا ہوں جب تک یہ نہ سن لیا کہ الیوم اکملت لکم دینکم (المائدہ:4) آپ دنیا سے نہ اٹھے جیسے یہ دعویٰ کیا تھا کہ انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعا ...... (الاعراف:159) اس دعویٰ کے مناسب حال یہ ضروری تھا کہ کل دنیا کے مکرر مکائد متفق طور پر آپؐ کی مخالفت میں کئے جاتے۔ آپؐ نے کس حوصلہ اور دلیری کے ساتھ مخالفوں کو مخاطب کر کے کہا کہ فکیدونی جمیعا (ہود:56) یعنی کوئی دقیقہ مکر کا باقی نہ رکھو سارے فریب مکر استعمال کرو۔ قتل کے منصوبے کرو۔ اخراج اور قید کی تدبیریں کرو مگر یاد رکھو۔ سیھزم الجمع ویولون الدبر (القمر:46) آخری فتح میری ہے تمہارے سارے منصوبے خاک میں مل جائیں گے۔ تمہاری ساری جماعتیں منتشر اور پراگندہ ہو جائیں گی...... (ملفوظات جلد 1 ص 344)

عربوں کی حالت میں عظیم انقلاب

ہم جب عرب کی ابتدائی حالت پر نظر ڈالتے ہیں تو عرب کے لوگ تحت الثریٰ میں پڑے نظر آتے ہیں۔ بت پرستی میں منہمک۔ لڑائی جھگڑے میں ایک دوسرے سے بڑھ کر لڑائیاں شروع ہوتیں تو قبیلے اور افراد سو سو سال تک ایک دوسرے کے خونی دشمن چلے جاتے کسی برائی کے کام سے عار نہ تھا چوری قتل۔ ڈاکہ زنی بالکل معمولی باتیں سمجھی جاتی تھیں کوئی اخلاق نہ تھے نہ عورت کا احترام۔ برائیوں پر دلیر غرضیکہ سر سے پاؤں تک نجاست میں غرق تھے اسی ماحول میں آنحضرت ﷺ مبعوث ہوئے اور آپؐ کی قوت قدسیہ نے چند سال میں عرب کی ایسی کایا پلٹ دی کہ بتوں کے پوجنے والے ایک خدا کے آگے سر جھکانے لگ گئے۔ توحید پر اس قدر مضبوطی سے قائم ہوئے کہ ہر وقت یہی خیال غالب رہتا تھا کہ کوئی ایسا فعل بھی سرزد نہ ہو جائے جس میں مخفی در مخفی شرک کی بُو بھی آتی ہو۔ وہی لوگ جو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے ایک دوسرے کے ہمدرد بہی خواہ اور غمخوار بن گئے۔ ایثار، قربانی، اطاعت اور فرمانبرداری کا ایسا جذبہ ان کے اندر پیدا ہوا کہ روئے زمین پر اس کی مثال نہیں ملتی آنحضرت ﷺ نے اپنے صحابہ کی ایسی اعلیٰ تربیت فرمائی اور آپؐ کے صحابہ نے بھی ایسی اعلیٰ درجہ کی جاں نثاری، محبت، اخلاص، اطاعت، وفا اور استقامت کا نمونہ دکھایا کہ اس کی مثال بھی دنیا کی کوئی تاریخ پیش نہیں کر سکتی۔ حضرت مسیح موعود نے اس شعر میں اس زمانہ کی حالت کا کیا خوب نقشہ کھینچا ہے۔

صادفتھم قوماً کروث ذلۃ
فجعلتھم کسبیکۃ العقیان

ترجمہ: اے محمد رسول اللہ ﷺ آپ نے ایک قوم کو پایا جو گوبر کی طرح ذلیل تھی۔ مگر آپؐ نے اپنی قوت قدسیہ کے ذریعہ اس کو سونے کی ڈلی کی مانند بنا دیا۔

آنحضرت ﷺ نے عرب کے ان لوگوں میں جن میں انتہا درجہ پر نسلی تعصب پایا جاتا تھا انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعاً کا اعلان کر کے فیصلہ فرما دیا کہ میں سب کے لئے رسول ہوں اور خدا کے سب بندے ایک جیسے ہیں۔ آپؐ نے دنیا کو اللہ تعالیٰ کا یہ حکم سنایا کہ یا ایھا الناس انا خلقنا کم ...... کہ سب انسان ایک ہی جیسے ہیں ان میں خاندان اور قبیلے محض شناخت کے لئے بنائے گئے ہیں اور کسی کو کسی پر فضیلت اس لئے نہیں کہ وہ اعلیٰ خاندان سے ہے کسی کو اس لئے فضیلت حاصل نہیں کہ وہ مالدار ہے بلکہ ان اکرمکم عنداللّٰہ اتقاکم تم میں سے جو سب سے زیادہ پاکیزہ اور متقی ہے وہی سب سے زیادہ قابل احترام ہے۔ آپ نے نہ صرف زبانی تعلیم دی بلکہ حضرت زینبؓ کا نکاح اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زیدؓ سے کر کے اپنی اس تعلیم کا عملی ثبوت بھی بہم پہنچا دیا اور حضرت عائشہؓ کے قول پر کہ کان خلقہ القرآن آنحضرت ﷺ کے اخلاق وہی ہیں جن کی قرآن تعلیم دیتا ہے اپنے عمل سے مہر لگا دی۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

رسولؐ اللہ میں وہ ساری قوتیں اور طاقتیں رکھی گئی تھیں جو محمد بنا دیتی ہیں تا کہ بالقوۃ باتیں بالفعل میں بھی آ جائیں۔ اس لئے آپؐ نے یہ دعویٰ کیا کہ انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعا ایک قوم کے ساتھ جو مشقت کرنی پڑتی ہے تو کس قدر مشکلات پیش آتی ہیں۔ ایک خدمتگار شریر ہو تو اس کا درست کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ ...... مگر وہ جو مختلف قوموں کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا۔ سوچو تو سہی کس قدر کامل اور زبردست قویٰ کا مالک ہوگا۔ مختلف طبیعت کے لوگ۔ مختلف عمروں، مختلف ملکوں، مختلف خیال، مختلف قویٰ کی مخلوق کو ایک ہی تعلیم کے نیچے رکھنا اور

پھران سب کی تربیت کر کے دکھا دینا اور وہ تربیت بھی کوئی جسمانی نہیں بلکہ روحانی تربیت۔ خدا شناسی اور معرفت کی باریک سے باریک باتوں اور اسرار سے پورا واقف بنا دینا اور نری تعلیم ہی نہیں بلکہ عامل بھی بنا دینا یہ کوئی چھوٹی سی بات نہیں۔

(ملفوظات جلد 1 ص 421)

اسلامی تعلیم کا وسیع اثر

آنحضرت ﷺ سے قبل کسی نبی یا کسی مذہب نے اس عالمگیر مساوات اور انسانی اخوت کی تعلیم نہیں دی۔ اسی تعلیم نے آپؐ پر ایمان لانے والوں میں وہ جذبہ عشق پیدا کر دیا کہ انہوں نے توحید کی خاطر ہر قسم کی تکلیف اٹھائی۔ ماریں کھائیں جلتے ہوئے پتھروں پر گھسیٹے گئے۔ قتل ہوئے عورتوں کو بے عزت کیا گیا۔ مگر اللہ تعالیٰ پر جو ایمان اور آنحضرت ﷺ سے جو عشق ان کے دلوں میں پیدا ہو چکا تھا اس میں بال نہ آسکا۔

کیا ہی اعلیٰ درجہ کی قوت قدسیہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو عطا فرمائی تھی کہ آپ پر ایمان لا کر صحابہؓ نے اپنے خون سے دین پر مہر لگا دی۔ وہی لوگ جب شرک سے بیزار ہوئے اور توحید کی دولت سے مالا مال تو ہر وقت یہی خیال غالب تھا کہ توحید غالب ہو ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت عمروؓ بن العاص کی وفات کا وقت آیا تو رونے لگے۔ حضرت عبداللہؓ ان کے صاحبزادے نے کہا کہ آپ روتے کیوں ہیں آپ نے فتوحات کیں نیک کام کئے تو آپ نے جواب دیا تم نے سب سے بہتر چیز شہادت لا الٰہ الا اللہ کو تو چھوڑ ہی دیا۔

جو لوگ ہر وقت شراب کے نشے میں چور رہتے تھے اور شراب پینے پر فخر کرتے تھے جن کے قصیدوں کا بیشتر حصہ شراب کی تعریف اور اس کے پینے پلانے کے ذکر سے پُر ہوتا تھا اب وہ محبت الٰہی کی شراب پینے لگے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

ترکوا الغبوق وبدلوا من ذوقہ
ذوق الدعاء بلیلۃ الاحزان

ترجمہ: انہوں نے شام کی شراب چھوڑ دی اور اس کے ذوق کی جگہ غم کی راتوں میں دعا کی لذت اختیار کر لی۔

اور جس دن آنحضرت ﷺ نے اعلان فرمایا کہ آج سے شراب تم پر حرام کی جاتی ہے۔ حدیثوں میں آتا ہے کہ لوگوں نے اپنے مٹکے توڑ دیئے شراب مدینہ کی گلیوں میں بہتی پھرتی تھی اس دن کے بعد پھر کبھی کسی نے شراب کو منہ نہ لگایا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو ایک گائے کے ذبح کرنے کا حکم دیا تھا لیکن جس جس طرح بنی اسرائیل حیلہ جوئی سے کام لیتے رہے اور قربانی کو ٹالتے رہے وہ تاریخ کا ایک کھلا ورق ہے اور اس کی تفصیل قرآن مجید میں بیان ہوئی ہے اسی طرح جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو ارض مقدسہ میں داخل ہونے کا حکم دیا تو انہوں نے صاف جواب دے دیا کہ اذھب انت وربک اے موسیٰ آپ اور آپ کا رب جا کر دشمن سے لڑتے پھریں ہم تو یہیں بیٹھیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کا کیا حال تھا وہ حواری جو بڑی محنت سے طیار کئے گئے تھے جن کو رات اور دن آپ کی صحبت میں رہنے کا موقعہ ملا۔ وہ بھی وفادار ثابت نہ ہوئے اور خود حضرت مسیح علیہ السلام کو ان کے ایمان پر شک رہا۔ یہاں تک کہ آخری وقت میں وہ حواری ان کو چھوڑ کر چلے گئے ایک نے تو گرفتار کرا دیا اور دوسرے نے سامنے کھڑے ہو کر تین مرتبہ لعنت بھیجی۔

لیکن ہزاروں ہزار درود اور سلام اس رحمۃ للعالمین پر جنہوں نے اپنی قوت قدسیہ سے ہزاروں لاکھوں نفوس کا تزکیہ کیا اور ان سے ایسی محبت ان پر ایسی شفقت فرمائی کہ مسلمانوں کا ہر مرد عورت اور بچہ آپؐ کی جنبش لب پر اپنی گردنیں کٹوا دینا فخر سمجھتا تھا ان کی زندگی کا مقصد محض اور محض اطاعت الٰہی اور اطاعت رسولؐ باقی رہ گیا۔ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح یہ نہیں کہہ دیا کہ جاؤ تم اور تمہارا رب لڑو ہم یہاں سے نہیں جائیں گے بلکہ انہوں نے کہا یا رسولؐ اللہ ہم آپؐ کے دائیں بھی لڑیں گے۔ ہم آپؐ کے بائیں بھی لڑیں گے۔ ہم آپؐ کے سامنے بھی لڑیں گے اور ہم آپؐ کے پیچھے بھی لڑیں گے اور اگر آپؐ اشارہ بھی فرماویں تو ہم اپنے گھوڑے سامنے سمندر میں ڈال دیں گے اور دشمن آپؐ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ ہماری لاشوں کو روندتا ہوا نہ آئے۔

بدکاری عرب میں اس قدر عام تھی کہ اس برائی کا قطعاً اہل عرب میں کوئی احساس نہ پایا جاتا تھا بلکہ اپنے برے افعال کو بطور کارناموں کے فخریہ مجالس میں سناتے تھے لیکن آنحضرت ﷺ نے اپنی تربیت سے ان کی ایسی کایا پلٹ دی کہ ان میں عورت کے متعلق احترام پیدا ہو گیا۔ بدکاری سے قطعاً مجتنب ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی خشیت اس درجہ کی پیدا ہو گئی کہ اگر کسی شخص سے کسی ایسے فعل کا ارتکاب ہو بھی جاتا تو وہ فوراً رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے گناہ کا اعتراف کر کے آپؐ سے شرعی سزا کی درخواست کرتا اس دنیا میں سزا پا لے اور آخرت کی سزا سے محفوظ رہے روایت ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے تھے کہ مجھے یہ پسند ہے کہ میری ناک بدبو سے بھر جائے لیکن یہ پسند نہیں کہ اس میں کسی اجنبی عورت کی خوشبو آئے۔ حضرت مسیح موعود اپنے اس شعر میں آنحضرت ﷺ کی قوت قدسیہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

کان الحجاز مغازل الغزلان
فجعلتھم فانین فی الرحمان

ترجمہ: اہل حجاز جو خوبصورت عورتوں سے عشق بازی میں محو تھے تو آنحضرت ﷺ نے انہیں فانی فی اللہ بنا دیا۔

جس طرح اعلیٰ درجہ کا طبیب وہی سمجھا جائے گا جو بظاہر ناقابل علاج بیماریوں کا علاج کر کے مریض کو اچھا کر دے۔ اس طرح آنحضرت ﷺ نے ہزاروں روحانی مریضوں کا علاج کیا جن روحانی امراض میں اہل عرب گرفتار تھے ان کا تصور کر کے پھر ان کے اخلاق و عادات میں جو عظیم الشان تبدیلی ہوئی اس کو دیکھنے میں اسی قدر آنحضرت ﷺ کی قوت قدسی کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔ آپ نے تخلقوا باخلاق اللہ کا کامل نمونہ بن کر دنیا کو دکھایا جس کے نتیجہ میں آپؐ پر ایمان لانے والے میں وہ اعلیٰ درجہ کے اخلاق پیدا ہوئے جنہوں نے انہیں خدا سے جا ملایا۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

آپؐ کیا بلحاظ اپنے اخلاق فاضلہ کے اور کیا بلحاظ اپنی قوت قدسی اور عقد ہمت کے اور کیا بلحاظ اپنی تعلیم کی خوبی اور تکمیل کے اور کیا بلحاظ اپنے کامل نمونہ اور دعاؤں کی قبولیت کے غرض ہر طرح اور ہر پہلو میں چمکتے ہوئے شواہد اور آیات اپنے ساتھ رکھتے ہیں کہ جن کو دیکھ کر ایک غبی سے غبی انسان بھی بشرطیکہ اس کے دل میں بیجا ضد اور عداوت نہ ہو صاف طور پر مان لیتا ہے کہ آپؐ تخلقوا باخلاق اللہ کا کامل نمونہ اور کامل انسان ہیں۔

قربانی اور ایثار کا بے نظیر جذبہ

آپؐ کی شفقت علیٰ خلق اللہ کے نتیجہ میں صحابہؓ میں ایک دوسرے کے لئے قربانی اور ایثار کا جذبہ پیدا ہوا جس کا نقشہ قرآن کریم ان الفاظ میں کھینچتا ہے۔

محمد رسول اللہ والذین......

کہ اصحاب محمد رسول اللہ ﷺ کفار کے مقابلہ میں تو بڑے سخت ہیں لیکن آپس میں ایک دوسرے کے لئے بڑے ہی رحیم بڑے ہی شفیق اور بڑے ہی مہربان ہیں۔ ایک جنگ کا واقعہ ہے کہ حضرت عکرمہؓ حضرت حارثؓ اور حضرت سہیلؓ زخمی ہو گئے۔ حالت خطرناک تھی۔ ایک شخص پانی لایا حضرت عکرمہؓ کو پانی پلانا چاہا انہوں نے کہا پہلے سہیل کو جا کر پلاؤ۔ سہیلؓ کے پاس پانی لے کر گیا تو کہنے لگے پہلے حارث کو پلاؤ۔ حارثؓ کے پاس پانی لے کر پہنچا تو انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ عکرمہؓ کو پلاؤ۔ جب پھر عکرمہؓ کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی ہے۔ سہیلؓ تک گیا تو وہ بھی اس دنیائے فانی سے رخصت ہو چکے تھے۔ آخر میں حارثؓ کے پاس پہنچا تو اتنے عرصہ میں وہ بھی بغیر پانی پیئے ختم ہو چکے تھے۔ ان میں ایثار کا یہ جذبہ کس نے پیدا کیا کس نے ان کو وحشی انسان سے بااخلاق انسان اور بااخلاق انسان سے باخدا انسان بنا دیا۔ یہ صرف رسول پاک ﷺ کی قوت قدسیہ کا نتیجہ تھا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

کہتے ہیں یورپ کے ناداں یہ نبی کامل نہیں
وحشیوں میں دیں کا پھیلانا یہ کیا مشکل تھا کار
پر بنانا آدمی وحشی کو ہے اک معجزہ
معنے راز نبوت ہے اسی سے آشکار
نور لائے آسماں سے خود بھی وہ اک نور تھے
قوم وحشی میں اگر پیدا ہوئے کیا جائے عار

یہ بھی اللہ تعالیٰ کے انبیاء کی صداقت کا ایک بیّن ثبوت ہے کہ جب وہ اپنے انبیاء دنیا میں بھجواتا ہے تو ان کے ماننے والوں میں آپس میں محبت پیدا کر دیتا ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔

ھوالذی ایدک بنصرہ ......

جو فرقے یا سوسائٹیاں اپنے طور پر اور اپنی تدبیروں سے بنتے ہیں ان میں جلد ہی تفرقہ پیدا ہو جاتا ہے کیونکہ ان کی بنیاد انسانی خیال پر ہوتی ہے لیکن نبی کریم ﷺ کے ماننے والوں میں اس درجہ کی محبت اور الفت اور ایثار کا پیدا ہو جانا جہاں آپؐ کی اعلیٰ درجہ کی قوت قدسیہ پر دلالت کرتا ہے وہاں آپؐ کی صداقت اور اللہ تعالیٰ کی ہستی کو روز روشن کی طرح ثابت کرتا ہے۔

بے نظیر محبت

آنحضرت ﷺ کی بے مثال قوت قدسیہ کے نتیجہ میں جو بے نظیر محبت آپؐ کے صحابہؓ کو آپؐ کی ذات سے پیدا ہوئی اس کی ایک مثال جنگ احد کا وہ واقعہ ہے جب غلطی سے صحابہؓ میں یہ خبر مشہور ہو گئی تھی کہ آنحضرت ﷺ شہید ہو گئے ہیں۔ حضرت عمرؓ یہ خبر سن کر رونے لگ گئے۔ مالکؓ نامی ایک صحابی بیٹھے کھجور کھا رہے تھے۔ ان کو جنگ کے بعد کے بدلے ہوئے حالات کا علم نہ تھا وہ سمجھ رہے تھے کہ مسلمان فتح پا چکے ہیں۔ انہوں نے حضرت عمرؓ سے سوال کیا عمر کیوں رو رہے ہو؟ حضرت عمرؓ نے کہا شاید تمہیں معلوم نہیں مسلمانوں کو شکست ہوئی ہے اور آنحضرت ﷺ شہید ہو گئے ہیں وہ کہنے لگے عمر! پھر اس میں رونے کی کیا بات ہے میرے اور میرے محبوب کے درمیان یہ کھجور ہی تو حائل ہے یہ کہہ کر کھجور پھینکی اور تلوار سونت کر دشمنوں پر جا گرے اور نہایت بے جگری سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔

اسلامی جنگوں کے چند واقعات

جنگ حنین کے موقع پر جب آنحضرت ﷺ نے بھاگتے ہوئے انصار کو آواز دی کہ اے انصار خدا کا رسول تمہیں بلاتا ہے۔ صحابہؓ کہتے ہیں کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ قیامت کا دن ہے اور صور پھونکا جا رہا ہے۔ ایک صحابی کہتے ہیں کہ اس دن انصار اس طرح دوڑ کر رسول اللہ ﷺ کی طرف جا رہے تھے جس طرح اونٹنیاں اور گائیں اپنے بچہ کے چیخنے کی آواز سن کر دوڑتی ہیں اور تھوڑی دیر میں صحابہؓ آپؐ کے گرد جمع ہو گئے۔ صحابہؓ کہتے ہیں کہ جس کی سواری میدان جنگ کی طرف جانے کے لئے نہ مڑتی تھی۔ صحابہؓ تلواریں مار مار کر اس کو مجبور کرتے تھے ورنہ سواری کو ذبح کر کے پیدل بھاگ پڑتے

تھے دنیا کی کوئی تاریخ ایسی مثال پیش نہیں کرسکتی کہ کسی بھی لیڈر کی ایک آواز پر اس کی قوم کے لوگ اس طرح دیوانہ وار دوڑے ہوں۔ یہ سب محض آنحضرت ﷺ کی قوت قدسیہ کے نتیجہ میں پیدا شدہ محبت کی وجہ سے تھا۔

آنحضرت ﷺ کی قوت قدسیہ کی ایک اور مثال پیش کرتی ہوں جنگ حنین کا ہی واقعہ ہے کہ شیبہ نامی ایک شخص لڑائی میں شامل تھا وہ کہتا ہے کہ میں اس نیت سے جنگ میں شامل ہوا تھا کہ موقع ملتے ہی آنحضرت ﷺ کو قتل کردوں گا۔ لڑائی میں جب زور کا رن پڑ رہا تھا تو میں نے تلوار سونتی اور رسول اللہ ﷺ کے قریب ہونا شروع ہوا۔ وہ کہتا ہے اس وقت میں نے محسوس کیا کہ میرے اور آپؐ کے درمیان آگ کا ایک شعلہ اٹھ رہا ہے جو قریب ہے کہ مجھے جلا کر راکھ کردے۔ اس وقت مجھے رسول اللہ ﷺ کی آواز سنائی دی۔ ”شیبہ میرے قریب آجاؤ“۔ جب میں آپؐ کے قریب پہنچا تو آپؐ نے میرے سینہ پر اپنا دست مبارک پھیرا اور فرمایا ”شیبہ خدا تعالیٰ تمہیں شیطانی خیالات سے نجات دے“۔ شیبہ کا قول ہے کہ آنحضرت ﷺ کے ہاتھ پھیرنے کے ساتھ میرے دل سے ساری عداوتیں دور ہوگئیں اور آپؐ مجھے دنیا کی ہر شے سے زیادہ عزیز ہوگئے پھر آپؐ نے فرمایا شیبہ آگے بڑھو اور لڑو۔ تب میں آگے بڑھا اور اس وقت میرے دل میں اس کے سوا اور کوئی خواہش نہ تھی کہ میں اپنی جان قربان کرکے آنحضرت ﷺ کی حفاظت کروں۔ اگر اس وقت میرا باپ زندہ ہوتا اور میرے سامنے آجاتا تو میں اپنی تلوار اس کے سینہ میں جھونک دینے سے دریغ نہ کرتا۔

(سیرت ابن ہشام)

اسلام لانے کے بعد حضرت عبدالرحمانؓ جو حضرت ابوبکرؓ کے بیٹے تھے۔ انہوں نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ جنگ احد میں جبکہ میں مسلمان نہیں تھا آپ ایک دفعہ میری تلوار کی زد میں آگئے لیکن میں نے اس لئے آپ پر حملہ نہ کیا کہ آپ میرے والد ہیں حضرت ابوبکرؓ نے بے ساختہ فرمایا کہ تمہاری خوش قسمتی تھی جو تم بچ گئے ورنہ اگر میرے سامنے تم اس وقت آجاتے تو تم نہ بچ سکتے کیونکہ اس وقت تم آنحضرت ﷺ کے خلاف جنگ کر رہے تھے۔ آنحضرت ﷺ سے یہ عشق کہ آپ کی خاطر ایک باپ اپنے بیٹے کی پروا نہ کرے کہ آپؐ کے کمالات قدسیہ کا کتنا بھاری کرشمہ ہے۔

آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے حق کے ساتھ وہ اعلیٰ درجہ کا جذبہ عطا فرمایا تھا کہ سخت ترین دشمن کو بھی بسا اوقات آپؐ کے آگے سر جھکانا پڑتا تھا۔ آپؐ کی مخالفت سب سے زیادہ ابوجہل نے کی تھی۔ ایک شخص کا ابوجہل نے قرضہ دینا تھا وہ مکہ آیا تا کہ اپنا قرضہ وصول کرے۔ ابوجہل نے قرض کی ادائیگی سے انکار کردیا۔

اس نے لوگوں سے اس بات کی شکایت کی تا کوئی اس کی مدد کرسکے بعض نوجوانوں نے ازراہ شرارت اسے آنحضرت ﷺ کا پتہ بتا دیا کہ ان کے پاس جاؤ۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ جب وہ شخص آپؐ کی خدمت میں جائے گا تو آپؐ فوراً اس کی مدد کے لئے کھڑے ہو جائیں گے اور ابوجہل کے پاس جائیں گے تو ابوجہل آپؐ کو ذلیل کرکے نکال دے گا۔ وہ شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور اپنی غرض بیان کی۔ آپؐ کی تو زندگی کا مقصد ہی مظلوموں کا حق ان کو دلوانا تھا۔ آپؐ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اس شخص کو ساتھ لیا اور ابوجہل کے گھر پہنچے۔ دروازہ پر دستک دی۔ ابوجہل نے دروازہ کھولا اور باہر نکلا تو دیکھا کہ اس کا قرض خواہ اور محمد رسول اللہ ﷺ باہر کھڑے ہیں۔ آپؐ نے ابوجہل کو دیکھتے ہی فرمایا تم نے اس کا اتنا قرضہ دینا ہے ابھی ادا کرو۔ آپؐ کے الفاظ میں کیسی تاثیر تھی کہ اسی وقت ابوجہل نے اس کا قرضہ ادا کردیا۔ جب آپؐ واپس تشریف لے گئے تو مکہ کے دوسرے رؤسا نے ابوجہل سے کہا کہ تم ہمارے سامنے تو بڑی ڈینگیں مارتے تھے۔ اب کیا ہوگیا۔ ابوجہل نے جواب دیا کہ اگر تم میری جگہ ہوتے تو تم بھی یہی کرتے۔ میں نے دیکھا کہ محمد ﷺ کے دائیں اور بائیں مست اونٹ کھڑے ہیں جو میری گردن مروڑ کر مجھے ہلاک کرنا چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ واقعہ کیا تھا۔ مگر حق وصداقت کا رعب یقیناً اس پر ایسا چھایا کہ آپؐ کے حکم کا وہ انکار نہ کرسکا اور ایک شدید ترین دشمن بھی آپؐ کی قوت قدسیہ کے اثر سے باہر نہ رہ سکا۔

جنگ احد کا ایک اور واقعہ بھی بیان کے قابل ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی صحبت نے صحابہؓ کے دلوں میں کتنا پختہ ایمان پیدا کردیا تھا۔ جنگ ختم ہونے کے بعد آنحضرت ﷺ نے بعض صحابہؓ کو زخمیوں کی دیکھ بھال پر مقرر فرمایا۔ ایک صحابی ایک زخمی انصاری کے پاس پہنچے جو جان توڑ رہے تھے۔ صحابی ان کے پاس پہنچے اور السلام علیکم کہا۔ انہوں نے لرزتا ہوا ہاتھ مصافحہ کے لئے بڑھایا اور کہا میرے رشتہ داروں کو سلام کہنا اور یہ کہنا کہ میں تو مر رہا ہوں۔ مگر اپنے پیچھے خدا تعالیٰ کی ایک مقدس امانت محمد رسول اللہ ﷺ کا وجود چھوڑے جا رہا ہوں تم اس کی حفاظت کرنے میں اپنی جانیں دینے سے دریغ نہ کرنا۔ اللہ اللہ کس قدر عشق کا مظاہرہ ہے۔ آخری دم میں نہ بیوی بچوں کا خیال نہ اور کوئی فکر اگر فکر تھی تو صرف آنحضرت ﷺ کی حفاظت کی کہ ان کو کوئی گزند نہ پہنچ جائے۔

عورتوں کا اخلاص وایثار

پھر یہی نہیں کہ صرف مردوں میں یہ اخلاص پایا جاتا تھا عورتوں میں مردوں سے بھی بڑھ کر محبت، اخلاص اور ایثار کا جذبہ پیدا ہوگیا تھا اور کیوں نہ ہوتا یہ آپؐ ہی کی ذات مبارک تھی جس نے ان کو خاک سے پاک کیا ان کے رتبہ کو بلند کیا۔ اتنا بلند کیا کہ فرمایا الجنة تحت اقدام امھاتکم

سبحان اللہ وہی عورت جو ایک وقت ذلیل ترین وجود سمجھی جاتی تھی اس کے متعلق فرمادیا کہ جنت تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔

جب جنگ احد میں آنحضرت ﷺ کی شہادت کے متعلق خبر مشہور ہوئی تو مسلمان عورتیں بیقراری سے گھروں سے نکل کھڑی ہوئیں۔ لشکر سے جو لوگ واپس آرہے تھے۔ ایک عورت نے ان میں سے ایک شخص سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے؟ اس کو چونکہ معلوم تھا کہ آپؐ خیریت سے ہیں اس نے کہا بہن تمہارا بھائی شہید ہوگیا ہے۔ اس نے پھر پوچھا۔ اس نے کہا بہن تمہارا باپ بھی شہید ہوگیا ہے۔ اس نے پھر سوال کیا آنے والے شخص نے کہا بہن تمہارا خاوند بھی شہید ہوگیا ہے۔ اس پر اس عورت نے غصہ سے کہا کہ میں تم سے رسول اللہؐ کا حال پوچھ رہی ہوں۔ آپؐ کی خیریت بتاؤ تب وہ شخص کہنے لگا آپ تو خیریت سے ہیں۔ اس پر وہ بولی کہ اگر رسول اللہؐ خیریت سے ہیں تو پھر مجھے کوئی غم نہیں۔

اسی طرح جنگ احد کا ہی یہ واقعہ ہے کہ جب آنحضرت ﷺ واپس مدینہ تشریف لا رہے تھے تو عورتیں اور بچے آپؐ کو لینے کے لئے شہر سے باہر نکل آئے۔ رسول کریم ﷺ کی اونٹنی کی باگ سعدؓ بن معاذ نے پکڑی ہوئی تھی شہر کے قریب انہیں اپنی ضعیف والدہ نظر آئیں۔ اس جنگ میں ان کا ایک بیٹا عمرؓ بن معاذ شہید ہوگیا تھا۔ انہیں دیکھ کر سعدؓ بن معاذ نے کہا یارسول اللہؐ میری ماں آرہی ہیں جب وہ قریب آئیں رسول کریم ﷺ نے انہیں کہا مائی مجھے تمہارے بیٹے کی شہادت پر تم سے ہمدردی ہے۔ اس نے جواب دیا یارسول اللہؐ جب آپ کو سلامت دیکھ لیا تو پھر مجھے کوئی غم نہیں۔

ہزاروں درود اور سلام اس مبارک اور مقدس وجود پر جس نے نہ صرف مردوں بلکہ عورتوں کے دلوں کو بھی نور ایمان سے بھر دیا تھا۔ عرب کے اس عظیم الشان انقلاب سے بڑھ کر بھی کیا آپؐ کی صداقت کا کوئی ثبوت ہوسکتا ہے؟

دنیا میں بیماریوں کے علاجوں کے مشہور طریق یہی ہیں کہ دوا غذا اور پرہیز سے علاج کیا جائے۔ اس کے علاوہ ایک طریق توجہ کا بھی ہے یعنی علاج کرنے والا مریض کے مرض کو اپنی توجہ سے دور کرے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

”یہاں تک رسول اللہ ﷺ کی قوت قدسی بااثر تھی کہ آج اس زمانہ میں بھی تیرہ سو برس کے بعد سلب ذنوب کی وہی قوت اور تاثیر رکھتی ہے جو اس وقت میں رکھتی تھی۔“ (ملفوظات جلد2 ص280)

آنحضرتؐ کا ابدی فیضان

آنحضرت ﷺ کا فیضان اور آپؐ کی تاثیرات قدسیہ عارضی نہیں تھیں کہ چودہ سو سال قبل کے مسلمانوں کے ساتھ ختم ہوگئیں۔ جس طرح دائمی شریعت آپؐ کو عطا کی گئی تھی۔ اسی طرح آپؐ کا فیضان بھی ابدی ہے۔ آنحضرت ﷺ زندہ نبی ہیں اور حقیقی زندگی یہی ہے جو آپؐ کو عطا ہوئی ہے اور کسی دوسرے کو نہیں ملی۔ آپؐ کی تعلیم اس لئے زندہ تعلیم ہے کہ اس کے ثمرات اور برکات اس وقت بھی ویسے ہی موجود ہیں۔ جو آج سے چودہ سو سال قبل موجود تھے۔ آنحضرت ﷺ کے فیوض و برکات کا آفتاب ہمیشہ چمکتا رہا اور ہمیشہ چمکتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان فیوض اور برکات کے پانے کا نسخہ قرآن مجید میں ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ قل ان کنتم تحبون اللہ ...... یعنی ان کو کہہ دو کہ اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کی محبت تمہیں حاصل ہو تو میری اطاعت کرو۔ جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔ گویا قیامت تک کے لئے اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کی شرط اطاعت رسولؐ لگادی۔ خدا تعالیٰ کی محبت وہی حاصل کرسکتا ہے جو آنحضرت ﷺ کی کامل اطاعت کرے اور آپؐ کے اسوہ حسنہ پر چلے۔

ہمارا فرض

ہمیں چاہئے کہ آنحضرت ﷺ کی سیرت کا بار بار مطالعہ کریں اور اپنی زندگیوں کو آپؐ کے اسوہ حسنہ کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے منہ سے کہلوایا تھا کہ

قل ان صلوتی ونسکی ......

ہماری زندگیوں کا مقصد بھی یہی ہو۔ اپنی اولادوں کو بھی آنحضرت ﷺ کی سیرت سے اچھی طرح واقف کرانا ہمارا فرض اولین ہے تا ان کے دلوں میں آپؐ کی ذات سے بے انتہا عشق اور محبت پیدا ہو اور اس محبت کے نتیجہ میں وہ اپنی زندگیاں بھی آپؐ کے اسوہ کے مطابق ڈھالیں۔ کیونکہ دین کی آئندہ ترقی بھی آپؐ کے اسوہ حسنہ پر چلنے سے وابستہ ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

”خوب یاد رکھو کہ (دین) ہمیشہ اپنی پاک تعلیم اور ہدایت اور اس کے ثمرات۔ انوار و برکات اور معجزات سے پھیلا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے عظیم الشان نشانات آپؐ کے اخلاق کی پاک تاثیرات نے اسے پھیلایا ہے اور وہ نشانات اور تاثیرات ختم نہیں ہوگئیں بلکہ ہمیشہ اور ہر زمانہ میں تازہ بتازہ موجود رہتی ہیں اور یہی وجہ ہے جو میں کہتا ہوں کہ ہمارے نبی ﷺ زندہ نبی ہیں اس لئے کہ آپؐ کی تعلیمات اور ہدایات ہمیشہ اپنے ثمرات دیتی رہتی ہیں اور آئندہ جب (دین) ترقی کرے گا تو اس کی یہی راہ ہوگی نہ کوئی اور۔“

(الحکم 17 اکتوبر 1906ء)

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

انی معک یا مسرور
طالب دعا: محمد احمد مظفر علوی
نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل شعبہ اشتہارات
گلشن علوی، بالمقابل بہشتی مقبرہ، نصیر آباد حلقہ "غالب" ربوہ
موبائل +923344090620
Email:alvialfzl@gmail.com

حضرت مسیح موعود کے مشہور "قصیدہ" کا منظوم ترجمہ

یا عین فیض اللہ و العرفان — یسعیٰ الیک الخلق کالظمآن
اے خُدا کے فیض اور عرفان کے آبِ رواں
تیری جانب دوڑتا ہے اک ہجومِ تشنگاں

یا بحر فضل المنعم المنان — تھوی الیک الزمر بالکیزان
اے سمندر منعم و منّان کے افضال کے
لوگ اُمڈے آرہے ہیں لے کے کوزے مٹکیاں

یا شمس ملک الحسن و الاحسان — نورت وجہ البر و العمران
اے زمینِ حُسن و احساں کے درخشاں آفتاب
تو نے روشن کردیئے اُجڑے چمن، آبادیاں

قوم رأوک و امۃ قد اخبرت — من ذلک البدر الذی اصبانی
اک جماعت نے تجھے دیکھا ہے اور اک نے سُنا
تو کہ جس نے مجھ کو دیوانہ کیا بدرِ جہاں

یبکون من ذکر الجمال صبابۃ — و تألما من لوعۃ الھجران
تیرے حُسن و دِلکشی کی یاد میں روتے ہیں وہ
سوزشِ فرقت سے عاشق ہیں ترے گریہ کناں

و اری القلوب لدی الحناجر کربۃ — و اری الغروب تسیلھا العینان
دیکھتا ہوں کرب سے ہیں دِل گلے تک آگئے
ہوگئیں آنکھوں سے جاری آنسوؤں کی ندیاں

یا من غدا فی نورہ و ضیائہ — کالنیرین و نور الملوان
اے کہ تُو جو نور میں ہے مثلِ ماہ و آفتاب
کردیا ہے تُو نے روز و شب کو مثلِ کہکشاں

یا بدرنا یا آیۃ الرحمٰن — اھدی الھداۃ و اشجع الشجعان
چودھویں کے چاند، اے رحمان کے زندہ نشاں
تُو شجاعوں کا شجاع ہے تُو ہے فخرِ ہادیاں

انی اری فی وجھک المتھلل — شانا یفوق شمائل الانسان
دیکھتا ہوں تیرے روشن رُخ پہ ایسی شان میں
جو کہ انسانی شمائل سے ہے بالا، بے گماں

و قد اقتفاک اولو النھی و بصدقھم — و دعوا تذکر معھد الاوطان
اہلِ دانش تجھ کو چُن کر تیرے پیرو ہوگئے
ترک کردی یاد تک وطنوں کی مثلِ صادقاں

قد آثروک و فارقوا احبابھم — و تباعدوا من حلقۃ الاخوان
چُن لیا تجھ کو ہُوئے احباب سے اپنے جُدا
بھائیوں کے دائرہ سے خود بڑھائیں دوریاں

قد ودعوا اھوائھم و نفوسھم — و تبرء وا من کل نشب فان
کہہ دیا نفسوں کو دِل کی خواہشوں کو الوداع
مال کو دُنیائے فانی کے بھی سمجھا رائیگاں

ظھرت علیھم بینات رسولھم — فتمزق الاھواء کالاوثان
جب رسولِؐ پاک کے روشن نشاں ظاہر ہُوئے
تب ہوائے نفس کے بُت تھے شکستہ کرچیاں

فی وقت ترویق اللیالی نوروا — و اللہ نجاھم من الطوفان
نور سے تیرے ہُوئے روشن شبِ ظلمات میں
اُن کو طوفانِ ضلالت سے خُدا نے دی اماں

قد ھاضھم ظلم الاناس و ضیمھم — فتثبتوا بعنایۃ المنان
پیسنا چاہا اگرچہ اُن کو دستِ ظلم نے
وہ بہ فضلِ رب رہے ثابت قدم مثلِ چٹاں

نھب اللئام نشوبھم و عقارھم — فتھللوا بجواھر الفرقان
گرچہ اوباشوں نے لوٹا اُن کا سب مال و منال
ہو گئے فرقاں کے موتی پا کے چہرے ضَوفشاں

کسحوا بیوت نفوسھم و تبادروا — لتمتع الایقان و الایمان
اپنے نفسوں کے گھروں کو خوب چمکا کر بڑھے
دولتِ ایمان و ایقاں کی طلب میں عاشقاں

قاموا باقدام الرسول بغزوھم — کالعاشق المشغوف فی المیدان
پیش قدمی پر رسول اللہ کی غزوات میں
دُشمنوں پر پِل پڑے اور جم گئے مثلِ چٹاں

فدم الرجال لصدقھم فی حبھم — تحت السیوف اریق کالقربان
اُن جواں مردوں کے اخلاص و محبت کے سبب
خون یوں اُن کے بہے گویا وہ ہوں قربانیاں

جاؤک منھوبین کالعریان — فسترتھم بملاحف الایمان
تیرے پاس آئے وہ بے مایہ، لُٹے، ننگے بدن
تُو نے ڈھانکا چادرِ ایمان سے سترِ نہاں

صادفتھم قوما کروث ذلۃ — فجعلتھم کسبیکۃ العقیان
تُو نے بے توقیر پایا اُن کو گوبر کی طرح
کر دیا خالص ڈلی سونے کی اور جنسِ گراں

حتی انثنیٰ بر کمثل حدیقة — عذب الموارد مثمر الاغصان

اک گلستاں بن گیا حتیٰ کہ صحرائے عرب
ہوگئے چشمے رواں اور لد گئیں سب ڈالیاں

عادت بلاد العرب نحو نضارة — بعد الوجیٰ و المحل و الخسران

لوٹ آئی تازگی، رونق عرب میں چار سُو
خشک سالی اُٹھ گئی، رخصت ہوئیں ویرانیاں

کان الحجاز مغازل الغزلان — فجعلتهم فانین فی الرحمٰن

چشمِ آہو کے غزل خواں تھے جوانانِ حجاز
فانی فی اللہ کردیا ان کو مثالِ سالکاں

شیئان کان القوم عمیا فیهما — حسو العقار و کثرة النسوان

یا تھا شوقِ دلبراں یا جامِ مے میں غرق تھے
بس انہیں لذّات میں اندھے تھے سب پیر و جواں

اما النساء فحرمت انکاحها — زوجا له التحریم فی القرآن

حکم مستورات کا اللہ نے قرآں میں دیا
ہے حرام اُن سے نکاح کہ جن کی حُرمت ہے بیاں

و جعلت دسکرة المدام مخربا — و ازلت حانتها من البلدان

تُو نے مے خانوں کو ویران و بیاباں کر دیا
اور مے نوشی کی شہروں سے ہٹا دی ہر دُکاں

کم شارب بالرشف دنا طافحا — فجعلته فی الدین کالنشوان

تھے بہت جو خُم کے خم پیتے تھے ہر پل مست تھے
دیں کا متوالا بنایا تُو نے ان کو جانِ جاں

کم محدث مستنطق العیدان — قد صار منک محدث الرحمٰن

بدعتی، سازوں کے رسیا تھے مگر تیرے طفیل
ہم کلام اُن سے لگا ہونے خُدائے مہرباں

کم مستهام للرشوف تعشقا — فجذبتهم جذبا الی الفرقان

کھینچ ہی لایا اُنہیں بھی جانبِ فرقاں تُو
عشق میں غنچہ دہن پریوں کے جو تھے نیم جاں

احییت اموات القرون بجلوة — ماذا یماثلک بهذا الشأن

ایک جلوے سے ترے صدیوں کے مُردے جی اُٹھے
کون ہے اس شان میں تیرا نظیر اے کامراں

ترکوا الغبوق و بدلوا من ذوقه — ذوق الدعاء بلیلة الاحزان

ترک کی راتوں کی مے اور لذتِ غم کو چنا
پھر دُعائے نیم شب تھی اور آہ و زاریاں

کانوا برنات المثانی قبلها — قد احصروا فی شحها کالعانی

قبل اس کے راگ کی رُوں رُوں کے قیدی تھے سبھی
حرص تھی نغمات کی، محبوب تھیں سارنگیاں

قد کان مرتعهم اغانی دائما — طورا بغید تارة بدنان

راگ و رنگ و مے سے تھیں آباد دائم محفلیں
دل لگی ہر سیم تن سے اور پیہم مستیاں

ما کان فکر غیر فکر غوانی — او شرب راح او خیال جفان

یا تھی فکرِ مے کشی یا تھیں مغنّی عورتیں
تھے نشے میں دُھت، تصور میں تھا جامِ ارغواں

کانوا کمشغوف الفساد بجهلهم — راضین بالاوساخ و الادران

ہر گھڑی لڑنے پہ اُکساتا تھا اکھڑپن اُنہیں
جسم و جاں کی میل و ناپاکی پہ ہر دم شادماں

عیبان کان شعارهم من جهلهم — حمق الحمار و وثبة السرحان

تھے جہالت کے سبب دو عیب اُن میں رچ گئے
ہر قدم اڑیاں گدھے کی، گرگ کی خوں خواریاں

فطلعت یا شمس الهدیٰ نصحا لهم — لتضیئهم من وجهک النورانی

تُو ہُوا اُن پر طلوع ایسے میں اے شمس الھدیٰ
تا کرے اُن کو منور تیرا نورِ ضوفشاں

ارسلت من رب کریم محسن — فی الفتنة الصماء و الطغیان

تجھ کو بھیجا ربِ محسن نے کریمی کے سبب
بے پناہ فتنے تھے چاروں سمت تھیں طغیانیاں

یا للفتی ما حسنه و جماله — ریاه یصبی القلب کالریحان

واہ! یہ کیسا جواں ہے صاحبِ حُسن و جمال
گویا ریحاں کی مہک دِل سے کرے سرگوشیاں

وجه المهیمن ظاهر فی وجهه — و شئونه لمعت بهذا الشان

اُس کے چہرے میں نظر آتا ہے نور اللہ کا
اور ہیں اوصاف میں اس نور کی ضوپاشیاں

فلذا یحب و یستحق جماله — شغفا به من زمرة الاخدان

ہے جمال اُس کا اِسی لائق کہ وہ محبوب ہو
اُس سے ہو دل بستگی، چھوٹے ہجومِ دوستاں

سجح کریم باذل خل التقی — خرق وفاق طوائف الفتیان

وہ ہے خُوش خلق و معزز، صاحبِ جود و عطا
اُس کریم و متقی کی ڈھول ہیں سارے جواں

فاق الوریٰ بکماله و جماله — و جلاله و جنانه الریان

کیا کہوں اُس کا کمال، اُس کا جمال، اُس کا جلال
سب پہ بازی لے گیا شاداب دل، سیراب جاں

لاشک ان محمدا خیر الوری ریق الکرام و نخبة الاعیان
ہیں محمدؐ لاجرم خیرالبشر خیرالوریٰ
آپؐ ہیں روحِ شرافت، آپؐ شاہِ دو جہاں

تمت علیہ صفات کل مزیة ختمت بہ نعماء کل زمان
آپؐ پر ہر دور کی نعمت مکمل ہوگئی
ہر فضیلت آپؐ پر ہے ختم شاہِ ہر زماں

و اللہ ان محمدا کردافة و بہ الوصول بسدة السلطان
آپؐ ہی واللہ خلیفہ ہیں خُدائے پاک کے
آپؐ ہی دربارِ شاہی کا وسیلہ ہیں یہاں

ہو فخر کل مطہر و مقدس و بہ یباہی العسکر الروحانی
ہر مطہر ہر مقدس کے لئے ہیں وجہِ فخر
آپ کی ہستی پہ نازاں لشکرِ قدّوسیاں

ہو خیر کل مقرب متقدم و الفضل بالخیرات لا بزمان
ہر مقرب سے ہراک سالک سے افضل شان میں
باعث وجہِ فضیلت خیر ہے نہ کہ زماں

و الطل قد یبدو امام الوابل فالطل طل لیس کالتہتان
بوندا باندی کی طرح تھے آپؐ سے پہلے نبی
فرق ہے پر بوندا باندی اور جھڑی کے درمیاں

بطل وحید لاتطیش سہامہ ذو مصمیات موبق الشیطان
وہ پہلواں ہیں آپؐ جس کے تیر نہ جائیں خطا
تیر ہیں مہلک بہت اور زد پہ شیطاں بے ایماں

ہو جنة انی اریٰ اثمارہ و قطوفہ قد ذللت لجنانی
دیکھتا ہوں آپ کو اک باغ، جس کے پھول و پھل
جھک گئے مجھ پر مرے دِل پر ہُوئے سایہ فگاں

الفیتہ بحر الحقائق و الھدیٰ و رأیتہ کالدر فی اللمعان
آپؐ ہیں بحرِ حقائق آپؐ ہیں بحرِ ھُدیٰ
میں نے دیکھا آپ کو موتی سے بڑھ کر ضوفشاں

قد مات عیسیٰ مطرقا و نبینا حی و ربی انہ وافانی
سرجھکا کر مر گئے عیسیٰؑ مگر زندہ ہیں آپؐ
مجھ سے جیتے جاگتے واللہ ملے ہیں بے گماں

(اس کے بعد چند شعر حذف کئے گئے ہیں)

انی لقد احییت من احیائہ واھا لاعجاز فما احیانی
آپؐ نے زندہ کیا مجھ کو تو میں زندہ ہُوا
واہ! یہ اعجاز ہے کیا خوب زندہ جاوداں

یا رب صل علیٰ نبیک دائما فی ہذہ الدنیا و بعث ثان
اے خُدا اپنے نبیؐ پر بھیج تُو دائم درود
دو جہاں میں تان دے صلِ علیٰ کا سائباں

یا سیدی قد جئت بابک لاھفا و القوم بالاکفار قد آذانی
سخت ایذا دی مجھے اور قوم نے کافر کہا
اے مرے آقا میں فریادی ہوں مضطر الاماں

یفری سہامک قلب کل محارب و یشج عزمک ہامة الثعبان
تیر تیرے، قلب کو ہر جنگ جُو کے چیر دیں
اژدھے کا سر کچل ڈالے ترا عزمِ جواں

للہ درک یا امام العالم انت السبوق و سید الشجعان
آفریں تجھ پر کہ تُو ہر دور کا ہے پیشوا
اے شجاعوں کے شجاع، سبقت تری سب پر عیاں

انظر الی برحمة و تحنن یا سیدی انا احقر الغلمان
مجھ پہ بھی نظرِ کرم ہو رحم ہو احسان ہو
اے مرے آقا میں ہوں ادنیٰ ترینِ چاکراں

یا حب انک قد دخلت محبة فی مہجتی و مدارکی و جنانی
رچ گئی تیری محبت جان و دِل میں خون میں
اے مرے پیارے مری رگ رگ میں تُو ہی تُو رواں

من ذکر وجہک یا حدیقة بہجتی لم اخل فی لحظ و لا فی اٰن
اے مرے باغِ مسرت تیرے مُنہ کی یاد سے
ایک لحظہ بھی نہیں خالی مرے دل کا جہاں

جسمی یطیر الیک من شوق علا یا لیت کانت قوة الطیران
جسم پر ہے شوق غالب حسرتِ پرواز ہے
کاش تجھ سے اُڑ کے مل سکتا میں مثلِ طائراں

ا۔ع۔ملک

☆ زعیم اعلیٰ واراکین عاملہ واراکین انصاراللہ غربی ملتان
☆ زعیم واراکین عاملہ واراکین انصاراللہ بیت السلام نشتر موڑ غربی ملتان
☆ منظور احمد زعیم وشفیق احمد گھمن نائب زعیم واراکین عاملہ
واراکین انصاراللہ حلقہ ممتاز آباد ملتان غربی
☆ زعیم واراکین عاملہ واراکین انصاراللہ حلقہ کینٹ ملتان غربی
زعیم واراکین عاملہ واراکین انصاراللہ حلقہ مظفر آباد ملتان غربی

نبی رحمت ﷺ وسعت حوصلہ کے عظیم نظارے

محترم سید میر محمود احمد ناصر صاحب

قرآنی نظریہ حیات کے مطابق نفس انسانی ایک وحدت خلقی ہے جو اپنے تمام تر تنوع کے باوجود، اپنی ذات میں ایک عالم صغیر ہونے کے باوجود اپنی تمام وسعتوں کے باوصف، ایک اکائی ہے جسے اپنی بے پناہ صلاحیتوں، استعدادوں اور طاقتوں کو ضبط میں رکھنے کے لئے عقل کی رسی اور حکمت کی نکیل عطا کی گئی ہے۔ اور اس تنوع میں یہ وحدت اس کو توحید باری تعالیٰ کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ صفات باری تعالیٰ کی تجلیات کی بے انداز وسعتیں جو توحید کی لڑی میں پروئی ہوئی ہیں سب سے کامل طور پر نفس محمدی ﷺ پر جلوہ آراء ہوئیں اور نفس انسانی کا یہ کامل ترین معراج طہٰ ہے یعنی تمام انسانی استعدادوں اور صلاحیتوں اور اخلاق اور طاقتوں کا بلند ترین نقطہ ہے اور ایک کامل وحدت ہے۔

اس وحدت کے مختلف پہلوؤں کو الگ الگ کر کے دیکھنا آسان کام نہیں کیونکہ اس کا ہر پہلو اپنے مرکز سے اور مرکز اپنے تمام تر پہلوؤں کے ساتھ وحدت خلقی کے طور پر وابستہ ہے۔ طینت پاک محمدی ﷺ وسعت حوصلہ کا عظیم دریا جو عالی ظرفی کے چشمہ سے پھوٹتا ہے نفس پاک نورانی کے ساتھ اس طرح وابستہ ہے کہ اس پہلو کو دیکھنے کے لئے بھی حیات محمد ﷺ پر مجموعی نظر ڈالنا ضروری ہوگا۔

آنحضرت ﷺ کی سیرۃ طیبہ پر جامع نظر خواہ وہ تعلق باللہ کے پہلو پر ہو یا خلق اللہ کی ہمدردی و غمخواری پر، خواہ جان کے دشمن بیرونی حملہ آوروں کے مقابلہ پر ہو یا گھر کے بچوں اور خادموں سے سلوک پر، خواہ شہر کے اندر رہنے والے زیر احسان احسان فراموشوں اور غداروں سے رویہ کے ضمن میں ہو یا صدیوں بعد آنے والے افراد امت پر شفقت سے وابستہ ہو، رسول اللہ ﷺ کی عالی ظرفی اور وسعت حوصلہ کا عظیم نظارہ پیش کرتی ہے۔

انسانی اخلاق و استعدادات کے جملہ پہلو جہاں کلی طور پر اپنے مجموعہ سے وابستہ ہیں وہاں بعض اخلاق و استعدادات بعض دوسرے اخلاق واستعدادات سے انفرادی طور پر بھی گہرا تعلق رکھتے ہیں جیسے ذات باری تعالیٰ کی صفات حسنہ کے ایک وحدت ہوتے ہوئے بھی بعض صفات کو بطور خاص قرآن مجید میں جوڑوں کی شکل میں بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً غَفُوْرٌ رَحِیْمٌ۔ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ وغیرہ اسی طرح وسعت حوصلہ کا عالی وصف شجاعت، جود وسخا، عفو وغیرہ اوصاف حسنہ کے ساتھ خصوصی طور پر بندھا ہوا ہے اور ان اوصاف کے ساتھ اس وصف کا مشاہدہ اس کو اجاگر کرتا ہے اور چمکاتا ہے۔ اس تمہید کے بعد رسول اللہ ﷺ کی وسعت حوصلہ کے آٹھ پہلو پیش خدمت ہیں۔

(1)

آنحضرت ﷺ کے وسعت حوصلہ کا مشاہدہ کرتے ہوئے اس بات کو مدنظر رکھنا ضروری ہے کہ دوسرے انبیاء کے مقابلہ میں رسول اللہ ﷺ کی بنیادی صفت رب العالمین کا مظہر کامل ہونا ہے۔

جس طرح قرآن کا خدا رب العالمین ہے۔ وید کے خدا کی طرح صرف آریوں کا رب نہیں۔ پرانے عہد نامہ کے خدا کی طرح بارہ قبائل تک اس کی ربوبیت محدود نہیں۔ نئے عہد نامہ کا خدا بیٹوں کی روٹی لے کر دوسروں کو دینا پسند نہیں کرتا۔ مگر قرآن کے خدا کا فیضان رنگ ونسل اور زمانہ کی حدود سے بالا ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

جس کامل انسان پر قرآن شریف نازل ہوا اس کی نظر محدود نہ تھی اور اس کی عام غمخواری اور ہمدردی میں کچھ قصور نہ تھا بلکہ کیا باعتبار زمان اور کیا باعتبار مکان اس کے نفس کے اندر کامل ہمدردی موجود تھی اس لئے قدرت کی تجلیات کا پورا اور کامل حصہ اس کو ملا اور وہ خاتم الانبیاءؑ بنے"۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد22 صفحہ 29)

پھر فرماتے ہیں:

"چونکہ آنحضرت ﷺ افضل الانبیاء اور سب رسولوں سے بہتر اور بزرگ تر تھے اور خدائے تعالیٰ کو منظور تھا کہ جیسے آنحضرتؐ اپنے ذاتی جوہر کے رو سے فی الواقعہ سب انبیاء کے سردار ہیں ایسا ہی ظاہری خدمات کی رو سے بھی اُن کا سب سے فائق اور برتر ہونا دنیا پر ظاہر ہو اور روشن ہو جائے اس لئے خدائے تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی رسالت کو کافہ بنی آدم کے لئے عام رکھا تا آنحضرت ﷺ کی محنتیں اور کوششیں عام طور پر ظہور میں آویں۔ موسیٰؑ اور ابن مریم کی طرح ایک خاص قوم سے مخصوص نہ ہوں اور تا ہر ایک طرف سے اور ہر ایک گروہ اور قوم سے تکالیف شاقہ اٹھا کر اُس اجر عظیم کے مستحق ٹھہر جائیں کہ جو دوسرے نبیوں کو نہیں ملے گا"۔

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد1 صفحہ 653)

پھر فرماتے ہیں:۔

میں نبیوں کی عزت اور حرمت کرنا اپنے ایمان کا جزو سمجھتا ہوں لیکن نبی کریمؐ کی فضیلت کل انبیاء پر میرے ایمان کا جزو اعظم ہے اور میرے رگ و ریشہ میں ملی ہوئی بات ہے۔ یہ میرے اختیار میں نہیں کہ اس کو نکال دوں۔ بدنصیب اور آنکھ نہ رکھنے والا مخالف جو چاہے سو کہے ہمارے نبی کریمؐ نے وہ کام کیا جو نہ الگ الگ اور نہ مل کر کسی سے ہو سکتا تھا اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 17)

رسول اللہ ﷺ کی عالمگیر وسعت حوصلہ کا یہ ظہور تھا جس کے نتیجہ میں یہ کائنات کو ہلا کر رکھ دینے والا نقارہ بجایا گیا کہ

تم ساری انسانیت کو مخاطب کر کے کہو کہ میں سب کی طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں جو تمام کائنات کا بادشاہ ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے۔ پس اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ جو نبی بھی ہے اور اُمّی بھی ہے اور اللہ اور اس کے کلمات پر ایمان لاتا ہے اور اس کی اتباع کرو تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

(الاعراف:159)

(2)

رسول اللہ ﷺ کی وسعت حوصلہ اور عالی ظرفی کا ایک عظیم پہلو اس جلیل القدر وحی کا مورد بننا تھا جس کے بوجھ کو برداشت کرنا معمولی دل گردے کا کام نہ تھا۔ جس کے زبردست بوجھ کے بارہ میں خود اس وحی کا بیان ہے اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْکَ ...... (المزمل:5) جس کی صرف ظاہری شدت کا یہ عالم تھا کہ زید بن ثابتؓ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے قریب بیٹھے ہوئے تھے اور وحی کا نزول ہونے لگا اور رسولؐ اللہ کی ران مبارک زید بن ثابتؓ کی ران کو چھو رہی تھی۔ تو انہوں نے محسوس کیا کہ ان کی ران بوجھ کی شدت سے پچکی جائے گی۔

اس ظاہری بوجھ کی ایک مثال صحابہؓ نے یہ دیکھی کہ رسول اللہ ﷺ اونٹ پر سوار تھے کہ وحی کا نزول ہونے لگا اور اونٹ کے پاؤں بوجھ کی شدت سے مڑنے لگے۔ یہ تو صرف ظاہری بوجھ کی کیفیت تھی مگر یہ کلام اپنے ساتھ اتنی زبردست باطنی اور معنوی ذمہ داری کا بوجھ لایا جو تاریخ انسانیت میں بے مثل ہے۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"وحی الٰہی ایک ایسا آئینہ ہے جس میں خدائے تعالیٰ کی صفات کمالیہ کا چہرہ حسب صفائی باطن نبی منزل علیہ کے نظر آتا ہے اور چونکہ آنحضرت ﷺ اپنی پاک باطنی وانشراح صدری وعصمت وحیا و صدق وصفا وتوکل ووفا اور عشق الٰہی کے تمام لوازم میں سب انبیاء سے بڑھ کر اور سب سے افضل و اعلیٰ واکمل وارفع واجلیٰ واصفا تھے اس لئے خدائے جل شانہ نے اُن کو عطر کمالات خاصہ سے سب سے زیادہ معطر کیا اور وہ سینہ اور دل جو تمام اولین و آخرین کے سینہ ودل سے فراخ تر و پاک تر و معصوم تر و روشن تر و عاشق تر تھا وہ اسی لائق ٹھہرا کہ اس پر ایسی وحی نازل ہو کہ جو تمام اولین وآخرین کی وحیوں سے اقویٰ واکمل وارفع واتم ہو کر صفات الٰہیہ کے دکھلانے کے لئے ایک نہایت صاف اور کشادہ اور وسیع آئینہ ہو۔ سو یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف ایسے کمالات عالیہ رکھتا ہے جو اس کی تیز شعاعوں اور شوخ کرنوں کے آگے تمام صحف سابقہ کی چمک کالعدم ہو رہی ہے۔ کوئی ذہن ایسی صداقت نکال نہیں سکتا جو پہلے ہی سے اس میں درج نہ ہو۔ کوئی فکر ایسے برہان عقلی پیش نہیں کر سکتا جو پہلے ہی سے اس نے پیش نہ کی ہو۔ کوئی تقریر ایسا قوی اثر کسی دل پر ڈال نہیں سکتی جیسے قوی اور پر برکت اثر لاکھوں دلوں پر وہ ڈالتا آیا ہے۔ وہ بلاشبہ صفات کمالیہ حق تعالیٰ کا ایک نہایت مصفا آئینہ ہے جس میں سے وہ سب کچھ ملتا ہے جو ایک سالک کو مدارج عالیہ معرفت تک پہنچنے کے لئے درکار ہیں"۔

(سرمہ چشم آریہ روحانی خزائن جلد2 صفحہ 71)

(3)

وسعت حوصلہ، صبر و استقامت و ہمت و شجاعت کے ساتھ لازم وملزوم ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی بے نظیر شجاعت بے مثل صبر واستقامت مکہ کی گلیوں، شعب ابی طالب کی بندشوں، طائف کی گھاٹیوں، غار ثور کی راتوں، بدر کے پانی، اُحد کی پہاڑیوں، غزوۂ احزاب کی خندق، حدیبیہ کے میدان، حنین کی وادی، تبوک کی ساعۃ العسرۃ میں چمکی۔

حضرت براء بن عازب جن کے جوہر فتوحات ایران میں چمکے کہتے ہیں کہ ہم میں سے بہادر وہ سمجھا جاتا تھا جو جنگ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ٹھہر سکتا تھا۔ حضرت علیؓ جیسے بہادر کہتے ہیں کہ شدت جنگ میں رسول اللہ ﷺ دشمن کے سب سے قریب ہوتے اور ہم اس نازک وقت میں رسول اللہ ﷺ کی پناہ لیتے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کَانَ اَشْجَعَ النَّاس۔ آپ سب لوگوں سے زیادہ شجاع تھے۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"خیال کرنا چاہئے کہ کس استقلال سے آنحضرتؐ اپنے دعویٰ نبوت پر باوجود پیدا ہو جانے ہزاروں خطرات اور کھڑے ہو جانے لاکھوں معاندوں اور مزاحموں اور ڈرانے والوں کے اول سے اخیر دم تک ثابت اور قائم رہے۔ برسوں تک وہ مصیبتیں دیکھیں اور وہ دکھ اٹھانے پڑے جو کامیابی سے بکلی مایوس کرتے تھے اور روز بروز بڑھتے جاتے تھے کہ جن پر صبر کرنے سے کسی دنیوی مقصد کا حاصل ہو جانا وہم بھی نہیں گزرتا تھا۔ بلکہ نبوت کا دعویٰ کرنے سے از دست اپنی پہلی جمعیت کو بھی کھو بیٹھے اور ایک بات کہہ کر لاکھ تفرقہ خرید لیا اور ہزاروں بلاؤں کو اپنے سر پر بلا لیا۔ وطن سے نکالے گئے، قتل کے لئے تعاقب کئے گئے، گھر اور اسباب تباہ اور برباد ہو گیا۔ بارہا زہر دی گئی اور جو خیر خواہ تھے وہ بدخواہ بن گئے اور جو دوست تھے وہ دشمنی کرنے لگے اور ایک زمانہ دراز تک وہ تلخیاں اٹھانی پڑیں کہ جن پر ثابت قدمی سے ٹھہرے رہنا

کسی فریبی اور مکار کا کام نہیں۔

اور پھر جب مدت مدید کے بعد غلبہ اسلام کا ہوا تو اُن دولت اور اقبال کے دنوں میں کوئی خزانہ اکٹھا نہ کیا، کوئی عمارت نہ بنائی، کوئی بارگہ تیار نہ ہوئی، کوئی سامان شاہانہ عیش وعشرت کا تجویز نہ کیا گیا، کوئی اور ذاتی نفع نہ اٹھایا بلکہ جو کچھ آیا وہ سب یتیموں اور مسکینوں اور بیوہ عورتوں اور مقروضوں کی خبر گیری میں خرچ ہوتا رہا اور کبھی ایک وقت بھی سیر ہو کر نہ کھایا۔

اور پھر صاف گوئی اس قدر کہ توحید کا وعظ کر کے سب قوموں اور سارے فرقوں اور تمام جہان کے لوگوں کو جو شرک میں ڈوبے ہوئے تھے مخالف بنالیا۔ جو اپنے اور خویش تھے ان کو بت پرستی سے منع کر کے سب سے پہلے دشمن بنایا۔ یہودیوں سے بھی بات بگاڑ لی کیونکہ ان کو طرح طرح کی مخلوق پرستی اور پیر پرستی اور بداعمالیوں سے روکا۔ حضرت مسیحؑ کی تکذیب اور توہین سے منع کیا جس سے ان کا نہایت دل جل گیا اور سخت عداوت پر آمادہ ہو گئے اور ہر دم قتل کی گھات میں رہنے لگے۔ اسی طرح عیسائیوں کو بھی خفا کر دیا گیا کیونکہ جیسا کہ ان کا اعتقاد تھا حضرت عیسیٰؑ کو نہ خدا، نہ خدا کا بیٹا قرار دیا اور نہ ان کو پھانسی مل کر دوسروں کو بچانے والا تسلیم کیا۔ آتش پرست اور ستارہ پرست بھی ناراض ہو گئے کیونکہ ان کو بھی ان کے دیوتوں کی پرستش سے ممانعت کی گئی اور مدار نجات کا صرف توحید ٹھہرائی گئی۔ اب جائے انصاف ہے کہ کیا دنیا حاصل کرنے کی یہی تدبیر تھی کہ ہر یک فرقہ کو ایسی ایسی صاف اور دل آزار باتیں سنائی گئیں کہ جس سے سب نے مخالفت پر کمر باندھ لی اور سب کے دل ٹوٹ گئے اور قبل اس کے کہ اپنی کچھ ذرہ بھی جمعیت بنی ہوتی یا کسی کا حملہ روکنے کے لئے کچھ طاقت بہم پہنچ جاتی سب کی طبیعت کو ایسا اشتعال دے دیا کہ جس سے وہ خون کے پیاسے ہو گئے ...... لیکن واقعات حضرت خاتم الانبیاء ﷺ پر نظر کرنے سے یہ بات نہایت واضح اور نمایاں اور روشن ہے کہ آنحضرتؐ اعلیٰ درجہ کے یک رنگ اور صاف باطن اور خدا کے لئے جاں باز اور خلقت کے بیم و امید سے بالکل منہ پھیرنے والے اور محض خدا پر توکل کرنے والے تھے کہ جنہوں نے خدا کی خواہش اور مرضی میں محو اور فنا ہو کر اس بات کی کچھ بھی پروا نہ کی کہ توحید کی منادی کرنے سے کیا کیا بلا میرے سر پر آوے گی اور مشرکوں کے ہاتھ سے کیا کچھ دکھ اور درد اٹھانا ہوگا۔ بلکہ تمام شدتوں اور سختیوں اور مشکلوں کو اپنے نفس پر گوارا کر کے اپنے مولیٰ کا حکم بجالائے اور جو جو شرط مجاہدہ اور وعظ اور نصیحت کی ہوتی ہے وہ سب پوری کی اور کسی ڈرانے والے کو کچھ حقیقت نہ سمجھا۔

ہم سچ سچ کہتے ہیں کہ تمام نبیوں کے واقعات میں ایسے مواضعات خطرات اور پھر کوئی ایسا خدا پر توکل کر کے کھلا کھلے شرک اور مخلوق پرستی سے منع کرنے والا اور اس قدر دشمن اور پھر کوئی ایسا ثابت قدم اور استقلال کرنے والا ایک بھی ثابت نہیں''۔

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 108-112)

(4)

وسعت حوصلہ کا تصور اپنے جانی دشمنوں کے ساتھ عفو اور حسن سلوک کے بغیر نامکمل ہے، ایسا عفو جو حکمت و اصلاح پر مبنی ہو۔ وہ عفو نہیں جو معاشرہ کو جرائم کا شکار بنادے۔

ہماری مجالس میں فتح مکہ کے موقعہ پر جانی دشمنوں اور اذیت دینے والوں کے بے مثال عفو کا تذکرہ ہوتا رہتا ہے۔ واقعہ طائف کے بعد ملکُ الجبال کی پیشکش پر آنحضرت ﷺ کا جواب ہم سب جانتے ہیں۔ اول المعاندین ابوجہل کا بیٹا عکرمہ، حضرت حمزہؓ کا کلیجہ چبانے والی ہندہ اور ان کا قاتل وحشی، سازشی دشمنوں کا سردار ابوسفیان، سوتے میں سر پر تلوار لے کر کھڑے ہونے والا دشمن، زہر کھلا کر مارنے کی کوشش کرنے والی یہودیہ، ٹونے ٹوٹکے کرنے والا لبید بن اعصم، سب اسی حسن عفو کا مورد بنے۔ ابی بن سلول کا وہ بیٹا جو سالہا سال اذیتیں دیتا رہا دکھ پہنچاتا رہا اور اس انتہا پر پہنچ گیا کہ آپؐ کی احبُ النّاس زوجہ مطہرہ و مقدسہ سیدۃ المعصومات پر حد درجہ ناپاک اور دل کو چھلنی کرنے والے گندے اتہام کی مہم اس نے چلائی اس کو بھی اپنی عالی ظرفی اور وسعت حوصلہ کے نتیجہ میں ہر موقعہ پر معاف کیا اور اس کے مرنے پر اس کی تکفین کے لئے اپنے جسد مبارک پر پہنا ہوا قمیص عطا فرمایا۔ اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور غالباً ستر مرتبہ سے زیادہ اس کے لئے دعائے استغفار کی اور یہ وہ ظہور کرم تھا کہ اس کی منافقین کی پارٹی کے بیشتر ارکان اس ناقابل یقین واقعہ کو دیکھ کر کہ اتنی اذیت دینے والے سے اس قدر شفقت کا سلوک ہوا خالص دل سے توبہ کر کے جماعت مومنین میں آشامل ہوئے۔

وسعت حوصلہ اور عالی ظرفی کا یہ بلند پایہ اظہار ہمیں پھر اس طرف توجہ دلاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اُس محسن، اس خدا کے مظہر اتم ہیں جو گناہ پر گناہ دیکھتا ہے اور انعام پر انعام کرتا ہے۔ ظلم پر ظلم دیکھتا ہے اور احسان پر احسان کرتا ہے۔

لیا ظلم کا عفو سے انتقام
علیک الصلوٰۃ علیک السلام

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

''پھر جب دوسرا زمانہ آیا یعنی فتح اور اقتدار اور ثروت کا زمانہ تو اس زمانہ میں بھی آنحضرت ﷺ کے اعلیٰ اخلاق عفو اور سخاوت اور شجاعت کے ایسے کمال کے ساتھ صادر ہوئے جو ایک گروہ کثیر کفار کا انہی اخلاق کو دیکھ کر ایمان لایا۔ دُکھ دینے والوں کو بخشا اور شہر سے نکالنے والوں کو امن دیا، ان کے محتاجوں کو مال سے مالا مال کر دیا اور قابو پا کر اپنے بڑے بڑے دشمنوں کو بخش دیا۔ چنانچہ بہت سے لوگوں نے آپؐ کے اخلاق کو دیکھ کر گواہی دی کہ جب تک کوئی خدا کی طرف سے اور حقیقۃً راستباز نہ ہو یہ اخلاق ہرگز دکھلا نہیں سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ آپؐ کے دشمنوں کے پرانے کینے یکلخت دور ہو گئے۔ آپؐ کا بڑا بھاری خُلق جس کو آپؐ نے ثابت کر کے دکھلا دیا وہ خُلق تھا جو قرآن شریف میں ذکر کیا گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے (۔)(الانعام:163) یعنی ان کو کہہ دے کہ میری عبادت اور میری قربانی اور میرا مرنا اور میرا جینا خدا کی راہ میں ہے۔ یعنی اس کا جلال ظاہر کرنے کے لئے اور نیز اس کے بندوں کے آرام دینے کے لئے ہے تا میرے مرنے سے ان کو زندگی حاصل ہو''۔

''......اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے واقعی ہمدردی اور محنت اٹھانے سے بنی نوع کی رہائی کے لئے جان کو وقف کر دیا تھا اور دعا کے ساتھ اور تبلیغ کے ساتھ اور اُن کے جور و جفا اٹھانے کے ساتھ اور ہر ایک مناسب اور حکیمانہ طریق کے ساتھ اپنی جان اور اپنے آرام کو اس راہ میں فدا کر دیا تھا۔ جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے (۔)(الشعراء:4) اور (۔)(فاطر:9)۔ کیا تو اس غم میں اور اس سخت محنت میں جو لوگوں کے لئے اٹھا رہا ہے اپنے تئیں ہلاک کر دے گا۔ اور کیا ان لوگوں کے لئے جو حق کو قبول نہیں کرتے تُو حسرتیں کھا کھا کر اپنی جان دے گا۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 447)

(5)

وسعت حوصلہ جود و سخا کا منبع ہے عالی ظرفی عطا و کرم کا سوتا ہے۔

جابر بن عبداللہؓ کے والد جنگ اُحد میں شہید ہو گئے تھے اس لئے آنحضرت ﷺ کو جابرؓ سے اور جابرؓ کو آنحضرت ﷺ سے ایک خاص تعلق تھا۔ اس لئے جابرؓ کو آنحضرت ﷺ کی زندگی کے قریبی مشاہدہ کا موقعہ ملا تھا۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ کبھی بھی تو ایسا نہیں ہوا کہ آنحضرت ﷺ سے کچھ مانگا گیا ہو اور آپؐ نے ''نہیں'' کا لفظ بولا ہو۔

ابن عباسؓ جو آنحضرت ﷺ کے ساتھ دہرا رشتہ رکھنے کی وجہ سے گھر میں بھی آتے جاتے تھے کہتے ہیں کہ آپؐ ساری انسانیت میں سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضان المبارک میں تو آپؐ کی سخاوت ایک تیز آندھی کی طرح ہوتی۔

حضرت انسؓ جنہوں نے دس سال تک سفر و حضر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی سعادت پائی اور آپؐ کی زندگی کے گہرے مشاہدہ کا ان کو موقعہ ملا تھا۔ ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ دو پہاڑوں کے درمیان ایک وادی آپؐ کی بکریوں سے بھری ہوئی تھی۔ آپؐ نے وہ سب کی سب ایک ہی شخص کو عنایت فرما دیں۔ وہ جا کر اپنی قوم سے کہنے لگا مسلمان ہو جاؤ، محمد (ﷺ) اتنا دیتے ہیں کہ اس کے بعد فاقہ کا خطرہ نہیں رہتا۔

حضرت عباسؓ کو ایک دفعہ اتنا سونا دیا کہ ان سے اٹھائے نہیں اٹھتا تھا۔

ایک دفعہ 90 ہزار کی رقم آئی وہ ایک چٹائی پر رکھوا دی اور دیتے رہے حتیٰ کہ ایک درہم بھی باقی نہ رہا۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے کچھ مانگا۔ فرمایا میرے پاس تو جو کچھ تھا ختم ہو گیا ہاں تم میرے نام سے کچھ خرید لو ہمارے پاس جب مال آئے گا ہم ادائیگی کر دیں گے حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ جو آپؐ کے پاس نہیں ہے اس کا اللہ نے آپؐ کو مکلّف نہیں کیا۔ مگر بحر سخاوت کو یہ بات پسند نہ آئی۔ ایک انصاری بولے یا رسول اللہ! خرچ کیجئے اور خدائے ذوالعرش کی طرف سے کمی کا ڈر نہ کیجئے۔ یہ بات سن کر مسکرائے اور بشاشت آپؐ کے چہرہ مبارک پر چھلکنے لگی۔

ایک خاتون اپنے ہاتھ سے آپؐ کے لئے جوڑا پہننے کا بنا کر لائیں اور پیش کیا۔ رسول اللہ ﷺ کو اس کی ضرورت بھی تھی پہن کر باہر تشریف لائے۔ ایک شخص نے دیکھ کر پسند کیا اور عرض کیا مجھے دے دیں۔ فرمایا: اچھا۔ اندر تشریف لے گئے اتار کر تہہ کر کے بھجوا دیا۔ دوسرے صحابہؓ نے کہا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اس وقت لباس کی ضرورت تھی اور تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ آپؐ کسی مانگنے والے کو انکار نہیں کرتے۔ اس غریب نے معذرت کی کہ میں نے اپنے کفن کے لئے بطور تبرک مانگا تھا۔ معوذ بن عفراء نے پلیٹ بھر کر کھجور اور ککڑیاں پیش کیں اس کو ہاتھ بھر کے سونا اور زیور دیا۔

یہ تو ظاہری جود و سخا کی جھلکیاں تھیں مگر آپؐ کا سینہ مبارک جس طرح روحانی فیوض کا کُل انسانیت کے لئے مخزن و منبع تھا اس کا نقشہ حضرت مسیح موعود کشفی نظر سے یوں کھینچتے ہیں۔

''میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فیوض عجیب نوری شکل میں آنحضرت ﷺ کی طرف جاتے ہیں اور پھر وہاں جا کر آنحضرت ﷺ کے سینے میں جذب ہو جاتے ہیں اور وہاں سے نکل کر ان کی لاانتہا نالیاں ہو جاتی ہیں اور بقدر حصہ رسدی ہر حقدار کو پہنچتی ہیں۔

(الحکم مورخہ 28؍فروری 1903ء)

(6)

رسول اللہ ﷺ کی عالی ظرفی اور وسعت حوصلہ کی ایک جھلک اُن دعاؤں کے الفاظ میں بھی نظر آتی ہے جو تفصیل کے ساتھ کتب احادیث و سیرۃ میں مندرج ہیں۔

یہ مضمون اپنی ذات میں تفصیلی خطاب کا موضوع بن سکتا ہے۔ دعاؤں کے ان الفاظ میں جو وسعت، جامعیت اور عظمت اور پھر حد درجہ فروتنی ہے وہ ایک وسیع قلب اور عظیم سینہ کی غماز ہے بطور نمونہ ایک مثال ہے کہ دوس قبیلہ نے سرکشی کی حدود سے تجاوز کیا خود دوس قبیلہ سے مسلمان ہونے والوں نے عرض کی یا رسول اللہ! دوس پر بددعا کا وقت ہے۔ عرب کے قبائل تعصب کو مدنظر رکھ کر یہ درخواست غیر معمولی نوعیت کی ہے۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے وسعت حوصلہ سے اس درخواست کا یہ جواب دیا: اے اللہ دوس کو ہدایت دے اور انہیں ادھر لے آ۔

سارے مذاہب اپنے اصل کے لحاظ سے ایک

اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

حجر اسود

مسجد نبوی ؐ کا ایک دروازہ

مکہ معظمہ کا کلاک ٹاور

مسجد حرام میں موجود مقام ابراہیمؑ

آنحضرتؐ کی دعاؤں کا مسکن۔ غار حرا

غار ثور

سرزمین عرب سے چلی روشنی آج تک ہے سفر میں وہی روشنی

رب جلیل کی ترا دل جلوہ گاہ ہے سینہ ترا جمال الٰہی کا مستقر

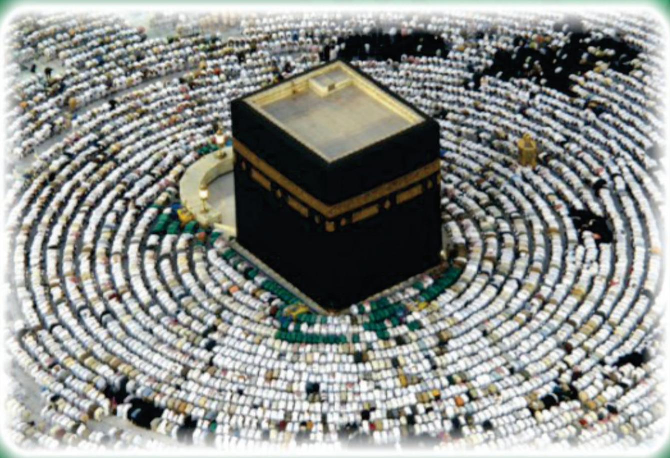

خانہ کعبہ میں نماز کی ادائیگی

مسجد نبویؐ اور روضہ رسولؐ کا خوبصورت منظر

مسجد القبلتین ۔ مدینہ منورہ

مسجد الغمامہ مدینہ منورہ

روضہ رسولؐ کا اندرونی دروازہ

خانہ کعبہ کا دروازہ

غار حرا کا اندرونی منظر

تبوک کے علاقہ کے نواح میں واقع ایک صحرا کا منظر

قبلہ بھی تو ہے قبلہ نما بھی ترا وجود شان خدا ہے تیری اداؤں میں جلوہ گر

ہی منبع سے نکلے ہیں اور باوجود بگڑ جانے کے ان کی کتب میں صداقت کی جھلکیاں بھی ملتی ہیں اور ان کتب میں دعائیں بھی ہیں مگر اس عاجز کو کسی کتاب میں جانوروں کے حق میں دعا پڑھنے کا موقعہ نہیں ملا۔ مگر رسول اللہ ﷺ کے بے نظیر سینہ و دل میں جانوروں کی تکلیف کا جو احساس تھا وہ اس دعا کی شکل میں بھی ظاہر ہوا۔ بندے بھی تیرے ہیں چار پائے بھی تیرے ہیں ان کو بھی سیر فرما۔

(7)

وسعت حوصلہ کا ایک امتحان اس وقت ہوتا ہے جب کسی صاحب کمال کے سامنے کسی اور صاحب کمال کی مدح کی جائے اور بڑے بڑے صاحب کمال ایسے موقعہ پر اپنی عالی ظرفی کے باوجود خم کھا جاتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نہائت بلند حوصلگی کے ساتھ اس نازک مقام سے گزرے۔ ایک طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے آپؐ کو سیدوُلْدِ آدم کا خطاب ملا۔ آپؐ اولین و آخرین سے بلند تر قرار دئے گئے۔ قاب قوْسیْن اور سدرۃ المنتہٰی آپؐ کا مقام ٹھہرا اور ساتھ ہی بارگاہ الوہیت سے یہ ارشاد بھی ملا کہ فاصْدع بما توْمر کہ اس مقام کو خوب کھول کر بتا دو۔ اس لئے جہاں عقیدہ ونظریہ کے لحاظ سے کسی کو غلط فہمی پیدا ہو سکتی تھی وہاں رسول اللہ ﷺ نے فاصدع کی تعمیل خوب کھول کر اپنے مقام کی وضاحت فرما دی۔

مگر خدائی حکم کے ماتحت اپنے مقام کو کھول کر بیان کرنے کے بعد آپؐ کی وسعت حوصلہ کا یہ تقاضا بھی ہوا کہ جب ایک یہودی نے یہ فقرہ کہا کہ مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے موسیٰؑ کو ساری انسانیت پر فضلیت دی ہے اور ایک مسلمان کے جذبات کو شدید ٹھیس پہنچی تو رسول اللہ ﷺ نے یہودی کو نہیں بلکہ مسلمان کو تنبیہ فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن جب ساری انسانیت الٰہی تجلی سے بیہوشی کی کیفیت میں چلی جائے گی اور سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا تو دیکھوں گا کہ موسیٰ ہوش میں کھڑے عرش کے پائے کو تھامے ہوئے ہیں ایک موقعہ پر کسی نے رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے کہا! یا خیْر الْبشر۔ فرمایا: یہ تو ابراہیم کا مقام ہے۔ ایک اور موقعہ پر اس حد تک وسعت حوصلہ کا اظہار فرمایا کہ ارشاد کیا کہ یونس بن متیٰ پر بھی میری فضلیت کا تذکرہ نہ کرو۔

(8)

وُسعت حوصلہ کا ایک امتحان بڑی بڑی عظیم الشان مہمات و واقعات کے موقعہ پر نہیں بلکہ روزمرہ زندگی کی چھوٹی چھوٹی باتوں میں اس وقت ہوتا ہے جب انسان دوسروں کی موجودگی میں کسی embarrassing صورت حال میں مبتلا ہو جاتا ہے اور بعض دفعہ وسعت حوصلہ کا یہ امتحان بڑی بڑی مہمات سے بھی کڑا ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ نماز کے لئے تشریف لائے، صفیں بنا لی گئیں اقامت کہہ دی گئی رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور اللّٰہُ اکْبر کہہ کر نماز شروع فرمانے کو تھے کہ فرمایا ابھی ٹھہرو گھر تشریف لے گئے غسل فرمایا، واپس تشریف لائے۔ صحابہؓ کہتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ تازہ غسل کی وجہ سے سر کے بالوں سے پانی کے قطرات ٹپک رہے ہیں۔ ایسی حساس طبیعت کے لئے جس کے بارہ میں دیکھنے والے کہتے ہیں کان اشد حیآءً من الْعذْراء فیْ حذْرھا کا اس امتحان میں کامیاب ہونا ایک بڑی فضلیت ہے۔

اہل کمال کے لئے اپنے سے کم علم والوں کے سامنے اپنی عدم ناواقفیت کا اقرار کرنا دوبھر ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ جب مکہ کے تجارتی شہر سے مدینہ کے زرعی معاشرہ میں تشریف لائے تو مدینہ والوں کو کھجور کے نر درختوں سے مادہ درختوں پر pollination کرتے دیکھا تو فرمایا ایسا کیوں کرتے ہو؟ انصار مدینہ تو فدائی تھے انہوں نے pollination ترک کر دی۔ اگلے سال درختوں پر پھل نہ آیا۔ ذکر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے بے تکلف فرمایا: تم اپنی دنیا کے کاموں کو بہتر جانتے ہو۔

نماز میں سہو پر فرمایا میں بھی بشر ہوں بھولتا ہوں، بھلایا جاتا ہوں۔ جبریل علیہ السلام مجلس میں آئے، سوالات پوچھے گئے۔ رسول اللہ ﷺ جواب دیتے گئے جب اس سوال پر پہنچے کہ وہ ساعت کب آئے گی؟ فرمایا جس سے پوچھا جا رہا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ علم اس بارہ میں نہیں رکھتا۔

پبلک کی موجودگی میں کوئی embarrassing واقعہ ضبط نفس اور وسعت حوصلہ کی سخت آزمائش لے کر آتا ہے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں ایک بدو آیا رسول اللہ ﷺ اس وقت ایک ایسی چادر اوڑھے ہوئے تھے جس کا کنارہ سخت اور کھردرا تھا۔ بدو نے بڑے زور سے چادر کھینچی کہ آپؐ کی گردن مبارک کی لطیف اور نازک جلد پر اس سے جھریوں کے نشان پڑ گئے۔ اور اس نے کہا اے محمد (ﷺ) میرے ان دونوں اونٹوں کو اللہ کے اس مال سے بھر دے جو تیرے پاس ہے۔ وہ مال نہ تیرا ہے نہ تیرے باپ کا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو دیکھا اور ہنس پڑے اور فرمایا اس کے ایک اونٹ کو جو اور دوسرے کو کھجور سے لاد دیا جائے۔

زید بن سعنہ مسلمان ہونے سے پہلے آئے اور رسول اللہ ﷺ سے اپنے قرض کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ اگرچہ ابھی مقررہ مدت میں تین دن باقی تھے زید بن سعنہ نے آ کر آپؐ کے شانہ مبارک سے کپڑا کھینچ لیا اور بڑی سختی کا اظہار کیا اور یہ جھوٹا طنز بھی کیا کہ تم عبدالمطلب کے خاندان والے قرض کی واپسی میں ٹال مٹول سے کام لیتے ہو۔ حضرت عمرؓ نے زید کو ڈانٹا مگر رسول اللہ ﷺ مسکراتے رہے اور فرمایا: عمر میں اور یہ تم سے کسی اور رویہ کے زیادہ محتاج ہیں۔ تم مجھے قرض کی احسن ادائیگی کی تلقین کرو اور اسے احسن طریق سے مطالبہ کی تلقین کرو۔ پھر حضرت عمرؓ کو فرمایا کہ اس کا قرض ادا کر دیا جائے اور بیس صاع زیادہ بھی دیا جائے کہ تم نے اس کو ڈانٹا تھا۔ یہی واقعہ زیدؓ بن سعنہ کے اسلام کا باعث ہو گیا۔

حنین سے واپسی پر ایک جگہ لوگ اکٹھے ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ سے مانگنے لگے۔ یاد رہے کہ اس موقعہ پر رسول اللہؐ کے ہمراہ اتنا بڑا لشکر تھا کہ اس سے پہلے اتنا لشکر اکٹھا نہ ہوا تھا۔ ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو گھیر لیا اور اپنے مطالبات میں اتنا دباؤ ڈالا کہ رسولؐ اللہ کو کیکر کے ایک جھنڈ کے پاس جانے پر مجبور کر دیا اور اس ہنگامہ میں جو چادر رسولؐ اللہ نے اوڑھی ہوئی تھی وہ بھی اُچک لی گئی۔ آپؐ نے فرمایا میری چادر تو مجھے دے دو۔ اگر میرے پاس ان کیکر کے درختوں جتنے اونٹ ہوں تو بھی تم میں تقسیم کر دوں گا اور تم مجھے بخیل، غلط بیان اور بزدل نہیں پاؤ گے۔

☆..........☆..........☆

شادی بیاہ ودیگر تقریبات پر کھانے پکوانے کا بہترین مرکز
مجید پکوان سنٹر
یادگار روڈ ربوہ
پروپرائیٹر: فرید احمد: 0302-7682815

ہنڈا فور سٹروک موٹر سائیکل ریپئرنگ ورکشاپ
زاہد آٹوز
فاطمہ جناح روڈ سرگودھا
طالب دعا: زاہد احمد: 0300-8700694

چینی، پلاسٹک، شیشے، میلامین، الیکٹرونکس، ڈنرسیٹ، فینسی کراکری، ٹی سیٹ وغیرہ کی ورائٹی دستیاب ہے۔ نیز امپورٹڈ ورائٹی خریدنے کیلئے
مشتاق کراکری سٹور
تحصیل بازار سیالکوٹ
طالب دعا: مشتاق احمد
0303-8144483

احباب جماعت کو نیا سال مبارک ہو
طاہر آٹو ورکشاپ
ورکشاپ ٹیکسی سٹینڈ ربوہ
ہمارے ہاں پٹرول، ڈیزل EFI گاڑیوں کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے نیز تمام گاڑیوں کے جینئین اور کابلی سپئیر پارٹس دستیاب ہیں
طالب دعا: طاہر محمود
فون: 0334-6360782,0334-6365114

پیارے آقا کی صحت وسلامتی اور درازئ عمر کے لئے دعا گو ہیں
صدر لجنہ ضلع واراکین عاملہ ضلع
وصدران لجنہ ضلع واراکین لجنہ اماء اللہ ضلع
واراکین ناصرات الاحمدیہ ضلع رحیم یار خاں

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
فضل عمر ایگریکلچر فارم
زرعی مشورہ جات کے لئے رابطہ کریں۔
صابن دستی تحصیل ماتلی ضلع بدین
چوہدری عتیق احمد
0223004981
0300-3303570

اسوۂ رسول ﷺ کی روشنی میں حقوق العباد

مکرم نصیر احمد شریف صاحب

بیویوں کے حقوق کی ادائیگی

آنحضرت ﷺ کا اپنی بیویوں کے ساتھ نہایت شفقت کا سلوک تھا اور آپس میں ہنسی مذاق بھی ہوتا۔ ان کی دلجوئی بھی فرماتے۔

ایک دفعہ حضرت عائشہؓ نے حریرہ بنایا جو حضرت سودہؓ کو پسند نہ آیا حضرت عائشہؓ نے ان سے کھانے کے لئے اصرار کیا مگر وہ نہ مانی حضرت عائشہؓ کو کیا سوجھی کہ اپنے محبت بھرے اصرار کے انکار پر وہ مالیدہ حضرت سودہؓ کے منہ پر لیپ کر دیا۔ نبی کریم دیکھ کر محظوظ بھی ہوئے مگر عادلانہ فیصلہ فرمایا کہ حضرت سودہؓ کو بدلہ لینے کا پورا حق ہے اور یہ چاہیں تو حضرت عائشہ کے منہ پر وہی مالیدہ مل سکتی ہیں۔ حضرت سودہؓ نے بدلہ لیتے ہوئے۔ مالیدہ حضرت عائشہ کے منہ پر مل دیا اور رسول کریمؐ دیکھ کر مسکراتے رہے۔

(مجمع الزوائد للھیثمی جلد 4 ص 578 بیروت)

حضرت خدیجہؓ جو کہ ایک عظیم خاتون تھیں جنہوں نے آنحضرت ﷺ کے اخلاق عالیہ سے متاثر ہو کر شادی کا پیغام بھجوایا۔ پھر آپؐ نے بیوی کے حقوق اس احسن رنگ میں ادا کئے کہ حضرت خدیجہؓ نے اپنا سارا مال آنحضرت ﷺ کے قدموں پر نچھاور کر دیا۔ آنحضرتؐ نے تمام غلاموں کو آزاد کر دیا۔ تمام مال و زر غریبوں، یتیموں اور ضرورت مندوں میں بے دریغ خرچ کیا۔ حضرت خدیجہؓ ہمیشہ آنحضرت ﷺ کے حسن سلوک کے نتیجہ میں رطب اللسان ہی رہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ آنحضرت ﷺ کا اپنی بیویوں سے حسن سلوک کے بارہ میں فرماتے ہیں:۔

آنحضرت ﷺ حضرت عائشہؓ کے ساتھ دوڑے بھی ہیں ایک مرتبہ آپ آگے نکل گئے اور دوسری مرتبہ خود نرم ہوگئے تاکہ حضرت عائشہؓ آگے نکل جائیں اور وہ آگے نکل گئیں۔ اسی طرح یہ بھی ثابت ہے کہ ایک بار کچھ حبشی آئے جو تماشا کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہؓ کو ان کا تماشا دکھایا۔ (ملفوظات جلد دوم ص 388)

ہمسایوں کے حقوق

ہمسایوں کے حقوق کی ادائیگی میں آنحضرتؐ سب سے بڑھ کر تھے آپؐ نے ایسے پُرحکمت اصول بیان فرمائے جن کی وجہ سے ہمسایوں میں پیار و محبت بڑھے۔

حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے ابوذر جب تم کبھی اچھا سالن پکاؤ تو اس کا شوربہ کچھ زیادہ کر لیا کرو اور اپنے پڑوسی کا بھی خیال رکھو۔ یعنی کسی نہ کسی پڑوسی کو بھی اس میں سے سالن بھجواؤ۔

(مسلم کتاب البر والصلۃ باب الوصیۃ بالجار والاحسان)

ایک اور روایت ہے۔ حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے مسلمان عورتو! کوئی عورت اپنی پڑوسن سے حقارت آمیز سلوک نہ کرے اگر بکری کا ایک پایہ بھی بھیج سکتی ہو تو اسے بھجوانا چاہئے (اس میں شرم کی کوئی بات نہیں)

(بخاری کتاب الادب باب لاتحقرن جارۃ لجارتہا)

ایک چھوٹا سا حقیر ساتحفہ بظاہر معمولی بات معلوم ہوتی ہے لیکن یہ ایک ایسا معاشرتی اصول آپؐ نے بیان فرمایا کہ جس سے معاشرے میں ایک دوسرے سے پیار و محبت کا رشتہ استوار ہوتا ہے یہ سلسلہ جب آگے بڑھتا ہے تو پُرامن معاشرے کی تشکیل میں بنیادی اینٹ کا کردار ادا کرتا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے خود اپنے عمل سے ہمسایوں کے حقوق کو قائم فرمایا۔ ساتھ ساتھ صحابہؓ کو بھی اس کی تلقین کرتے تھے تاکہ اسلامی حسین معاشرے میں کوئی ہمسائے سے نالاں نہ ہو۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا جبرائیل برابر مجھ کو ہمسایہ کے ساتھ سلوک کرنے کا حکم دیتے رہے یہاں تک کہ میں سمجھا اب اس کو وارث بھی بنا دیں گے۔

(بخاری کتاب الادب باب الوصایا باب الجار)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے کس طرح معلوم ہو کہ میں اچھا کر رہا ہوں یا برا کر رہا ہوں فرمایا جب تم پڑوسیوں کو یہ کہتے ہوئے سنو کہ تم بڑے اچھے ہو تو سمجھ لو کہ تمہارا طرز عمل اچھا ہے اور جب تم پڑوسیوں کو یہ کہتے ہوئے سنو کہ تم بڑے برے ہو تو سمجھ لو کہ تمہارا رویہ برا ہے۔

(ابن ماجہ ابواب الزھد باب ثناء الحسن)

غلاموں کو حق بندگی دلوایا

اسلام سے قبل غلاموں کی حالت نہایت ہی دگرگوں تھی۔ ان کی کوئی عزت نفس نہ تھی۔ بھیڑ بکریوں کی طرح ان سے سلوک کیا جاتا تھا۔ جس طرح جانوروں کی خرید و فروخت کے لئے منڈیاں لگتی تھیں اسی طرح غلاموں کی خرید و فروخت کے لئے بھی باقاعدہ منڈیاں لگتی تھیں۔

آقا اپنے غلام پر انتہائی ظلم و ستم روا رکھتا۔ اگر آقا اپنے غلام کو مار مار کر ہلاک بھی کر دیتا تو پھر بھی کوئی پوچھنے والا نہ تھا کہ اس غلام کو کیوں مارا۔ اس تاریک دور غلامی میں آنحضرت ﷺ کا وجود اقدس اس دکھی انسانیت کے لئے روشنی کا مینار ثابت ہوا۔ آپؐ نے غلامی کی تمام زنجیروں کو کاٹ کر رکھ دیا۔

اس زمانے میں طاقتور قومیں نسبتاً کمزور قوموں پر حملہ کر کے انہیں غلام بنا لیتے تھے اسلام میں اس طریق کو ختم کرتے ہوئے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

کسی نبی کے لئے جائز نہیں کہ زمین میں خونریز جنگ کئے بغیر قیدی بنائے تم دنیا کی متاع چاہتے ہو جبکہ اللہ آخرت پسند کرتا ہے اور اللہ کامل غلبہ والا اور بہت حکمت والا ہے۔ (الانفال:68)

عرب لوگ غلاموں کو جانوروں کی طرح مارتے تھے رسول کریمؐ نے اس بات سے سختی سے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ تم میں سے سب سے بہتر وہ ہیں جو اپنے خادموں کے لئے بہتر ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ خادم کے مالک پر تین حق ہیں اول یہ کہ جب وہ نماز پڑھ رہا ہو تو اسے جلدی میں نہ ڈالے۔ دوسرے کھانا کھاتے ہوئے اسے کھانے سے نہ اٹھائے۔ تیسرے اسے بھوکا نہ رکھے بلکہ سیر کر کے کھانا کھلائے۔

(مجمع الزوائد للھیثمی جلد 8 ص 299)

رسول کریمؐ نے فرمایا تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں جس کا بھائی اس کے ماتحت ہو (یعنی غلام ہو) تو اسے چاہئے کہ اسے وہی کھانا دے جو وہ خود کھاتا ہے اور ایسا لباس دے جو وہ خود پہنتا ہے اور تم اپنے غلاموں کو ایسا کام نہ دیا کرو جو ان کی طاقت سے زیادہ ہو اور اگر کبھی ایسا کام دو تو پھر اس کام میں خود ان کی مدد کیا کرو۔

(بخاری کتاب العتق باب المعاصی من امر الجاھلیۃ)

آنحضرت ﷺ کی آخری نصیحت کے طور پر آخری الفاظ جو آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے سنے گئے اس حال میں کہ آپ پر نزع کی حالت طاری تھی۔ فرمایا اے مسلمانو! میری آخری وصیت تم کو یہ ہے کہ نماز اور غلاموں کے متعلق میری تعلیم کو نہ بھولنا۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز)

دشمنوں سے حسن سلوک

دشمنوں سے حسن سلوک کے بارے میں حقوق العباد کے تناظر میں جب ہم اسوہ رسول ﷺ دیکھتے ہیں تو دل عش عش کر اٹھتا ہے۔ آپؐ نے ایسی روایات قائم کیں کہ دشمن بھی ششدر رہ گئے جنگ خندق کا واقعہ ہے کہ دشمن اسلام نوفل بن عبداللہ گھوڑے سمیت خندق میں گر کر ہلاک ہوگیا۔ کفار کو خیال گزرا کہ آج ان کے سردار کا مثلہ کیا جائے گا۔ ناک کان کٹ کر اس کا حلیہ بگاڑ دیا جائے گا۔ چنانچہ قبیلہ والوں نے پیغام بھجوایا کہ ہم سو اونٹ اس لاش کے بدلہ میں دیتے ہیں اگر آپ اس کا مثلہ نہ کریں۔ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ان کی پیشکش کو ٹھکراتے ہوئے فرمایا ہم مردوں کے چہرے نہیں بگاڑتے اور لاشوں کی قیمت وصول نہیں کرتے اور نعش ان کے حوالہ کر دی۔

(شروح الحرب بیان غزوہ خندق بحوالہ رسالہ خالد نومبر دسمبر 2012ء)

فتح مکہ کے بعد آنحضرت ﷺ نے کلید بردار کعبہ عثمان بن طلحہ سے بیت اللہ کی چابیاں منگوائیں۔ جب رسول اللہ مکہ میں تھے سوموار اور جمعرات کے دن خانہ کعبہ کا دروازہ کھولا جاتا تھا لوگ اندر جاتے تھے ایک دفعہ آنحضرتؐ جانے لگے تو اسی عثمان نے اس پاک رسولؐ کو خانہ کعبہ میں جانے سے روک دیا جس کے لئے یہ گھر بنایا گیا تھا رسول خدا ﷺ نے اس وقت عثمان کو کہا کہ اس خانہ کعبہ کی چابیاں ایک دن میرے پاس آئیں گی اور پھر جسے میں چاہوں گا دوں گا۔ آج وہ دن آچکا تھا۔ عثمان بن طلحہ لرزتے ہوئے ہاتھوں کے ساتھ چابیاں خدا کے رسولؐ کو پیش کر رہا تھا۔

(السیرۃ النبوۃ لابن ہشام جلد 4 ص 55 مکتبہ البابی الحلبی)

اب دنیا منتظر تھی کہ عثمان سے بطور انتقام چابیاں واپس لے لی جائیں گی اور کسی اور کے سپرد کر دی جائیں گی۔ رسول کریم ﷺ بیت اللہ میں نماز پڑھ کر باہر تشریف لائے۔ عثمان بن طلحہ سے ایک عجیب تاریخ ساز انتقام لیا۔ آپ نے چابیاں اس کے حوالہ کر دیں اور فرمایا اے عثمان یہ چابیاں ہمیشہ کے لئے تمہیں اور تمہارے خاندان کے حوالے کرتا ہوں اور کوئی بھی چابیاں تم سے واپس نہیں لے گا سوائے ظالم کے۔

(سیرۃ الحلبیہ مجمع الزوائد للھیثمی جلد 6 ص 177، ابن ہشام جلد 4)

جنگ احد میں آنحضورؐ کو شدید زخم آئے خود کی کڑیاں ٹوٹ کر چہرہ مبارک میں دھنس گئیں اس تکلیف اور اذیت ناک حالت میں رسول پاکؐ فرما رہے تھے کہ وہ قوم کیسے کامیاب ہوگی جس نے اپنے نبی کے چہرہ کو خون آلود کر دیا لیکن اس خیال سے کہ واقعی یہ قوم غضب الٰہی کا موجب نہ بن جائے یہ دعا کی۔ اے اللہ میری قوم کو بخش دے کیونکہ یہ نہیں جانتے۔ (صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ احد)

فتح مکہ کا دن تھا۔ آپؐ رات کے اندھیرے میں ہجرت کرتے ہیں آج جب کہ دن کے اجالے میں ایک فاتح کی حیثیت سے مکے میں داخل ہوتے ہیں۔ گند پھینکنے والے، دکھ دینے والے گالیاں دینے والے، معصوم مسلمانوں کے قاتل اپنے سر جھکائے ہوئے سامنے کھڑے ہیں۔ مکہ میں آپ کی زندگی اجیرن کرنے والے اپنی زندگیوں کی بھیک مانگتے نظر آتے ہیں۔ کفار سے جب پوچھا گیا تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے تمہیں کس سلوک کی توقع

ہے تو جواب ملتا ہے آج آپؐ جو چاہیں کر سکتے ہیں مگر آپؐ جیسے کریم انسان سے ہمیں نیک سلوک کی ہی امید ہے۔ رحمۃ للعالمین نے ان کی توقعات سے کہیں بڑھ کر ان سے سلوک کیا اور فرمایا جاؤ آج تم سب آزاد ہو۔ صرف میں ہی نہیں معاف کرتا بلکہ اپنے رب سے تمہارے لئے عفو کا طلبگار ہوں۔

(سیرت ابن ہشام جلد 4 ص 74)

حضرت مسیح موعودؑ فتح مکہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

’’پھر دوسرا زمانہ تھا کہ تمام جزیرہ عرب ایک سرے سے دوسرے سرے تک غلام بنا ہوا ہے کوئی مخالفت کے رنگ میں چوں بھی نہیں کر سکتا اور ایسا اقتدار اور رعب خدا نے دیا ہوا ہے اگر چاہتے تو کل عرب کو قتل کر ڈالتے اگر ایک نفسانی انسان ہوتے تو ان سے ان کی کرتوتوں کا بدلہ لینے کا عمدہ موقع تھا۔ جب الٹ کر مکہ فتح کیا تو لا تثریب علیکم الیوم فرمایا‘‘۔

(تفسیر حضرت مسیح موعود جلد دوم ص 724,723)

جنگی قیدیوں کی عزت و تکریم

جنگی قیدی جس کا مقام غلاموں سے بھی بدتر ہوا کرتا تھا۔ جہاں آنحضرتﷺ کے غلاموں کو عزت کے مقام پر لا کھڑا کیا وہاں جنگی قیدیوں کی عزت و تکریم کو اپنے عملی نمونہ سے قائم فرمایا۔ قیدیوں سے بہترین حسن سلوک فرمایا۔

جنگ بدر میں 70 کفار مکہ قیدی ہوئے، ان لوگوں اور ان کے اقارب نے مسلمانوں پر مکہ میں سخت مظالم ڈھائے تھے جس کی وجہ سے مسلمانوں کو اپنا وطن چھوڑنا پڑا اور وہ مدینہ آ کر آباد ہوئے مگر مدینہ میں بھی ان ظالموں نے مسلمانوں کو چین سے نہ بیٹھنے دیا اور نہتے مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے لیکن نبی کریمؐ نے کفار قریش کے ان قیدیوں کے ساتھ بھی حسن سلوک کی تعلیم دی۔

رسول کریمؐ نے مختلف گھرانوں میں بدر کے قیدی تقسیم کرتے ہوئے فرمایا ’’دیکھو ان قیدیوں کا خیال رکھنا‘‘۔ ابوعزیز بن عمیر بھی ان قیدیوں میں تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں انصار کے ایک گھرانے میں قید تھا۔ جب وہ صبح یا شام کھانا کھاتے تو مجھے خاص طور پر روٹی مہیا کرتے اور خود کھجور پر گزارا کر لیتے کیونکہ رسول اللہﷺ نے ان کو قیدیوں کے بارے میں حسن سلوک کی ہدایت فرمائی تھی۔ ان کے خاندان کے کسی فرد کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا آ جاتا تو وہ مجھے پیش کر دیتا میں شرم کے مارے واپس کرتا تو وہ مجھے ہی لوٹا دیتے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام جلد 2 ص 644)

انہی قیدیوں میں سے حضرت عباسؓ بھی تھے جن کے جسم پر کوئی قمیص نہ تھی رسول کریمؐ کو ان کے لئے قمیص تلاش کروانا پڑا کیونکہ وہ لمبے قد کے تھے بالآخر عبداللہ بن ابی کا قمیص ان کو پورا آیا جو ان کو مہیا کیا گیا۔ (بخاری کتاب الجہاد)

اس زمانے کے دستور کے مطابق بدر کے جنگی قیدیوں کی سزا موت تھی جیسا کہ استثناء میں یہود و نصاریٰ کو بھی یہی تعلیم ہے کہ جس قوم پر فتح پائی مردوں کو قتل کرو عورتوں کو بچوں کو قیدی بنا لو مگر نبی کریمؐ نے اپنے ان جانی دشمنوں کے ساتھ نہایت احسان کا سلوک کرتے ہوئے ان کی جان بخشی فرمائی۔ باوجودیکہ حضرت عمرؓ یہ رائے پیش کر چکے تھے کہ یہ سرداران کفر اور قریش کے سرکردہ لوگ ہیں اس لائق ہیں کہ سب قتل کئے جائیں مگر رسول کریمؐ بار بار ان کے لئے رحم کے جذبات ابھارتے اور فرماتے ’’اب اللہ نے تم لوگوں کو ان پر قبضہ اور اختیار دے دیا۔ یہ کل تک تمہارے بھائی تھے۔ تب حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ ان کو معاف کر کے فدیہ قبول فرمائیں۔ رسول کریمؐ یہ مشورہ سن کر بہت خوش ہوئے اور بالآخر یہی فیصلہ فرمایا اور قیدیوں سے فدیہ قبول فرمالیا۔

(مسند احمد بن حنبل)

مسلمانوں کے کفار قیدیوں کے ساتھ سلوک کے بارہ میں سر ولیم میور لکھتے ہیں۔

محمدؐ کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے اہالیان مدینہ اور وہ مہاجرین جنہوں نے یہاں اپنے گھر بنا لئے تھے کے پاس جب (بدر کے) قیدی آئے تو انہوں نے ان سے نہایت عمدہ سلوک کیا بعد میں خود ایک قیدی کہا کرتا تھا کہ اللہ رحم کرے مدینہ والوں پر وہ ہمیں سوار کرتے تھے اور خود پیدل چلتے تھے۔ ہمیں کھانے کے لئے گندم کی روٹی دیتے تھے جس کی اس زمانہ میں بہت قلت تھی اور خود کھجوروں پر گزارہ کرتے تھے اس لحاظ سے یہ بات تعجب خیز نہیں ہونی چاہئے کہ بعد میں جب ان قیدیوں کے لواحقین فدیے کر انہیں آزاد کروانے آئے تو ان میں سے کئی قیدیوں نے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا اور ایسے تمام قیدیوں کو رسول اللہﷺ نے فدیہ لئے بغیر آزاد کر دیا۔

(Life of Muhammad by William Mure Vol.1, P.242)

رسول پاکﷺ نے ہر قیدی کی توفیق کے مطابق آسان فدیہ مقرر کر کے ان کی آزادی کا اعلان کر دیا جو قیدی لکھنا جانتے تھے ان پر صرف یہ فدیہ عائد کیا گیا کہ وہ دس مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں۔ یہ بھی آنحضرتؐ کی طرف سے احسان تھا ورنہ اس زمانہ میں قیدیوں سے مفت خدمت لی جاتی تھی۔

آنحضرتﷺ نے صرف قیدیوں سے ہی نہیں بلکہ ان کے بچوں سے بھی کمال شفقت کا سلوک فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں نبی کریمؐ کے پاس جب کسی ایک جگہ کے قیدی لائے جاتے تو ایک گھرانے کے سپرد کرتے تا کہ ان کے بچے ان سے جدا نہ ہوں۔

(ابن ماجہ کتاب التجارات باب النھی عن التفریق)

یتیموں سے حسن سلوک

زمانہ جاہلیت میں جبکہ کوئی قانون قاعدہ نہ تھا جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا قانون جاری تھا اس دور میں یتیم کا کوئی پُرسان حال نہ تھا۔ اپنے بڑوں کے رحم و کرم پر ہوتے جو چاہتے یتیموں سے سلوک کرتے لیکن جب یتیموں کا والی دنیا میں ظاہر ہوا تو یتیم کو اس کے تمام حقوق ملنے لگے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اور یتامیٰ کو ان کے اموال دو اور خبیث چیزیں پاک چیزوں کے تبادلہ میں نہ لیا کرو اور ان کے اموال اپنے اموال سے ملا کر نہ کھا جایا کرو یقیناً یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ (النساء:3)

یقیناً وہ لوگ جو یتیموں کا مال از راہ ظلم کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں محض آگ جھونکتے ہیں اور یقیناً وہ بھڑکتی ہوئی آگ میں پڑیں گے۔ (النساء:11)

یہ وہ اسلام کی تعلیم ہے جس نے اسلامی معاشرہ کو ایک بڑی بے چینی سے پاک کر دیا۔ اس میں صرف تربیت کا ایک پہلو ہی نہیں بلکہ ساری قوم کی ترقی کا راز بھی اس میں مضمر ہے۔ یتیم بچوں کی تربیت کر کے انہیں قومی دھارے میں شامل کرنا ہی مقصد نہیں بلکہ ان بچوں کو اخلاقی تباہی سے بچانا بھی مقصود ہے تا کہ یتیم بچے قوم پر بوجھ بننے کی بجائے قوم کی ترقی کا باعث بنیں۔

اگر ہم آنحضرتﷺ کی زندگی پر نظر دوڑائیں تو آپ نے یتیموں کے حقوق دلانے میں اہم کردار ادا کیا ہے اور ان کے حقوق کو مستقل بنیادوں پر قائم فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتﷺ نے فرمایا جس شخص نے تین یتیموں کی کفالت کی وہ اس شخص کی طرح ہے پھر آپؐ نے اپنی دو انگلیوں کو ملایا۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الادب باب حق الیتیم)

مالک بن حارث اپنے خاندان کے ایک شخص کی روایت بیان کرتے ہیں کہ اس نے نبی کریمؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص مسلمان والدین کے یتیم بچے کو اپنے کھانے پینے میں باقاعدہ طور پر شامل کر لیتا ہے یہاں تک کہ وہ امداد کا محتاج نہ رہے تو اس کے لئے جنت یقینی ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 4 ص 344)

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے گھروں میں بہترین گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس سے عمدہ سلوک کیا جا رہا ہو اور مسلمانوں کے گھروں میں بدترین گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس سے بدسلوکی کی جائے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الادب باب حق الیتیم)

آنحضرتﷺ نے خود یتیم کی خبر گیری کرنے میں پیش پیش تھے بلکہ آپ نے یتیم کی محبت صحابہؓ کے دل میں جاگزیں کر دی۔ یتیموں سے بہترین سلوک کرنے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے۔

صحابہؓ یتیم کے ساتھ حسن سلوک اور اسے پالنے کی سعادت حاصل کرنے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھتے نظر آتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اس کے متعلق فرماتے ہیں:۔

رسول کریمؐ کے زمانہ کا واقعہ ہے ایک بچہ یتیم رہ گیا تو بعض صحابہؓ میں آپس میں لڑائی شروع ہو گئی ایک کہتا میں اس کی پرورش کروں گا دوسرا کہتا میں اس کی پرورش کروں گا۔ آخر رسول کریمﷺ کے پاس یہ معاملہ پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ بچہ سامنے کرو اور وہ جس کو پسند کرے اس کے سپرد کر دو۔

(تفسیر کبیر جلد دوم ص 497)

☆......☆......☆

ہم اپنے امام جماعت ہائے احمدیہ کی صحت و سلامتی و فعال درازی عمر کیلئے دل کی گہرائیوں سے دعا گو ہیں

ناظم علاقہ و اراکین عاملہ علاقہ و ایڈیشنل ناظم علاقہ و زعماء علاقہ و اراکین انصار اللہ علاقہ رحیم یار خاں، بہاولپور، بہاولنگر
ناظم ضلع و اراکین عاملہ ضلع و زعماء ضلع و اراکین انصار اللہ
ضلع بہاولپور

Dr. Munawar Mahmood Ashraf
STOMIC TONIC
فوائد
بدہضمی، اپھارہ، مرغن خوراک کی وجہ سے معدہ کی جلن کھٹے ڈکاروں اور بھوک کی کمی کیلئے
ترکیب استعمال
15 قطرے ایک گھونٹ پانی میں ڈال کر صبح دوپہر شام کھانا کھانے کے بعد۔ بدہضمی کی وجہ سے بھاری پن اور اپھارہ کی صورت میں کم وقفہ سے دو تین مرتبہ زائد استعمال کریں۔
AHMAD Homoeo Clinic & Research Center
Rex City Opp. Zahoor Plaza, Qabarstan Wala Chowk, Satiana Road, Fsd. 03336531650

رسول کریم ﷺ کے دلکش انداز تبلیغ و دعوت الی اللہ

دلوں کو فتح کرنا اور نفرت کو پیار میں بدلنے کا ڈھنگ تو کوئی آپؐ سے سیکھے

مکرم عبدالقدیر قمر صاحب

رب کائنات نے زمرۂ انبیاء میں سے فقط ایک نبی کو داعیًا الی اللّٰہ کہہ کر پکارا ہے۔ کیونکہ ایک ہی تھا جس نے دعوت و تبلیغ کا حق ادا کیا۔ میری مراد سرور کائنات فخر موجودات خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات سے ہے۔

جب آپؐ کو بلّغ اور قم فانذر کا حکم ہوا تو آپؐ نے نہایت اخلاص، صبر، شوق، حکمت اور استقامت سے ہر دوست، دشمن، اپنے، غیر، وہ وادیٔ غیر ذی زرع کے رہنے والے ہوں یا مکہ سے باہر، قریش سے تعلق رکھتے ہوں یا دوسری اقوام سے۔ مشرک ہوں یا عیسائی، صابی ہوں یا یہودی، کالے ہوں یا گورے، عربی ہوں یا عجمی، ہر ایک کو۔ دن کے اجالوں میں بھی اور رات کی تاریکیوں میں بھی، مخفی طور پر بھی اور اعلانیہ طور پر بھی، خدائے واحد و یگانہ کی طرف بلانا شروع کیا۔

اس راہ میں آپ نے نہ کسی ہنسی کی پرواہ کی نہ کسی ٹھٹھے کی۔ نہ ظلم کی نہ مصیبت کی، نہ گالیوں کی نہ سنگ زنی کی۔ بلکہ جیسے جیسے ظلم و ستم کے میدان گرم ہوتے آپ تبلیغ و دعوت کی نئی نئی راہیں تلاش کرتے۔ نئے نئے میدان ڈھونڈتے۔ اپنے گفتار سے اپنے پیار سے اپنے اخلاق سے اپنی ہمدردی سے اپنے انکسار سے، اپنی خدمت سے اپنی دعاؤں سے مسلسل ان کے دل جیتنے کا سلسلہ جاری رکھا۔

آیئے، ذرا نگاہ تصور میں اپنے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ ہائے تبلیغ کو لایئے کہ کس طرح آپ مکہ کے گھر گھر جا رہے ہیں، کبھی کوہ صفا پر انہیں بلا رہے ہیں کبھی حج پر آئے ہوئے لوگوں سے میل ملاقات کر رہے ہیں، کبھی طائف جاتے ہیں اور کبھی میلوں اور منڈیوں میں جا کر قرآن سناتے اور دل آویز انداز سے انہیں دعوت اسلام دیتے ہیں اور کبھی ذوالمجاز کے بازار میں کھڑے ہو کر اعلان فرماتے ہیں:۔

یا ایھا النّاس قولوا لا الٰہ الا اللّٰہ تفلحوا!

اے لوگو! لا الٰہ الا اللہ کہہ دو، فلاح پا جاؤ گے۔ (مسند احمد نمبر 22108)

حسن اخلاق

اسلام کا نور دلوں کو منور کر رہا ہے، ایک ایک دو دو کر کے لوگ ہر قبیلے اور ہر طبقے اور ہر قوم اور ہر نسل سے آ رہے ہیں۔ یہ حضرت خدیجہؓ ہیں جنہوں نے پندرہ سال تک مسلسل آنحضور ﷺ کے اخلاق عالیہ کا مشاہدہ کیا تھا۔ وہ آپ کے ان مکارم اخلاق کو دیکھ کر آپ پر ایمان لے آئیں اور انہوں نے آپ کے اعلیٰ اخلاق کو اس طرح بیان فرمایا کہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں صادق القول ہیں لوگوں کے بوجھ بٹاتے ہیں، اور معدوم اخلاق کو اپنے اندر جمع کیا ہے، آپ مہمان نواز ہیں اور حق کی باتوں میں لوگوں کے مددگار ہیں۔ (بخاری کتاب بدء الوحی)

حضرت صفیہؓ جن کا تعلق یہودی خاندان سے تھا اور جن کا تقریباً سارا خاندان، والد، خاوند اور بھائی غزوہ خیبر میں مسلمانوں کے ہاتھوں ہلاک ہو گئے تھے۔ غزوہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا اور ان سے ایسے حسن سلوک اور کریمانہ اخلاق کا مظاہرہ فرمایا کہ وہ سو سو جان سے آپ پر فدا ہوتی تھیں۔ جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے تو حسرت سے کہنے لگیں کاش آپ کی یہ بیماری مجھے لگ جائے۔ باقی ازواج نے حیرت سے آپ کی طرف دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ سچ کہہ رہی ہیں۔ (اصابہ جلد 8 ص 212)

حضرت جویریہؓ بنو مصطلق سے تعلق رکھتی تھیں، ان کے والد رئیس عرب اور قبیلے کے سردار اور اسلام کے شدید معاند تھے۔ بنو مصطلق کے ساتھ جب لڑائی ہوئی تو یہ قوم شکست کھا کر بھاگ گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جویریہؓ کے ساتھ نکاح کیا اور ایسے شدید دشمنوں کی بیٹی کے ساتھ ایسے اعلیٰ اخلاق اور محبت سے پیش آئے کہ وہ سب دشمنیاں بھول کر رسول اللہ ﷺ کی بیعت میں آ گئیں۔ یہاں تک کہ جب ان کا والد انہیں لینے آیا تو انہوں نے والد کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔

(سیرۃ حلبیہ بیروت جلد 2 غزوہ مصطلق)

حضرت ماریہ قبطیہؓ کو شاہ مصر مقوقس نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بھجوایا تھا۔ سینکڑوں میل کا سفر کر کے والدین، بہن بھائیوں، سہیلیوں، گھر بار کو چھوڑ کر آئی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کے لطف و کرم نے انہیں ہمیشہ کے لئے آپ کا ساتھ نصیب فرما دیا۔

اور یہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں جو بچپن سے آپ کے خلق عظیم کو دیکھتے چلے آ رہے تھے۔ اس لئے آپ بھی بغیر کسی نشان کے طلب کئے، بغیر کسی بحث و مباحثہ کے، زیور اسلام سے آراستہ ہو گئے۔

یہ حضرت حمزہؓ ہیں جنہیں آپ کی مظلومیت کھینچ لائی۔ یہ ثمامہ بن اثال ہیں جو آپ کی شفقت کی وجہ سے کھنچے چلے آئے۔ بہت سے لوگوں کو آپ کی دعاؤں کی برکت سے قبول اسلام کی توفیق ملی۔ یہ تو اجمال ہے۔ آیئے میں آپ کو اس کی تفصیل بتاتا ہوں۔

دعوت طعام کے ذریعہ تبلیغ

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ ایک دعوت طعام کا انتظام کیا جائے اور خاندان بنی مطلب کے تمام افراد بلائے جائیں تا کہ انہیں پیغام حق پہنچایا جائے۔

حضرت علیؓ نے حسب ارشاد یہ انتظام کیا اور خاندان کے افراد کو دعوت دی اور سب نے سیر ہو کر کھایا۔ جب رسول اللہ ﷺ بات شروع کرنے لگے تو آپؐ کا چچا ابولہب پہلے بول پڑا اور کہنے لگا تمہارے ساتھی نے تم پر جادو کر دیا ہے۔ اس پر لوگ منتشر ہو گئے۔ رسول کریمؐ اس روز اپنا پیغام نہ پہنچا سکے۔ آپؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا اب دوبارہ ایک دعوت طعام کا انتظام کرو۔

دوبارہ دعوت کا انتظام کیا گیا۔ رسول کریمؐ نے کھانے سے قبل انہیں تبلیغ کرتے ہوئے فرمایا:

”اے عبدالمطلب کی اولاد! خدا کی قسم! کوئی عرب نوجوان اپنی قوم کے لئے اس سے اعلیٰ اور شاندار پیغام نہیں لایا جو میں تمہارے پاس لایا ہوں۔ میں تمہارے پاس دنیا و آخرت کی بھلائی لے کر آیا ہوں۔ مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ تمہیں اس کی طرف بلاؤں۔ پس تم میں سے کون اس معاملہ میں میرا مددگار ہوگا؟“ سب خاموش تھے۔ حضرت علیؓ اٹھے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے نبیؐ! میں حاضر ہوں۔ مگر باقی لوگ ہنستے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور چلے گئے۔

(تفسیر طبری۔ سورۃ شعراء زیر آیت وانذر عشیرتک)

اہل یثرب کو تبلیغ

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسلسل دس سال تک مکہ اور اس کے ارد گرد کے علاقوں میں جا کر تبلیغ کرتے رہے۔ اسی طرح آپؐ مجنہ اور عکاظ کے میلوں میں اور منیٰ میں حاجیوں کے خیموں میں تشریف لے جا کر فرماتے:۔

”کون ہے جو میری مدد کرنے اور پناہ دینے کی حامی بھرتا ہے کہ جہاں جا کر میں اپنے رب کا پیغام پہنچا سکوں؟ ایسے شخص کو میں جنت کی بشارت دیتا ہوں“۔ کوئی بھی آپؐ کی مدد و نصرت کرنے کے لئے تیار نہ ہوتا تھا۔

(مسند احمد مطبع بیروت 13934)

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انصار مدینہ کو یثرب سے بھیجا۔ آپؐ کے پاس ایک ایک آدمی آ کر ایمان لاتا اور قرآن سیکھتا تھا اور اپنے اہل خانہ کی طرف واپس یثرب جاتا تو وہ بھی اسلام قبول کر لیتے یہاں تک کہ مدینے کا کوئی محلّہ باقی نہ رہا جہاں مسلمانوں کا ایک گروہ پیدا نہ ہو گیا ہو جس سے اسلام کو طاقت اور قوت ملی پھر ستر افراد کا ایک وفد مکہ گیا اور حج کے موقع پر شعب ابی طالب میں انہوں نے بیعت کی۔

(سیرۃ ابن ہشام بیروت اول جمعۃ اقیمت بالمدینۃ ص 262 تا 273)

اس طرح یثرب میں مسلمانوں کے لئے پناہ گاہ کا اللہ تعالیٰ نے انتظام فرما دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان میں وحدت اور مرکزیت پیدا کرنے کے لئے مصعب بن عمیرؓ کو اسلام کا پہلا مبلغ بنا کر وہاں بھجوایا۔ کچھ عرصہ میں مدینہ میں جمعہ کی ادائیگی شروع ہو گئی۔

کشتی کا اکھاڑہ اور دعوت الی اللہ

رسول کریمؐ نے ہر کس و ناکس کو پیغام پہنچایا، ان میں مکہ کا پہلوان رکانہ بھی تھا۔ آپؐ نے اسے اسلام کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا ”کیا تم اللہ سے نہیں ڈرو گے اور جس پیغام کی طرف بلاتا ہوں اسے قبول نہیں کرو گے۔“ اس نے کہا ”اگر مجھے یقین ہو جائے کہ آپؐ کا دعویٰ سچا ہے تو میں آپؐ پر ایمان لے آؤں گا۔ آپؐ نے فرمایا

”اگر میں کشتی میں تمہیں پچھاڑ دوں تو میرے دعویٰ کی سچائی کا یقین کر لو گے۔“ اس نے اثبات میں جواب دیا تو آپؐ نے اسے کشتی میں مقابلہ کی دعوت دے دی۔ اس نے یہ دعوت قبول کر لی۔ نبی کریم ﷺ نے اس بہادر پہلوان کو پچھاڑ دیا۔ اس نے دوبارہ اور سہ بارہ مقابلہ کی خواہش کی۔ ہر دفعہ نبی کریمؐ نے اسے پچھاڑ دیا۔ وہ کہنے لگا کہ میں حیران ہوں کہ آپؐ نے مجھے کیسے گرا لیا؟ یہی واقعہ رکانہؓ کے قبول اسلام کا موجب بن گیا۔

(سیرۃ ابن ہشام جلد اول امر رکانۃ المطلبی ص 239)

حلم و بردباری

زید بن سعنہ ایک یہودی تھے، جو حق کی تلاش میں تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے ایک بدوی کو آنحضور ﷺ سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ یا رسول اللہ! میں نے بصریٰ گاؤں کے لوگوں کو کہا تھا کہ اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو ان پر رزق کے دروازے کھل جائیں گے۔ لیکن خدا کی تقدیر کہ بارشیں نہیں ہوئیں اور قحط سالی کا سامان پیدا ہو گیا ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ اس ابتلاء سے ٹھوکر نہ کھا جائیں۔ اس لئے آپ کچھ مال عطا فرمائیں تا کہ ان کی دلداری ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس تو کچھ نہیں۔ اس پر زید بن سعنہؓ کہتے ہیں میں نے کہا میں ان کی مدد کر

دیتا ہوں اور آپ میرے ساتھ معاملہ طے کرلیں کہ کب دیں گے۔ ابھی طے شدہ مدت میں دو تین دن باقی تھے کہ میں آیا اور بڑے غصے سے کہا کہ اے محمد! تم کب میرا قرض ادا کرو گے۔ تم لوگ قرض ادا کرنے میں بڑے برے ہو، ٹال مٹول سے کام لیتے ہو۔ اس پر حضرت عمرؓ نے انہیں ڈانٹا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے عمر! اسے لے جاؤ، اس کا حق بھی ادا کرو اور کچھ زائد بھی دے دو۔ حضرت عمرؓ اسے لے گئے اس کا حق دینے کے بعد جب زائد دیا تو زید نے کہا یہ کس لئے۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا اس سختی کی وجہ سے جو میں نے تم سے روا رکھی تھی۔ حضرت عمرؓ نے اسے کہا تم نے عالم ہوکر گستاخی کا یہ طریق کیوں اختیار کیا۔ اس نے کہا میں نے اپنی کتابوں میں رسول اللہ ﷺ کی سچائی کے بارہ میں جو نشانیاں پڑھی تھیں۔ میں نے ان سب کو آپ کی ذات میں پورا ہوتے دیکھ لیا مگر دو نشانیاں تھیں میں جن کی تلاش میں تھا۔ ایک یہ کہ اس نبی کا حلم اس کے غصے پر غالب ہے اور دوسرا یہ کہ جتنا ان سے سختی اور جہالت سے پیش آیا جائے اتنا ہی ان کا چشمہ حلم و بردباری زیادہ جوش زن ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے یہ اخلاق دیکھ کر آپ کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہوگئے۔

(مستدرک حاکم کتاب معرفۃ الصحابہ جلد 3 ص 305)

دلنشیں انداز گفتگو

قبیلہ بنو غفار سے تعلق رکھنے والے حضرت ابوذر غفاریؓ کو جب یہ خبر ملی کہ مکہ میں ایک شخص رسالت و نبوت کا دعویدار ہے تو انہوں نے اپنے بھائی کو تحقیقات کے لئے بھجوایا۔ انہوں نے واپس آکر بتایا کہ لوگ تو انہیں شاعر، کاہن جادوگر کہتے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ نہ شاعر ہیں نہ کاہن ہیں اور نہ جادوگر ہیں بلکہ وہ اللہ کی قسم! صادق، سچے اور مکارم اخلاق پر فائز ہیں۔ یہ بات سن کر حضرت ابوذرؓ بنفس نفیس رسول اللہ ﷺ کی ملاقات کی غرض سے مکہ آئے۔ حضرت علیؓ کی وساطت سے رسول اللہ ﷺ سے شرف ملاقات نصیب ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے نہایت دلکش انداز میں گفتگو فرمائی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ فوراً کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے حکم پر اپنی قوم میں واپس آئے انہیں تبلیغ کی۔ دیکھتے ہی دیکھتے آدھا قبیلہ مسلمان ہوگیا اور باقی آدھا جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کرکے مدینہ تشریف لائے تو حاضر خدمت ہوکر غلامان مصطفیٰ میں شامل ہوگیا۔

(مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب من فضائل ابی ذرؓ)

رسول اللہ ﷺ تبلیغ اسلام اور اشاعت توحید کے لئے حرمت والے مہینوں میں مختلف قبائل کا دورہ فرمایا کرتے تھے ان سے رابطہ کرتے انہیں سمجھاتے۔ ایک دفعہ جب آپ قبائل کا دورہ فرما رہے تھے کہ آپ کی ملاقات یثرب (مدینہ) کے لوگوں سے ہوگئی۔ جن کا تعلق بنوخزرج سے تھا۔ آپ نے نہایت محبت اور پیار کے لہجے میں انہیں اسلام کی دعوت دی اور قرآن مجید کی چند آیات سنا کر اپنے مشن سے آگاہ کیا۔ قرآن کی آیات اور آپ کی دلنشیں گفتگو نے ان کے دل پر ایسا اثر کیا کہ وہ سب مسلمان ہوگئے۔ پھر اگلے سال 12 اشخاص آئے اور مسلمان ہوگئے۔ پھر اس سے اگلے سال 13 نبوی میں 70 افراد آئے اور رسول اللہ ﷺ سے گفتگو ہوئی تو ان پر بھی اسلام کی حقانیت واضح ہوگئی اور وہ بھی نور اسلام سے منور ہوگئے۔

(سیرت خاتم النبیینؐ صفحہ 220 تا 227)

پیغام کا خلاصہ

حضرت خالد بن سعیدؓ نے خواب میں جہنم کو نہایت بھیانک صورت میں دیکھا اور دیکھا کہ وہ اس کے کنارے پر کھڑے ہیں اور ان کا باپ ان کو جہنم میں دھکیلنا چاہتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ ان کا دامن پکڑ کر انہیں دوزخ میں گرنے سے بچا رہے ہیں۔ گھبراہٹ میں ان کی آنکھ کھلی تو حضرت ابوبکرؓ صدیق کے پاس گئے اور اپنا خواب بیان کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اس خواب میں تمہاری بھلائی اور خیر پوشیدہ ہے۔ تم رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرو۔ یہ تعبیر سن کر حضرت خالد کو بھی یقین ہوگیا یہ میرا یہ خواب سچا ہے۔ چنانچہ آپ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے آپ کس بات کی دعوت دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں اور یہ کہ جن پتھروں کی تم عبادت کرتے ہو، انہیں چھوڑ دو کہ یہ نہ سنتے ہیں نہ جواب دیتے ہیں نہ نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان، یہ سنتے ہی حضرت خالد زیور اسلام سے آراستہ ہوگئے۔

(سیرت حلبیہ اردو جلد 2 صفحہ 239، 240)

حضرت عمرو بن عبسہ سلمی زمانہ جاہلیت میں لوگوں کو بتوں کی عبادت کرتا دیکھ کر انہیں گمراہ سمجھا کرتے تھے اور یقین کرتے تھے کہ یہ درست نہیں ہے اور وہ حقیقت کی تلاش میں تھے۔ پھر انہوں نے سنا کہ مکہ میں ایک شخص ہے جو غیب کی خبریں دیتا ہے۔ وہ اپنی سواری پر سوار ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت عمرو بن عبسہؓ نے آپؐ سے پوچھا کہ آپؐ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا میں اللہ کا نبی ہوں۔

حضرت عمروؓ نے پوچھا کہ نبی کیا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ مجھے اللہ نے مبعوث فرمایا ہے۔ اس پر انہوں نے کہا کس تعلیم کے ساتھ آپ کو بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اس نے مجھے صلہ رحمی کرنے، بتوں کو توڑنے اور اللہ کو واحد ماننے اور یہ کہ اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں کے ساتھ بھیجا ہے۔ حضرت عمروؓ نے پوچھا آپ کے ساتھ اور کون کون۔ اس بات پر ایمان لایا ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔ ایک آزاد اور ایک غلام۔ ان دنوں آپ پر حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت بلال ایمان لاچکے تھے۔

یہ سن کر حضرت عمرو بن عبسہ سلمی نے عرض کیا کہ میں بھی آپؐ پر ایمان لاتا ہوں اور آپؐ کے متبعین میں داخل ہوتا ہوں۔

(مسلم کتاب صلاۃ المسافرین باب اسلام عمرو بن عبسہ)

دعا اور تبلیغ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیاب تبلیغ کے پیچھے وہ مقبول دعائیں بھی تھیں جو دن کے مختلف اوقات اور رات کی تاریک گھڑیوں میں آپ نے ان کے لئے کیں۔ اور جس سے وہ عظیم انقلاب بپا ہوا جس کا ذکر سیدنا حضرت مسیح موعود ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:۔

’’وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہوگئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یکدفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا۔ اور نہ کسی کان نے سنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا۔ اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس امی بیکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔

(برکات الدعا۔ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 10)

ان اندھیری راتوں کی دعاؤں نے حضرت عمرؓ بن خطاب جیسے شدید مخالف اسلام کو اسلام کی آغوش میں لا ڈالا۔ رسول اللہ ﷺ آپ کے لئے دعا کیا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ خَاصَّۃً اے اللہ! اسلام کو خاص طور پر عمر بن خطاب کے ذریعہ عزت عطا فرما۔

حضرت ابوہریرہؓ دوس قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ بہت ہی مخلص اور فدائی صحابی تھے جبکہ آپ کی والدہ مشرکہ تھیں اور اسلام کے شدید مخالف تھیں۔ حضرت ابوہریرہ انہیں تبلیغ کرتے تو انہیں بے نقط سناتیں۔ ایک دن تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارک کو بھی نشانہ بنایا۔ اس پر حضرت ابوہریرہؓ کا دل بھر آیا۔ آپ روتے ہوئے دربار نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میری والدہ مشرکہ ہے۔ میں اسے تبلیغ کیا کرتا ہوں پہلے تو جو وہ کہتی تھیں کہتی ہی تھیں مگر آج تو انتہاء ہوگئی۔ اس نے آپ کے متعلق جو کچھ کہا ہے جو ناقابل بیان ہے اور انتہائی ناگوار ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت دے دے۔ تب رسول اللہ ﷺ نے دعا کی اے اللہ! ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت دے دے۔

حضرت ابوہریرہؓ دعا سن کر گھر گئے۔ ان کی والدہ دروازہ کھولتے ہی کہنے لگیں اے ابوہریرہؓ! میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔

(مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب من فضائل ابی ہریرہ)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی نوجوان رسول اللہ ﷺ کا خادم تھا۔ وہ بیمار ہوگیا۔ نبی ﷺ اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ اور اس کے سرہانے بیٹھ کا اس کا حال احوال پوچھا اور اسے اسلام قبول کرنے کی تحریک فرمائی۔ اس نے اپنے باپ کی طرف جو پاس ہی بیٹھا ہوا تھا دیکھا۔ اس کے باپ نے اسے کہا، ابوالقاسم کی بات مان لو۔ نبی کریم ﷺ خوش خوش وہاں سے واپس آئے اور فرمایا۔ سب تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے اس نوجوان کو دوزخ کی آگ سے بچالیا۔

(بخاری کتاب الجنائز باب اذا اسلم الصبی)

قرآن کے ذریعہ تبلیغ

حضرت طفیل بن عمروؓ دوس قبیل سے تعلق رکھتے تھے۔ نہایت دانش مند، شریف اور سخن سنج انسان تھے۔ مکہ آئے تو مکہ کے صنادید قریش ان کے پاس گئے اور انہیں یہ کہہ کر رسول اللہ ﷺ سے متنفر کرنے کی کوشش کی کہ وہ جادوگر ہے اور ایسا جادوگر جو آدمی جو اس کے عزیزوں اور رشتہ داروں سے جدا کردیتا ہے۔ اس لئے بچ کر رہنا۔ بہتر یہی ہے کہ آمنا سامنا ہو بھی جائے تو ان کا کلام نہ سننا بلکہ طرح دے جانا۔ طفیل کہتے ہیں مجھے قریش نے اس معاملہ میں اس طرح بار بار تاکید کی کہ میں خائف ہوگیا اور اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کے لئے اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے کان میں اچانک اس ساحر کی کوئی آواز پڑ جائے اور میں فتنے میں مبتلا ہوجاؤں۔ ایک دن صبح کے وقت مسجد حرام گیا تو وہاں میں نے ایک کونہ میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں آہستہ آہستہ آپ کے قریب چلا گیا۔ خدا کی قدرت کانوں میں روئی ہونے کے باوجود مجھے آپ کی آواز سنائی دینے لگی۔ میں نے دل میں کہا میں ایک سمجھدار شخص ہوں نیکی بدی کی تمیز رکھتا ہوں، کیا ہرج ہے کہ میں اس شخص کی بات سن لوں۔ اگر اچھی ہوئی تو مان لوں گا وگرنہ انکار کردوں گا۔ یہ خیال آتے ہی میں نے کانوں سے روئی نکال باہر پھینکی اور قرآن کی تلاوت سنتا رہا۔ رسول اللہ ﷺ نماز ختم کرکے گھر کی طرف لوٹے تو میں نے عرض کیا مجھے اپنی باتیں سنائیں۔ آپ نے کلام الٰہی سنایا اور توحید کی تبلیغ فرمائی جس کا میرے دل پر ایسا اثر ہوا کہ میں وہیں مسلمان ہوگیا۔

(سیرت ابن ہشام باب نمبر 58)

دعاؤں کے ثمرات

رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے خدا کا کلام سننے اور توحید کی تبلیغ کے نتیجہ میں حضرت طفیل بن عمروؓ نے اسلام قبول کیا تو عرض کیا یا رسول اللہ! میں اپنے قبیلے میں ایک ممتاز حیثیت رکھتا ہوں اور لوگ میری بات مانتے ہیں۔ پس آپ دعا کریں کہ میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے۔ آپؐ نے اجازت دی اور دعا کی۔ جب حضرت طفیلؓ اپنے قبیلے میں پہنچے تو انہوں نے سب سے پہلے اپنے والد اور بیوی کو تبلیغ کی۔ وہ دونوں مسلمان ہوگئے۔ پھر قبیلے والوں کو اسلام کی طرف بلایا۔ مگر

انہوں نے نہ صرف انکار کیا بلکہ مخالفت میں بڑھتے چلے گئے۔ یہ صورتحال دیکھ کر حضرت طفیلؓ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! میری قوم نے نہ صرف تکذیب کی ہے بلکہ مخالفت میں حد سے بڑھ گئی ہے اس لئے ان کے واسطے بددعا کریں۔ آپ نے ہاتھ اٹھائے۔ بددعا کرنے کے لئے نہیں۔ بلکہ دعا کرنے کے لئے۔ مولیٰ دوس قبیلہ کو ہدایت دے دے۔ اس دعا کے نتیجہ میں سارا قبیلہ مسلمان ہوگیا۔

(سیرت ابن ہشام باب 58)

مکارم اخلاق کے نتائج

ثمامہ بن اثال بنوحنیفہ کا سردار تھا اور رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کا سخت مخالف اور دشمن تھا۔ اس نے کئی مسلمانوں کو شہید کیا تھا۔ آخر ایک سریہ میں وہ مسلمانوں کے ہاتھ آ گیا۔ وہ اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھنے کا حکم دیا۔ رسول اللہ ﷺ اس کے پاس تشریف لائے اور پوچھا بتاؤ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟ اس نے کہا اگر آپ مجھے قتل کر دیں تو ایک خونی اور قاتل کو قتل کریں گے اور اگر احسان فرمائیں تو ایک قدردان انسان پر احسان فرمائیں گے۔ اور اگر آپ کو مال درکار ہے۔ تو جس قدر مال کا آپ مطالبہ کریں گے دیا جائے گا۔ دوسرے، دن بھی یہی گفتگو ہوئی اور پھر تیسرے دن بھی یہی مکالمہ ہوا۔ اس پر آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دیا جائے۔ جب اسے چھوڑ دیا گیا تو اخلاق محمدیؐ کا اس پر اس قدر اثر تھا کہ وہ جلد ہی نہا دھو کر واپس آیا اور آتے ہی کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہوگیا اور کہنے لگا۔ اللہ کی قسم! آج سے پہلے میرے نزدیک کوئی چہرہ آپ کے چہرے سے زیادہ برا نہیں تھا مگر اب آپ کا رخ انور مجھے سب سے زیادہ عزیز اور محبوب ہے۔ اس سے پہلے آپ کے دین سے زیادہ مجھے کسی دین سے نفرت نہ تھی۔ مگر اب سب سے زیادہ محبت اسی دین سے ہے۔ اس سے پہلے آپ کے شہر سے بڑھ کر کسی شہر سے مجھے بغض وعناد نہ تھا۔ مگر خدا کی قسم اب تو میں اس شہر پر سو سو جان سے فدا ہوں۔ (بخاری کتاب المغازی باب وفد بنی حنیفہ)

مظلومیت کے پھل

حضرت حمزہؓ رسول اللہ ﷺ کے حقیقی چچا تھے اور انہیں رسول اللہ ﷺ سے محبت بھی بہت تھی۔ ان کا یہ معمول تھا کہ ہر روز صبح سویرے تیر کمان لے کر نکل جاتے اور سارا دن شکار کھیلتے۔ شام کو واپس آ کر خانہ کعبہ کا طواف کرنے کے بعد قریش کی ان مجلسوں میں دورہ کرتے جو وہ صحن کعبہ میں جما کر بیٹھے ہوتے تھے۔ اس کے بعد گھر جاتے۔ ایک دن آپ اسی طرح شکار سے واپس آئے تو ان کی ایک خادمہ نے کہا کیا آپ کو علم ہے کہ ابوالحکم (ابوجہل) نے آپ کے بھتیجے کے ساتھ کیا کیا۔ انہیں سخت سست کہا ہے اور گالیاں دی ہیں مگر محمدؐ نے سامنے سے کوئی جواب نہیں دیا۔ یہ سن کر حضرت حمزہؓ کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ خاندانی غیرت جوش زن ہوئی۔ فوراً خانہ کعبہ گئے طواف سے فارغ ہو کر اس مجلس کی طرح بڑھے جس میں ابوجہل بیٹھا تھا اور جاتے ہی بڑے زور کے ساتھ ابوجہل کے سر پر اپنی کمان ماری اور کہا مجھے علم ہوا ہے کہ تم نے محمدؐ کو گالیاں دی ہیں۔ سن میں بھی محمد کے دین پر ہوں اور میں بھی وہی کہتا ہوں جو وہ کہتا ہے۔ اگر تجھ میں ہمت ہے تو میرے مقابلے میں آ۔ ابوجہل کے ساتھی ابوجہل کی حمایت میں اٹھے مگر وہ حضرت حمزہؓ کی دلیری، جرأت اور بہادری دیکھ کر مرعوب ہوگیا اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ واقعی مجھ سے زیادتی ہوگئی تھی۔ حضرت حمزہؓ گھر آئے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کلمہ شہادت پڑھ کر اسلام میں داخل ہوگئے۔

(سیرت حلبیہ اردو جلد 1 صفحہ 280)

مکہ والوں کے مسلسل انکار پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف والوں کو پیغام الٰہی پہنچانے کا ارادہ دیا۔ جب آپ پہنچے تو انہوں نے نہ صرف بات سننے سے انکار کر دیا بلکہ اوباشوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا جو تین میل تک مسلسل آپ پر سنگ باری کرتے رہے یہاں تک کہ آپ سرتاپا لہو میں نہا گئے۔ آرام کی غرض سے آپ عتبہ اور ربیعہ کے باغ میں گئے۔ رسول اللہ ﷺ کی مظلومیت کی یہ حالت یہ دیکھ کر ان کے دل میں جذبہ ترحم ابھر آیا۔ انہوں نے اپنے غلام عداس کو انگوروں کا خوشہ دے کر آپ کی خدمت میں بھیجا۔ رسول اللہ ﷺ نے کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھی، تو اس نے کہا واللہ یہ تو ایسی بات ہے جو ہمارے علاقے کے لوگ نہیں کہتے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس حال میں بھی اسے دعوت الی اللہ کی اور بتایا کہ میں خدا کا نبی ہوں اور اسی کی طرف بنی نوع انسان کو دعوت دیتا ہوں۔ یہ سنتے ہی عدّاس آپ کے ہاتھوں کو چومنے لگا اور اس کے دل نے آپ کی صداقت کی گواہی دے دی۔

(ابن ہشام باب 64)

حکمت وفراست

غزوۂ بدر میں صنادید قریش کو جس ہزیمت اور شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ ان کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا۔ اس لئے اب وہ کھلے میدان میں یہ زک اٹھانے کے بعد مخفی سازشوں میں مصروف ہوگئے۔ اس سلسلہ میں ایک واقعہ بیان کرتا ہوں بدر کے چند دن کے بعد عمیر بن وہب اور صفوان بن امیہ جو ذی اثر قریش میں سے تھے صحن کعبہ میں بیٹھے مقتولین بدر کا ماتم کر رہے تھے کہ اچانک صفوان نے عمیر سے کہا اب تو جینے کا کوئی مزہ نہیں رہا۔ عمیر نے کہا میں تو اپنی جان خطرے میں ڈالنے کے لئے تیار ہوں لیکن قرض اور بچوں کا خیال میری راہ میں روک بن جاتا ہے، ورنہ مدینے جا کر چپکے سے محمدؐ کا خاتمہ کر آؤں۔ میرے پاس وہاں جانے کا بہانہ موجود ہے کہ میرا لڑکا ان کے پاس قید ہے۔ صفوان نے کہا تمہارے قرض اور بچوں کا میں ذمہ دار ہوں۔ تم جاؤ اور جس طرح بھی بن پڑے یہ کام کر گزرو۔ اس تجویز کے بعد عمیر گھر آیا اور تلوار زہر میں بجھا کر مدینے جا پہنچا۔ حضرت عمرؓ کی اس پر نظر پڑی تو فوراً رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر عرض کیا یا رسول اللہ! عمیر آیا ہے، مجھے اس کی نیت اچھی نہیں لگتی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے میرے پاس لے آؤ۔ جب حضرت عمرؓ اسے لے کر آئے تو رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنے پاس بٹھا کر نرمی سے پوچھا عمیر! کیسے آنا ہوا؟ اس نے کہا میرا لڑکا آپ کے پاس قید ہے اسے چھڑانے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا پھر یہ تلوار کس لئے؟ اس نے کہا تلواروں نے بدر میں ہمیں کیا فائدہ دیا تھا۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ٹھیک بتاؤ، کیسے آئے ہو؟ اس نے پھر کہا کہ بیٹے کو چھڑانے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا اچھا، تو گویا تمہاری اور صفوان کی صحن کعبہ میں کوئی بات نہیں ہوئی۔ یہ سن کر عمیر سناٹے میں آ گیا مگر سنبھل کر بولا، نہیں نہیں ہم نے کوئی سازش نہیں کی۔ آپ نے فرمایا کیا تم نے میرے قتل کا منصوبہ نہیں بنایا۔ یہ سن کر عمیر گہری فکر میں ڈوب گیا، پھر کہنے لگا آپ سچ کہتے ہیں۔ ہم نے واقعی سازش کی تھی مگر معلوم ہوتا ہے کہ خدا آپ کے ساتھ ہے جس نے آپ کو ہمارے ارادوں کی اطلاع دی ہے۔ ورنہ جس وقت میری اور صفوان کی بات ہوئی تھی وہاں کوئی تیسرا شخص موجود نہیں تھا۔ شاید اللہ تعالیٰ نے یہ تجویز میرے ایمان لانے کے لئے ہی کروائی ہے۔ اس لئے میں سچے دل سے آپ پر ایمان لاتا ہوں۔

(سیرت ابن ہشام باب 97)

غزوۂ بنو مصطلق میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائی تو مسلمانوں کے ہاتھ بہت سے قیدی آئے۔ جن میں بنو مصطلق کے سردار حارث بن ابی ضرار کی بیٹی بھی تھی۔ اس کو یہ احساس ستا رہا تھا کہ اس کی بیٹی مسلمانوں کے قبضے میں ہے۔ اس نے فدیہ کا انتظام کیا اور مدینہ کی طرف چل پڑا۔ جب وادی عقیق میں پہنچا تو اس نے ان اونٹوں پر نظر ڈالی جو وہ فدیہ میں دینے کے لئے لایا تھا۔ اس نے ان میں سے دو خوبصورت اور تندرست اونٹ وادی عقیق میں چھپا دیئے۔ تاکہ وہ رسول اللہ ﷺ کو نہ دیئے جائیں۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میری بیٹی آپ کی قید میں ہے۔ میں فدیہ لے کر آیا ہوں اسے قبول فرمایئے اور میری بیٹی رہا کر دیجئے۔ اس کی یہ بات سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ دو اونٹ کہاں ہیں جنہیں تم نے عقیق کی فلاں فلاں گھاٹی میں غائب کر دیا ہے۔ حارث یہ بات سن کر ہکا بکا رہ گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ لازماً آپ کو یہ بات اللہ تعالیٰ نے ہی بتائی ہے ورنہ آپ کو کیسے معلوم ہوتا اور اس کے دل نے گواہی دی کہ آپ واقعی خدا کے سچے رسول ہیں۔ اس لئے فوراً کلمہ شہادت پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہوگیا۔ (اسد الغابہ جلد 1 صفحہ 381)

معجزات ونشانات

رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ صدیق سفر ہجرت میں منزلوں پر منزلیں طے کرتے ہوئے مدینہ کی طرف بڑھ رہے تھے کہ آپ کا گزر قدید نامی بستی پر سے ہوا جہاں آپ کو خوراک کی طلب ہوئی۔ آپ نے ام معبد کے گھر پتہ کروایا کہ کیا تمہارے پاس دودھ ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ آپ کی نظر ایک بکری پر پڑی جو بہت ہی نحیف وکمزور تھی اور دودھ نہیں دیتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ام معبد سے کہا اگر تم اجازت دو تو ہم اس بکری سے دودھ حاصل کرلیں۔ اس کے اجازت دینے پر آپ نے بکری پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی کہ اے اللہ! اے اللہ ہمارے لئے اس بکری میں برکت عطا فرما۔ بکری کے تھن دودھ سے بھر گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس بکری کا دودھ دوہا۔ پھر سب نے سیر ہو کر پیا۔ اس دوران وہ عورت رسول اللہ ﷺ کے حال واحوال کا نہایت عمیق نظر سے مطالعہ کرتی رہی۔ جب اس کا خاوند ابومعبد آیا تو وہ اس کو رسول اللہ ﷺ کی آمد کا بتاتے ہوئے کہنے لگی وہ انتہائی خوش خلق اور پُروقار شخصیت تھے اور بھی بہت تعریف کی اور اس نشان کا بھی ذکر کیا جو اس کے مشاہدے میں آ چکا تھا۔ یہ سب باتیں سن کر ابومعبد نے کہا اگر میں ان کو دیکھتا تو ان کی پیروی اختیار کرتا۔ چنانچہ اس کے بعد یہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوگئے۔

(سیرت حلبیہ اردو جلد 3 صفحہ 128 تا 134)

حضرت عمران بن حصینؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ گرمی کے دن تھے سفر لمبا، پانی ختم ہو چکا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے چند ساتھیوں کے ساتھ پانی کی تلاش میں بھیجا۔ ہم نے ایک عورت دیکھی جس کے پاس دو مشکیں تھیں۔ ہم نے اس سے پانی کا پوچھا تو اس نے کہا پانی تو یہاں سے ایک رات دن کے فاصلے پر ہے۔ ہم اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے، آپ نے بھی اس سے پانی کے بارہ میں دریافت فرمایا تو اس نے وہی جواب دیا جو ہمیں دے چکی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے اونٹوں کو بٹھایا۔ دونوں مشکوں کے منہ پر کلی کی اور اونٹوں کو کھڑا کر دیا۔ پھر ہم سب نے جن کی تعداد چالیس تھی، پانی پیا اور اپنے پاس موجود مشکیزوں اور چھاگل کو بھر لیا۔ ایک ساتھی نے غسل بھی کیا۔ مگر مشکوں سے پانی کچھ بھی کم نہ ہوا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے ارشاد پر اسے روٹی اور کھجوریں اس کے بچوں کے لئے دیں۔ جب وہ گھر آئیں تو ذکر کرنے لگیں کہ میں انسانوں میں سے سب سے بڑے جادوگر سے ملی ہوں۔ یا پھر وہ اللہ کا نبی ہے جیسے کہ وہ کہتا ہے۔ پھر اس نے بتایا کہ انہوں نے یہ یہ کام کئے ہیں۔ یہ نشان دیکھ کر وہ عورت بھی مسلمان ہوئی اور اس معجزے کو سن کر وہ سب لوگ بھی ایمان لے آئے۔

(بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوۃ فی الاسلام)

سخاوت کے نتائج

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے دو پہاڑوں کے درمیان جتنی (بھی) بکریاں تھیں، مانگ لیں۔ آپؐ نے اسے وہ عطا فرمادیں۔ پھر وہ اپنی قوم کے پاس آیا اور کہا اے میری قوم! اسلام لے آؤ۔ اللہ کی قسم محمد ﷺ تو اتنا دیتے ہیں کہ انہیں غربت کا ڈر نہیں۔

(مسلم کتاب الفضائل باب ماسئل رسول اللہ ﷺ)

کامل یقین کے اثرات

حضرت ضمامؓ بن ثعلبہؓ نہایت زیرک اور لسان شخص تھے جو قبیلہ بنوسعد بن بکر بن ہوازن سے تعلق رکھتے تھے۔ آپؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب چہرۂ مبارک پر نظر پڑی۔ تو آپ کو یہ وثوق اور یقین ہوگیا کہ اگر آپؐ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر یہ کہیں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں تو آپؐ ضرور سچے ہیں۔ جب آپ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ صحابہؓ کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ آپ آئے اونٹ کو بٹھا کر اس کا گھٹنا باندھا۔ اس کے بعد پوچھنے لگے تم میں محمد (ﷺ) کون ہیں؟ نبی کریم ﷺ تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ صحابہؓ نے کہا یہ سفید آدمی جو تکیہ لگائے ہوئے ہیں۔ تب ضمام کہنے لگے۔ اے عبدالمطلب کے بیٹے! میں آپ سے سوال کروں گا اور سوال میں شدت اور سختی ہوگی مجھ پر ناراض نہ ہوں۔ آپ نے فرمایا پوچھو جو تمہارے جی میں آئے۔ انہوں نے کہا میں آپ کو، آپ کے اور آپ سے پہلے جو انسان ہیں ان کے رب کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا خدا کی قسم ہاں۔ انہوں نے کہا میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہم دن رات میں پانچ نمازیں پڑھا کریں۔ فرمایا بار خدا ہاں۔ انہوں نے کہا میں آپؐ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا اللہ نے آپؐ کو حکم دیا ہے کہ سال کے اس مہینے (رمضان) میں ہم روزہ رکھا کریں؟ فرمایا بار خدایا، ہاں۔ انہوں نے کہا میں آپؐ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا اللہ نے آپؐ کو حکم دیا ہے کہ آپ ہمارے دولت مندوں سے زکوٰۃ لیا کریں اور پھر ہمارے محتاجوں میں تقسیم کر دیں فرمایا بار خدایا، ہاں۔

اس پر ضمام بے اختیار پکار اٹھے۔ میں اس تعلیم اور پیغام پر ایمان لاتا ہوں جو آپ لے کر آئے ہیں۔ میں ضمام بن ثعلبہ ہوں اور اپنی قوم کا ایلچی اور نمائندہ ہوں۔ اس کے بعد حضرت ضمامؓ اپنی قوم میں واپس گئے انہیں تبلیغ کی اور وہ بھی سب مسلمان ہوگئے۔ (بخاری کتاب العلم باب ماجاء فی العلم)

حمد باری تعالیٰ و تبلیغ

ضماد۔ جس کا تعلق شنوءۃ قبیلہ کی شاخ ازد سے تھا اور وہ مختلف بیماریوں، سحر اور جادو وغیرہ کا دم کیا کرتا تھا ایک دفعہ مکہ آیا تو اسے بعض لوگوں سے پتہ چلا کہ نعوذ باللہ محمد کو جنون ہوگیا ہے۔ اس نے کہا میں انہیں دیکھتا ہوں شاید اللہ تعالیٰ میرے ہاتھوں انہیں شفا دے دے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ پر جنون کا حملہ ہوا ہے میں اس کا علاج کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے میرے ہاتھ سے شفا دے دیتا ہے۔ آپ اجازت دیں تو میں آپ کا علاج کروں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا الحمد للّٰہ نحمدہ ونستعینہ من یھدہ اللّٰہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ واشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمد عبدہ ورسولہ

"تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں ہم اسی کی تعریف کرتے ہیں اور اسی سے مدد چاہتے ہیں جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے وہ گمراہ قرار دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ واحد ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں محمدؐ اس کے بندہ اور رسول ہیں۔ ضماد نے کہا آپ اپنے یہ کلمات میرے لئے دوبارہ پڑھیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے سامنے تین دفعہ یہ کلمات دہرائے۔ ضماد کہنے لگا میں نے کاہنوں کی باتیں، جادوگروں کا کلام اور شعراء کا کلام بھی سنا ہے لیکن میں نے آپؐ کے ان کلمات جیسے کبھی نہیں سنے۔ یہ (کلمات) سمندر کی گہرائی تک پہنچتے ہیں۔ آپ اپنا دست مبارک بڑھائیے میں آپ کے ہاتھ پر اسلام لاتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا اپنی قوم کی طرف سے بھی بیعت کرو گے۔ اس نے کہا ہاں میں اپنی قوم کی طرف سے بھی بیعت کرتا ہوں۔

(مسلم کتاب الجمعہ باب تخفیف الصلاۃ)

علماء یہود کو تبلیغ

حضرت عبداللہ بن سلامؓ یہودیوں کے ایک بہت بڑے عالم و فاضل، نہایت زیرک سمجھ دار اور جہاندیدہ بزرگ تھے۔ جب آپؓ کو رسول اللہ ﷺ کی مدینہ آمد کا علم ہوا۔ اور لوگ جوق در جوق خدمت نبوی میں آنے لگے تو آپ بھی لوگوں میں شامل ہو کر آئے اور جونہی رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ مبارک پر نظر پڑی فوراً بول اٹھے۔

انّ وجُھہ لیُس بوجُہ کذّاب

یہ چہرہ جھوٹا نہیں ہے۔

(ابن ماجہ کتاب الصلوٰۃ باب ماجاء فی قیام اللیل 1334)

آپؓ اسلام لے آئے اور آپؓ کے ذریعہ آپ کے گھر والے بھی نعمت اسلام سے متمتع ہوئے۔ ابھی یہود کو آپؓ کے اسلام لانے کی خبر نہ ہوئی تھی۔ اس لئے آپؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ! یہود ایک تہمت گر قوم ہیں وہ جانتے ہیں کہ میں ان کا سردار اور ان کا بیٹا ہوں اور عالم ہوں اور عالم کا بیٹا ہوں۔ قبل اس کے کہ انہیں معلوم ہو کہ میں نعمت اسلام سے مشرف ہوگیا ہوں۔ انہیں بلا کر میرے بارے میں رائے لیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں بلایا اور عبداللہ بن سلام کو گھر میں پردے کے پیچھے کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اے گروہ یہود! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ میں اللہ کا سچا رسول ہوں تمہارے پاس حق لایا ہوں سو تم اسلام قبول کرلو۔ آنحضور ﷺ نے یہ بات تین مرتبہ دہرائی مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا عبداللہ بن سلام کا تمہارے نزدیک کیا مقام و مرتبہ ہے۔ انہوں نے جواب دیا وہ ہمارا سردار اور سردار کا بیٹا ہے۔ ایک عالم شخص اور عالم شخص کا بیٹا ہے۔ آپ نے فرمایا اگر وہ مسلمان ہو جائے تو تمہارا کیا خیال ہے؟ انہوں نے کہا کہ اللہ اسے محفوظ رکھے۔ وہ کیوں مسلمان ہونے لگا؟ اس پر حضرت عبداللہ بن سلام ان کے سامنے آگئے اور کہنے لگے۔ اے گروہ یہود! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اس کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ یقیناً تم جانتے ہو کہ یہ اللہ کے رسول ہیں اور حق کے ساتھ آئے ہیں۔ مگر انہوں نے انکار کر دیا۔

(بخاری کتاب مناقب الانصار۔ باب ہجرۃ النبی)

ایک روایت میں ہے حضرت عبداللہ بن سلام نے جب اپنے مسلمان ہونے کا اقرار کیا تو وہ فوراً کہنے لگے تو ہم میں سے سب سے برا ہے اور برے شخص کا بیٹا ہے۔

(بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب خلق آدم 3329)

نفرت کو پیار میں بدلا

ابن شہاب کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جب مکہ پر فتح عطا فرمائی تو اس دن آپؐ نے صفوان بن امیّہ کو سو اونٹ دیئے پھر سو اونٹ دیئے۔ پھر سو اونٹ دیئے۔

اس پر صفوان کہنے لگا اللہ کی قسم! مجھے رسول اللہ ﷺ نے بہت کچھ عطا فرمایا جبکہ لوگوں میں سے سب سے زیادہ مجھے آپ کی ذات سے بغض تھا۔ آپؐ مجھے عطا فرماتے رہے یہاں تک آپ سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہوگئے۔

(مسلم کتاب الفضائل باب ماسئل رسول اللہ)

تمام رؤسائے مکہ جن میں آپ کے جانی دشمن بھی تھے۔ آپ کی بیٹی کے قاتل بھی تھے آپ کے صحابہ پر ظلم کے پہاڑ توڑنے والے تھے وہ سب آپ کی شفقت، محبت، پیار اور عفو کے نتیجے میں آپ کے جاں نثار اور وفادار بن گئے۔

خطوط کے ذریعہ تبلیغ

تبلیغ کے مختلف طریقوں میں سے ایک طریقہ خطوط کے ذریعہ پیغام الٰہی کی طرف دعوت دینا بھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ دنیا کے پہلے نبی ہیں جنہوں نے خطوط کے ذریعہ وسیع پیمانے پر تبلیغ کی۔ چنانچہ آپ نے حضرت دحیہ کلبیؓ کو قیصر روم کی طرف بھیجا اور اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ اس نے ایلچی کی عزت کی اور خط کا بھی احترام کیا اور ابوسفیان جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ سخت مخالف تھے کو بلا کر حالات معلوم کر کے تصدیق بھی کی۔ اس کے علاوہ مندرجہ ذیل شاہان مملکت اور بادشاہوں کو بھی خطوط لکھے۔ کسریٰ شاہ ایران، رومی حاکم فروہ بن عمرو (یہ مسلمان ہو گئے تھے) اصحمہ نجاشی شاہ حبشہ (یہ بھی مسلمان ہو گئے تھے) مقوقس شاہ مصر، حاکم یمامہ، شاہ غسّان، سرداران طائف، سرداران عمان، رئیس بحرین (اس نے بھی اسلام قبول کرلیا تھا۔) شاہان حمیر (انہوں نے بھی اسلام قبول کرلیا تھا) (سیرت حلبیہ جلد 3 ص 337)

وفود کا مدینہ آنا اور اسلام قبول کرنا

رسول اللہ ﷺ نے خطوط کے علاوہ مختلف علاقوں سے آنے والے وفود کو بھی تبلیغ فرمائی اور ان کے ذریعہ ان کے علاقوں میں بڑی تیزی کے ساتھ اسلام کی اشاعت ہوئی۔ مثلاً سعد بن بکر، (یہ مسلمان ہوگئے تھے) عدی بن حاتم طائی کی آمد، وفد فروہ، وفد کندہ، وفد ہمدان، وفد تجیب، وفد سعد، وفد بنی عذرہ۔

(سیرت حلبیہ جلد 3 ص 298 تا 336 بیروت)

ان وفود کی آمد اور قبول حق سے عرب میں اسلام کا نام بلند ہوا اور رسول اللہ ﷺ کی تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں یہ بت پرست جزیرہ توحید کی کرنوں سے جگمگانے لگا اور مدینہ کی حکومت جس کا آغاز چند مربع میل سے ہوا وہ 10 لاکھ مربع میل پر پھیل گئی۔

Lets Fly Air International

پوری دنیا کے لئے Domestic اور International ٹکٹس Reservation کی سہولت
اور ہر طرح کی ٹکٹس کی Reconfirmation کی سہولت موجود ہے۔
دنیا کے تمام ممالک کے لئے Hotel Booking اور Health Insurance کی جاتی ہے
Toefl, Ielts, City and guids (Esol) کی رجسٹریشن کی سہولت میسر ہے۔
نیز Deawoo Express کی ٹکٹس دستیاب ہیں۔

College Road, Near Aqsa Chowk (Rabwah)
0336-5004501, 0334-6204170, 047-6211528-29
Email:letsflyair@hotmail.com

مکرم مظفر احمد دُرّانی صاحب

کل عالم کے انسانوں کو توحید پر اکٹھا کرنے کے لئے

شاہان عالم کے نام آنحضرت ﷺ کے تبلیغی خطوط

محبوب خدا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ نے لوگوں کو خدائے واحد کی طرف بلانے کے لئے ہر ممکنہ طریق اختیار فرمایا اور اس کے لئے اپنی زندگی کے تمام دن رات تج دیئے۔

بادشاہوں کے نام تبلیغی خطوط

حجاز کے علاقہ میں تبلیغی اتمام حجت کے بعد آنحضرت ﷺ مطمئن ہو کر بیٹھ نہیں گئے کیونکہ آپ جانتے تھے کہ آپ کا دائرہ کار صرف حجاز تک ہی محدود نہیں بلکہ آپ تو کل عالم کی طرف رسول بنا کر بھجوائے گئے ہیں، چنانچہ آپؐ نے حکم خداوندی سے دیگر علاقوں کے لوگوں کو بھی اسلام کا پیغام پہنچانے اور انہیں خدائے واحد کی تعلیمات سے بہرہ ور فرمانے کا فیصلہ کیا۔

مُہر نبویؐ کی تیاری

آنحضرت ﷺ نے اس اہم فریضہ کی بجا آوری کا ذکر جب اپنے صحابہ سے فرمایا تو انہوں نے اس کی بھر پور تائید کی اور تجویز کیا کہ ایک مُہر بنوائی جائے جو خطوط پر لگائی جائے گی کیونکہ مُہر کے بغیر خط مستند نہیں ہوتا اور بادشاہان مُہر کے بغیر خط کی طرف التفات نہیں کرتے۔ چنانچہ ایک انگوٹھی پر مُہر کے الفاظ کندہ کروائے گئے یعنی محمد رسول اللہ، اللہ کا لفظ سب سے اوپر، اس کے نیچے رسول اور سب سے نیچے محمد۔ آنحضرت ﷺ اسے انگوٹھی کے طور پر بھی استعمال فرماتے تھے اور اسی سے خطوط پر مُہر بھی لگایا کرتے تھے۔

ایسے خطوط مختلف بادشاہوں اور والیان کو بھجوائے گئے جن میں سے چند ایک کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے جبکہ سارے خطوط محفوظ بھی نہیں ہیں۔

نجاشی شاہ حبشہ کے نام خط

حضرت نبی کریم ﷺ نے عیسائی بادشاہ نجاشی شاہ حبشہ کے نام تبلیغی خط لکھا جسے آپ کے ایک صحابی حضرت عمروؓ بن امیہ ضمری کے ہاتھ بھجوایا گیا۔ اس خط کی عربی عبارت کا ترجمہ کچھ یوں ہے۔

''بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ یہ خط اللہ کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے نجاشی شاہ حبشہ کے نام ہے۔ آپ پر سلامتی ہو۔ میں آپ کے پاس اس خدا کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ بادشاہ ہے، پاک ہے، سلامتی والا، امن دینے والا اور حفاظت کرنے والا ہے۔ نیز میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ بن مریمؑ اللہ کی روح اور وہ کلمہ ہیں جو خدا نے مریم کو بخشا تھا۔ میں آپ کو خدائے واحد لاشریک کی طرف دعوت دیتا ہوں نیز اس کی اطاعت کے عہد کی طرف اور یہ کہ آپ میری اتباع کریں اور مجھ پر اتارے گئے کلام پر ایمان لائیں۔ پس جان لو کہ میں اللہ کا رسول ہوں، میں آپ کو اور آپ کی رعایا کو خدائے عز و جل کی طرف بلاتا ہوں۔ میں نے آپ کو پیغام پہنچا دیا اور آپ کی خیر خواہی چاہی ہے۔ پس تم میرے اخلاص کی قدر کرو۔ سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرتا ہے''۔

نجاشی نے اس خط کو بڑی عزت واحترام سے وصول کیا، تبرکاً اپنی آنکھوں سے لگایا احتراماً تخت سے اتر کر نیچے کھڑا ہو گیا۔ ہاتھی دانت کی ایک قیمتی ڈبیہ منگوائی اور وہ خط نہایت ادب سے اس میں رکھ کر اسے محفوظ کر دیا۔ اور کہا کہ جب تک یہ خط حبشہ میں محفوظ رہے گا حبشہ کی حکومت بھی محفوظ رہے گی۔ چنانچہ اس کا کہا درست ثابت ہوا اور حبشہ کی حکومت ایک ہزار سال تک محفوظ رہی۔

کسریٰ شاہ ایران کے نام خط

آنحضرت ﷺ نے اپنے صحابی حضرت عبداللہؓ بن حذافہ بن قیس کے ہاتھ اپنا خط کسریٰ بن ہرمز شہنشاہِ ایران کو بھجوایا۔ اس خط کے عربی الفاظ کا ترجمہ پیش ہے۔

''بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ محمد رسول اللہ کی طرف سے کسریٰ عظیم شاہ فارس کے نام خط۔ جو بھی ہدایت کی پیروی کرے، اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے، اس پر سلامتی ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو واحد اور لاشریک ہے اور یہ کہ محمدؐ اس کا بندہ اور رسول ہے۔ میں اللہ کے حکم سے آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ میں تمام انسانوں کی طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں تا کہ میں ہر زندہ شخص کو ہوشیار کروں اور کافروں پر حجت تمام کر دوں۔ تم اسلام قبول کر لو تا کہ ہر فتنہ سے محفوظ رہو۔ اگر آپ نے اس دعوت کا انکار کیا تو تمام مجوس قوم کا گناہ بھی آپ کے سر ہوگا''۔

کسریٰ کے ترجمان نے اس خط کا مضمون پڑھ کر سنایا تو کسریٰ نے غصہ سے خط پھاڑ دیا۔ قاصد رسول حضرت عبداللہ بن حذافہؓ نے واپس آ کر آپ کو اس واقعہ سے اطلاع دی تو آپ نے فرمایا کہ جس طرح کسریٰ نے خط پھاڑا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ اس کی حکومت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس کے اپنے بیٹے شیرویہ نے اسے قتل کر دیا۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب کتاب النبیؐ الی کسریٰ)

ہوا یوں کہ کسریٰ بعض غلط اطلاعات کی وجہ سے پہلے ہی نالاں تھا، اس پر جب اسے آنحضرت ﷺ کی طرف سے خط پہنچا تو اس نے اسے بغاوت اور امر حکومت میں مداخلت جانا۔ چنانچہ اس نے یمن کے گورنر باذان کو حکم بھجوایا کہ عرب میں دعویٰ نبوت کرنے والے محمدؐ کو گرفتار کر کے اس کے دربار میں پیش کیا جائے۔ گورنر باذان نے دو فوجی افسران کو تحریری آرڈر لکھ کر آنحضرت ﷺ کی طرف بھجوایا کہ یہ خط ملتے ہی کسریٰ کے دربار میں حاضر ہو جائیں۔ ان سرکاری افسران نے وہ خط آپ کی خدمت میں پیش کر کے عرض کیا کہ آپ کو گرفتار کر کے پیش کرنے کا حکم ہے، اس لئے آپ ہمارے ساتھ چلیں۔ اور یہ کہ آپ کے انکار کی صورت میں کسریٰ آپ کو اور آپ کی قوم کو بھی تباہ کر دے گا بلکہ آپ کے ملک کو بھی برباد کر دے گا۔

آنحضرت ﷺ نے انہیں اگلے دن ملنے کے لئے کہا۔ آپ نے رات کو خدا کے حضور التجائیں کیں جن کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتایا کہ آج کی رات کسریٰ کو اس کے بیٹے نے قتل کر دیا ہے۔ آپ نے اگلے دن ان دونوں افسران کو بلا کر یہ خبر سنا دی اور گورنر باذان کے نام خط لکھا کہ میری گرفتاری کا حکم دینے والے کسریٰ کو میرے خدا نے آج رات قتل کروا دیا ہے۔ اس پر یمن کے گورنر نے انتظار کرنا ہی مناسب سمجھا۔ اس کے بعد ایران سے آنے والے پہلے ہی بحری جہاز کے ذریعہ گورنر کے نام جو سرکاری ڈاک آئی اس پر نئے بادشاہ کی مہر لگی ہوئی تھی۔ جب گورنر نے خط کھول کر دیکھا تو اس میں شیرویہ کی طرف سے یہی اطلاع تھی کہ میرا باپ ظالم تھا جسے میں نے قتل کر کے اقتدار خود سنبھال لیا ہے۔ نیز یہ کہ عرب کے نبی کی گرفتاری کے حکم کو میں کینسل کرتا ہوں۔ یہ حالات دیکھ کر باذان گورنر یمن اس قدر متاثر ہوا کہ اپنے کئی ساتھیوں سمیت مسلمان ہو گیا۔

ہرقل قیصر روم کے نام خط

آنحضرت ﷺ کے صحابی حضرت دحیہ کلبیؓ ہرقل کے نام خط لے کر روانہ ہوئے اور حسبِ دستور وآداب بصرہ کے گورنر کے توسط سے یہ خط پیش کیا، خط کے الفاظ کا ترجمہ یوں ہے۔

''بسم للہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ کے بندہ اور اس کے رسول محمد ﷺ کے طرف سے ہرقل شاہِ روم کے نام۔ جو شخص ہدایت کی پیروی کرے اس پر سلامتی ہو۔ بعدہ (اے بادشاہ) میں آپ کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں، آپ مسلمان ہو جاؤ تو تمام فتنہ وفساد سے محفوظ ہو جاؤ گے اور اللہ آپ کو دہرا اجر دے گا۔ لیکن اگر آپ نے اعراض کیا تو آپ پر رعایا کے ایمان نہ لانے کا بھی گناہ ہوگا۔ اے اہل کتاب! اس کلمہ کی طرف آجاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ ہی کسی چیز کو اس کا شریک ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی کسی دوسرے کو اللہ کے سوا رب نہ بنائے۔ پس اگر وہ پھر جائیں تو تو کہہ دے کہ گواہ رہنا کہ یقیناً ہم فرمانبردار ہیں۔''

شاہ روم کی بڑی سعادت مندی تھی کہ اس نے اس خط کی بہت توقیر کی، بعض احباب کی طرف سے مخالفت کے باوجود عزت سے سونے کی ایک ڈبیہ میں اسے محفوظ کر کے رکھا۔ عرب سے آئے ہوئے تجارتی قافلے کے سردار ابوسفیان سے آپ کے بارے میں مزید معلومات لیں۔ اور اپنی رائے دی کہ یہ نبی ضرور کسی دن میرے ملک پر غالب آئے گا۔ کاش کہ مجھے بھی اس عظیم الشان رسول کی ملاقات، خدمت اور اس کے قدموں کو دھونے کی توفیق ملے۔ جب اس نے اپنی کابینہ کو بھی فلاح و رشد کے لئے ایمان کی دعوت دی تو ان کی طرف سے شدید مخالفت اور سخت ردعمل کی وجہ سے وہ خود بھی اظہارِ ایمان نہ کر سکا۔

(صحیح بخاری باب بدءالوحی)

مقوقس شاہِ مصر کے نام خط

یہ خط صحابی رسول حضرت حاطبؓ بن ابی بلتعہ لے کر گئے اور مقوقس شاہِ مصر کو پیش کیا۔ اس خط کا مضمون بالکل وہی تھا جو ہرقل قیصر روم کے نام خط کا تھا صرف مخاطب اور رعایا کے نام کا فرق تھا، قیصر کی رعایا الیریسین جبکہ مقوقس کی رعایا قبطی کہلاتی تھی۔

مقوقس بادشاہ مذہباً عیسائی تھا، اس نے خط کو تبرکاً محفوظ کر لیا۔ اس نے قاصدِ رسولؐ کی بہت عزت کی، اسے تحفے دیئے اور اسی کے ہاتھ آنحضرت ﷺ کو بھی گرانقدر نذرانہ بھجوایا اور ایک تحریری خط میں آداب بجالایا۔ اس زمانہ کے دستور کے مطابق بادشاہ نے شاہی خاندان کی دو لڑکیاں بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھجوائیں۔

(السیرۃ الحلبیۃ جلد سوم ص 251)

جن میں سے ایک حضرت ماریہ قبطیہؓ کے ساتھ آنحضرت ﷺ نے خود نکاح کیا جس سے حضرت ابراہیم فرزندِ رسولؐ پیدا ہوئے۔ یہی وہ خوش بخت فرزند تھا جس کی وفات پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا: لَوْ عَاشَ لَکَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا

کہ اگر ابراہیمؑ زندہ رہتا تو ضرور سچا نبی ہوتا۔
(سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ماجاء فی الصلوٰۃ علی ابن رسولؐ اللہ)

منذر تیمی رئیس بحرین کے نام خط

آنحضرت ﷺ نے ایک خط منذر تیمی رئیس بحرین کے نام تحریر فرمایا جو حضرت علاء بن حضرمیؓ لے کر گئے۔ یہ خط پا کر منذر تیمی نے اسلام قبول کیا اور آنحضرت ﷺ کو تحریراً اپنے اسلام لانے کی اطلاع کی۔ رسول اللہؐ کے خط کا ترجمہ یوں ہے۔

''بسم للہ الرحمٰن الرحیم۔ محمد رسول اللہ ﷺ کے طرف سے منذر بن ساویٰ کے نام۔ آپ پر سلامتی ہو، میں آپ کے سامنے اس خدا کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور یہ کہ محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اس کے بعد میں آپ کو اللہ جل شانہ کی یاد دلاتا ہوں۔ پس جو کوئی نصیحت حاصل کرتا ہے تو یقیناً وہ اپنے ہی نفس کے فائدہ کے لئے نصیحت قبول کرتا ہے۔ اور جو کوئی میرے نمائندگان کی اطاعت کرتا اور ان کے حکم کی اتباع کرتا ہے گویا اس نے میری ہی اطاعت کی۔ اور جو کوئی ان کی نصیحت قبول کرتا ہے اس نے گویا میری نصیحت کو قبول کیا۔ میرے نمائندگان نے آپ کی بہت تعریف کی ہے۔ پس میں آپ کی سفارشات کو آپ کی قوم کے حق میں قبول کرتا ہوں اور آپ کو ہی ان کا نگران مقرر کرتا ہوں۔ آپ مسلمانوں کے حقوق ادا کریں اور میں تو گناہگاروں سے درگزر کرتا ہوں، آپ بھی اگر ہو سکے تو ان سے نرمی کا سلوک فرمائیں۔ اور جو کوئی یہودیت اور مجوسیت پر قائم رہنا چاہے تو رہ سکتا ہے۔ ہاں اسے جزیہ دینا ہو گا۔''

islamgreatreligion.wordpress.com

رئیس بحرین منذر التیمی کے نام خط کا متن پرانی کتب سے تو نہیں ملتا تاہم اب مندرجہ بالا لنک پر اس خط کی فوٹو موجود ہے۔

اس کے علاوہ حضرت نبی کریم ﷺ کئی اور بادشاہوں اور سرداروں کی طرف بھی خطوط لکھے جو اصل شکل میں تو محفوظ نہیں ہیں تاہم ان خطوط کا مفہوم اور کچھ واقعات تاریخ وسیرت کی کتب میں موجود ہیں۔ ان کا تذکرہ کسی قدر اختصار کے ساتھ پیش ہے۔

فروہؓ بن عمرو کے نام خط

شاہِ روم کی طرف سے عرب علاقوں پر مقرر گورنر فروہؓ بن عمرو کو بھی آنحضرت ﷺ نے تبلیغی خط لکھا۔ اس نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں اپنا نمائندہ بھجوا کر اپنے قبول اسلام کی اطلاع کی اور آپ کی خدمت میں کچھ قیمتی تحائف بھجوائے۔ شاہ روم کو آپ کے اسلام لانے کا علم ہوا تو اس نے آپ کو معزول کر کے قید کر دیا۔ بادشاہ کی طرف سے مسلسل دھمکیوں اور شدید اذیتوں کے باوجود آپ نے استقامت دکھائی اور اپنے ایمان پر قائم رہے۔

غسانی سردار حارث بن ابی شمر کے نام خط

حضرت رسول مقبول ﷺ نے اپنے صحابی حضرت شجاعؓ بن وھب الاسدی کے ہاتھ غسانی سردار حارث بن ابی شمر کو خط بھجوایا جس میں لکھا کہ اب آپ کی حکومت اسلام سے ہی وابستہ ہے۔ سردار نے وہ خط پڑھ کر پھینک دیا اور کہا کہ اپنے رسول کو جا کر بتا دو کہ میرا ملک مجھ سے کوئی چھین نہیں سکتا بلکہ میں ان کے خلاف لشکر کشی کروں گا۔ پھر حارث نے اس خط اور اپنے ارادہ سے شاہِ روم کو مطلع فرمایا تو شاہِ روم نے اسے نبی کریم ﷺ کے خلاف لشکر کشی سے روک دیا۔ فتح مکہ کے سال یہ سردار فوت ہو گئے۔

حاکم یمامہ ھوذہ بن علی کے نام خط

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے حاکم یمامہ ھوذہ بن علی کے نام بھی تبلیغی خط لکھا جسے لے کر آپؐ کے صحابی حضرت سلیطؓ بن عمرو عامری گئے۔ اس خط میں آنحضرت ﷺ نے اسے اسلام قبول کر کے امن میں آنے کی دعوت دی۔ اس نے خط کے مضمون کو نہایت عمدہ اور خوبصورت قرار دیا مگر سردار، شاعر اور خطیب ہونے کا تکبر اس کے اسلام لانے میں رکاوٹ رہا۔ یہ سردار بھی فتح مکہ کے بعد فوت ہوئے۔

سردار عمان جیفر کے نام خط

نبیوں کے سردار حضرت محمد مصطفٰے ﷺ نے عمان کے سردار جیفر کے نام بھی تبلیغی خط روانہ فرمایا جسے آپ کے مشہور صحابی حضرت عمروؓ بن العاص لے کر گئے۔ اس سردار نے کچھ تحقیق وتفتیش کے بعد اسلام قبول کر لیا اور قاصدِ رسولؐ کو اجازت دی کہ وہ اسلام قبول کرنے والوں سے زکوٰۃ بھی وصول کر سکتے ہیں۔ اس پر حضرت عمروؓ بن العاص نے وہاں پر زکوٰۃ کا نظام نافذ کیا اور امراء کے طبقہ سے زکوٰۃ وصول کر کے وہاں کے ہی غرباء میں تقسیم کر کے ان کی تالیف قلوب فرمائی۔

شاہ غسان جبلہ بن ایہم کے نام خط

آنحضرت ﷺ نے شاہ غسان جبلہ بن ایہم کو بھی ایک تبلیغی خط لکھا جس میں اسے اسلام کی دعوت دی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بھی اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ سیرت کی کتب میں خلافت عمر کے زمانہ تک اس کے اسلام پر قائم رہنے کا ذکر ملتا ہے۔

سردارِ طائف ذی القلاع حمیری کے نام خط

سردارانِ طائف میں سے ایک مشہور سردار ذی القلاع حمیری کے نام بھی حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے تبلیغی خط لکھا جس نے خدائی کا دعویٰ بھی کر رکھا تھا۔ یہ خط صحابی رسولؐ حضرت جریرؓ بن عبداللہ کے ہاتھ نبوت کے آخری سال بھجوایا گیا تھا۔

شاہان حمیر کے نام ہدایات

آنحضرت ﷺ نے جہاں مختلف بادشاہوں اور سرداروں کو تبلیغی خطوط لکھے وہاں ان کے اسلام قبول کرنے پر انہیں اپنی ہدایات اور نصائح سے بھی نوازا۔ جنگِ تبوک کی وجہ سے اسلام کی طاقت اور الٰہی تائید ونصرت کا چرچا ہوا تو کئی علاقائی سرداروں نے اطاعت وتسلیم کا اظہار کیا اور دامنِ اسلام میں امان پائی۔ چنانچہ شاہانِ حمیر نے بھی اپنے قبولِ اسلام کی تحریری اطلاع آنحضور ﷺ کی خدمت میں بھجوائی۔ جس پر رسولِ خدا ﷺ نے بھی اپنے مراسلہ میں انہیں ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور تحریر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو رشد وہدایت عطا فرمائی ہے، پس تم اپنی اصلاح کرو، اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو، نماز و زکوٰۃ کی ادائیگی کا اہتمام کرو، میرے نمائندگان کا احترام اور ان سے حسن سلوک کرو جن پر میں نے معاذ بن جبل کو امیر مقرر کیا ہے۔ اپنی قوم حمیر سے بھی عفوو درگزر کا سلوک کرنا کہ خدا کے رسولؐ پر تمام امراء وفقراء کی برابر ذمہ داری ہے۔

علاوہ ازیں کئی وفود اسلام قبول کرنے سے قبل یا بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی اپنی اقوام کے افراد کے نام آپ کی ہدایات وفرامین لے کر روانہ ہوتے رہے جن سے ہر قوم نے اپنی اپنی استعداد واستطاعت کے مطابق برکت حاصل کی۔

☆......☆......☆......☆

پیارے آقا کی صحت وسلامتی وتندرستی
درازی عمر کے لئے دعا گو ہیں
زعیم اعلیٰ وارا کین عاملہ وزعماء حلقہ جات وارا کین
مجلس انصار اللہ ملتان شرقی

ہم اپنے نہایت ہی پیارے امام کی صحت و سلامتی اور فعال درازی عمر کے لئے دل کی گہرائیوں سے دعا گو ہیں۔
امیر ضلع وارا کین عاملہ ضلع و
صدران ضلع وارا کین
جماعت ہائے احمدیہ
ضلع بہاولپور

دیباچہ تفسیر القرآن از حضرت مصلح موعود کی روشنی میں

بائبل میں رسول کریم ﷺ کے متعلق پیشگوئیاں، گہری تمثیلیں

ابراہیمؑ کی دعا۔ موسیٰؑ کا مثیل۔ سلیمانؑ کا محبوب۔ محمدیم۔ سلامتی کا شہزادہ۔ مسیحؑ کا روح حق

مکرم محمد رئیس طاہر صاحب

حضرت ابراہیمؑ کی اولاد سے وعدہ

حضرت ابراہیم سے خدا تعالیٰ کے بہت سے وعدے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اُور میں پیدا ہوئے اور وہاں سے اپنے باپ کے ساتھ ہجرت کر کے کنعان کی طرف روانہ ہوئے لیکن اُن کے والد حاران میں آ کر ٹھہر گئے۔ اُن کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ حاران سے نکل کر کنعان کو روانہ ہوں اور فرمایا:

"اور میں تجھے ایک بڑی قوم بناؤں گا اور تجھ کو مبارک اور تیرا نام بڑا کروں گا اور تو ایک برکت ہوگا اور اُن کو جو تجھے برکت دیتے ہیں برکت دوں گا اور اُس کو جو تجھ پر لعنت کرتا ہے لعنتی کروں گا اور دنیا کے سب گھرانے تجھ سے برکت پاویں گے"۔

(پیدائش باب 12 آیت 2و3)

پھر پیدائش باب 16 آیت 10 تا 12 میں لکھا ہے۔ "پھر خداوند کے فرشتے نے اُسے (یعنی ہاجرہ سے) کہا کہ میں تیری اولاد کو بہت بڑھاؤں گا کہ وہ کثرت سے گنی نہ جائے اور خداوند کے فرشتے نے اُسے کہا کہ تو حاملہ ہے اور ایک بیٹا جنے گی اُس کا نام اسماعیل رکھنا کہ خداوند نے تیرا دُکھ سن لیا۔ وہ گورخر سا ہوگا اُس کا ہاتھ سب کے اور سب کے ہاتھ اُس کے برخلاف ہوں گے اور وہ اپنے سب بھائیوں کے سامنے بودوباش کرے گا"۔

پھر حضرت اسماعیلؑ کے متعلق لکھا ہے۔

"اور اسماعیل کے حق میں مَیں نے تیری سنی"۔ (پیدائش باب 17 آیت 16)

حضرت اسماعیلؑ کے حق میں حضرت ابراہیمؑ نے یہ دعا کی تھی کہ۔

"کاش! کہ اسماعیل تیرے حضور جیتا رہے"۔

(پیدائش باب 17 آیت 18)

"دیکھ! میں اُسے برکت دوں گا اور اُسے برومند کروں گا اور اُسے بہت بڑھاؤں گا اور اُس سے 12 سردار پیدا ہوں گے اور میں اُسے بڑی قوم بناؤں گا"۔ (پیدائش باب 17 آیت 21,20)

پھر حضرت اسماعیلؑ کے متعلق لکھا ہے۔ خدا نے حضرت ہاجرہ کو الہام کیا کہ۔

"اس لڑکے کی آواز جہاں وہ پڑا ہے خدا نے سنی۔ اُٹھ اور لڑکے کو اُٹھا اور اُسے اپنے ہاتھ سے سنبھال کہ میں اُس کو ایک بڑی قوم بناؤں گا"۔

(پیدائش باب 21 آیت 17و18)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دو بیٹے اسمٰعیل اور اسحاق تھے۔ اسمٰعیل بڑے اور اسحاق دوسرے بیٹے تھے خدا تعالیٰ کا حضرت ابراہیمؑ سے عہد تھا کہ وہ اُن کی نسل کو بڑھائے گا اور بابرکت کرے گا۔ یہ بابرکت کرنے کے الفاظ حضرت اسحاقؑ کے متعلق اور حضرت اسماعیلؑ کے متعلق بھی ہیں۔ ان پیشگوئیوں کے ماتحت حضرت اسحاقؑ کی نسل کو بڑی ترقی نصیب ہوئی اور خدا تعالیٰ نے جو عہد حضرت اسحاقؑ سے باندھا تھا وہ بڑی شان سے پورا ہوا۔

چنانچہ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کے ماننے والے بنو اسمٰعیل کو فلسطین کی زمین میں غالب کر دیا۔ آج تیرہ سو سال کے بعد بھی فلسطین کے اکثر حصہ پر مسلمان اور اسمٰعیل کی اولاد قابض ہیں۔

حضرت موسیٰؑ کے بعد ایک شرعی نبی کا ظہور

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب خدا تعالیٰ کے حکم سے طور پر گئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ "خداوند تیرا خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کرے گا"۔

(استثناء باب 18 آیت 15)

پھر لکھا ہے۔ "میں اُن کیلئے اُن کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اُس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اُسے فرماؤں گا وہ سب اُن سے کہے گا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لے کے کہے گا نہ سنے گا تو میں اس کا حساب اُس سے لوں گا۔ لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اُسے حکم نہیں دیا یا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے"۔

(استثناء باب 18 آیت 18 تا 20)

ان آیتوں سے ظاہر ہے کہ (1) وہ حضرت موسیٰ کی مانند صاحب شریعت نبی ہوگا۔ (2) سب باتیں جو اُسے کہی جائیں گی وہ لوگوں سے بیان کر دے گا۔ (3) وہ نبی اپنی تعلیم کو خدا تعالیٰ کا نام لے کر دنیا کے سامنے پیش کرے گا (4) اگر کوئی پیشگوئی کا مستحق ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرے گا تو ایسا شخص قتل کر دیا جائے گا۔

قرآن کریم اس پیشگوئی کو پورا کرنے والا ہے۔ کیونکہ (1) محمد رسول اللہ ﷺ بنو اسمٰعیل میں پیدا ہوئے۔ (2) آپؐ نے موسیٰ کے مانند ہونے کا دعویٰ کیا چنانچہ قرآن میں آتا ہے۔ ہم نے تمہاری طرف تم میں سے ایک رسول بھیجا جس طرح فرعون کی طرف ہم نے رسول بھیجا تھا۔ (المزمل:16) (3) رسول کریمؐ نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ (4) محمد رسول اللہ ﷺ نے قرآن کریم کو پیش کیا۔ جس کا نام قرآن کریم میں کلام اللہ رکھا گیا ہے۔ (البقرہ:76) (5) "وہ سب ان سے کہے گا"۔ چنانچہ محمد رسول اللہ ﷺ نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کا سارا کلام لوگوں کو پہنچاتے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "میں نے آج اس کلام کے ذریعہ سے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے اور ہدایت کی نعمت تمہارے لئے کمال تک پہنچا دی ہے اور امن اور سلامتی کو تمہارا مذہب قرار دے دیا ہے"۔ (المائدہ:4) (6) "وہ خدا کا نام لے کر دنیا کو سنائے گا"۔ یہ بات بھی محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات میں ہی پوری ہوئی۔ قرآن کی ہر سورۃ اس آیت سے شروع ہوتی ہے "اللہ کے نام کے ساتھ"۔ (7) جھوٹے نبی کے متعلق کہا گیا کہ "وہ نبی قتل کیا جائے"۔ (استثناء باب 18 آیت 18)

جب آپؐ نے دعویٰ کیا آپ اکیلے تھے، نہایت ہی کمزور تھے، دشمن بڑے جتھے والا اور طاقتور تھا مگر باوجود اس کے کہ دشمنوں نے اپنا سارا زور لگایا وہ آپ کو قتل نہیں کر سکے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان کیا کہ "اور اللہ تجھے انسانوں کے حملوں سے بچائے گا"۔ (المائدہ:68) استثناء کی پیشگوئی کے آپ ہی مصداق تھے۔

فاران سے دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ ایک نبی کا ظہور

استثناء میں لکھا ہے۔ "اور اُس نے کہا کہ خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے اُن پر طلوع ہوا۔ فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا اور اُس کے داہنے ہاتھ میں ایک آتشی شریعت اُن کیلئے تھی"۔

(استثناء باب 33 آیت 20)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اِس کلام میں اپنے تین جلوے بتائے ہیں۔ پہلا جلوہ سینا سے حضرت موسیٰ پر ظاہر ہوا۔ دوسرا جلوہ شعیر میں حضرت مسیح علیہ السلام پر ظاہر ہوا۔ تیسرا جلوہ فاران سے ظاہر ہونا تھا۔ فاران سے مراد وہ پہاڑ ہیں جو مدینہ اور مکہ کے درمیان ہیں۔

تاریخ کا سب سے بڑا ثبوت قومی روایات ہی ہوتی ہیں عرب اپنے آپ کو بنو اسمٰعیل کہتے ہیں اور دنیا کی کوئی قوم اپنے آپ کو بنو اسمٰعیل نہیں کہتی۔ پھر عرب کے لوگ بھی مکہ سے لے کر شمالی عرب کی سرحد تک کے علاقہ کو فاران کہتے ہیں۔ پس یقیناً یہی علاقہ فاران تھا جیسا کہ یقیناً قریش ہی بنو اسماعیل تھے اور فاران سے ظاہر ہونے والا جلوہ عربوں سے ہی ظاہر ہونے والا تھا۔

بنو اسمٰعیل کے عرب میں رہنے کا یہ بھی ثبوت ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے 12 بیٹوں کے نام جو بائبل میں آتے ہیں یہ ہیں یعنی نبیت، قیدار، ادبئیل، مبسام، مشماع، دُومہ، مسا، حدد، تیما، یطور، نفیس، قدمہ۔ (پیدائش باب 25 آیت 13 تا 16)

قدیم رواج کے مطابق ان کی اولادوں کے اور ان کے علاقوں کے نام بھی اپنے باپوں کے ناموں پر رکھے گئے۔ اس رواج کو مدنظر رکھتے ہوئے جب ہم دیکھتے ہیں تو سارے عرب میں ان بیٹوں کی اولاد پھیلی ہوئی نظر آتی ہے۔ اور ان کے ناموں پر کئی شہروں کے نام رکھے گئے۔ جغرافیائی اور تاریخی شواہد سے صاف ثابت ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد عرب میں بستی تھی اور خانہ کعبہ اور مکہ کے ساتھ اپنی عقیدت کا اظہار کرتی چلی آئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام مکہ میں ہی آ کر بسے تھے اور یہی علاقہ عربوں اور تورات کے مطابق فاران کا علاقہ ہے۔

یسعیاہ نبی کی عرب کے متعلق پیشگوئی

یسعیاہ نبی کے الہامی کلام میں بنو اسمٰعیل اور عرب کے متعلق لکھا ہے۔

"اے ددانیوں کے قافلو! پانی لے کر پیاسے کا استقبال کرنے آؤ۔...... ہنوز ایک برس مزدور کے سے ایک ٹھیک برس میں قیدار کی ساری حشمت جاتی رہے گی"۔ (یسعیاہ باب 21 آیت 13 تا 17)

اس پیشگوئی میں رسول کریم ﷺ کی ہجرت کے ایک سال بعد جو جنگ بدر ہوئی تھی اُس کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے بنو قیدار یعنی مکہ اور مکہ کے اردگرد رہنے والے لوگ بہت بُری طرح مسلمانوں سے ہارے۔ اس پیشگوئی کے اوپر صاف لکھا ہے عرب کی بابت الہامی کلام اور اس میں تیما اور قیدار کو عرب کا علاقہ قرار دیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یسعیاہ کے زمانہ یعنی 714 برس قبل مسیح کے وقت حجاز میں اسمٰعیل کی اولاد بس رہی تھی۔

حبقوق نبی کی پیشگوئی

حبقوق نبی نے مسیح سے 626 برس پہلے خبر دی۔

''خدا تیما سے اور وہ جو قدوس ہے کوہ فاران سے آیا۔ سلاہ۔ اُس کی شوکت سے آسمان چھپ گیا اور زمین اُس کی حمد سے معمور ہوئی اور اُس کی جگمگاہٹ نور کی مانند تھی''۔

(حبقوق باب 3 آیت 3 تا 7)

اس پیشگوئی میں بھی تیما اور کوہِ فاران سے ایک قدوس کے ظاہر ہونے کا ذکر آتا ہے۔ تیما کی سرزمین اور کوہ فاران سے ظاہر ہونے والے نبی محمد رسول اللہ ﷺ تھے اور اُن کی آتشی شریعت قرآن کریم تھی جس نے گناہوں اور شیطانی کاروبار کو جلا کر رکھ دیا اور کوہِ فاران سے ظاہر ہوئے۔ لکھا ہے ''زمین اُس کی حمد سے معمور ہوئی''۔ چنانچہ آپ کا نام محمدؐ تھا یعنی آپ کے نام میں ہی حمد آتی ہے۔ پھر دشمنوں کے تباہ ہونے، پہاڑوں کے ریزہ ریزہ ہونے اور کوشان و مدیان کا ذکر ہے۔ چنانچہ حضرت رسول کریم ﷺ کے ہی دشمن تباہ ہوئے اور آپ کے مقابلے پر آنے والی پہاڑوں جیسی حکومتیں برباد ہوئیں اور کیش و مدائن کے علاقے فتح ہوئے۔

ایک محبوب نبی کا دس ہزار آدمیوں کے ساتھ ظہور

حضرت سلیمانؑ فرماتے ہیں۔

(الف) ''تیرے محبوب کو دوسرے محبوب کی نسبت سے کیا فضیلت ہے۔ میرا محبوب سرخ وسفید ہے۔ دس ہزار آدمیوں کے درمیان وہ جھنڈے کی مانند کھڑا ہوتا ہے...... اے یروشلم کی بیٹیو! یہ میرا پیارا ہے یہ میرا جانی ہے''۔

(غزل الغزلات باب 5 آیت 9 تا 16)

اس لمبی پیشگوئی میں بتایا گیا ہے کہ ایک نبی پیدا ہوگا جو دوسرے نبیوں سے افضل ہوگا، وہ دس ہزار سپاہیوں کے ساتھ ہوگا، اُس کے لب سے مُر ٹپکتا ہے، وہ محمدیم ہے۔ یہ پیشگوئی واضح طور پر رسول کریم ﷺ پر چسپاں ہوتی ہے۔ آپ ہی دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ فاران کی چوٹیوں پر سے مکہ میں فاتحانہ طور پر داخل ہوئے۔ آپ کا کلام صحیح معنوں میں دنیا کیلئے مُر ثابت ہوا ہے اور اس میں انسانی اصلاح کیلئے تمام قواعد بیان کردیئے گئے اور آپ ہی ہیں جن کا نام محمد تھا۔

(ب) رسول کریم ﷺ کے متعلق ایک اور پیشگوئی غزل الغزلات باب 4 میں بیان ہوئی ہے۔ اس میں حضرت سلیمان اپنی محبوبہ کو بہن بھی کہتے ہیں اور ساتھ ہی زوجہ بھی کہتے ہیں۔ ان دونوں الفاظ کا جوڑ بتاتا ہے کہ آنے والا نبی بنو اسمٰعیل میں سے ہوگا۔ جیسے حضرت موسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے کہا کہ وہ تیرے بھائیوں میں سے ہوگا۔ یہاں بہن کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور زوجہ کے لفظ میں یہ اشارہ ہے کہ اس کی تعلیم سب اقوام کیلئے ہوگی۔ اس پیشگوئی میں مؤنث کے صیغوں سے دھوکا نہیں کھانا چاہئے کیونکہ یہ ایک شاعرانہ رنگ کا کلام ہے۔ اسی باب کے آخر میں مذکر کا صیغہ بھی استعمال کیا گیا ہے۔

(ج) اسی طرح غزل الغزلات میں لکھا ہے:

''اے یروشلم کی بیٹیو! قیدار کے خیموں کی مانند، سلیمان کے پردوں کی مانند مجھے مت تاکو کہ میں سیاہ فام ہوں''۔ (غزل الغزلات باب 1 آیت 5)

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان نے ایک ایسے نبی کی خبر دی ہے جو جنوب کا رہنے والا ہوگا اور بنو اسحٰق کی نسبت جو شمال کے رہنے والے تھے اُس کی قوم کا رنگ کم اُجلا ہوگا۔ چنانچہ شامیوں اور فلسطینیوں کے رنگ بوجہ شمال میں رہنے کے عربوں کی نسبت زیادہ سفید ہوتے ہیں اور رسول کریم ﷺ عرب میں پیدا ہوئے تھے۔

(د) اسی باب میں موعود کی یہ علامت بتائی گئی ہے کہ۔ ''میری ماں کے بیٹے ناخوش تھے۔ انہوں نے مجھ سے تاکستانوں کی نگہبانی کرائی، پر میں نے اپنے تاکستانوں کی جو خاص میرا ہے نگہبانی نہیں کی''۔ (غزل الغزلات باب 1 آیت 6)

یہ درحقیقت موعود کی قوم کی طرف اشارہ ہے۔ عرب لوگ کہیں قیصر کی نوکری کرتے تھے اور کہیں ایرانیوں کی نوکریاں کرتے تھے مگر خود اپنے ملک کی ترقی کا اُن کو کوئی خیال نہ تھا۔ یہاں تک کہ محمد رسول اللہ ﷺ آئے اور انہوں نے اُن کے اندر بیداری پیدا کی اور اُن کی روحانی اور علمی اور سیاسی اصلاح کی جس کے نتیجہ میں نہ صرف یہ کہ عرب اپنے تاکستانوں کے محافظ ہوگئے بلکہ وہ دنیا بھر کے تاکستانوں کے آزاد محافظ بن گئے۔

یسعیاہ نبی کی عظیم الشان نبی کے ظہور کی خبر

یسعیاہ کی کتاب میں رسول کریم ﷺ کے متعلق پیشگوئیاں ہیں کہ ایک عظیم الشان نبی آنے والا ہے جو دنیا کے لئے سلامتی اور امن لائے گا لیکن ان پیشگوئیوں میں ایک رنگ اخفاء کا بھی پایا جاتا ہے۔

(الف) یسعیاہ باب 4 میں لکھا ہے۔

''اس دن سات عورتیں ایک مرد کو پکڑ کر کہیں گی کہ ہم اپنی روٹی کھائیں گی اور اپنے کپڑے پہنیں گی تُو ہم سب سے صرف اتنا کر کہ ہم تیرے نام کی کہلاویں تاکہ ہماری شرمندگی مٹے۔ اُس دن خداوند کی شان شوکت اور حشمت ہوگی''۔ (یسعیاہ باب 4 آیت 1 تا 4) جو مفہوم اس پیشگوئی کا نکلتا ہے وہ سوائے محمد رسول اللہ ﷺ کے اور کسی پر صادق نہیں آتا۔ یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ آنے والے موعود کے ساتھ شوکت اور حشمت ہوگی اور اُس کو دنیا کی غنیمتیں ملیں گی اور اس کے زمانہ میں کثرت ازدواج کی ضرورت ہوگی۔ یہ شوکت اور حشمت والا زمانہ محمد رسول اللہ ﷺ کا زمانہ تھا اور آپؐ کے زمانہ میں کثرت ازدواج کو مناسب حالات میں جائز بلکہ پسندیدہ کہا گیا۔

(ب) یسعیاہ باب 5 میں پیشگوئی ہے: ''وہ قوموں کیلئے دُور سے ایک جھنڈا کھڑا کرتا ہے...... اور دیکھو وے دوڑ کے جلد آتے ہیں۔ کوئی اُن میں نہ تھک جاتا اور نہ پھسل پڑتا ہے۔ وے نہیں اُونگھتے اور نہیں سوتے۔ ...... اُن کے گھوڑوں کے سم چقماق کے پتھر کی مانند...... وے جوان شیروں کی مانند گرجتے ہیں''۔ (یسعیاہ باب 5 آیت 26 تا 30)

اس پیشگوئی میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک زمانہ میں تمام قوموں کے لئے فلسطین سے دُور کسی جگہ پر ایک جھنڈا کھڑا کرے گا اور اس جھنڈے والا دنیا کی مختلف قوموں کو بلائے گا اور وہ جلدی سے دَوڑ کر اُس کے پاس جمع ہوجائیں گی۔ وہ لوگ بڑی بڑی قربانیاں کرنے والے ہوں گے اور غفلت اور سستی سے محفوظ ہوں گے۔ اُنہیں لڑائیاں کرنی پڑیں گی۔ اُن کے گھوڑوں کے سموں سے آگ نکلے گی اور ہوا میں گرد اُڑے گی۔

یہ پیشگوئی کُلّی طور پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ صرف چسپاں ہوتی ہے۔ فلسطین سے دُور یعنی مکہ میں آپؐ ظاہر ہوئے اور آپ کا جھنڈا مدینہ میں کھڑا کیا گیا۔ آپ ہی نے یہ اعلان کیا کہ ''اے انسانو! میں تمام لوگوں کی طرف خدا کی طرف سے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (الاعراف: 159) آپ ہی کی آواز پر چاروں طرف سے لوگ دوڑنے لگ گئے اور جلد جلد آپ کے گرد جمع ہوگئے۔ اور اُنہوں نے ایسی قربانیاں اور اَن تھک کوششیں کیں کہ دشمن سے دشمن بھی اُن کی قربانیوں کی تعریف کئے بغیر نہیں رہتا بلکہ فرمایا: انہوں نے ایسی قربانیاں کیں کہ خدا اُن سے راضی ہوگیا اور وہ خدا سے راضی ہوگئے۔ (التوبۃ: 100)

(ج) یسعیاہ باب 8 میں لکھا ہے۔

''وہ تمہارے لئے ایک مقدس ہوگا۔ پر اسرائیل کے دونوں گھرانوں کے لئے ٹکر کا پتھر اور ٹھوکر کھانے کی چٹان اور یروشلم کے باشندوں کیلئے پھندا اور دام ہووے گا۔ ...... میرے شاگردوں کیلئے شریعت پر مہر کرو۔ میں بھی خداوند کی راہ دیکھوں گا جو اب یعقوب کے گھرانے سے اپنا منہ چھپاتا ہے''۔ (یسعیاہ باب 8 آیت 13 تا 17)

اس پیشگوئی میں بتایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کا ایک مقدس ظاہر ہوگا لیکن وہ بنی اسرائیل کے دونوں گھرانوں کیلئے ٹھوکر کا موجب ہوگا اور یروشلم کے باشندوں کیلئے پھندا اور دام بنے گا۔ اگر وہ اس کا مقابلہ کریں گے تو وہ شکست کھائیں گے اور پکڑے جائیں گے۔ اُس کے زمانہ میں یہودی شریعت ختم کردی جائے گی اور یعقوب کے گھرانے سے خدا تعالیٰ منہ پھیر لے گا۔ اس سے مراد محمد رسول اللہ ﷺ ہیں کیونکہ آپ نے دونوں گھرانوں کو تبلیغ کی اور جس نے مخالفت کی وہ رسوا ہوا اور آپ شریعت بھی لائے۔

(د) یسعیاہ باب 9 میں لکھا ہے۔

''ہمارے لئے ایک لڑکا تولد ہوا اور ہم کو ایک بیٹا بخشا گیا اور سلطنت اُس کے کاندھے پر ہوگی اور وہ اِس نام سے کہلاتا ہے۔ عجیب، مشیر، خدائے قادر، ابدیت کا باپ، سلامتی کا شہزادہ۔ اُس کی سلطنت کے اقبال اور سلامتی کی کچھ انتہاء نہ ہوگی''۔

(یسعیاہ باب 9 آیت 7,6)

اِس پیشگوئی میں ایک موعود کی خبر دی گئی ہے جو بادشاہ ہوگا اور جس کے پانچ نام ہوں گے (1) عجیب (2) مشیر (3) خدائے قادر (4) ابدیت کا باپ (5) سلامتی کا شہزادہ۔ اُس کی سلطنت کے اقبال اور سلامتی کی کچھ انتہاء نہ ہوگی۔

اُس کا نام **عجیب** ہوگا۔ حضرت مسیح خود آنے والے کو عجیب نام پانے والا کہتے ہیں۔ چنانچہ انگورستان کی مثال میں ہے۔ ''یہ خدا کی طرف سے ہے اور ہماری نظروں میں عجیب۔'' (متی باب 21 آیت 33 تا 43) دوسرا نام مشیر ہے۔ یہ نام بھی صرف رسول کریم ﷺ پر ہی چسپاں ہوتا ہے کیونکہ آپ ہی تھے جن سے ساری قوم مشورہ لیا کرتی تھی (المجادلۃ: 13) اور جنہوں نے اپنی قوم میں مشورے کا رواج ڈالا۔ (الشوریٰ: 39)

تیسرا نام اس کا **خدائے قادر** ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ ہی صحیح معنوں میں خدا کے مظہر کہلانے کے مستحق تھے۔ چنانچہ آپ کے متعلق قرآن کریم میں بدر کے موقع پر ذکر ہے۔ ''جب تو نے کنکر اُٹھا کر دشمن کی طرف پھینکے تھے تو ان کنکروں کو پھینکنے والا تیرا ہاتھ نہیں تھا بلکہ خدا کا ہاتھ تھا۔ (الانفال: 18) اسی طرح آپ کے متعلق قرآن کریم میں آتا ہے ''جو تیری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ کی بیعت کرتے ہیں''۔ (فتح: 11) یعنی تو اللہ تعالیٰ کا مظہر ہے۔

چوتھا نام **ابدیت کا باپ** بتایا گیا ہے۔ یہ علامت بھی آپؐ پر ہی چسپاں ہوتی ہے کیونکہ آپ ہی ہیں جنہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ آپ کی تعلیم قیامت تک کے لئے ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہم نے تجھے صرف اس لئے بھیجا ہے تاکہ تمام بنی نوع انسان کو تُو اس طرح جمع کرے کہ اُن میں سے کوئی طبقہ اور کوئی زمانہ تیری تبلیغ سے باہر نہ رہے اور تُو تمام انسانوں کیلئے بشیر اور نذیر کے طور پر کام دے۔ لیکن اکثر انسان تیری اِس حیثیت سے واقف نہیں ہیں۔ (سبا: 29 تا 31)

پانچواں نام آپ کا **سلامتی کا شہزادہ** رکھا گیا ہے۔ یہ پیشگوئی بھی رسول کریم ﷺ پر ہی چسپاں ہوتی ہے۔ آپ جس مذہب کے بانی تھے اس کا نام خدا تعالیٰ نے اسلام رکھا تھا یعنی سلامتی۔ دوسرا آپ نے عملی طور پر سلامتی پھیلائی آپ کے زندوں، مردوں، مردوں، عورتوں، جوانوں اور بوڑھوں ہر ایک کو دُکھ دیا گیا۔ لیکن آپ نے تمام لوگوں کو معاف فرمادیا۔

ساتویں علامت تھی **اُس کی سلطنت کے اقبال اور سلامتی کی کچھ انتہاء نہ ہوگی۔** محمد رسول اللہ ﷺ کو حکومت ملی اور آپ کے صحابہؓ کی زندگیوں میں ہی ساری دنیا پر اسلام قابض ہوگیا اور اس انصاف کے ساتھ انہوں نے حکومت کی کہ نہیں کہہ سکتے اُن کا

اقبال بڑا تھا یا اُن کی سلامتی بڑی تھی۔

(ھ) یسعیاہ میں لکھا ہے۔ ’’تُو ایک نئے نام سے کہلایا جائے گا جو خداوند کا منہ تجھے رکھ دے گا‘‘۔ (یسعیاہ باب 62۔ آیت 2) اس پیشگوئی میں بتایا گیا ہے کہ آئندہ ایک نیا سلسلہ ایک نئے نام سے جاری کیا جائے گا اور اُس کا نام خدا تعالیٰ رکھے گا۔ ساری دنیا میں صرف ایک ہی قوم ہے جس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے نام ملا ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خدا تعالیٰ نے ہی تم لوگوں کا نام رکھا ہے پہلے انبیاء کی پیشگوئیوں میں بھی اور اب اس قرآن کریم کے ذریعہ سے بھی۔ (الحج:79)

دانیال نبی کی کتاب میں خبر

دانیال نبی کی کتاب میں بنوکدنضر بادشاہ کی خواب درج ہے جس کی وضاحت دانیال نبی کی۔

’’اس بادشاہ نے ایک بڑی مورت دیکھی۔ جس کا سر، سینہ، بازو، شکم، رانیں، ٹانگیں اور پاؤں مختلف دھاتوں سے بنے ہوئے تھے۔ ایک پتھر آ کر گرا جس نے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور اس پتھر نے تمام زمین کو بھر دیا‘‘۔

(خلاصہ از دانیال باب 2 آیت 31 تا 35)

اس کی تعبیر دانیال نبی نے یہ کی کہ اس مورت کے مختلف اعضاء سے مراد دوسری سلطنتیں ہیں اور پتھر کے متعلق فرمایا۔ ’’اُن بادشاہوں کے ایام میں آسمان کا خدا ایک سلطنت برپا کرے گا جو تا ابد نیست نہ ہووے گی اور وہ سلطنت دوسری قوم کے قبضہ میں نہ پڑے گی وہ اُن سب مملکتوں کو ٹکڑے ٹکڑے اور نیست کرے گی اور وہی تا ابد قائم رہے گی‘‘۔ (دانیال باب 2 آیت 37 تا 45)

اس خواب میں ان سلطنتوں کا ذکر ہے جو مختلف علاقوں میں پھیلی ہوئی تھیں اور یہ سلطنتیں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ سے ٹکرانے کی وجہ سے تباہ ہوئیں اور رسول کریم ﷺ کی حکومت قائم ہوگئی۔ اسی کے متعلق یسعیاہ باب 8 آیت 14 میں ایک آنے والے موعود کے متعلق لکھا ہے۔ ’’وہ تمہارے لئے ایک مقدس ہو گا پر اسرائیل کے دونوں گھرانوں کے لئے ٹکر کا پتھر اور ٹھوکر کھانے کی چٹان‘‘۔ اور متی باب 21 آیت 44 میں لکھا ہے۔ ’’جو اِس پتھر پر گرے گا چور ہو جائے گا پر جس پر وہ گرے گا اُسے پیس ڈالے گا‘‘۔ اسی طرح زبور باب 118 آیت 42 میں لکھا ہے۔ ’’وہ پتھر جسے معماروں نے ردّ کیا کونے کا سِرا ہو گیا‘‘۔

انجیل کی پیشگوئیاں

(الف) متی باب 21 میں حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں۔

’’یہ ایک اور تمثیل سنو۔ ایک گھر کا مالک تھا جس نے انگورستان لگایا...... اور جب میوہ کا موسم قریب آیا اُس نے اپنے نوکروں کو باغبانوں کے پاس بھیجا کہ اُس کا پھل لائیں۔ پر اُن باغبانوں نے اُس کے نوکروں کو پکڑ کے ایک کو پیٹا...... اُس نے اور نوکروں کو جو پہلوں سے بڑھ کر تھے بھیجا۔ اُنہوں نے اُن کے ساتھ بھی ویسا ہی کیا آخر اُس نے اپنے بیٹے کو یہ کہہ کر بھیجا کہ وے میرے بیٹے سے دبیں گے لیکن باغبانوں نے بیٹے کو...... پکڑ کے اور انگورستان کے باہر لے جا کر قتل کیا۔ جب انگورستان کا مالک آئے گا تو ان باغبانوں کے ساتھ کیا کرے گا؟ ...... یسوع نے اُنہیں کہا کیا تم نے نوشتوں میں کبھی نہیں پڑھا کہ **جس پتھر کو راجگیر وں نے ناپسند کیا وہی کونے کا سِرا ہوا**...... میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائے گی اور ایک قوم کو جو اس کا میوہ لاوے دی جائے گی۔ جو اُس پتھر پر گرے گا چور ہو جائے گا۔ جس پر وہ گرے گا اُسے پیس ڈالے گا‘‘۔

(متی باب 21 آیت 33 تا 42)

اس تمثیل میں انبیاء کی تاریخ شروع سے لے کر آخر تک تمثیلاً دُہرائی ہے۔ تاکستان سے مراد دنیا ہے۔ باغبانوں سے مراد بنی نوع انسان ہیں اور مالک کے ٹیکس سے مراد نیکی اور تقویٰ اور خدا کی عبادت کرنا ہے۔ ملازموں سے مراد اللہ تعالیٰ کے انبیاء ہیں جو یکے بعد دیگرے دنیا میں آتے رہے۔ خدا کے بیٹے سے مراد خود مسیحؑ ہیں جو انبیاء کے ایک لمبے سلسلہ کے بعد دنیا میں ظاہر ہوئے مگر باغبانوں نے اُن کو صلیب پر لٹکا دیا اور اُن کے پیغام کی طرف توجہ نہ کی۔

اس کے بعد لکھا ہے کہ وہ کونے کا پتھر ظاہر ہوگا جسے راجگیر وں نے ناپسند کیا۔ یعنی اسمٰعیل کی اولاد جن کو بنو اسحاق حقارت کی نگاہ سے دیکھتے چلے آئے تھے اُن میں ایک نبی ظاہر ہوگا اور اُسی کو خاتم النبیّین ہونے کا فخر حاصل ہوگا۔ اُس کے ذریعہ سے تمام شریعتیں ختم کر دی جائیں گی اور وہ آخری شریعت لانے والا ہو گا۔ اور خدا کی بادشاہت بنو اسرائیل سے لے لی جائے گی اور اُس کی جگہ یہ باغ اِس دوسری قوم کے سپرد کر دیا جائے گا یعنی اُمت محمدیہ کے جو اُس کے میوے لاتی رہے گی یعنی خدا تعالیٰ کی عبادت کو دنیا میں قائم رکھے گی۔ حضرت مسیحؑ کے بعد ظاہر ہونے والے مدعیوں میں سے کوئی بھی سوائے رسول کریم ﷺ کے اِس پیشگوئی کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ یقیناً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سِوا اس پیشگوئی کا مصداق اور کوئی نہیں۔

(ب) متی باب 23 آیت 38، 39 میں لکھا ہے۔ ’’دیکھو تمہارا گھر تمہارے لئے ویران چھوڑا جاتا ہے کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اب سے تم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔ جب تک کہو گے مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام پر آتا ہے‘‘۔

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ مسیح کے چلے جانے کے بعد دو الٰہی مظہر ظاہر ہونے والے ہیں۔ ایک الٰہی ظہور، مسیح کے غائب ہو جانے کے بعد ہوگا اور وہ خدا تعالیٰ کا ظہور کہلائے گا۔ اس ظہور کے بعد دوبارہ مسیح ظاہر ہوگا۔ لیکن جب تک خدا تعالیٰ کے نام پر ظاہر ہونے والا مظہر پیدا نہ ہو جائے اُس وقت تک مسیح دوبارہ دنیا میں نہیں آسکتا اور لوگ اُسے نہیں دیکھ سکتے۔

خدا تعالیٰ کے نام پر ظاہر ہونے والے مظہر سے مراد محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ واقعاتی شہادت کی رو سے بھی اور خود مسیح کی شہادت کی رو سے بھی۔ پس ’’مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام پر آتا ہے‘‘ سے مراد رسول کریم ﷺ کی بعثت ہے اور اس پیشگوئی میں خبر دی گئی ہے کہ مسیح روحانی ارتقاء کا آخری نقطہ نہیں بلکہ آخری نقطہ وہ ہے جو خداوند کے نام پر آئے گا اور مسیح کا دوبارہ آنا اسی وقت ممکن ہوگا جب وہ آجائے گا جس کا آنا خدا کا آنا ہوگا۔

(ج) انجیل میں لکھا ہے کہ:۔

’’یوحنا کے پاس لوگ آئے اور اُس سے پوچھا کہ کیا وہ مسیح ہے؟ تو اس نے کہا میں مسیح نہیں ہوں۔ تب انہوں نے اُس سے پوچھا تو اور کون؟ کیا تُو الیاس ہے؟ اُس نے کہا میں نہیں ہوں۔ پھر انہوں نے اُس سے پوچھا آیا تُو وہ نبی ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں‘‘۔ (یوحنا باب 1 آیت 20، 21) پھر آگے چل کر لکھا ہے۔ ’’انہوں نے اُس سے سوال کیا اور کہا کہ اگر تو نہ مسیح ہے نہ الیاس اور نہ وہ نبی۔ پس کیوں بپتسمہ دیتا ہے‘‘۔ (یوحنا باب 1 آیت 5)

اِن آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح کے وقت یہود میں تین بشارتیں مشہور تھیں۔ **اوّل:** الیاس دوبارہ دنیا میں آنے والا ہے، **دوم:** مسیح پیدا ہونے والا ہے، **سوم:** وہ نبی یعنی موعود نبی آنے والا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تین وجود الگ الگ سمجھے جاتے تھے۔ الیاس الگ وجود تھا۔ مسیح الگ وجود تھا اور ’’وہ نبی‘‘ الگ وجود تھا۔ حضرت مسیح فرما چکے ہیں کہ یوحنا الیاس ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ ’’الیاس جو آنے والا تھا یہی ہے چاہو تو قبول کرو‘‘۔ (متی باب 11 آیت 14) پھر مرقس باب 9 آیت 13 میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح نے فرمایا:۔ ’’میں تم سے کہتا ہوں الیاس تو آچکا‘‘۔ پھر متی باب 17 آیت 12 میں لکھا ہے:۔ ’’پر میں تم سے کہتا ہوں کہ الیاس تو آچکا۔ لیکن اُنہوں نے اُس کو نہیں پہچانا۔ بلکہ جو چاہا اُس کے ساتھ کیا‘‘۔

ان تمام حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ الیاس سے مراد اناجیل کی تعلیم کے مطابق یوحنا تھے۔ مسیح کے متعلق تو فیصلہ ہی ہے کہ عہد نامہ جدید والا نبی یسوع ابن مریم ہی مسیح کے نام سے خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں ظاہر ہوا۔ اب رہ گیا ’’وہ نبی‘‘۔ نہ یوحنا وہ نبی ہوسکتا ہے نہ مسیح وہ نبی ہوسکتا ہے۔ کیونکہ وہ نبی ایک علیحدہ وجود ہے۔ پھر یہ بھی ثابت ہے کہ وہ نبی مسیح کے زمانہ تک نہیں آیا تھا۔ پس معلوم ہوا کہ وہ موعود جسے بائبل ’’وہ نبی‘‘ کے نام سے یاد کرتی تھی اناجیل کی گواہی کے مطابق مسیح ناصری کے بعد نازل ہونے والا تھا اور مسیح ناصری کے بعد سوائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی شخص نہیں جس نے ’’وہ نبی‘‘ ہونے کا دعویٰ کیا۔

(د) اسی طرح لوقا میں لکھا ہے۔

’’اور دیکھو میں اپنے باپ کے اُس موعود کو تم پر بھیجتا ہوں لیکن جب تک عالم بالا کی قوت سے ملبس نہ ہوں یروشلم میں ٹھہرو‘‘۔ (لوقا باب 24 آیت 49) اس پیشگوئی سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام کے بعد ایک اور موعود ظاہر ہونے والا تھا مگر وہ کون موعود ہے؟ سوائے رسول کریم ﷺ کے آج تک کوئی شخص بھی تو اس پیشگوئی کے پورا کرنے کا مدعی نہیں ہوا۔

(ھ) یوحنا میں لکھا ہے۔ ’’لیکن وہ تسلی دینے والا جو روح قدس ہے جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا وہی تمہیں سب چیزیں سکھلاوے گا اور سب باتیں جو کچھ کہ میں نے تمہیں کہی ہیں تمہیں یاد دلا دے گا‘‘۔ (یوحنا باب 14 آیت 26)

یہ پیشگوئی بھی سوائے رسول کریم ﷺ کے کسی پر صادق نہیں آتی۔ اس میں جو یہ لکھا ہے کہ باپ میرے نام سے اُسے بھیجے گا۔ اس کے یہی معنی ہیں کہ وہ میری تصدیق کرے گا۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی تصدیق کی اور آپ کو راست باز قرار دیا اور اعلان فرمایا کہ جو لوگ آپ کو لعنتی کہتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ مسیح خدا کا برگزیدہ اور اس کا رسول ہے۔

اس جگہ پر یہ صاف لکھا گیا ہے کہ ’’وہی تمہیں سب چیزیں سکھلاوے گا‘‘ اور استثناء کی پیشگوئی میں بھی یہی الفاظ ہیں کہ ’’جو کچھ میں اُسے فرماؤں گا وہ سب ان سے کہے گا‘‘ (استثناء باب 18 آیت 18) پس اس پیشگوئی میں استثناء والے نبی ہی کی خبر دی گئی ہے اور یہ پیشگوئی رسول کریم ﷺ پر ہی صادق آتی ہے جیسا کہ اُوپر لکھا جا چکا ہے اور آپ ہی کا وجود دنیا کو تسلی دینے والا تھا۔

(و) یوحنا باب 16 میں لکھا ہے۔

’’میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو تسلی دینے والا تم پاس نہ آئے گا۔ ...... وہ آن کر دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے تقصیروار ٹھہرائے گا۔ ...... میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمہیں کہوں پر اب تم اُن کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ یعنی روح حق آوے تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتاوے گی اس لئے کہ وہ اپنی نہ کہے گی۔ لیکن جو کچھ وہ سنے گی سو کہے گی اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گی۔ وہ میری بزرگی کرے گی‘‘۔ (یوحنا باب 16 آیت 7 تا 14)

ان آیات میں یہ بتایا گیا ہے کہ مسیح کے بعد وہ تسلی دینے والا موعود ظاہر ہوگا۔ وہ دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے تقصیروار ٹھہرائے گا۔ گناہ سے اس طرح کہ وہ یہود کو ملامت کرے گا کہ وہ کیوں مسیح پر ایمان نہیں لائے۔ راستی سے اِس طرح کہ وہ مسیح کی الوہیت کے عقیدہ کو دور کرے گا اور دنیا پر ثابت کرے گا کہ دنیا پھر اس مسیح کو دوبارہ نہیں دیکھے گی جو بنی اسرائیل میں نازل ہوا تھا۔ عدالت سے اس طرح کہ اس کے ذریعہ شیطان کو کچل دیا جائے گا۔

پھر یہ بھی بتایا گیا تھا کہ وہ روحِ حق جب آئے گی تو وہ ساری سچائی کی راہیں بتائے گی۔ اور یہ بتایا

گیا تھا کہ اُس کی الہامی کتاب میں کوئی انسانی کلام نہیں ہوگا بلکہ شروع سے لے کر آخر تک خدائی کلام ہی اُس میں ہوگا۔ پھر یہ بتایا گیا تھا کہ وہ آئندہ کی خبریں دے گا اور یہ بھی کہ وہ مسیح کی بزرگی بیان کرے گا اور جو عیب اُس پر لگائے گئے ہیں اُن کو دور کرے گا۔ یہ پیشگوئی واضح طور پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق آتی ہے۔ اعمال باب 3 آیت 21، 22 سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کے آسمان پر جانے کے اور اس کے دوبارہ نازل ہونے کے درمیان استثناء باب 18 آیت 18 کے موعود کو پیدا ہونا ہے پس تسلی دلانے والے سے مراد استثناء باب 18 آیت 18 والا موعود ہی ہے۔

پھر لکھا ہے کہ وہ موعود مسیح کے منکروں کو ملامت کرے گا۔ اس سے مراد ہے کہ وہ موعود کسی غیر قوم کا ہوگا اور بظاہر اس کو مسیح کے ساتھ کوئی نسلی یا مِلّی تعلق نہیں ہوگا مگر اس وجہ سے کہ وہ راستباز ہوگا اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوگا غیر قوم میں سے ہوتے ہوئے بھی وہ اپنے آپ کو راستبازوں کی عزت کا نگران سمجھے گا اور ان کی عزت کی حفاظت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ ”یہود کے کفر کی وجہ سے اور اُن کے حضرت مریم پر نہایت گندہ الزام لگانے کی وجہ سے اور اُن کے اس قول کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح ابن مریم کو قتل کر دیا ہے جو اللہ کا رسول تھا حالانکہ انہوں نے نہ تو اُس کو تلوار سے مارا اور نہ صلیب پر لٹکا کر مارا۔ صرف اُن کو ایک شبہ پیدا ہو گیا کہ وہ صلیب پر مر گیا ہے مگر یہ صرف شبہ تھا اُنہیں ایسا یقین نہ تھا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اُس کو صلیب کی لعنتی موت سے بچا کر اپنے مقربوں میں جگہ دی اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔ (النساء: 158 تا 161) ان آیات میں حضرت مسیح کے منکروں کے الزامات کو رد کیا گیا ہے۔ دوسری بات یہ تھی کہ وہ مسیح کی الوہیت کے غلط عقیدہ کو باطل کر کے رکھ دیا چنانچہ سورۃ مائدہ آیات 117 تا 119 میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حضرت مسیح سے سوال کرے گا کہ کیا تُو نے لوگوں سے یہ کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو معبود بناؤ؟ حضرت مسیح فرمائیں گے اے ربّ! تیری ذات پاک ہے بھلا میں ایسا کر سکتا تھا کہ وہ بات کہوں جس کا تو نے مجھے حق نہیں دیا۔ اگر میں نے ایسا کہا ہوتا تو تیرے علم سے یہ بات چھپ تو نہیں سکتی تھی۔ ...... میں نے تو انہیں وہی بات کہی تھی جس کا تُو نے مجھے حکم دیا تھا۔ کہ تم اللہ کی عبادت کرو جو میرا بھی ربّ ہے اور تمہارا بھی ربّ ہے“۔ تیسری خبر یہ دی گئی تھی کہ شیطان اُس کے ذریعہ سے کچل دیا جائے گا۔ تمام نبیوں میں سے محمد رسول اللہ ﷺ ہی ایک ایسے نبی ہیں جنہوں نے شیطان کے کچلنے کے ذرائع کو اختیار کیا اور بنی نوع انسان کی پاکیزگی کے لئے صحیح سامان بہم پہنچائے۔ کسی نبی نے بھی شیطان سے پناہ مانگنے کی دُعا اپنی اُمت کو نہیں سکھائی سوائے محمد رسول اللہ ﷺ کے۔ شیطان کے مارنے کے معنے یہی ہیں کہ زیادہ سے زیادہ نیکی دنیا میں قائم کی جائے۔

وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتائے گی۔ اِس کی تشریح میں استثناء باب 18 کی پیشگوئی کے ماتحت آ چکی ہے۔

آئندہ کی خبروں کے متعلق جو کہا گیا ہے اس کے لئے صرف اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ جتنی آئندہ کی خبریں محمد رسول اللہ ﷺ نے دی ہیں اور کسی نبی نے نہیں دیں۔ یہ جو کہا گیا تھا کہ اُس کا کلام سارے کا سارا کلام اللہ ہوگا یہ بھی ایک ایسی پیشگوئی ہے جس کا اور کوئی مصداق نہیں ہو سکتا۔ عہد نامہ قدیم اور عہد نامہ جدید کی کوئی بھی تو کتاب نہیں جو انسانی کلام سے خالی ہو، لیکن قرآن کریم وہ کتاب ہے جس میں شروع سے لے کر آخر تک وہی بیان کیا گیا ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ اَوروں کا تو ذکر کیا خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا بھی ایک لفظ اِس کتاب میں نہیں۔

آخر میں یہ جو کہا گیا تھا کہ ”وہ میری بزرگی کرے گی“ سو یہ بزرگی کرنے والے نبی بھی محمد رسول اللہ ﷺ ہی ہیں۔ آپ ہی ہیں جنہوں نے مسیح کو اس الزام سے بچایا کہ وہ صلیبی موت سے مر کر نعوذ باللہ لعنتی ہوئے۔ یا نعوذ باللہ خدائی کا دعویٰ کر کے وہ خدا تعالیٰ سے بیوفائی اور غداری کرتے تھے۔ آپ ہی ہیں جنہوں نے حضرت مسیحؑ کو یہودیوں کے اعتراضات سے نجات دلائی۔ پس اس پیشگوئی کا مصداق آپؐ کے سوا کوئی نہیں۔

(ز) کتاب اعمال میں لکھا ہے:

”موسیٰ نے باپ دادوں سے کہا کہ خداوند جو تمہارا خدا ہے تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے ایک نبی میری مانند اُٹھاوے گا۔ جو کچھ وہ تمہیں کہے اُس کی سب سنو اور ایسا ہی ہوگا کہ ہر نفس جو اس نبی کی نہ سنے وہ قوم میں سے نیست کیا جائے گا۔ بلکہ سب نبیوں نے سموئیل سے لے کر پچھلوں تک جتنوں نے کلام کیا اِن دنوں کی خبر دی“۔

(اعمال باب 3 آیت 21 تا 24)

ان آیات میں حضرت موسیٰ کی کتاب استثناء والی پیشگوئی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ وہ موعود نئی شریعت لائے گا۔ پس اس پیشگوئی کو اعمال میں دہرا کر اس بات کا اقرار کیا گیا ہے کہ آنے والے موعود کے ذریعہ سے مسیح کی تعلیم منسوخ کر دی جائے گی ورنہ نئی شریعت کے تو کوئی معنی ہی نہیں ہو سکتے۔ ایک ہی وقت میں ایک قوم میں دو شریعتیں تو چل نہیں سکتیں۔ اعمال نے ایک اور روشنی بھی اِس موعود کے متعلق ڈالی ہے اور وہ یہ کہ سموئیل سے لے کر پچھلوں تک جتنے نبی گزرے ہیں اُنہوں نے اِس موعود کی خبر دی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک یہ نبی دنیا میں ظاہر نہ ہو اُس وقت تک دنیا کی روحانی تعمیر مکمل نہیں ہو سکتی۔

☆☆☆☆☆☆

ہماری جان سے بھی زیادہ عزیز پیارے آقا کی صحت وتندرستی اور فعال درازی عمر کیلئے دعا گو ہیں

صدر و اراکین عاملہ و اراکین جماعت احمدیہ
چک L-6/11 ضلع ساہیوال

زعیم و اراکین عاملہ و اراکین مجلس انصار اللہ
چک L-6/11 ضلع ساہیوال

نگینہ برتن سٹور
المعروف چوہدری سراج دین اینڈ سنز
طالب دعا: چوہدری مبارک احمد
چوک جتو تھاں۔ چنیوٹ
فون: 047-6332870,0300-7714390

اوقات 6:00 بجے شام تا 10:00 بجے رات
سراج کلینک
محلّہ معظم شاہ چنیوٹ
طالب دعا: ڈاکٹر ساجد محمود: 0301-8604965

ایم ٹی اے جیولرز
MTA Gold Test Laboratory
سی بلاک، صرافہ بازار چوک دربارے والا اوکاڑہ
طالب دعا: میاں طاہر مصطفیٰ
0333-6962220
0334-2023330
میاں اسد مصطفیٰ
0345-7517721
رہائش: 044-2521354
دکان: 044-2529954

LC Rana Traders
Lace Centre
Atta Shopping Centre,Commercial Market,Rawalpindi
Tel:4456765,4452299
Rana Mubashir Ahmad
Mob: 0333-5103705,0321-5840362

مکرم عطاء المجیب راشد صاحب .... تقریر جلسہ سالانہ یوکے 2010ء

حضرت مسیح موعود کا عشق رسول ﷺ

سیدنا حضرت مسیح موعود کو اپنے آقا و مطاع خاتم الانبیاء محبوب خدا محمد مصطفیٰ ﷺ سے ایسا عشق و محبت تھا جس کو الفاظ میں بیان کرنے کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔ عشق و فدائیت کے انداز اور محبت رسول کی ادائیں اتنی وسیع اور اتنی متنوع ہیں کہ ان کا احاطہ کرنا انسان کے بس کی بات نہیں۔ مختصر الفاظ میں یوں کہہ سکتا ہوں کہ عشق رسول آپ کی جان تھی اور آپ کا سارا وجود عشق رسول کا ایک شیریں پھل تھا۔ سچی محبت کے جو بھی لوازم اور اثرات ہوتے ہیں۔ ان سے حضرت اقدس کی زندگی کچھ اس طرح بھری ہوئی ہے جس طرح آسمان ستاروں سے بھرا ہوتا ہے۔ مشکل یہ ہے کہ میں وہ الفاظ کہاں سے لاؤں جس سے اس بیان کا حق ادا ہوسکے۔ چند ایک پہلو آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

قلزم بیکراں

حضرت مسیح موعود نے اپنے آقا و مولیٰ، حبیب کبریا، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات اقدس کے حوالہ سے جن جذبات کا اظہار کیا ہے وہ محبت کا ایک قلزم بیکراں ہے۔ اس کی اتھاہ گہرائیوں کا اندازہ کرنے کے لئے ایک عارف باللہ کا دل چاہئے۔ لیکن میں یہ بات پورے وثوق اور یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود نے جس بے مثال انداز میں اپنے آقائے نامدار محمد عربی ﷺ کی محبت میں کلیۃً فنا ہوکر اور اپنے نفس کو لاشے محض یقین کرتے ہوئے جس والہانہ محبت اور فدائیت کے رنگ میں اپنے جذبات کا ذکر کیا ہے اس کی کوئی مثال ساری اسلامی تاریخ میں نہیں ملتی۔ یہ بات ایک حقیقت ہے جو بلاخوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ محبت اور عشق میں جو بلند مقام رسول پاک ﷺ کے عاشق صادق مسیح موعود و امام مہدی کو حاصل ہوا۔ خدائے ذوالجلال کی قسم! کہ وہ ہر پہلو سے بے نظیر اور فقید المثال ہے۔

تحریرات کی روشنی میں

انسان کی تحریرات اس کے دلی جذبات کی بہترین ترجمان ہوتی ہیں۔ عشق نبی کے حوالہ سے آپ کی تحریرات ایک سدا بہار گلستان کی مانند ہیں۔ جس کا ہر پھول آپ کے عشق و محبت اور فدائیت کا حسین مرقع ہے۔ آپ کی روح پرور اور عارفانہ تحریرات میں سے صرف دو نمونے پیش کرتا ہوں۔

حضرت اقدس مسیح موعود اپنے آقا و مطاع محمد عربی ﷺ کے بارہ میں فرماتے ہیں:

وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا۔ یعنی انسان کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا۔ آفتاب میں بھی نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا۔ یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 ص 140)

پھر آپ فرماتے ہیں:۔

وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہوگئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں۔ جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس اُمّی بے کس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔

(برکات الدعا۔ روحانی خزائن جلد 6 ص 10،11)

حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان بیان کرتے ہوئے جب عاشق صادق مسیح موعود کا قلم رواں ہوتا ہے تو وفور محبت و عشق سے اس میں ایسی شوکت اور رعنائی نظر آتی ہے جو سارے عالم میں کسی اور جگہ نظر نہیں آتی۔

منظوم کلام میں

آپ کے منظوم کلام کو دیکھا جائے تو ایک ایک شعر عشق و محبت میں ڈوبا ہوا، دل کی گہرائیوں سے نکلا ہوا اور جذبات فدائیت سے چھلکتا ہوا نظر آتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں: ؎

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہے
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

پھر اس دلبر حقیقی کو یوں مخاطب فرماتے ہیں:۔

دلبرا مجھ کو قسم ہے تری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے
تیری الفت سے ہے معمور مرا ہر ذرہ
اپنے سینہ میں یہ اک شہر بسایا ہم نے

آپ کے فارسی کلام میں بھی ایک عجیب دلربائی ہے (اپنے محبوب، محمد مصطفیٰ ﷺ کے عشق میں نئے سے نئے انداز آپ کے اشعار میں نظر آتے ہیں) فرماتے ہیں: ؎

دگر استاد را نامے ندانم
کہ خواندم در دبستان محمدؐ

میں کسی اور استاد کا نام نہیں جانتا۔ روحانی معارف کے لئے تو میں نے صرف اور صرف محمد مصطفیٰ ﷺ کے مدرسہ سے تعلیم پائی ہے۔ آپ کے دل کی آواز یہ تھی کہ ؎

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

خدا کی محبت کے بعد میں عشق محمدؐ میں کلیۃً مخمور ہوچکا ہوں۔ اگر کسی کم نظر کے نزدیک یہ بات کفر ہے تو خدا کی قسم! میں سب سے بڑا کافر ہوں۔

لاریب عشق و محبت کی دنیا میں یہ شعر بے مثل ہے!

عربی اشعار پر نظر کی جائے تو وہاں بھی عشق و محبت کی ایک عجیب دنیا نظر آتی ہے۔ ستر اشعار پر مشتمل عربی قصیدہ ایسا شاہکار ہے جو اس باب میں فقید المثال ہے۔ چند اور عربی شعر بطور نمونہ پیش کرتا ہوں جن میں عشق و محبت کا بہت منفرد انداز میں ذکر ہوا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

ولو کان ماء مثل عسل بطعمه
فواللّٰہ بحر المصطفیٰ منه اعذب

کہ اگر پانی اپنے مزہ میں شہد کی مانند ہو تو خدا کی قسم! محمد مصطفیٰ ﷺ کا سمندر اس سے بہت زیادہ شیریں اور میٹھا ہے!

پھر فرمایا:

سا دخل من عشقی بروضة قبره
وما تعلم هذا السریا تارک الهدیٰ

کہ میں اپنے بے پناہ عشق کی برکت سے روحانی طور پر روضہ رسول میں داخل کیا جاؤں گا۔ مگر اے ہدایت کے دشمن! تجھے اس راز کی کوئی خبر نہیں۔

بے مثال عشق کی گواہیاں

عشق حقیقی تو مشک کی طرح ہوتا ہے جو چھپائے سب سے چھپ نہیں سکتا۔ ہر شخص اس کو دیکھتا اور محسوس کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود کو اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے جو سچا اور بے مثال عشق تھا اس کی ایک دنیا گواہ ہے۔ ملاء اعلیٰ نے اس کی گواہی دی۔ اپنے بھی اس کے شاہد بنے اور غیروں نے بھی اس کا اعتراف کیا۔

ملاء اعلیٰ کی گواہی کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

ایک مرتبہ الہام ہوا جس کے معنے یہ تھے کہ ملاء اعلیٰ کے لوگ خصومت میں ہیں یعنی ارادہ الٰہی احیاء دین کے لئے جوش میں ہے لیکن ہنوز ملاء اعلیٰ پر شخص محی کی تعین ظاہر نہیں ہوئی۔ اس لئے وہ اختلاف میں ہے۔ اسی اثناء میں خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک محی کو تلاش کرتے پھرتے ہیں اور ایک شخص اس عاجز کے سامنے آیا اور اشارہ سے اس نے کہا ھٰذا رجل یحب رسول اللّٰہ یعنی یہ وہ آدمی ہے جو رسول اللہ سے محبت رکھتا ہے اور اس قول سے یہ مطلب تھا کہ شرط اعظم اس عہدہ کی محبت رسول ہے۔ سو وہ اس شخص میں متحقق ہے۔

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد اول ص 598)

غیروں کی گواہی کے سلسلہ میں **بابو محمد عثمان صاحب لکھنوی** کا بیان ہے کہ وہ 1918ء میں قادیان گئے اور ایک ہندو لالہ بڈھا مل یا غالباً لالہ ملاوامل سے جن کا ذکر آپ کی کتب میں کثرت سے آتا ہے ملاقات کی اور ان سے دریافت کیا کہ آپ نے حضرت مسیح موعود کو اوائل عمر میں دیکھا۔ آپ نے انہیں کیسا پایا۔ ان کا جواب تھا "میں نے آج تک...... میں اپنے نبی سے ایسی محبت رکھنے والا کوئی شخص نہیں دیکھا"۔

(سیرت المہدی حصہ سوم ص 91)

مشہور مصنف علامہ نیاز فتح پوری نے آپ کے عشق رسول کے بارہ میں یہ اعتراف کیا ہے کہ وہ صحیح معنی میں عاشق رسول تھے۔

(نگار۔ جولائی 1940ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد سوم ص 580)

حضرت مسیح موعود کے عشق رسول کے بارہ میں آپ کے بیٹے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے بڑے واضح الفاظ میں گواہی دی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

میں نے ایک دن مرکر خدا کو جان دینی ہے۔ میں آسمانی آقا کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میرے دیکھنے میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے ذکر پر بلکہ محض نام لینے پر ہی حضرت مسیح موعود کی آنکھوں میں آنسوؤں کی جھلی نہ آگئی ہو۔ آپ کے دل و دماغ بلکہ سارے جسم کا رواں رواں اپنے آقا سرور کائنات فخر موجودات ﷺ کے عشق سے معمور تھا۔ (سیرت طیبہ ص 72)

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے شاہد رویت کے طور پر گواہی دی اور فرمایا:

میں خدا کی قسم کھا کر بیان کرتا ہوں کہ میں نے آپ سے زیادہ اللہ اور رسول کی محبت میں غرق کوئی شخص نہیں دیکھا۔

(سیرت المہدی حصہ سوم ص 803)

غیروں کا عملی اعتراف

عربی زبان میں کہتے ہیں الفضل ما شھدت به الاعداء کہ خوبی اور فضیلت وہ ہے جس کا دشمن بھی اعتراف کرے۔ مخالفین احمدیت نے حضرت مسیح موعود کے عشق رسول میں سرشار منظوم اور منثور کلام کو اپنی تقاریر و تحریرات میں خوب دل کھول کر استعمال کیا ہے لیکن ایمانی اور اخلاقی جرأت نہ ہونے کی وجہ سے حضرت اقدس کا نام درج نہیں کیا اور بعض نے تو بددیانتی کی انتہا کرتے ہوئے حضرت اقدس کی پُر معارف بیانات کو اپنے یا کسی اور کے نام سے شائع کرنے میں بھی کوئی قباحت محسوس نہیں کی۔ بطور نمونہ صرف ایک مثال عرض کرتا ہوں۔ ایک مولوی جان محمد صاحب نے اپنی کتاب **اصلی عربی بول چال** میں حضرت مسیح موعود کے مشہور عربی قصیدہ کے ستر اشعار میں سے اٹھاون اشعار کتاب کے آٹھ

صفحات پر جلی الفاظ میں بغیر نام کے شائع کئے ہیں۔

دن رات ذکر محبوب اور

درود وسلام

سچے عشق کی ایک نشانی یہی ہے کہ عاشق ہمیشہ اپنے محبوب کے ذکر میں رطب اللسان رہتا ہے۔ حضرت مسیح پاک کو رسول پاک ﷺ کی عظمت شان کا جو عرفان اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا اس نے آپ کے قلب اطہر کو کچھ اس طرح عشق رسول کی آماجگاہ بنا دیا کہ رسول مقبول کی یاد میں آپ کے شب و روز بسر ہوتے اور اسی محبوب سبحانی پر درود و سلام پڑھنا آپ کا دن رات کا وظیفہ تھا۔ ایک شعر میں آپ نے کیا خوب نقشہ کھینچا ہے۔

وذکر المصطفیٰ روح لقلبی
وصار لمھجتی مثل الطعام

کہ محمد مصطفیٰ کی یاد میرے دل کی روح کے طور پر ہے اور آپ کا ذکر تو میری جان کے لئے غذا کی مانند ہے جس کے بغیر میں زندہ نہیں رہ سکتا!

اسی مضمون کو ایک اردو شعر میں یوں بیان فرمایا:

ربط ہے جان محمد سے مری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

ذاتی نمونہ کے علاوہ آپ نے ہمیشہ اپنے احباب کو درود کثرت سے پڑھنے کی تلقین فرمائی۔ جب بھی کسی نے آپ سے درخواست کی کہ کوئی وظیفہ بتائیں تو آپ ہمیشہ یہی فرماتے کہ استغفار اور درود شریف کثرت سے پڑھا کرو۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی وظیفہ نہیں اور کبھی فرماتے کہ نماز کا التزام اور کثرت سے درود پڑھنا بہترین وظیفہ ہے۔ ایک بار کسی نے دریافت کیا کہ درود شریف کس قدر پڑھنا چاہئے؟ کیا خوب جواب ارشاد فرمایا: ”تب تک پڑھنا چاہئے کہ زبان تر ہو جائے“

(سیرت المہدی حصہ چہارم ص154)

درود شریف کی اہمیت اس بات سے بھی عیاں ہوتی ہے کہ حضرت مسیح موعود نے جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کی دس شرائط بیعت میں سے تیسری شرط میں حتی الوسع نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے میں مداومت اختیار کرنے کو بھی شامل فرمایا۔ دنیا میں کسی عاشق نے اپنے معشوق اور محبوب کا اس محبت سے اور اس کثرت سے ذکر نہیں کیا ہوگا جس طرح اس عاشق صادق نے ذکر حبیب ﷺ کا حق ادا کیا ہے۔ کیا ہی پیارا شعر ہے جو آپ کی دل کی گہرائیوں سے ابھرا۔

یا رب صل علیٰ نبیک دائما
فی ھذہ الدنیا و بعث ثانی

غیرت کے واقعات

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی بیان کرتے ہیں کہ 1925ء میں جب میں انگلستان گیا تو مجھے خواہش ہوئی کہ میں پادری ڈاکٹر وائٹ بریخت سے ملاقات کروں کیونکہ یہ پادری بٹالہ میں مشنری رہ چکے تھے اور حضرت مسیح موعود سے بھی کئی بار مل چکے تھے۔ دوران گفتگو انہوں نے کہا: میں نے ایک بات مرزا صاحب میں یہ دیکھی وہ مجھے پسند نہیں تھی کہ جب آنحضرت ﷺ پر اعتراض کیا جاتا۔ تو وہ ناراض ہو جاتے تھے اور ان کا چہرہ متغیر ہو جاتا تھا۔ پادری صاحب کی یہ بات سن کر عرفانی صاحب نے کیا خوب تبصرہ فرمایا کہ پادری صاحب! جو بات آپ کو ناپسند ہے۔ میں اسی پر قربان ہوں۔

(حیات احمد جلد اول حصہ سوم ص22)

حضرت مسیح موعود کے بیٹے حضرت مرزا سلطان احمد صاحب جنہوں نے آپ کی زندگی میں تو بیعت نہ کی البتہ خلافت ثانیہ میں بیعت کر کے جماعت میں داخل ہوئے کے بیان سے ہوتی ہے۔ گھر کے ایک فرد کے طور پر اپنے مشاہدہ کا نچوڑ ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ ایک بات میں نے والد صاحب (یعنی حضرت مسیح موعود) میں خاص طور پر دیکھی ہے۔ وہ یہ کہ آنحضرت ﷺ کے خلاف والد صاحب ذرا سی بات بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اگر کوئی شخص آنحضرتؐ کی شان کے خلاف ذرا سی بات بھی کہتا تھا تو والد صاحب کا چہرہ سرخ ہو جاتا تھا اور غصے سے آنکھیں متغیر ہونے لگتی تھیں اور فوراً ایسی مجلس سے اٹھ کر چلے جاتے تھے۔ آنحضرت ﷺ سے تو والد صاحب کو عشق تھا۔ ایسا عشق میں نے کسی شخص میں نہیں دیکھا۔

(سیرت طیبہ ص34 از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب)

حضرت مسیح موعود بالطبع بہت حلیم، بردبار اور مجسم شفقت و پیار تھے۔ لیکن اپنے محبوب آقا کی شان میں بے ادبی کا ایک لفظ بھی نہ سن سکتے تھے۔ ایک موقع پر عیسائیوں کی بدزبانی کے تعلق میں آپ نے فرمایا:

ان مخالفین کے دل آزار طعن و تشنیع نے جو وہ حضرت خیر البشر ﷺ کی ذات والا صفات کے خلاف کرتے ہیں میرے دل کو سخت زخمی کر رکھا ہے۔ خدا کی قسم اگر میری ساری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے جائیں اور خود میرے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال پھینکی جائے اور میں اپنی تمام مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور تمام آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لئے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسول اکرم ﷺ پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں۔

(ترجمہ عربی آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد5 ص15)

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود ایک سفر کے دوران لاہور کے سٹیشن پر انتظار میں تھے۔ عصر کا وقت ہو گیا۔ آپ نماز کے لئے قریبی مسجد میں وضو میں مصروف تھے۔ اس دوران مشہور آریہ لیڈر پنڈت لیکھرام کو کسی طرح حضور کے وہاں موجود ہونے کا علم ہوا۔ وہ بھاگا ہوا آیا اور اپنے انداز میں ہاتھ جوڑ کر حضرت اقدس کو سلام کیا۔ حضرت اقدس نے سرسری طور پر نظر اٹھا کر دیکھا اور وضو میں مصروف رہے۔ اس پر پنڈت لیکھرام نے رخ بدل کر پھر سلام کیا لیکن آپ خاموش رہے۔ جب پنڈت جی مایوس ہو کر لوٹ گئے تو کسی (رفیق) نے ادب سے عرض کیا کہ حضور! پنڈت لیکھرام آئے تھے اور سلام کرتے تھے۔ اس پر رسول مقبول ﷺ کے عاشق صادق نے بڑی غیرت کے ساتھ فرمایا:

ہمارے آقا کو تو گالیاں دیتا ہے اور ہمیں سلام کرتا ہے۔

(سیرت مسیح موعود جلد دوم ص281)

ایک دفعہ آریوں نے لاہور میں ایک جلسہ منعقد کیا۔ حضرت مسیح موعود کو بھی شمولیت اور تقریر کی دعوت دی اور وعدہ کیا کہ جلسہ میں ہرگز کوئی دل آزار بات نہیں ہوگی۔ حضور نے اس مجلس کے لئے ایک مضمون لکھا اور حضرت مولانا نورالدین صاحب اور بعض دیگر (رفقاء) کو شمولیت کے لئے بھجوایا۔ آریوں نے اپنے وعدوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنی تقاریر میں رسول پاک ﷺ کے خلاف سخت زہر اگلا اور بدزبانی کی حد کر دی۔ جب احمدی وفد واپس قادیان آیا اور حضور کو سب حالات کا علم ہوا تو باوجود اس بات کے کہ حضرت مولانا نورالدین صاحب اور دیگر (رفقاء) آپ کو بہت عزیز تھے۔ آنحضرت ﷺ سے غیر معمولی عشق و محبت اور غیرت کی وجہ سے آپ کو سخت دکھ ہوا اور آپ نے اس کا برملا اظہار کرتے ہوئے اپنے پیارے دوستوں کو فرمایا کہ تمہاری غیرت نے کیسے برداشت کیا کہ تمہارے محبوب آقا کو گالیاں دی گئیں اور تم وہاں خاموش بیٹھے سنتے رہے؟

عزیز و اقارب سے ہمدردی اور صلہ رحمی دین کی تعلیم ہے اور حضرت مسیح موعود اس حکم پر بڑے تعہد کے ساتھ عمل فرماتے لیکن جہاں کہیں کوئی ایسی بات ہوتی جو آپ کے محبوب اور مطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان کے خلاف ہوتی تو یہ بات آپ کے لئے ہرگز قابل برداشت نہ تھی۔

آپ کے ایک چچا مرزا غلام حیدر صاحب کی بیوی کے منہ سے ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کی شان میں کوئی بے ادبی کا کلمہ نکل گیا۔ اس پر باوجود سب ادب و احترام کے اور صلہ رحمی کے جذبات کے، آپ کو اتنا شدید صدمہ ہوا کہ آپ جو کھانا کھا رہے تھے اسے چھوڑ کر اسی حالت میں اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کے بعد آپ نے ان کے گھر سے کھانا پینا ہی ترک کر دیا۔ (سیرت مسیح موعود جلد دوم ص280)

1893ء کی بات ہے۔ امرتسر میں عیسائیوں سے حضرت مسیح موعود کا ایک مباحثہ ہوا جس کا نام جنگ مقدس رکھا گیا۔ ڈاکٹر پادری مارٹن کلارک نے آپ کو دیگر احباب کے ہمراہ چائے کی دعوت پر مدعو کیا۔ آپ نے یہ دعوت صرف اس وجہ سے رد فرما دی کہ یہ لوگ میرے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ کی تو بے ادبی کرتے ہیں اور آپ کو نعوذ باللہ جھوٹا قرار دیتے ہیں اور مجھے چائے کی دعوت دیتے ہیں۔ ہماری غیرت اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ ہم ایسے معاندین کے ساتھ مل بیٹھیں سوائے اس کے کہ ہم ان کے غلط عقائد کی تردید کریں۔

جن ایام میں عیسائی پادری ڈپٹی عبداللہ آتھم کے ساتھ مباحثہ ہو رہا تھا ان دنوں گرمی بہت تھی۔ بار بار پانی کی ضرورت پڑتی۔ اس جگہ ایک کنواں بھی تھا جو عیسائیوں کی تحویل میں تھا لیکن آنحضرت ﷺ کی شان اقدس میں عیسائیوں کی گستاخیوں کی وجہ سے حضرت اقدس مسیح موعود سخت گرمی کے باوجود ان کے کنویں سے پانی پینا پسند نہ فرماتے تھے۔ بلکہ اپنے استعمال کے لئے حسب ضرورت پانی اپنے ساتھ لے کر جایا کرتے تھے۔ ناموس رسول ﷺ کے لئے دلی محبت اور غیرت کا کیسا ایمان افروز نمونہ ہے۔

(سیرت المہدی حصہ پنجم ص198)

قدم قدم پر اطاعت محبوب

حضرت مسیح موعود کے عشق رسول کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ آپ کی مبارک زندگی کی ہر حرکت و سکون میں اطاعت محبوب کا بے پایاں اور بے ساختہ جذبہ چھلکتا ہوا نظر آتا ہے۔ ایک مقدمہ کی پیروی کے سلسلہ میں آپ کا قیام گورداسپور میں تھا۔ سخت گرمی کا موسم تھا۔ آپ کے آرام کے خیال سے خدام نے ایک مکان کی کھلی چھت پر آپ کی چارپائی بچھائی۔ آپ تشریف لائے تو دیکھا کہ چھت پر کوئی منڈیر یا پردہ کی دیوار نہیں۔ آپ نے اس بات کو ناپسند فرمایا اور خدام سے فرمایا کہ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ہمارے محبوب آقا ﷺ نے ایسی چھت پر سونے سے منع فرمایا ہے۔ آپ نے وہاں سونے سے انکار فرما دیا اور سخت گرمی کے باوجود رات ایک بند کمرے میں گزاری۔

(سیرت طیبہ ص109)

حضرت مسیح موعود کے ایک رفیق مرزا دین محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضور کا یہ دستور تھا کہ فجر کے وقت جگانے کے لئے اپنی انگلیاں پانی میں ڈبو کر ایک ہلکا سا چھینٹا میرے چہرے پر ڈالا کرتے تھے۔ ایک روز میں نے عرض کیا کہ حضور آپ مجھے آواز دے کر کیوں نہیں جگاتے۔ عاشق صادق نے جواب میں فرمایا:

میرے آقا رسول اکرم ﷺ کا بھی یہی طریق تھا! (سیرت المہدی حصہ سوم ص20)

ایک اور موقع پر حضرت مسیح موعود اپنے کمرہ میں تشریف فرما تھے۔ باہر سے تشریف لائے کچھ مہمان بھی آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ اتنے میں کسی شخص نے باہر دروازہ پر دستک دی۔ مہمانوں میں سے ایک شخص نے اٹھ کر دروازہ کھولنا چاہا۔ یہ دیکھ کر حضرت مسیح موعود بڑی جلدی سے خود اٹھے اور اس دوست سے فرمایا:

”ٹھہریں ٹھہریں میں خود دروازہ کھولوں گا۔

آپ ہمارے مہمان ہیں اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ مہمان کا اکرام کرنا چاہئے''۔

(سیرت طیبہ ص110)

حضرت مسیح موعود نے ساری زندگی خود بھی اسوہ رسول ﷺ کی پیروی کی اور اپنے (رفقاء) کو بھی اس کی نصیحت فرمائی۔ ایک روایت میں ذکر آتا ہے کہ حضرت مسیح موعود مردوں کو نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ مرد اپنی بیویوں کا گھر کے کام کاج میں ہاتھ بٹایا کریں۔ یہ ثواب کا کام ہے۔ رسول کریم ﷺ بھی گھر کے کام میں اپنی بیویوں کا ہاتھ بٹاتے تھے۔

(سیرت المہدی حصہ پنجم ص318)

نیکی کی ہر تحریک کے وقت اسوہ رسول کا حوالہ دینا کیا ہی پیارا عاشقانہ انداز ہے۔

محبوب کی ہر چیز پیاری

عشق حقیقی کی ایک علامت یہ ہے کہ سچا عاشق اپنے محبوب سے متعلق ہر شے سے محبت کرنے لگتا ہے۔ ایک فارسی شعر میں آپ فرماتے ہیں:

جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است
خاکم نثار کوچۂ آل محمدؐ است

میری جان اور میرا دل سب میرے محبوب محمد ﷺ کے جمال پر قربان۔ میری خاک بھی آپ کی آل کے کوچہ پر قربان آل رسولؐ سے سچی اور دلی محبت کے دو واقعات بیان کرتا ہوں۔

حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت اقدس قادیان میں اپنے باغ میں چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ میں کچھ احباب کے ساتھ زمین پر ایک بورے پر بیٹھا تھا کہ اچانک حضور کی نظر مجھ پر پڑی تو فرمایا:

ڈاکٹر صاحب! آپ میرے پاس چارپائی پر آکر بیٹھ جائیں۔ مجھے شرم محسوس ہوئی کہ حضرت صاحب کے برابر ہو کر بیٹھوں۔ حضور نے دوبارہ ارشاد فرمایا تو میں نے ادب سے عرض کیا کہ میں یہیں ٹھیک ہوں۔ لیکن حضور نے پھر تیسری بار خاص طور پر فرمایا آپ میرے ساتھ چارپائی پر آکر بیٹھ جائیں کیونکہ آپ سید ہیں اور آپ کا احترام ہم کو منظور ہے۔

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے بیان فرمایا کہ حضرت مسیح موعود اپنے باغ میں چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ محرم کا مہینہ تھا۔ آپ کو کربلا کے المناک واقعہ کی یاد آئی۔ اپنے محبوب کی اور آپ کے جگر گوشوں کی محبت نے جوش مارا۔ آپ نے اپنے دو چھوٹے بچوں کو اپنے قریب بلایا اور فرمایا آؤ بچو! میں تمہیں محرم کی کہانی سناتا ہوں۔ پھر آپ نے بہت دردناک انداز میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعات سنائے اس حال میں کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ آپ پر ایک عجیب کیفیت طاری تھی۔ آپ نے بڑے کرب کے ساتھ اپنے جذبات کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا

''یزید پلید نے یہ ظلم ہمارے نبی کریم ﷺ کے نواسے پر کروایا۔ مگر خدا نے بھی ان ظالموں کو بہت جلد اپنے عذاب میں پکڑلیا''۔

گھر کے ماحول کا یہ واقعہ آپ کے عشق رسول کا کیا خوب آئینہ دار ہے! محبوب کے گلی کوچوں سے محبت کا اظہار تو ایک روایت اور رسم بن گئی ہے۔ اس باب میں سچی الفت اور محبت کا نظارہ کرنا ہو تو حضرت مسیح موعود کے ان شعروں کی زبان میں بیان ہے۔ ایک فارسی شعر میں فرماتے ہیں۔

در کوئے تو اگر سر عشاق را زنند
اول کسے کہ لاف تعشق زند منم

کہ اے میرے محبوب! اگر تیرے کوچے میں عاشقوں کے سر قلم کئے جارہے ہوں تو سب سے پہلے جو شخص تیرے عشق کا نعرہ بلند کرے گا وہ میں ہوں گا۔

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد5 ص458)

وفورِ محبت کا اظہار

آنحضرت ﷺ کے عشق و محبت کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود نے اپنے دل میں جس شہر الفت بسانے کا ذکر کیا ہے اس کی گلی گلی آپ کے عشق رسول پر زندہ گواہ ہے۔

ایک روز حضرت مسیح موعود کی طبیعت کچھ ناساز تھی۔ آپ گھر میں چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ گھر میں حضرت اماں جان اور ان کے والد حضرت میر ناصر نواب صاحب بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ دوران گفتگو حج کا ذکر آنے پر حضرت میر صاحب نے کہا کہ اب تو حج پر جانے کے لئے سفر بہت آسان ہو گیا ہے۔ حج کے لئے جانا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود یہ باتیں سن رہے تھے۔ حج کا ذکر آنے پر آپ کے جذبات میں ایک ہیجانی کیفیت پیدا ہوگئی۔ آپ کی چشم تصور نے خانہ کعبہ کو اور روضہ نبوی ﷺ کو دیکھا اور وفور محبت سے بے اختیار آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ حج کی بیتاب تمنا بیدار ہوگئی لیکن اس کے ساتھ ہی آپ جذبات کی دنیا میں کہاں سے کہاں پہنچ گئے۔ آپ اپنے ہاتھ کی انگلی سے آنسو پونچھتے جاتے اور حضرت میر صاحب سے مخاطب ہو کر صرف اتنا فرمایا

''یہ تو ٹھیک ہے اور ہماری بھی دلی خواہش ہے مگر میں سوچا کرتا ہوں کہ کیا میں آنحضرت ﷺ کے مزار کو دیکھ بھی سکوں گا!''

(بحوالہ سیرت طیبہ ص36,35)

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے بیان کیا کہ ایک دفعہ دوپہر کے وقت میں (بیت) مبارک میں داخل ہوا تو دیکھا کہ حضرت مسیح موعود اکیلے ٹہل رہے ہیں اور آہستہ آہستہ گنگناتے ہوئے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا یہ شعر پڑھ رہے ہیں جو آپ نے رسول مقبول ﷺ کے وصال پر کہا تھا۔

كنت السواد لناظري فعمي عليك الناظر
من شآء بعدك فليمت فعليك كنت احاذر

یعنی اے میرے محبوب! تو تو میری آنکھ کی پتلی تھا آج تیری وفات سے میری آنکھ اندھی ہو گئی ہے۔ اب تیرے بعد جو چاہے مرے مجھے کچھ پرواہ نہیں، مجھے تو بس تیری ہی موت کا ڈر تھا۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ حضور دنیا و مافیہا سے کٹ کر اپنی ایک جذباتی کیفیت میں تھے کہ میری آہٹ سن کر آپ نے چہرے پر سے رومال والا ہاتھ اٹھایا تو میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب آپ سے اس کیفیت کا سبب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں حسان بن ثابت کا یہ شعر پڑھ رہا تھا اور میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہو رہی تھی کہ کاش یہ شعر میری زبان سے نکلا ہوتا!

(سیرت المہدی حصہ دوم ص22)

یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ حضرت مسیح موعود نے جو کچھ پایا وہ سارے کا سارا آنحضرت ﷺ کی سچی اور بے مثال محبت اور کامل اتباع کی برکت سے پایا۔ یہی وجہ ہے کہ ایک تو آقا اور معلم کل جہاں کہلایا ﷺ اور دوسرے نے اس آقا کی غلامی کا شرف حاصل کیا اور مسیح الزمان کا مرتبہ پایا۔

عاشقِ رسولؐ جماعت کا قیام

حضرت مسیح موعود کا بے مثال عشق رسول آپ کی زندگی تک محدود نہ تھا بلکہ اس کا سلسلہ آپ کے وصال کے بعد بھی تا ابد جاری ہے۔ آپ کا کلام زندہ۔ آپ کا اسوہ زندہ اور پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے تقویٰ شعاروں کی ایسی جاں نثار جماعت اپنی یادگار چھوڑی ہے جو نظام خلافت کے زیر سایہ عشق محمد ﷺ کے جذبہ سے سرشار ہے۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے کروڑوں احمدیوں کے سینہ میں رسول پاک ﷺ کی محبت کا بحر بیکراں موجزن ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی دین اور اس کی عطا ہے۔ رسول پاک ﷺ کے زندہ جاوید فیضان رسالت کی برکت ہے اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ یہ حضرت مسیح موعود کی عظیم قوت قدسیہ کا کرشمہ ہے۔ عشق محمد ﷺ کا چراغ کیسا عظیم الشان ہے کہ اس نے قلب احمد کو نور سے بھر دیا اور کیسا فیضان رساں یہ چراغ محبت رسول ہے کہ آج اس کے ذریعہ اکناف عالم میں عشق محمدؐ سے کروڑوں چراغ روشن ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود نے ہم سب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ ﷺ۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ''۔

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد19 ص14,13)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق اور سعادت عطا فرمائے۔ آمین

ہم خدا تعالیٰ کے حضور امام جماعت احمدیہ کی صحت و سلامتی اور درازی عمر کیلئے دعا گو ہیں۔

☆ صدر و اراکین عاملہ و اراکین جماعت احمدیہ شکور پارک ربوہ
☆ زعیم و اراکین عاملہ و اراکین انصاراللہ شکور پارک ربوہ
☆ صدر لجنہ و اراکین عاملہ و اراکین لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ شکور پارک ربوہ
☆ زعیم و اراکین عاملہ و اراکین خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ شکور پاک ربوہ
☆ حفصہ غیور اہلیہ محمد غیور احمد علوی نصیر آباد حلقہ غالب ربوہ (لیاقت چوک۔ سبزہ زار۔ لاہور)
☆ صدر و اراکین عاملہ و اراکین جماعت احمدیہ دارالرحمت شرقی بشیر الف ربوہ
☆ بشیر احمد طاہر ابن علم دین و والدین بیگم و بچگان دارالرحمت شرقی بشیر ربوہ
☆ صدر و اراکین عاملہ و اراکین جماعت احمدیہ حلقہ ٹھوکر نیاز بیگ۔ لاہور
☆ صدر و اراکین عاملہ و اراکین جماعت احمدیہ چک 6/11-L ضلع ساہیوال
☆ صدو اراکین عاملہ و اراکین جماعت احمدیہ دارالبرکات ربوہ
☆ زعیم و اراکین عاملہ و اراکین مجلس انصاراللہ چک 6/11-L ساہیوال
☆ صدر لجنہ و اراکین عاملہ و اراکین لجنہ اماء اللہ و اراکین ناصرات الاحمدیہ چک 6/11-L ضلع ساہیوال

رضوان فوڈز کے خالص مصالحہ جات زرعی اجناس کی خرید و فروخت کا با اعتماد مرکز

رضوان فوڈز

چوہدری محمد ابراہیم اینڈ سنز
دارالرحمت وسطی ربوہ
فون نمبر: 047-6212307

مکرم طارق حیات صاحب

موعود اقوام عالم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

ہندومت، بدھ مت، جین مت، زرتشت ازم کی پیشگوئیاں

عصر حاضر میں دنیا کی آبادی کو مذاہب کی تقسیم کے حوالہ سے دیکھنا چاہیں تو درج ذیل نہایت سرسری اندازہ قائم کیا جاسکتا ہے۔

نام مذہب	دنیا میں فیصد آبادی
عیسائیت	31.5٪
اسلام	23.2٪
ہندومت	15٪
بدھ مت	7.1٪
یہودیت	0.2٪
سکھ مت	0.4٪
جین مت	0.05٪
زرتشت مت	0.005٪
دہریت و دیگر مذاہب ومقامی نظریات وغیر وابستہ	22.545٪

مذکورہ بالا چارٹ کے متعلق بعض اساسی اور ضروری امور یہ ہیں کہ تاحال دنیا کی کل آبادی ہی محض تخمینی ہے، دنیا کے تمام ممالک کی یکساں اصولوں پر مردم شماری تو کجا دنیا کے بعض خطوں کی خانہ شماری ہی میسر نہیں۔ اس لئے مذاہب عالم کا حتمی چارٹ پیش کرنا تقریباً ناممکن ہے۔ دنیا کی آبادی کی تعیین میں بعض ممالک کی پسماندگی، امن وامان کی مخدوش صورت حال، وسائل کی کمیابی جیسی اساسی مشکلات حائل ہیں۔ وہاں ترقی یافتہ ممالک میں مذہب کو فرد کا سراسر ذاتی معاملہ قرار دیکر معین معلومات کی فراہمی سے انکار بھی شامل ہے۔ نیز طرز کہن پر اڑنا اور آئین نو سے ڈرنا بھی اہم پہلو ہے۔ پھر عصر حاضر کی سائنسی ترقیات، جدید ایجادات اور تعقل پسندی نے عقل و دانش سے متصادم اور بھاری نظریات کو احرار مغرب کے لئے مزید بوجھل بنادیا ہے۔

اسی طرح عیسائیت کے نام پر دنیا کے انبوہ کثیر میں وہ تمام لوگ بھی شامل ہیں جو نسلاً اور خاندانی طور پر تو عیسائی ہی ہیں مگر چرچ جانے سے ہچکچاتے اور یسوع کی الوہیت ایسے نظریہ کو ہضم نہیں کرسکتے۔ انگلستان کی متعدد یونیورسٹیوں میں مذہب اور تاریخ کے معمر پروفیسر نے گزشتہ برس راقم الحروف کے سامنے اظہار کیا کہ میرے طلباء اور دیگر روشن خیال افراد کی اکثریت الوہیت یسوع کے نظریہ کو دل ہی دل میں خیرآباد کہہ چکے ہیں۔

یہودیت اور عیسائیت کے حوالہ سے بائبل میں پیشگوئیوں پر الگ مضمون شامل شمارہ ہے۔

ہندومت

برصغیر کا ایک اہم مذہب، ہندومت ہے۔ جس کے ماننے والوں میں آسودہ حال، ذی علم برہمنوں سے لے کر بے علم کسانوں تک ہر طبقہ کے لوگ شامل ہیں اور ان کا خیال ہے کہ وہ دنیا کے قدیم ترین مذہب کے پیروکار ہیں اور یہ مذہب تخلیق کائنات کے ساتھ ہی وجود میں آیا اور کائنات جتنا ہی وسیع ہے۔ قدامت کے دعویٰ میں اس قدر مبالغہ کیا گیا ہے کہ ہندومت کے ابتداء کے مزعومہ دور میں تو زمین پر زندگی کا آغاز بھی نہ ہوا تھا یعنی Organic Life کی ابتداء بھی نہ ہوئی تھی۔ الغرض ہندومت کے قدیم ترین ہونے کا معاملہ تاریخی لحاظ سے غیر ثابت شدہ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اس دعویٰ قدامت کی حقیقت کچھ یوں عیاں کی ہے۔ فرمایا:۔

’’اگر ہندو فلسفہ کو مان بھی لیا جائے تو ان رشیوں کا زمانہ زمین پر زندگی کے آغاز سے بہت پہلے کا زمانہ بنتا ہے۔ جب فضا میں آکسیجن بھی موجود نہیں تھی‘‘۔

(الہام، عقل، علم اور سچائی صفحہ 111)

ویدوں کے حوالہ سے دیکھیں تو سام وید میں لکھا ہے کہ

’’احمد نے اپنے رب سے پُرحکمت شریعت کو حاصل کیا، میں سورج کی طرح روشن ہو رہا ہوں۔ یعنی میں (رشی دستہ کنو) اس بشارت کو دیکھتے وقت آفتاب رسالت کے نور سے منور ہو رہا ہوں۔‘‘

(سام وید پرپھاٹک 3 رشتی 6 منتر 8، بحوالہ نقوش، رسول صلی اللہ علیہ وسلم نمبر، ہندوؤں کی کتب مقدسہ میں بشارات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، مصنفہ: الحاج بشیر الدین پنڈت صاحب، جلد 3 صفحہ 585 مطبوعہ نقوش پریس لاہور)

قرآن کریم اس منتر کے راز سے پردہ ان الفاظ میں اٹھاتا ہے:

یا ایھا النبی انا ارسلناک شاھدا

(سورۃ الاحزاب، آیت: 47-46)

سب جانتے ہیں کہ روشنی دو طرح کی ہوتی ہے۔ اجرام فلکی کی۔ ایک وہ جو بذات خود روشن ہوتے ہیں جیسے سورج۔ دوسرے وہ اجرام جو اس سے روشن ہوتے ہیں، جیسے رات کے وقت چاند، ستارے دراصل سورج کی روشنی کی ہی گواہی دیتے ہیں۔ اس لئے رشی دستہ کا یہ کہنا کہ میں سورج کی طرح روشن ہوں درحقیقت سراجاً منیرا کیلئے ایک گواہی ہے اور وہ سراجاً منیرا احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

پھر اتھرون وید میں لکھا ہے کہ ’’نہیں مٹایا جاسکتا ہے یعنی نہیں روکا گیا ہے نائب ہونا جس کا۔ ایسا وہ رشی اپنے گیان کو ہی استعمال کرے گا‘‘۔

(اتھرو وید، سوکت نمبر 69 منتر 7 بحوالہ موعود اقوام عالم از مولانا عبدالرحمٰن مبشر صفحہ 76)

پاکستان اور ہندوستان کی تقسیم سے قبل متحدہ ہند میں آئے دن مختلف علاقوں میں عوام الناس کی لاعلمی اور مذہبی جہالت کے باعث تکلیف دہ واقعات سامنے آتے تھے، ایسے میں اخبار الفضل نے اپنی قابل قدر اور قابل تقلید شاندار روایت کے مطابق علمی مضامین شائع کئے۔ ایسا ہی ایک مضمون اخبار الفضل قادیان دارالامان نے مورخہ 25/ اکتوبر 1930ء کو مکرم مہتہ محمد عمر صاحب کے قلم سے نکلا ہوا شامل اشاعت کیا۔ جس کا ایک حصہ زیر نظر مضمون سے تعلق کی وجہ سے یہاں درج کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ مہتہ صاحب نے لکھا:

’’ہمارے بعض ہندو بھائی اپنی کتابوں سے ناواقفیت کی وجہ سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو برے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ گندے سے گندے اتہامات لگایا کرتے ہیں، لیکن اگر وہ تعصب اور ہٹ دھرمی کو چھوڑ کر ذرا اپنی مذہبی کتب کا مطالعہ کریں تو ان کو معلوم ہو جائے کہ ان کی کتابوں میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھگت اور ایشور کا اوتار مانا گیا ہے۔ چنانچہ جس قدر انبیاء علیہم السلام کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے ان میں سے اکثر کا ذکر ہندو دھرم کے مشہور رشی ویاس جی مہاراج نے اپنی کتاب بھوشیہ پوران میں کیا ہے اور انہیں خدا کا بھگت اور ایشور کا اوتار مانا ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھا ہے کہ

’’اتنے میں ایک آچاریہ (گرو) مہامد (محمدؐ) کے نام سے مشہور اپنے چیلوں کے ساتھ آیا۔ راجہ نے عرب دیش کے رہنے والے مہادیو کو پنچ گویہ سے ملے ہوئے پانی سے اشنان کرایا اور کہا۔ ہے راجہ ایشور، تیرا کلیان کریں گے۔‘‘ (بھوشیہ پوران، کھنڈ 3 اشلوک 5/27)............‘‘

قارئین کرام! اسی طرح ڈاکٹر وید پرکاش اپادھیائے ایم اے، ایل ایل بی، ڈی لٹ، ایم اے (سنسکرت وید) محقق صیغہ سنسکرت پریاگ یونیورسٹی، ہندوستان کی کتاب ’’کلکی اوتار اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم‘‘ کا شہرہ پاکستان میں بہت زیادہ ہے جنہوں نے بھاگوت پران کے بارہویں اسکند، دوسرے ادھیائے کے انیسوں اشلوک میں مذکور کلکی اوتار کے اوصاف ونشانیوں پر کچھ لکھا ہے۔ اور متفرق کتب تاریخ اسلام سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کا تذکرہ کیا ہے۔ اس تمام کاوش پر اردو کے نامی قلم کار، صحافی مرحوم حمید اختر صاحب نے اپنے کالم پرسش احوال میں ایک جاندار تبصرہ و تجزیہ کرکے خلاصہ لکھا۔ اس کے 10 اہم نکات درج ذیل ہیں۔

1۔ ہندوؤں کی مقدس کتابوں میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ ’’کلکی اوتار‘‘ اس دنیا میں خدا کے آخری پیغامبر ہوں گے اور وہ پوری دنیا کی راہنمائی کا فریضہ انجام دیں گے۔

2۔ اس اوتار کی پیدائش، ایک جزیرے پر ہوگی اور ہندو مذہب کی روایت کے مطابق اس کو جزیرہ نمائے عرب کہا جاتا ہے۔

3۔ کلکی اوتار کے والدین کے نام کے سلسلے میں والد کا نام وشنو بھگت اور ماں کا نام سومتی بتایا گیا ہے۔ اگر ان ناموں کے معانی پر غور کیا جائے تو ان سے بڑے دلچسپ نتائج سامنے آتے ہیں۔ وشنو (یعنی خدا) + بھگت (یعنی غلام) یوں اردو میں آنحضرتؐ کے والد کا نام ’’خدا کا غلام‘‘ ہے۔ عربی میں عبداللہ کا مطلب یہی بنتا ہے۔ سومتی (امن اور سکوت یا قرار) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کا نام آمنہ تھا، عربی میں جس کے معنی امن اور قرار کے ہیں۔

4۔ کلکی اوتار کی بنیادی خوراک کھجور اور زیتون پر مشتمل ہوگی اور وہ اپنے علاقے میں انتہائی دیانتدار اور سچے انسان کی حیثیت سے شہرت حاصل کرے گا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی انہی صفات کی وجہ سے زبردست شہر حاصل ہے۔

5۔ ویدوں میں جو پیشگوئی کی گئی ہے کہ کلکی اوتار کی پیدائش ایک نہایت معزز اور باوقار قبیلے میں ہوگی۔ یہ تعریف قبیلہ قریش پر پوری طرح صادق آتی ہے۔ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق ہے۔

ہندوؤں کی مقدس کتابوں میں واضح طور سے کہا گیا ہے کہ کلکی اوتار کو خدا اپنے پیغام رساں (فرشتے) کے ذریعے تعلیم دے گا اور یہ عمل ایک غار میں پورا ہوگا۔ یہ ہم سب جانتے ہیں کہ غار حرا میں پیغام رساں فرشتے جبرائیلؑ کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پیغام خداوندی پہنچا۔

7۔ مقدس، ہندو مذہبی کتابوں اور اپنشدوں کے مطابق خدا اس اوتار کو ایک انتہائی برق رفتار گھوڑا، سواری کے لئے دے گا جس پر وہ دنیا بھر کا سفر کرے گا اور آسمانوں کی سیر بھی کرے گا۔ فاضل مصنف نے اس موقعہ پر وضاحت سے بیان کیا ہے کہ یہ واضح اشارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے براق اور معراج کے سفر کی طرف ہے۔ معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے براق پر سفر کیا تھا۔

8۔ خدا اپنے اوتار کو معجزاتی امداد بہم پہنچائے گا۔ ہندوؤں کی مقدس مذہبی کتابوں کے اس انکشاف پر کتاب کے مصنف نے وضاحت کی ہے کہ یہ اشارہ اس مدد کی طرف ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ بدر میں بہم پہنچائی گئی۔

9۔ کلکی اوتار کی پیدائش مہینے کی بارہویں تاریخ کو ہوگی۔ یہ حقیقت سب کے سامنے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش بارہ ربیع الاول کو ہوئی (ہجری کیلنڈر کے مطابق)

10۔ مقدس کتابوں میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ اوتار زبردست شہ سوار اور ماہر شمشیر زن ہوگا۔ کتاب کے فاضل مصنف نے اس بارے میں ہندوؤں کی توجہ اس طرف مبذول کرائی ہے کہ اب جبکہ گھوڑوں اور تلواروں کا زمانہ ختم ہو چکا ہے اور ان کی جگہ گولہ بارود اور میزائلوں نے لے لی ہے وہ اپنے گھڑسوار اور شمشیر زن اوتار کا انتظار کیسے کر رہے ہیں؟ گھوڑے کی سواری اور شمشیر زنی میں مہارت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود تھی جنہیں

اب ہندوؤں کو اپنے آخری اوتار کے طور پر تسلیم کر لینا چاہئے۔

(مطبوعہ روزنامہ دن۔ بحوالہ: کتاب کلکی اوتار اور نبی کریم ﷺ۔ از ڈاکٹر وید پرکاش اپادھیائے، مرتبہ: ڈاکٹر اظہر وحید۔ سن اشاعت: 2001ء۔ طباعت: یوسف پرنٹرز، لاہور صفحہ: 1 تا 5)

بدھ مت

پانچویں صدی قبل مسیح میں حضرت سدارتھ گوتم بدھ کی ذات و تعلیمات سے موجودہ ملک نیپال سے شروع ہونے والے اس مذہب کی طرف منسوب ہونے والے لوگوں کی تعداد جون 2013ء میں ایک ارب، چودہ کروڑ، ساٹھ لاکھ، بیالیس ہزار نفوس سے زیادہ تھی۔ یوں اس مذہب کی طرف منسوب لوگ دنیا کی کل آبادی کا 1/7 سے زیادہ ہے۔ اگر مزید گہرائی میں تجزیہ کریں تو اس مذہب کا دائرہ اس اندازہ سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ دنیا میں بدھ مت پر عمل پیرا لوگوں کی تعداد اور ہے اور جو لوگ محض فیشن اور دیکھا دیکھی بدھ مت کی طرف خود منسوب کرتے ہیں وہ کافی زیادہ ہیں کیونکہ مذہب کا دائرہ جس قدر تنگ ہوگا اتنا ہی اس میں داخل ہونے والے محدود ہوتے ہیں۔ اور جتنی کسی مذہب میں اباحت عام ہوگی اتنا ہی تن آسان اس کی طرف زیادہ رخ کرتے ہیں۔

نیز بدھ مت کے پیروکاروں کی اصل تعداد کو مزید مبہم کرنے والا ایک امر ملک چین بھی ہے۔ یہ ایک وسیع ملک ہے، اور وہاں کوئی شخص بیک وقت اپنے روائتی، مقامی خاندانی مذہب کا بھی پیروکار ہوسکتا ہے اور بدھ مت کی طرف بھی منسوب رہ سکتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ

گوتم بدھ کے حالات زندگی اور اقوال و تعلیمات کی تدوین ان کی وفات کے صدیوں بعد ہوئی۔ لیکن پھر بھی ایسی باتیں اور شواہد موجود ہیں جو بانی اسلام ﷺ کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

مثلاً لکھا ہے کہ مہاتما بدھ کی وفات سے کچھ عرصہ قبل ان کے شاگرد خاص آنند نے مبارک بدھ سے کہا:

''جب تو چلا جائے گا، ہم کو کون تعلیم دے گا،، مبارک بدھ نے جواب دیا۔ صرف میں ہی اکیلا بدھ نہیں ہوں جو دنیا میں آیا ہوں۔ اور میں آخری بھی نہیں ہوں گا۔ میں تم کو سچائی سکھانے کو آیا تھا۔ اور............ سچائی کی اشاعت ہوگی۔............ تب تھوڑے دنوں کے واسطے بھرم کے بادل روشنی کو دھندلی کر دیں گے اور مناسب وقت میں دوسرا بدھ پیدا ہوگا اور وہ تم پر اس سچائی کا اظہار کر دیگا جس کی میں نے تعلیم دی ہے۔ آنند نے پوچھا ہم اس کو کس طرح پہچانیں گے؟ مبارک بدھ نے کہا۔ میرے بعد جو بدھ آوے گا میتریہ کے نام سے مشہور ہوگا یعنی وہ جس کا نام خود مہربانی ہوگا۔''

(کلیان دھرم صفحہ 373، باب 96 آیت 12 تا 15 مترجمہ شوبرت لعل ورمن ایم اے۔ بحوالہ تحقیق جدید در بارہ موعود اقوام عالم از مولانا عبدالرحمٰن مبشر صاحب، صفحہ 23)

گوتم بدھ کے زمانہ میں آپ کے پیرو آپ کو Tathagata کہتے تھے۔ جس کا مطلب The successor to his Predecessors in office یعنی وہ جو اپنے پیشرو کے نقشِ قدم پر آیا۔ یعنی ایک جاری سلسلہ ہے۔

ماہرین بدھ مت بتاتے ہیں کہ میتریا، یا میتیا وغیرہ کو آخری بدھا کہا گیا ہے یعنی ''خاتم النبیین'' یعنی آخری شریعت لانے والا، بتایا ہے۔

اسی طرح متیا کے لفظ کے معانی میں رحمۃ للعالمین کا مفہوم موجود ہے۔ جو صرف اور صرف آنحضور ﷺ کو خطاب ملا ہے۔

نیز متیا کو دنیا کے تمام لوگوں کے لئے بتایا گیا، جو کافۃ الناس کی طرف مبعوث ہونے والے نبی ﷺ کی خاص نشانی ہے۔ وغیرہ وغیرہ

بدھ ازم کے مطابق تاریکی کے دور میں لوگوں کی بھلائی کے لیے مختلف بدھا ظہور فرما ہوتے رہے ہیں۔ بدھ مت کے بڑے فرقے مہایانہ اور ہنایانہ وغیرہ اس پیش گوئی کے قائل ہیں۔

بدھ مت پر غیر معمولی تحقیق کرنے والے مستشرق ایڈورڈ کونزے نے اپنی محولہ ذیل کتاب میں تحریر اور نقشہ بنا کر بتایا ہے کہ Dipankara سے صدیوں بعد Shakyamuni یعنی گوتم بدھ آیا اور پھر دور آخر میں بدھوں کی کڑی اور لڑی میں Maitreya تشریف لائیں گے۔

(BUDDHIST SCRIPTURES BY EDWARD CONZEY PAGE 19)

حضرت مسیح موعود نے بھی فرمایا ہے:

''گوتما بیان کرتا ہے کہ میں پچیسواں بُدھ ہوں۔ اور بگوا متیّا نے ابھی آنا ہے۔

(مسیح ہندوستان میں۔'' روحانی خزائن جلد 15 ص 83)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع بدھ مت والوں کو پیغام حق پہنچانے کے لئے احمدیوں کو متعلقہ زبان سیکھنے اور تعلق باللہ بڑھانے کا سلیقہ سکھایا کرتے تھے۔

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دورہ جات میں بدھ علماء و رہنماؤں کو بھی قریب لانے کی کوششیں فرماتے رہتے ہیں مثلاً

دسمبر 2012ء کے دورہ بیلجئم کے دوران ایک بدھ رہنما سے گفتگو فرمائی اور ذکر ہوا کہ عصر حاضر میں بدھ مت اور جماعت احمدیہ میں مشترکہ چیز امن کی خواہش اور مسلسل مظالم کا سامنا ہے۔ وغیرہ وغیرہ

سکھ مت

اس فرقہ کا زمانہ آغاز ہی ظہور اسلام کے بعد کا ہے اور بانی سلسلہ کا اپنا تعلق بانی اسلام ﷺ سے خصوصی تھا۔

جین مت

جین مت ہندومت سے تعلق رکھنے والا برصغیر کا ایک اہم مذہب ہے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ ''آریہ ورت کے لاکھوں ہندو جو جین مت وغیرہ ناموں سے اپنے تئیں منسوب کرتے ہیں''

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ: 40)

جین مت کے سربراہ کو ترتھینکر Tirthankara یا جینا (وہ جس نے اپنی خواہشوں کو فتح کر لیا) کہتے ہیں۔ جین مت کے چوبیسویں ترتھینکر مہاویر ہیں۔ آپ کی پیدائش 599 قبل مسیح میں ہندوستان کے علاقہ بہار میں ہوئی۔ اور آپ نے 72 سال کی عمر میں وفات پائی۔

جین مت کے مقدس مذہبی صحائف کو Max Muller کی نگرانی میں پراکرت زبان سے Hermann Jacobi اور Julius Eggeling نے انگریزی میں منتقل کیا۔ جو پچاس جلدوں کی کتاب The Sacred Books of the East کی جلد 22 اور 26 میں درج ہیں۔ اور یہ جلدیں بالترتیب 1884ء (اور 1885ء) میں شائع ہوئیں۔

جماعت احمدیہ عالمگیر کے محققین پر اس مذہب کے صحائف کا تاحال قرض ہے کہ کوئی ان کا تعارف، تجزیہ اور مفید حوالہ جات کی تخریج کا کام کرے۔ ع

صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے

پارسی/زرتشتی

ایران کا قدیمی مذہب جس کے بانی حضرت زرتشت علیہ السلام تھے، اس مذہب کا زمانہ عروج مختلف محققین نے مختلف بتایا ہے، قرآن کریم میں اس مذہب اور بانی کا ذکر نہیں آیا۔ لیکن مسلمانوں نے فتح ایران کے بعد زرتشتیوں سے اہل کتاب والا معاملہ کیا، یقیناً خلفائے راشدین کی یہ پالیسی قابل احترام ہے۔ جماعت احمدیہ حضرت زرتشت علیہ السلام کو نبی اللہ مانتی ہے۔ مگر ان کے حالات و واقعات گوشہ گمنامی میں زیادہ ہیں۔

علامہ شیخ محمد اقبال کا کہنا ہے کہ زرتشت کی شخصیت و حقیقت یورپین محققین کے نزدیک محض افسانوی وجود کی تھی لیکن پروفیسر W. A. Williams Jackson نے سال 1899ء میں کتاب Zoroaster, The Prophet of Ancient Iran لکھ کر یہ تاثر دلائل کے ساتھ ختم کیا۔

(فلسفہ عجم، صفحہ 21 حاشیہ، انگریزی تصنیف: ڈاکٹر علامہ شیخ محمد اقبال، اردو ترجمہ: میر حسن دین بی اے ایل ایل بی (عثمانیہ) نفیس اکیڈمی، کراچی، 1969ء)

زرتشت مت بظاہر نظر دنیا کا ایک نہایت گمنام اقلیتی دین ہے لیکن اس کے صحائف میں بھی بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے متعلق واضح الفاظ اور معین نشانیوں کے ساتھ پیش خبری موجود ہے بلکہ ان اوراق میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور دور آخر میں مامور من اللہ کے ذریعہ ہونے والی ترقیات کی بھی نقشہ کشی ہے۔

زرتشتی مذہب کے الہامی صحیفوں کے دو اہم حصے ہیں۔ ایک دفتر اول، جس میں ''ژند اوستا'' شامل ہیں۔ اور دوسرا دفتر ''دساتیر'' کے نام سے مشہور ہے۔ دساتیر جمع ہے دستور کی یعنی شرائع و قوانین۔

دساتیر کی ایک پیش گوئی کے متعلق جماعت کے موقر تحقیقی رسالہ ''الفرقان'' کے سیرۃ نمبر جنوری 1957ء میں محترمی شیخ عبدالقادر صاحب محقق کا مضمون شائع ہوا۔ جس میں کئی پیشگوئیوں کا ذکر کیا گیا۔

اسی طرح جرمن نژاد برطانوی معروف زبان دان میکس مولر (Max Muller) کی زیر نگرانی تیار ہونے والی پچاس جلدوں کی کتاب Sacred Books of the East کے متعلق بھی کہا جاتا ہے کہ اس کی جلد 23 میں ژند اوستا کے حصہ دوم کے انگریزی ترجمہ کے صفحہ 220 پر آنحضور ﷺ کا نام نامی بھی مذکور ہے۔ یہاں لفظ Soeshyant آیا ہے جو کہا جاتا ہے کہ محمد کا ترجمہ ہے۔ (مثلاً Haisting's Encyclopedia) اور یہ پیشگوئی فتح مکہ اور مخالفین و خونی دشمنوں کے لئے عام معافی کے اعلان سے پوری ہوئی۔ اصل حوالہ درج ذیل ہے۔ ژند اوستا، فرواد ین یشت، باب 28 آیت 129۔

طاہر ہیئر فیشن
راشد مارکیٹ کالج روڈ ربوہ
طالب دعا: طاہر محمود: 0333-6706062

ریٹ کے فرق پر خریدا ہوا مال واپس ہو سکتا ہے۔
ورلڈ فیبرکس
موسم رواں کے لیڈیز جینٹس کپڑوں کی ورائٹی کے ساتھ ساتھ لہنگا، ساڑھی اور عروسی ملبوسات کا مرکز
ملک مارکیٹ نزد یوٹیلٹی سٹور ریلوے روڈ ربوہ
047-6213155, 0333-6550796

خان سینٹری ورکس
سامان سینٹری
● ڈیورا واٹر ٹینک ● جی آئی پائپ ● چائنہ فٹنگ
● سماوار گیزر ڈیلر ● پی وی سی پائپ
ہماری خدمات حاصل کریں
بہترین سماوار گیزر دستیاب ہیں
لال پمپ کے بااعتماد ڈیلر
P.P.R پائپ اینڈ فٹنگ
0302-7683580
دارالرحمت شرقی ربوہ
پروپرائٹر: فیاض احمد خان
047-6212831

مکرم ڈاکٹر عبدالکریم خالد صاحب

نعت رسول ﷺ میں جماعت احمدیہ کا امتیازی مقام

حضرت مسیح موعود کی اتباع میں احمدی شعراء کے عطر بیز نغمے

اردو شاعری میں نعت نگاری کو ایک باقاعدہ صنف کا درجہ حاصل ہے جسے گزشتہ ایک صدی کے دوران میں قابل لحاظ پذیرائی حاصل ہوئی۔ یوں بھی اسے ایک موضوعی صنف ہونے کے ناتے کسی مخصوص ہیئت کا پابند نہ ہونے کے باعث اظہار و بیان کا ایک وسیع میدان دستیاب ہوا اور شعراء نے غزل، قصیدہ، مثنوی اور دیگر صنفی ہیئتوں میں مدحت رسولؐ کا ایسا چمن آباد کیا جس کے رنگ برنگ پھولوں کی مہکار دل و جاں میں اترتی چلی جاتی ہے۔

بنیادی طور پر نعت نگاری ہماری دینی تہذیب کا ایک اہم مظہر ہے جس کی اساس عشق پیمبر ﷺ پر استوار ہے۔ یہ عشق روح کی پاتال سے ابھرتا ہے اور نعت گو کے پورے وجود میں عقیدت و محبت، جذب و سوز اور کیف و سرور کا رنگ بھرتا ہے۔ عقیدت و محبت کے باب میں عام طور پر مبالغہ بھی راہ پا جاتا ہے جسے شاعری کا حسن کہا جاتا ہے لیکن نعت کے ذیل میں مبالغہ ایک عیب ہے کیونکہ یہاں سیرت رسولؐ کے ذکر جمیل کے لئے عقیدت و محبت کے ساتھ ساتھ فکر کی پختگی، نظر کی وسعت اور علم و خبر کی صداقت درکار ہے جو شعور کو بیدار کر کے اسے نزاکت احساس کی سطح پر لانے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ اس پر مستزاد، اگر آپ عصری شعور سے پوری طرح بہرہ ور ہیں اور خود آگہی کی راہ پر چلنے والے ہیں، روحانی واردات کا تجربہ رکھتے ہیں اور قلب و روح کی طہارت کا شفاف آئینہ پہلو میں رکھتے ہیں تو آپ کی نعت بجائے خود ایک اعلیٰ ترین واردات قلبی کا درجہ حاصل کر لیتی ہے اور آپ ان ایمان والوں میں شامل ہو جاتے ہیں جو خالق کائنات اور ملائکہ کی پیروی میں صلوا علیه وسلموا تسلیما کی راہ پر قدم مارتے ہیں۔

اردو شاعری میں نعت کہنے والے بہت ہوئے اور سب نے اپنی اپنی بساط کے مطابق اپنے اپنے رنگ میں اس معدن تقدیس کے جواہر کو الفاظ کی جبیں پر سجانے کی سعی کی۔ یہ اللہ جانتا ہے کہ کون اپنی اس سعی کو سعی مشکور کے درجے تک لانے میں کامیاب ہوا لیکن بہت کچھ احوال اہل دل کی دانش و بینش اور بصیرت پر بھی عیاں ہے کہ کہاں کس ارفع خیال نے انہیں گھائل کیا اور کسی کا کہا ہوا ایک ہی شعر یوں دل میں ترازو ہوا کہ عمر بھر پیوست جاں رہا۔ ایسی ایک نہیں بیسیوں مثالیں موجود ہیں کہ نعت کو اس کے تمام تر لوازم کے ساتھ برتنے اور اس کی اصل روح کی کشاد میں جو عاشقان باوفا صرف ہوئے وہ اپنے عشق کے معاملے میں قاب قوسین کی رفعتوں اور عظمتوں کے شناور تھے اور الوہی صفات کے مظہر اتم سرور کائنات حضرت محمد ﷺ کے مقام و مرتبے کو اس سلیقے سے پہچانتے تھے کہ ان کے علاوہ کسی اور جانب ان کی نگاہ اٹھتی ہی نہ تھی۔

حضرت مسیح موعود

انیسویں صدی کے اواخر میں ہندوستان کی سرزمین پر جس عظیم روحانی انقلاب کا ڈول ڈالا گیا اس نے معتقدات کے روایتی سانچوں پر ہی کاری ضرب نہیں لگائی بلکہ عشق رسولؐ اور حب محمدؐ کے پیمانوں کو بھی بدل ڈالا۔ حقیقت آشنائی کے اس مرحلے پر مہدیٔ دوراں حضرت اقدس مسیح موعود نے قوم کی سمت نمائی کی اور اس کے فرسودہ عقائد اور توہمات کی بیخ کنی اور راست فکر کی تخم ریزی کی۔ اس راست فکر کا سرچشمہ توحید باری تعالیٰ، قرآن حکیم اور نبی اکرم ﷺ کی ذات والا صفات اور آپؐ کا اسوہ حسنہ تھا۔ جس کی تعبیر و تشریح حضرت مہدیٔ معہود کی تحریروں اور ملفوظات کے ذریعے عوام الناس تک پہنچی تو انہیں دین کا صحیح مفہوم اور معرفت حاصل ہوئی۔ خدا کے اس فرستادے نے جہاں تاویلوں میں الجھے ہوئے ذہنوں کو تاریکی سے نکال کر نور محمدیؐ کی بصیرت زا دانائی عطا کی وہاں اردو کے نثری اور شعری ادب کو بھی اپنے خداداد علم کلام کی بصیرتیں بخشیں۔ اس فن میں آپؑ کی مرکز نگاہ سرور کائنات حضرت محمد ﷺ کی عظیم شخصیت تھی جسے آپؑ نے آئینے کی طرح شفاف کر کے دکھایا اور عشق محمدؐ کا دعویٰ کر کے اپنے عمل سے اسے سچ ثابت کر دیا۔ آپ کی شاعری کا سارا قرینہ عشق محمد مصطفیٰؐ سے عبارت ہے۔ آپ کے نعتیہ اشعار آپ کی نثری تحریروں میں آبدار موتیوں کی طرح اپنی چھب دکھاتے اور پڑھنے والوں کو اپنے سوز و گداز اور جذب و کیف سے مسحور کر دیتے ہیں۔ اردو، فارسی اور عربی زبان میں کہے گئے یہ اشعار اپنی مثال آپ ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے آپ کے وجود کا ہر ایک ذرہ عشق محمد مصطفیٰ میں فنا ہونے کو بیتاب ہے اور حقیقت یہ ہے کہ آپ نے رسول مقبول ﷺ کی محبت میں خود کو فنا کر دیا۔

جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است
خاکم نثار کوچۂ آل محمدؐ است

ربط ہے جان محمدؐ سے مری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے
تیری الفت سے ہے معمور مرا ہر ذرہ
اپنے سینے میں یہ اک شہر بسایا ہم نے
دلبرا مجھ کو قسم ہے تیری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے

وہ آج شاہ دیں ہے وہ تاج مرسلیں ہے
وہ طیب و امیں ہے اس کی ثنا یہی ہے

جسمی یطیر الیک من شوق علا
یا لیت کانت قوۃ الطیران

یہ چند اشعار محض مثال کے لئے درج کئے گئے ہیں ورنہ آپ کے نعتیہ اشعار کا ایک کثیر سرمایہ ''درثمین'' ''درمکنون'' اور سلسلے کی کتابوں اور رسائل و جرائد میں محفوظ ہے۔

(دیکھئے الفرقان، نعت نبویؐ نمبر، دسمبر 1975ء)

حضرت مسیح موعود کے نعتیہ کلام نے نہ صرف اپنے عہد کی نعتیہ شاعری پر گہرے اثرات مرتب کئے بلکہ آنے والے زمانے کے لئے بھی نعت نگاری کے ضابطے اور اصول مرتب کر دئے۔ نعت گوئی، جسے محض شمائل کے بیان اور سراپا نگاری تک محدود کر دیا گیا تھا۔ ان حدود سے باہر نکلی اور سیرت و سوانح، اسوہ حسنہ اور اخلاق نبویؐ جیسے اعلیٰ مضامین سے اپنا دامن بھرنے اور رسول مقبول ﷺ کے فیضان اور قوت قدسیہ کے مظاہر پیش کرنے لگی۔ حضرت مسیح پاک کے کلام کی تاثیر نے غیروں کو بھی اپنی جانب متوجہ کیا اور آپ کے سخت ترین معاندین بھی اپنی تحریروں اور تقریروں میں آپ کے اشعار (حوالے کے بغیر ہی سہی) جابجا استعمال کرنے لگے۔

(دیکھئے بیسویں صدی کا شاہکار از مولانا دوست محمد شاہد صاحب)

حضرت مصلح موعود

احمدی شعراء کا حضرت مسیح پاک کے کلام بلاغت نظام سے متاثر ہونا ایک فطری بات تھی۔ آپ کے اصحاب میں باکمال اہل سخن موجود تھے جنہوں نے مروجہ شاعری سے گریز کر کے آپ کا رنگ پکڑا اور آپ کے اسلوب شعر کو اختیار کرنے میں فخر محسوس کیا۔ ان میں حضرت مصلح موعود مرزا بشیرالدین محمود احمد کا نام نامی سرفہرست ہے۔ آپ کا شعری مجموعہ موسوم بہ ''کلام محمود'' اپنے فکری اور فنی محاسن کے غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔ اس مجموعے میں شامل نعتیہ اشعار عقیدت و محبت اور جاں سپاری کی عجیب کیفیت پیدا کرتے ہیں۔

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے
کہ وہ کوئے صنم کا راہنما ہے

بیمار روح کے لئے خاک شفا ہوں میں
ہاں کیوں نہ ہو کہ خاک در مصطفیٰؐ ہوں میں

حاکم رہے دلوں پہ شریعت خدا کرے
حاصل ہو مصطفیٰؐ کی رفاقت خدا کرے
بطحا کی وادیوں سے جو نکلا تھا آفتاب
بڑھتا رہے وہ نور نبوت خدا کرے
قائم ہو پھر سے حکم محمدؐ جہان میں
ضائع نہ ہو تمہاری یہ محنت خدا کرے

محمدؐ عربی کی ہو آل میں برکت
ہو اس کے حسن میں برکت جمال میں برکت
ہو اس کی قدر میں برکت کمال میں برکت
ہو اس کی شان میں برکت جلال میں برکت

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کی معروف نعت ''علیک الصلوٰۃ علیک السلام'' سماعتوں پر برکھا کی پھوار کی طرح اترتی اور قلب و نظر کو شبنم ریز کر دیتی ہے۔ نبی پاک ﷺ کے کمالات اور صفات کا جس خوبی اور سلیقے سے بیان اس نعت میں ملتا ہے وہ کہیں اور کم ہی دیکھنے میں آیا ہے۔ مسدس کی ہیئت میں لکھی گئی اس نعت کا ایک ایک بند سننے والے پر سحر طاری کر دیتا ہے۔ عشق اور فکر کے امتزاج سے لکھی گئی یہ نعت شگفتگی، رعنائی اور ندرت کی خوبصورت مثال ہے۔ اس نعت کے اشعار پڑھ کر یوں لگتا ہے گویا قلم سے قوس قزح پھوٹتی ہے۔

حسینان عالم ہوئے شرمگیں
جو دیکھا وہ حسن اور وہ نور جبیں
پھر اس پر وہ اخلاق اکمل تریں
کہ دشمن بھی کہنے لگے آفریں
زہے خلق کامل زہے حسن تام
علیک الصلوٰۃ علیک السلام

نبوت کے تھے جس قدر بھی کمال
وہ سب جمع ہیں آپؐ میں لامحال
صفات جمال اور صفات جلال
ہر اک رنگ ہے بس عدیم المثال
لیا ظلم کا عفو سے انتقام
علیک الصلوٰۃ علیک السلام

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع بھی شعر گوئی سے خاص شغف رکھتے تھے۔ اردو کے کلاسیکی شعراء خصوصاً غالب کے کلام کی تفہیم جیسی آپ کو تھی، کسی کو نہ تھی۔ آپ کی نعت میں مضمون کے تقدس کا احساس بہت نمایاں ہے اس پر مستزاد وہ رنگ تغزل ہے جس سے مصرعوں میں ترنم اور نغمگی پیدا ہوتی ہے۔ آپ کی ایک نعت ''اے شاہ مکی و مدنی سید الوریٰ'' کا شان نزول ایک رویا ہے جس میں ایک شخص پُر درد آواز میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کو مخاطب کر کے حضرت مسیح موعود کا کوئی کلام پڑھ رہا ہے۔ اس میں ایک مصرعہ نے غیر معمولی طور پر ان کے دل پر اثر کیا اور اس مصرعہ کے الفاظ تھے ''اے میرے والے مصطفیٰ''۔ چنانچہ یہی مصرعہ اس نعت کی تخلیق کا باعث بنا۔

تو میرے دل کا نور ہے اے جان آرزو
روشن تجھی سے آنکھ ہے اے نیر ہدیٰ
اے میرے والے مصطفیٰؐ اے سید الوریٰ
ایک کاش ہمیں سمجھتے نہ ظالم جدا جدا

اس نعت میں الفاظ کے چناؤ اور ترکیب بندی میں بے حد سلیقہ پایا جاتا ہے۔ محبت اور عقیدت کے باب میں بلند خیالی بھی اس نعت کی نمایاں خوبی ہے۔ جان آرزو جیسی ترکیب عام محبوب کے لئے بھی استعمال ہوتی

ہےلیکن یہاں میرے دل کا نور کہہ کر آپ نے اس ترکیب میں ترفع پیدا کر کے اس کا مفہوم ہی بدل دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ شاعری میں سخن فہمی اور سخن سازی دونوں میں آپ کو کمال حاصل تھا۔آپ کی ایک اور نعت کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

حضرت سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم   سب نبیوں میں افضل و اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نام محمدؐ کام مکرم صلی اللہ علیہ وسلم   ہادیٔ کامل، رہبر اعظم، صلی اللہ علیہ وسلم
آپؐ کے جلوۂ حسن کے آگے،شرم سے نوروں والے بھاگے   مہر و ماہ نے توڑ دیا دم صلی اللہ علیہ وسلم
اک جلوے میں آناً فاناً، بھر دیا عالم کر دیئے روشن   اترّ دکھن پورب پچھمّ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت نواب مبارکہ بیگم

حضرت مسیح موعود کی مبشر اولاد میں حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ غیر معمولی طور پر شعر گوئی کا ہنر رکھتی تھیں۔''درعدن'' کی نظمیں اپنی برجستہ گوئی اور احساس وجذبے کی فراوانی کے سبب بے اختیار دامن دل کھینچتی ہیں۔یوں تو آپ کی اکثر نظموں میں نعت کا آہنگ موجود ہےلیکن ایک نظم ''عورت پر اسلام کے احسانات'' میں خصوصاً عہد جاہلیت کی عورت پر ہونے والے مظالم یاد دلا کر نبی پاک ﷺ کے احسان عظیم کا ذکر ان اشعار میں کیا گیا ہے۔

وہ رحمت عالم آتا ہے، تیرا حامی ہو جاتا ہے   تو بھی انساں کہلاتی ہے سب حق تیرے دلواتا ہے
ان ظلموں سے چھڑواتا ہے
بھیج درود اس محسن پر تو دن میں سو سو بار   پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار

آخری مصرعہ ''پاک محمدؐ مصطفیٰ نبیوں کا سردار'' حضرت مسیح موعود کا الہامی مصرعہ ہے جو حقیقۃ الوحی میں درج ہے۔

چوہدری محمد علی

جماعت احمدیہ کے شعراء میں چوہدری محمد علی صاحب مضطر کا پایہ بہت بلند ہے۔آپ کی پُرتاثیر شاعری رگ جاں میں اترتی اور احساس میں جنبش پیدا کرتی ہے۔آپ کی کتاب ''اشکوں کے چراغ'' شاعری کا ایک نادر مجموعہ ہے جو آپ کی قادرالکلامی، اور گلاب کی طرح مہکتے ہوئے اشعار کی خوبصورت عکس بین ہے۔ چوہدری صاحب کے نعتیہ اشعار ان کے منفرد اسلوب کا شاہکار ہیں۔ نبی پاک ﷺ سے محبت اور عقیدت کے اظہار میں یہ شعر بھولنے والا نہیں۔

صبا نہاؤں گلاب پہنوں تو سوچنے کی کروں جسارت   وضو کروں پہلے آنسوؤں سے تو اسم عالی جناب لکھوں

یہ خاص کیفیت کا نعتیہ شعر ہے اور یہ اسی شخص کی زبان سے ادا ہو سکتا ہے جو سرتا پیر عشق محمدؐ میں ڈوبا ہوا ہو۔چوہدری صاحب کی ایک نعت کے یہ اشعار ملاحظہ ہوں۔

آؤ حسن یار کی باتیں کریں   یار کی ، دلدار کی باتیں کریں
اک مجسم خلق کے قصے کہیں   احمدؐ مختار کی باتیں کریں
اک گل خوبی کا چھیڑیں تذکرہ   حسن خوشبودار کی باتیں کریں

راجہ غالب احمد

راجہ غالب احمد صاحب علمی و ادبی حلقوں میں معروف ہیں اور ملک گیر اہمیت کے شاعر ہیں۔ان کی شاعری کے دو مجموعے ''راحت گمنام'' اور ''رخت ہنر'' کے نام سے منظر عام پر آچکے ہیں۔ان کی لغت میں غزلیہ آہنگ نمایاں ہے۔ان کی نعتیہ غزل کے چند اشعار دیکھئے۔

مرا آقا محمدؐ مصطفیٰ ہے   مرا سردار احمدؐ مجتبیٰ ہے
مرے آقا کا اس میں نقش پا ہے   مرا دل بھی تو اک غار حرا ہے
سلام اس پر درود اس پر کہ جس نے   ہمیں اپنی غلامی میں لے لیا ہے

صاحبزادی امۃ القدوس

صاحبزادی امۃ القدوس بیگم صاحبہ کا کلام دل نشیں یقین و ایمان کی اس منزل پر لا کھڑا کرتا ہے جس میں ثبات ہے،لغزش نہیں۔ ایک منفرد انداز بیاں اور جداگانہ اسلوب نے انہیں جماعت احمدیہ کے چوٹی کے شاعروں میں جگہ دی ہے۔ان کے یہاں احساس اور جذبے کی فراوانی ہے جس میں نسائی آہنگ کہیں دھیما، کہیں شوخ نظر آتا ہے۔ان کی ایک خوبصورت نعت بہت مقبول ہوئی۔مخمس کی ہیئت میں لکھی گئی اس نعت کے دو بند پیش کئے جاتے ہیں۔

سوچا جب وجہ تخلیق دنیا ہے کیا؟   عرش سے تب ہی آنے لگی یہ ندا
مصطفیٰ، مصطفیٰ، مصطفیٰ، مصطفیٰ   وہ ہے خیر البشر وہ ہے خیر الانام
اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام

اس کی سیرت حسین، اس کی صورت حسیں   کوئی اس سا نہ تھا، کوئی اس کا نہیں
اس کا ہر قول ہر فعل ہے دلنشیں   خوش وضع، خوش ادا، خوش نوا، خوش کلام
اس پہ لاکھوں درود اس پہ لاکھوں سلام

قمر اجنالوی

قمر اجنالوی صاحب دنیائے ادب کا ایک اہم نام ہے۔اجنالے میں پیدا ہونے والے عبدالستار نے قادیان سے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور قمر اجنالوی کے نام سے تاریخی ناول نگار کے طور پر لازوال شہرت حاصل کی۔آپ شاعری میں بھی ایک منفرد مقام رکھتے ہیں۔آپ کا نعتیہ قصیدہ ''بنام خیرالانامؐ'' غیر معمولی شہرت کا حامل ہے۔آپ نے لاہور کی ایک پُرہجوم ادبی محفل میں جس کی صدارت احمد ندیم قاسمی کر رہے تھے، یہ قصیدہ پڑھ کر سنایا تو ہر ہر شعر پر تحسین وآفریں کی صدائیں بلند ہوتی رہیں۔یہ نعتیہ قصیدہ آنحضور ﷺ کی ذات اقدس سے بے پناہ عقیدت ومحبت کا اظہاریہ ہے۔اس قصیدے میں امت کی زبوں حالی اور عالمی بساط پر اس کے نکہت وادبار کا ذکر استغاثے کے رنگ میں کیا گیا ہے اور آنحضورؐ کی نظر کرم کی التجا ہے۔اہم نقادوں نے اس قصیدے کو حالی کی مسدس اور اقبال کے شکوہ کے برابر مقام دیا ہے۔

مدارج ان کے بلند سب سے   بیان لطف و کرم سے پہلے
قلم کو زم زم سے صاف کر کے   ذرا محمدؐ کا نام لکھو
قمر نبیؐ کو پیام لکھو

لکھو گے کیا کیا مقام ان کے   نماز ان کی، سلام ان کے
سجود ان کے قیام ان کے   سجود لکھو، قیام لکھو
قمر نبیؐ کو پیام لکھو

حضورؐ! چشم کرم ہو ہم پر   نگاہ لطف حرم ہو ہم پر
نہ اور کوئی ستم ہو ہم پر   یہ التجا ان کے نام لکھو
قمر نبیؐ کو پیام لکھو

سلیم شاہجہانپوری

سلیم شاہجہانپوری صاحب جماعتی حلقوں میں ایک اعلیٰ پائے کے شاعر کے طور پر معروف ہیں۔انہوں نے احمدی شعراء کا ایک تذکرہ بھی مرتب کیا۔ان کی ایک عمدہ نعت کے دو بند ملاحظہ ہوں۔

چراغ مصطفویؐ سے جلا سراج مرا   بگاڑ لے گی عدو بن کے کیا سماج مرا
جدا چلن ہے جہاں سے الگ رواج مرا   شکوہ و شوکت شاہی نہیں مزاج مرا
مرے جنوں کو میسر ہے گرد کوئے رسولؐ

یہ میرا دل نہیں الفت کا اک خزینہ ہے   یہ بام معرفت حق کا ایک زینہ ہے
یہ مہر خاتم انسانیت نگینہ ہے   یہ قلب صافی مومن بھی ایک مینا ہے
بھری ہے جس میں مئے الفت سبوئے رسولؐ

ظفر محمد ظفر

مولانا ظفر محمد ظفر کی تیرہ بند پر مشتمل نعت بھی ایک عجیب کیفیت کا سامان لئے ہوئے ہے۔اس نعت میں آنحضور ﷺ کے معجزات کا ذکر کر کے دیگر انبیاء علیہم السلام پر آپؐ کی فضیلت کو نہایت دلپذیر انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

تو ہے سرّ ابتدائے زندگی   تیری ہستی منتہائے زندگی
تجھ سے وابستہ بقائے زندگی   تو ہے آدم! یا ابن عبدالمطلب
لا کذب انت النبی لاکذب

صابر ظفر

صابر ظفر صاحب نے اپنی مسلسل محنت اور ریاضت سے اردو شاعری میں جو نام پیدا کیا ہے وہ بہت کم شاعروں کو نصیب ہوتا ہے۔ان کی ادبی خدمات کے اعتراف میں حکومت پاکستان کی طرف سے انہیں تمغۂ امتیاز دیا گیا۔اس وقت ان کی شاعری کے چونتیس مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ جہاں تک میری معلومات ہیں اب تک اردو کے کسی شاعر کے اتنے مجموعے شائع نہیں ہوئے۔صابر ظفر صاحب کا اختصاص ہے کہ وہ غزل میں ایسے ایسے موضوعات لائے ہیں جن کی طرف ابھی تک کسی شاعر کا دھیان نہیں گیا۔ان کی نعت بھی ایک خاص مزاج اور اسلوب رکھتی ہے۔ وہ ادق سے ادق موضوع پر بھی اس سہولت سے طبع آزمائی کرتے ہیں کہ اہل فن کو حیرت میں ڈال دیتے ہیں۔ان کی نعت کے چند اشعار دیکھئے۔

جیے ہیں جینے کی صورت درود پڑھتے ہوئے   اور اس کے بعد شہادت درود پڑھتے ہوئے
کسی سے عشق نہیں عشق مصطفیٰ کے سوا   اور آئے عشق میں شدت درود پڑھتے ہوئے
ہم اسم احمدؐ مرسل کو چوم لیتے ہیں   نصیب ہو یہ سعادت درود پڑھتے ہوئے
دھڑکنا آتا ہو ذکر نبیؐ کے ساتھ جنہیں   وہ دل ہوں صاحب ثروت درود پڑھتے ہوئے

عبدالکریم قدسی

عبدالکریم قدسی صاحب اردو اور پنجابی زبان کے بے پناہ شاعر ہیں۔ان کی شاعری کا قصہ بہت طولانی ہے۔گزشتہ پچاس برس سے وہ اس وادیٔ پُرخار میں اترے ہوئے ہیں۔کانٹوں کو گلاب بنا دینا قدسی صاحب

کے دست ہنر شناس کا کرشمہ ہے۔ انہوں نے خلفائے احمدیت کی شان میں اور جماعتی نظام پر جو نظمیں لکھی ہیں وہ تاریخ احمدیت کا ایک گرانقدر سرمایہ ہیں۔ ان کا ایک اہم کارنامہ حضرت مسیح موعود کے معرکۃ الآراء عربی نعتیہ قصیدے ''یا عین فیض اللہ والعرفان کا منظوم پنجابی ترجمہ ہے۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے درثمین کے 313 اشعار کو پنجابی کا روپ دیا ہے۔ جو ''چانن'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ ان کی ایک خوبصورت نعت کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔ ؎

تابش عشق محمدؐ ہے ملی جب سے مجھ کو　　خوف آتا نہیں تاریکی شب سے مجھ کو
میں خطا کار سہی پر ہوں ثنا خوان رسولؐ　　خلق کیوں دیکھتی ہے چشم غضب سے مجھ کو
آپؐ کے در سے کہیں لوٹ نہ جاؤں خالی　　بھیک بھی مانگنا آتی نہیں ڈھب سے مجھ کو
لوگ مہتاب و کواکب سے کریں کسب ضیا　　روشنی کی ہے طلب مہر عرب سے مجھ کو

حضرت مسیح موعود کے عربی نعتیہ قصیدے کے آخری دو اشعار کا پنجابی ترجمہ بھی دیکھئے اور ان اشعار کی اصل روح کا لطف لیجئے۔ ؎

اے میری خوشیاں دے گلشن، تیرے مکھ دی لالی　　اک گھڑی اک پل وی سجناں، نہیں بھلاون والی
میرا جثہ شوقوں اڈنا چاہوے تیرے ولّے　　کاش کہ اڈن والی طاقت ہندی میری پلّے

آدم چغتائی

آدم چغتائی صاحب برطانیہ میں مقیم ہیں اور وہاں کے ادبی حلقوں میں معروف ہیں۔ ان کا مجموعہ کلام ''جستجوئے جمال'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ ان کا ایک نعتیہ قطعہ ملاحظہ ہو۔ ؎

ہر کڑے وقت کو آسان بنا دیتے ہیں　　راندۂ دہر کو ذی شاں بنا دیتے ہیں
جب بھی کرتے ہیں کسی شخص پہ الطاف و کرم　　وہ گداؤں کو بھی سلطان بنا دیتے ہیں

پرویز پروازی

ڈاکٹر پرویز پروازی صاحب نے خود کو علم و ادب کی خدمت کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ صاف ستھری اور شستہ زبان لکھنے میں مہارت رکھتے ہیں۔ نظم و نثر دونوں میں انہوں نے اپنے فن کا لوہا منوایا ہے۔ انہوں نے خودنوشت سوانح پر تحقیقی اور تنقیدی کام کا سلسلہ جاری کر رکھا ہے جسے اردو کے اہم ناقدوں نے تحسین کی نظر سے دیکھا ہے۔ شاعری میں وہ نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ 2008ء میں صد سالہ خلافت کے حوالے سے منعقدہ عالمی نعتیہ مشاعرے میں انہوں نے جو نعت پڑھی اس نے اہل سخن کے دل موہ لئے۔ خصوصاً اس نعت کا مطلع اس قدر پسند کیا گیا کہ ورد زبان ہو گیا۔ ؎

نام خیر الانامؐ کا لکھا　　ایک ہی لفظ کام کا لکھا

طویل فہرست

نعت گوئی کے سلسلے میں احمدی شعرا کے گل ہائے عقیدت چننے کے لئے ایک پورا دفتر درکار ہے۔ اس فن میں ابھی تک کوئی باقاعدہ کام نہیں ہوا۔ حضرت مولانا ابوالعطاء جالندھری کی زیرادارت شائع ہونے والے رسالے الفرقان نے دسمبر 1975ء اور فروری 1976ء کے شماروں کو نعت نبویؐ نمبر کے طور پر پیش کیا۔ اول الذکر شمارے میں حضرت مسیح موعود کے اردو، فارسی اور عربی میں نعتیہ کلام کو یکجا کیا گیا ہے جبکہ ثانی الذکر شمارے میں احمدی شعرا کی ان نعتوں کا انتخاب پیش کیا گیا ہے جو نظارت اصلاح وارشاد تعلیم القرآن کے زیر نگرانی منعقدہ نعتیہ مشاعرے میں پیش کی گئی تھیں۔ اس میں صرف انہی شعرا کا کلام درج ہے جو مشاعرے میں شامل تھے۔ جماعت احمدیہ کے کتنے ہی شعراء ایسے ہیں جن کے احوال اور کلام تک رسائی حاصل کر کے ایک گلدستۂ نعت مرتب کرنے کی ضرورت ہے۔ ان شاعروں میں رفقاء حضرت مسیح موعود بھی شامل ہیں جن میں سے اکثر کا ذکر مولانا دوست محمد شاہد صاحب نے ان کی خلافت کے موضوع پر کہی گئی منظومات کے حوالے سے کیا ہے۔ ان نابغہ شعرا میں حضرت سید میر ناصر نواب صاحب دہلوی، حضرت قاضی ظہور الدین اکمل صاحب، حضرت ماسٹر نعمت اللہ گوہر صاحب، حضرت مولانا الحاج محمد دلپذیر صاحب بھیروی، حضرت حافظ صوفی تصور حسین صاحب، حضرت منشی نعمت اللہ صاحب، حضرت محمد نواب خاں صاحب ثاقب مالیر کوٹلوی میرزاخانی، حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری، حضرت چوہدری محمد علی خاں صاحب، اشرف ہوشیار پوری، حضرت قاسم علی خاں صاحب رامپوری، حضرت حکیم ڈاکٹر احمد حسین صاحب لائل پوری، حضرت ڈاکٹر منظور احمد صاحب منظور بھیروی، حسن رہتاسی صاحب، حضرت خان ذوالفقار علی صاحب گوہر رامپوری، حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی قدسی اور حضرت ماسٹر چوہدری علی محمد سرور صاحب لدھیانوی جیسے اسمائے گرامی شامل ہیں۔

ان کے علاوہ ثاقب زیروی صاحب، قیس مینائی صاحب، روشن دین تنویر صاحب، سعید احمد اعجاز صاحب، عبدالمنان ناہید صاحب، فیض چنگوی صاحب، نسیم سیفی صاحب، عبدالسلام اختر صاحب، عبدالرشید تبسم صاحب، میجر منظور احمد صاحب، پیام شاہجہانپوری صاحب، مرزا حنیف احمد صاحب، حکیم سید عبدالہادی بہاری صاحب، مصلح الدین راجیکی صاحب، مبشر راجیکی صاحب، آفتاب احمد بسمل صاحب، نصیر احمد خان صاحب، محمد ابراہیم شاد صاحب، احسن اسماعیل صدیقی صاحب، مولانا محمد صدیق امرتسری صاحب، چوہدری شبیر احمد صاحب، سید ادریس احمد عاجز صاحب، مولانا عزیز الرحمٰن منگلا صاحب، رشید قیصرانی صاحب، عبیداللہ علیم صاحب، مبارک احمد عابد صاحب، عبدالسلام اسلام صاحب، راجہ نذیر احمد ظفر صاحب اور عطاء المجیب راشد صاحب کے نام آتے ہیں جن میں بیشتر نے سرورکائنات حضرت محمد ﷺ سے والہانہ عقیدت و محبت کا اظہار اپنی نعتوں سے کیا ہے۔

ہمارے جدید نوجوان شعراء کے یہاں بھی نعت گوئی کا وافر رجحان ملتا ہے۔ اس سلسلے میں جمیل الرحمٰن صاحب، احمد مبارک صاحب، مبارک احمد ظفر صاحب، انور ندیم علوی صاحب، ضیاء اللہ مبشر صاحب، عبدالصمد قریشی صاحب، اعظم نوید صاحب، سید محمود احمد صاحب، مبارک احمد صدیقی صاحب، آصف محمود باسط صاحب، خواجہ عبدالمومن صاحب، آفتاب احمد اختر صاحب، اطہر حفیظ فراز صاحب، محمد مقصود احمد منیب صاحب، فرید احمد ناصر صاحب، فاروق محمود صاحب، افضال نوید صاحب، رفیع رضا صاحب، اکرم ثاقب صاحب، مظفر منصور صاحب، لئیق احمد عابد صاحب، عطاء العزیز صاحب، ناصر احمد سید صاحب، ڈاکٹر مہدی علی قمر صاحب اور بیسیوں دیگر نام آتے ہیں۔ ان شعرا نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے پیدا کردہ عظیم الشان انقلاب کو جو آپؐ کے عاشق صادق حضرت مسیح موعود اور آپ کے خلفائے ربانی کے ذریعے دنیا بھر میں رونما ہو رہا ہے، اپنی شاعری کا موضوع بناتے ہوئے رسول مقبول ﷺ کے حضور گل ہائے عقیدت پیش کئے ہیں۔ اس سلسلے میں احمدی خواتین شاعرات بھی مردوں سے پیچھے نہیں رہیں۔ ان میں ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ، امۃ الباری ناصر صاحبہ، شاکرہ خاتون صاحبہ، امۃ القدیر ارشاد صاحبہ، منیرہ ظہور صاحبہ، ارشاد عرشی ملک صاحبہ، فرحت ضیا راٹھور صاحبہ، مومنہ فرحت صاحبہ، امۃ الرشید بدر صاحبہ، رضیہ درد صاحبہ، نصرت تنویر صاحبہ، امۃ الرفیق ظفر صاحبہ، شہناز اختر صاحبہ، شگفتہ عزیز شاہ صاحبہ کا ذکر ضروری ہے۔ جنہوں نے جستہ جستہ سہی، ذکر رسولؐ کی عطر بیزی سے اپنے دامن احساس کو معطر کیا ہے۔

دیکھا جائے تو رسول پاک ﷺ کی ذات بابرکات اور آپؐ کا ذکر جمیل ہر احمدی کا وظیفہ ہے۔ آپؐ سے بے لوث محبت وعقیدت ہمارا وہ اثاثہ ہے جس کے بغیر زندگی کا تصور محال ہے۔ ہر احمدی دل و جان سے اس امر پر یقین رکھتا ہے کہ آپؐ سے تعلق محبت ومودت کے بغیر اخروی نجات ناممکن ہے۔ حضرت مسیح پاک نے اپنے ماننے والوں کے دلوں میں یہ بات راسخ کر دی ہے کہ ؎

زندگی بخش جام احمدؐ ہے　　کیا ہی پیارا یہ نام احمدؐ ہے
لاکھ ہوں انبیاء، مگر بخدا　　سب سے بڑھ کر مقام احمدؐ ہے

چنانچہ احمدی شعراء نے اس حقیقت کو سامنے رکھتے ہوئے لفظ و معنی کے جو چراغ جلائے ہیں ان کی لو ابد تک رہے گی۔

ہمارے پیارے آقا امام جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر کی صحت وسلامتی اور فعال درازی عمر کے لئے ہم دعاگو ہیں

ہو فضل تیرا یارب یا کوئی ابتلا ہو
راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہو

صدر و اراکین عاملہ و اراکین جماعت احمدیہ
حلقہ وحدت کالونی۔ لاہور

ہم پیارے آقا کی صحت، سلامتی و درازئ عمر کیلئے دعاگو ہیں
صداقت برکس
نارووال مرید کے روڈ گھٹیالیاں کلاں ضلع سیالکوٹ
طالب دعا: چوہدری خلیل احمد، 0301-6101746

خداتعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
امپورٹڈ کمبل، بیڈشیٹ، کشن رضائی سیٹ کراکری، سٹین لیس سٹیل کے برتن
پاک کراکری سٹور
اعلیٰ کوالٹی
مناسب قیمت
گولبازار ربوہ فون 6211007

مکرم حافظ مظہر احمد طیب صاحب

درود شریف۔ رسول اللہؐ کے عرش کو حرکت دیتا ہے

احمدی درود شریف سے اپنے ملکوں اور علاقوں کی فضا کو بھر دیں

درود شریف کی اہمیت اور فضائل و برکات

اللہ تعالیٰ کا یہ مومنوں پر احسان عظیم ہے کہ اس نے افضال الٰہی اور آنحضرت ﷺ کے لا متناہی انوار و فیوض سے برکت اور حصہ پانے کے لئے ایک ذریعہ درود شریف رکھا ہے جس سے ہر مومن اپنی استعداد اور توفیق کے مطابق فیض حاصل کرسکتا ہے۔ چنانچہ اس امر کی طرف مومنوں کو ترغیب دلاتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان اللّٰہ و ملائکتہ یصلون علی النبی...... یعنی یقیناً اللہ اور فرشتے اس نبی پر درود بھیجتے ہیں اے مومنو تم بھی اس پر درود و سلام بھیجو۔

درود شریف کے فضائل احادیث نبویہ ﷺ کی روشنی میں

درود کا بڑھا کر لوٹایا جانا

حضرت عبد اللہ بن ابی طلحہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور خوشی آپ کے چہرہ سے نمایاں تھی آپؐ نے فرمایا کہ جبریل میرے پاس آئے اور کہا کہ اے محمدؐ کیا آپ اس پر خوش نہیں کہ آپؐ کی امت میں سے جب کوئی ایک بھی آپ پر درود و سلام بھیجے گا تو میں اس پر دس مرتبہ درود و سلام بھیجوں گا۔

(نسائی کتاب السھو الفضل فی الصلوٰۃ علی النبی ﷺ 1295)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب بھی کوئی مسلمان مجھ پر درود بھیجتا ہے تو خدا اس پر درود بھیجتا ہے پس اب یہ بندہ پر ہے چاہے تو اسے کم کرے چاہے تو زیادہ کرے۔

(ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ)

رسول اللہ ﷺ کے قرب کا ذریعہ

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجنے والا ہے۔

(ترمذی کتاب الصلاۃ باب ما جاء فی فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ 484)

درجات کی بلندی اور خطاؤں کا دور ہونا

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ درود کے نتیجہ میں درود پڑھنے والے کی دس خطائیں دور کر دیتا اور اس کے دس درجات بلند فرماتا ہے۔

(نسائی کتاب السھو الفضل فی الصلوٰۃ علی النبی ﷺ)

قبولیت دعا کا راز

حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دعا آسمان و زمین کے مابین موقوف رہتی ہے اور اس میں سے کچھ اوپر نہیں جاتا یہاں تک کہ تم اپنے نبی ﷺ پر درود نہ بھیجو۔

(ترمذی کتاب الصلاۃ باب ما جاء فی فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ 486)

درود شریف کا رسول اللہؐ کو پیش کیا جانا

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جب تم رسول اللہ ﷺ پہ درود بھیجو تو بہترین درود بھیجا کرو کیونکہ تمہیں نہیں معلوم کہ درود کا کون سا حصہ رسول اللہ ﷺ کے حضور پیش کیا جاتا ہے۔

(ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبیؐ)

بہترین درود

یوں تو رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنا ایک بابرکت امر ہے خواہ وہ جس زبان میں یا جس انداز میں بھی ہو خلوص اور محبت شرط ہے بہر حال وہ درود جو رسول اللہ ﷺ نے خود صحابہ کو سکھایا زیادہ مقبول اور بابرکت ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے سکھائے ہوئے الفاظ

حضرت کعب بن عجرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے یہ تو جان لیا کہ ہم آپ پر سلام کس طرح بھیجیں یہ بتائیں کہ ہم درود کس طرح پڑھیں آپؐ نے فرمایا اس طرح کہو اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید اللھم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید

(سنن ابو داؤد کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ علی النبی بعد التشھد)

اس بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں۔

”جو الفاظ ایک پرہیزگار کے منہ سے نکلتے ہیں ان میں ضرور کسی قدر برکت ہوتی ہے۔ پس خیال کر لینا چاہئے کہ جو پرہیزگاروں کا سردار اور نبیوں کا سپہ سالار ہے اس کے منہ سے جو لفظ نکلے ہیں وہ کس قدر متبرک ہوں گے غرض سب اقسام درود شریف سے یہی درود شریف زیادہ مبارک ہے یہی اس عاجز کا ورد ہے۔ (مکتوبات احمد جلد اول صفحہ 526)

جمعہ کے روز درود بھیجنا

فرمایا تمہارے دنوں میں سب سے زیادہ فضیلت والا دن جمعہ کا دن ہے پس تم اس دن مجھ پر بکثرت درود بھیجا کرو کیونکہ اس روز تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

(ابو داؤد. کتاب الصلاۃ باب فضل یوم الجمعۃ ولیلۃ الجمعۃ)

درود نہ پڑھنا بخل ہے

درود کی اتنی برکات واضح ہونے کے باوجود بھی اگر کوئی رسول کریم ﷺ پہ درود بھیجنے میں سستی یا غفلت سے کام لے اسے بخیل ہی کہا جائے گا چنانچہ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بڑا ہی بخیل ہے وہ شخص جس کے سامنے میرا نام لیا گیا اور اس نے مجھ پر سلام نہ بھیجا۔

(ترمذی کتاب الدعوات باب قول رسول اللہ ﷺ رغم انف رجل 3546)

درود جنت کی راہ ہے

فرمایا: جو مجھ پر درود بھیجنے سے غافل رہا تو وہ جنت کی راہ سے غافل ہو گیا۔

(ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ)

ھم و غم کا دور ہونا اور گناہوں کی بخشش کا ذریعہ

حضرت ابی بن کعبؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ پہ بکثرت درود بھیجتا ہوں آپ خود ہی فرمائیں کہ میں آپ پر کتنا درود بھیجا کروں؟ آپؐ نے فرمایا جتنا چاہو وہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا ایک چوتھائی آپؐ نے فرمایا جتنا چاہو اور اگر تم اس سے بھی زیادہ درود بھیجو تو وہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے۔ راوی کہتے ہیں میں نے عرض کیا نصف آپؐ نے فرمایا جتنا چاہو اور اگر تم اس سے بھی زیادہ درود بھیجو تو وہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے راوی کہتے ہیں میں نے عرض کیا دو تہائی آپؐ نے فرمایا جتنا چاہو اور اگر تم اس سے بھی زیادہ درود بھیجو تو وہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے راوی کہتے ہیں میں نے عرض کیا آئندہ سے میں اپنی تمام دعا کو درود سے ہی مخصوص کردوں گا۔ فرمایا اس طرح تمہارے سب ھم و غم دور ہو جائیں گے اور تمہارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

(ترمذی کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق و الورع عن رسول اللہ ﷺ 2457)

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رفیق حضرت مسیح موعود بیان فرماتے ہیں کہ یہ حدیث پڑھ کر میرے دل میں بھی تمنا مچلی کہ میں بھی ایسا ہی کروں چنانچہ ایک روز قادیان میں حضرت اقدس مسیح موعود کی خدمت میں عرض کیا کہ میری یہ خواہش ہے کہ میں اپنی تمام خواہشوں اور مرادوں کی بجائے درود شریف ہی کی دعا مانگا کروں حضور نے اس پر پسندیدگی کا اظہار فرمایا اور تمام حاضرین سمیت ہاتھ اٹھا کر اس وقت میرے لئے دعا کی۔ تب سے میرا اس پر عمل ہے کہ اپنی تمام خواہشوں کو درود شریف کی دعا میں شامل کر کے اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہوں۔ (ملخص ذکر حبیب صفحہ 236)

شرائط بیعت میں سے ایک شرط

درود شریف کی اہمیت و برکات کے پیش نظر حضرت اقدس مسیح موعود نے شرائط بیعت میں سے تیسری شرط بیعت کا ایک حصہ یہ رکھا کہ اپنے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے میں مداومت اختیار کرے گا۔

(اشتہار تکمیل تبلیغ 12 جنوری 1889ء مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 189)

بہترین وظیفہ

ایک شخص نے بیعت کے بعد عرض کیا کہ مجھے کوئی وظیفہ بتائیں حضرت مسیح موعود نے فرمایا نمازوں کو سنوار کر پڑھو کیونکہ ساری مشکلات کی یہی کنجی ہے اور اس میں ساری لذات اور خزانے بھرے ہوئے ہیں صدق دل سے روزے رکھو صدقہ خیرات کرو درود و استغفار کرو۔ ایک مرتبہ فرمایا ہمارے ہاں تو کوئی ایسا وظیفہ نہیں ہاں استغفار بہت کیا کریں اور حضرت نبی کریم ﷺ کے احسانات کو یاد کر کے آپ پر کثرت سے درود بھیجا کریں بس یہی وظیفہ ہے۔

(الفضل 20 اکتوبر 2010ء)

حصول استقامت اور قبولیت دعا کا ذریعہ

رسول اللہ ﷺ کی محبت کے از دیاد اور تجدید کے لئے ہر نماز میں درود شریف کا پڑھنا ضروری ہو گیا ہے۔ تاکہ اس دعا کی قبولیت کے لئے استقامت کا ایک ذریعہ ہاتھ آئے درود شریف جو حصول استقامت کا ایک زبردست ذریعہ ہے بکثرت پڑھو مگر نہ رسم اور عادت کے طور پر بلکہ رسول اللہ ﷺ کے حسن اور احسان کو مدنظر رکھ کر اور آپ کے مدارج اور مراتب کی ترقی کے لئے اور آپ کی کامیابیوں کے واسطے اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ قبولیت دعا کا شیریں اور لذیذ پھل تمہیں ملے گا

قبولیت دعا کے تین ہی ذریعے ہیں

اول: دعا ان کنتم تحبون اللہ

دوم: یا یھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما (یعنی اے مومنو نبی ﷺ پر درود بھیجو)

سوئم موہبت:

(تفسیر حضرت مسیح موعود جلد 2 صفحہ 25)

نور کی مشکیں

اس زمانہ میں سب سے بڑھ کر عشق و محبت سے درود بھیجنے والے آپ کے عاشق صادق حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی تھے اور اسی نسبت سے آپ نے اس کی برکات بھی حاصل کیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

’’ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ درود شریف کے پڑھنے میں یعنی آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے میں ایک زمانہ تک مجھے بہت استغراق رہا کیونکہ میرا یقین تھا کہ خدا تعالیٰ کی راہیں نہایت دقیق راہیں ہیں وہ بجز وسیلہ نبی کریم ﷺ کے مل نہیں سکتیں جیسا کہ خدا بھی فرماتا ہے **ابتغوا الیہ الوسیلۃ** (**مائدۃ** 36) تب ایک مدت کے بعد میں نے کشفی حالت میں دیکھا کہ کہ دو سقے یعنی ماشکی آئے اور ایک اندرونی راستہ سے اور ایک بیرونی راہ سے میرے گھر میں داخل ہوئے ہیں اور ان کے کاندھوں پر نور کی مشکیں ہیں اور کہتے جاتے ہیں **ھذا بما صلیت علیٰ محمد** یعنی یہ برکات اس درود کی وجہ سے ہیں جو تو نے محمد ﷺ پر بھیجا تھا۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد22 صفحہ 131)

پھر فرمایا:۔ایک مرتبہ میں قولنج زحیری سے سخت بیمار ہوا اور سولہ دن پاخانہ کی راہ سے خون آتا رہا اور سخت درد تھا جو بیان سے باہر ہے...... جب میری مرض اس نوبت پر پہنچ گئی تو خدا تعالیٰ نے میرے دل پر القاء کیا کہ اور علاج چھوڑ دو اور دریا کی ریت جس کے ساتھ پانی بھی ہو تسبیح اور درود کے ساتھ اپنے بدن پر ملو۔ تب بہت جلد دریا سے ایسی ریت منگوائی گئی اور میں نے اِس کلمہ کے ساتھ کہ **سبحان اللّٰہ و بحمدہٖ سبحان اللّٰہ العظیم** اور درود شریف کے ساتھ اُس ریت کو بدن پر ملنا شروع کیا۔ ہر ایک دفعہ جو جسم پر وہ ریت پہنچتی تھی تو گویا میرا بدن آگ میں سے نجات پاتا تھا صبح تک وہ تمام مرض دور ہوگئی۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد22 صفحہ 246 حاشیہ)

فیضان الٰہی کا حصول

حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں۔

’’درود شریف کے طفیل...... میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فیوض عجیب نوری شکل میں آنحضرت ﷺ کی طرف جاتے ہیں اور پھر وہاں جا کر آنحضرت ﷺ کے سینے میں جذب ہوجاتے ہیں اور وہاں سے نکل کر ان کی لا انتہاء نالیاں ہوتی ہیں اور بقدر حصہ رسدی ہر حقدار کو پہنچتی ہیں یقیناً کوئی فیض بدوں وساطت آنحضرت ﷺ دوسروں تک پہنچ ہی نہیں سکتا...... درود شریف کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ کے اس عرش کو حرکت دینا ہے جس سے یہ نور کی نالیاں نکلتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کا فیض اور فضل حاصل کرنا چاہتا ہے اس کو لازم ہے کہ وہ کثرت سے درود شریف پڑھا کرے تا کہ اس فیض میں حرکت پیدا ہو‘‘۔

(الحکم 28 فروری 1903ء صفحہ 7)

رسول اللہ ﷺ کی شان میں قصیدہ

رسول اللہ ﷺ کی شان میں بہت سے قصائد بھی لکھے گئے اور آج تک لکھے جارہے ہیں لیکن ایک قصیدہ اس زمانہ میں عربی زبان میں ستر اشعار پہ مشتمل رسول اللہ ﷺ کے عاشق صادق حضرت مسیح موعود نے بھی لکھا جو جناب الٰہی میں مقبول ہوا۔

حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی روایت کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود جب یہ قصیدہ (یعنی یا عین فیض اللہ والعرفان) تصنیف فرما چکے تو آپ کا چہرہ مبارک خوشی سے چمکنے لگا اور فرمایا کہ یہ قصیدہ جناب الٰہی میں قبول ہوگیا اور خدا نے مجھ سے فرمایا جو اس قصیدہ کو حفظ کرے گا اور ہمیشہ پڑھے گا میں اس کے دل میں اپنی اور اپنے رسول کی محبت کوٹ کوٹ کر بھر دوں گا اور اپنا قرب عطا کروں گا۔

(تذکرہ صفحہ 685)

طمانیت کا موجب

قادیان قیام کے دوران ایک مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے حضرت غلام رسول صاحب راجیکی کے سپرد کتابت کا کچھ کام کیا اس دوران درود شریف کی برکت کا ایک واقعہ پیش آیا آپ فرماتے ہیں میں نے حسب ارشاد اس کار ثواب کو کرنا شروع کردیا اور 12 بجے سکول سے فارغ ہوکر بقیہ سب وقت کتابت میں صرف کرتا ان دنوں میری قیامگاہ حضرت نواب محمد علی خان صاحب کے شہر والے مکان کے ایک کمرہ میں تھی۔ برابر کے کمرہ کے برآمدہ میں دو جنگلی کبوتروں نے انڈے دیئے ہوئے تھے ایک دن خاکروب نے مکان کی صفائی کرتے ہوئے گھونسلے کو توڑ پھوڑ دیا اور انڈے ٹوٹ کر گر گئے۔ میں اس وقت کتابت میں مشغول تھا جب کبوتروں نے گھونسلے کو ویران اور انڈوں کو ٹوٹا ہوا دیکھا تو دردناک آواز کے ساتھ پھڑ پھڑانا شروع کردیا ان کی دردناک آواز اور بیتابی نے مجھ پر شدید اثر کیا اور میں اپنا قلم روک کر ان کی طرف متوجہ ہوا اور بچشم اشکبار ان کے غم میں شریک ہوگیا میں دیر تک سوچتا رہا کہ ان بے زبان پرندوں کی دلجوئی کس طرح کروں لیکن کوئی صورت نظر نہ آئی آخر مجھے خیال آیا کہ درود شریف چونکہ قبول شدہ دعا ہے اس لئے اگر میں اسے اس نیت سے پڑھوں کہ اس کا ثواب اللہ تعالیٰ بجائے مجھے پہنچانے کے ان پرندوں کو تسلی کی صورت میں عطا فرمائے تو ہوسکتا ہے کہ ان بے زبانوں کی کچھ غم خواری ہوسکے چنانچہ میں اس نیت سے درود شریف پڑھنا شروع کیا تو ان پرندوں کی بیتابی دور ہوگئی اور وہ آرام کے ساتھ بیٹھ گئے ان کو خاموش دیکھ کر میں نے اپنا قلم اٹھایا اور درود شریف کا وظیفہ بند کر کے کتابت میں مصروف ہوگیا لیکن ابھی میں نے چند سطریں ہی لکھی تھیں کہ کبوتروں نے پھر بے چینی اور بیتابی کا اظہار شروع کردیا ان کی دردناک حالت کو دیکھ کر میں نے پھر درود شریف پڑھنا شروع کردیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ آرام سے بیٹھ گئے لیکن تھوڑی دیر کے بعد جب میں نے کتابت شروع کی تو ان کی حالت پھر متغیر ہوگئی تین چار دفعہ اس طرح وقوع میں آیا اس کے بعد نداء ہونے پر میں کمرہ بند کر کے بیت الذکر میں چلا گیا اور کبوتر اڑ گئے۔

(حیات قدسی حصہ چہارم ص36)

درود کی فلاسفی

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں۔

’’درود بھی درد سے ہی نکلا ہوا ہے یعنی خاص درد سوز و گداز اور رقت سے خدا کے حضور التجا کرنی کہ اے مولا! تو ہی ہماری طرف سے خاص خاص انعامات اور مدارج آنحضرت ﷺ کو عطا کر ہم کر ہی کیا سکتے ہیں اور کس طرح سے آپ کے احسانات کا بدلہ دے سکتے ہیں بجز اس کے کہ تیرے ہی حضور میں التجا کریں کہ تو ہی آپ کو ان سچی محنتوں اور جانفشانیوں کا سچا بدلہ جو تو نے آپ کے واسطے مقرر فرما رکھا ہے اور وعدہ کر رکھا ہے وہ آپ کو عطا فرما انسان جب اس خاص رقت اور حضور قلب اور تڑپ سے گداز ہوکر آپ کے واسطے دعائیں کرتا ہے تو آنحضرتؐ کے مدارج میں ترقی ہوتی ہے اور خاص رحمت کا نزول ہوتا ہے اور پھر اس دعا گو درود خواں کے واسطے بھی اوپر سے رحمت کا نزول ہوتا ہے اور ایک درود کے بدلہ دس گنا اجر اسے دیا جاتا ہے۔ کیونکہ آنحضرتؐ کی روح اس درود خواں اور آپ کی ترقی مدارج کے خواہاں سے خوش ہوتی ہے اور اس خوشی کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ اس کو دس گنا اجر عطا کیا جاتا ہے انبیاء کسی کا احسان اپنے ذمہ نہیں رکھتے‘‘۔

(خطبات نور ص 304)

درود شریف کے بارہ میں حضرت مصلح موعود کی تحریک

’’تم درود کثرت سے پڑھا کرو تسبیح کثرت سے کیا کرو دعائیں کثرت سے کیا کرو تا خدا تمہیں رؤیا و کشوف دکھائے پرانے احمدی جنہیں رؤیا و کشوف ہوتے تھے اب کم ہورہے ہیں میں نے دیکھا تھا کہ خطبہ کے تھوڑے ہی دن بعد مجھے خطوط آنے شروع ہوئے کہ آپ کی ہدایت کے مطابق ہم نے درود پڑھنا شروع کیا تسبیح کرنا شروع کی اور دعاؤں پر زور دیا تو ہمیں خدا تعالیٰ نے رؤیا و کشوف سے نوازا ان دنوں ڈاک میں اکثر چٹھیاں اس مضمون کی آیا کرتی تھیں اور انہیں پڑھ کر لطف آیا کرتا تھا۔

(مشعل راہ جلد اول ص 784)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی تحریک

’’جماعت پر میں فرض قرار دیتا ہوں کہ اس طریق پر کہ بڑے کم از کم دو سو بار جوان سو بار بچے تینتیس بار اور جو بہت ہی چھوٹے ہیں وہ تین دفعہ دن میں تحمید اور درود شریف پڑھیں اس طرح کروڑوں صوتی لہریں خدا تعالیٰ کی حمد اور نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھنے کے نتیجہ میں فضا میں گردش کھانے لگ جائیں گی۔ ہمیں اللہ تعالیٰ سے دعا بھی مانگنی چاہئے کہ اے خدا ہمیں توفیق عطا کر کہ ہماری زبان سے تیری حمد اس کثرت سے نکلے اور تیرے محبوب محمد ﷺ پر ہماری زبان سے درود اس کثرت سے نکلے کہ شیطان کی ہر آواز ان لہروں کے نیچے دب جائے اور تیرا ہی نام دنیا میں بلند ہو اور ساری دنیا تجھے پہچاننے لگے‘‘۔

(خطبات ناصر جلد دوم ص 79، 80)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی تحریک

’’حضور ﷺ پر درود بھیجا کرو اور سوچ سمجھ کر ایسا کیا کرو جس شخص کو یہ عادت پڑنی شروع ہو جائے گی تو جس قدر یہ عادت راسخ ہوگی اسی قدر فحش کلامی کی عادت ختم ہوتی چلی جائے گی درود شریف سے اپنی زبان اور اپنے دل کو تر رکھیں تو پھر جب کبھی آپ عادتاً فحش کلام کرنے کی کوشش کریں گے تو آپ کا نفس آپ کو جھنجھوڑے گا اور متوجہ کرے گا کہ بھئی تم کیسے انسان ہو کہ دودھ کے لئے وہی برتن اور پیشاب کے لئے بھی وہی۔‘‘

(خطبات طاہر جلد دوم ص412)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریکات

ہمارے موجودہ امام بھی گاہے گاہے احباب جماعت کو درود کے پڑھنے کی طرف توجہ دلاتے رہتے ہیں خلافت جوبلی کے موقعہ پر حضور نے جن دعاؤں کی طرف توجہ دلائی ان میں درود شریف کے بارہ میں فرمایا کہ کم از کم تینتیس مرتبہ درود شریف روزانہ پڑھیں۔ پھر 11 مئی 2014 کے خطبہ جمعہ میں ان دعاؤں کو دہرایا تو درود شریف کثرت سے پڑھنے کی تلقین فرمائی۔ پھر جب بھی دشمن نے رسول کریم ﷺ کی ذات بابرکات کو اعتراض کا نشانہ بنایا تو حضور نے جماعت کو آنحضور ﷺ پر کثرت سے درود پڑھنے کی تحریک فرمائی۔

آنحضرت ﷺ پر کروڑوں اور اربوں دفعہ درود بھیجیں۔

پس جب تک درود پر توجہ رہے گی تو اس کی برکت سے جماعت کی ترقی اور خلافت سے تعلق اور اس کی حفاظت کا انتظام رہے گا لیکن اس وقت جو میں نے کہا اور خاص طور پر توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ اس وقت خاص طور پر اس حوالہ سے درود پڑھیں کہ آج دشمن قرآن اور آنحضرت ﷺ کے نام پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش کر رہا ہے اس کی یہ کوشش سوائے اس کے بدانجام کے اس کو کوئی بھی نتیجہ نہیں دلاسکتی لیکن اس کی اس مذموم کوشش کے نتیجہ میں ہم احمدی یہ عہد کریں کہ آنحضرت ﷺ پر کروڑوں اور اربوں دفعہ درود بھیجیں۔ جماعت جب من حیث الجماعت درود بھیجتی ہے یا اس وقت میں بھیجے گی تو اس کی تعداد کروڑوں تک پہنچ جائے گی اور نہ صرف آج بلکہ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے اسی توجہ سے ہم آپ پر درود بھیجتے چلے جائیں گے تا کہ اللہ تعالیٰ

ہماری دعاؤں کو سنے اور اس درود کو قبول فرمائے جس کو پڑھنے کا خود اس کو حکم دیا ہے اور دین حق اور آنحضرت ﷺ کے چہرہ کی روشنی اور چمک دمک پہلے سے بڑھ کر دنیا پر ظاہر ہو۔

(الفضل انٹرنیشنل 18/اپریل2008ء)

خطبہ جمعہ 4جولائی 2014ء میں احباب جماعت کو بے انتہاء درود پڑھنے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا۔

’’آج ایک احمدی کا آنحضرت ﷺ سے حقیقی عشق اور آپ کی شان اور عظمت کی بلندی کا اظہار یہ ہے کہ بے انتہاء درود پڑھے دنیا کا ہر احمدی آج کی فضا اور اس رمضان کو درود سے بھر دے۔

(الفضل انٹرنیشنل25جولائی2014ء)

درد دل کے ساتھ

آنحضرتؐ کے خادم خاص حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ جو شخص ایک دن میں ہزار بار مجھ پر درود بھیجے گا **وہ اسی زندگی میں جنت کے اندر اپنا مقام دیکھ لے گا**۔(ابن ماجہ)

حضرت بانی سلسلہ کے رفیق حضرت شیخ کرم الٰہی صاحب پٹیالوی کا بیان ہے کہ

حضرت مسیح موعود کے زمانہ مبارک میں ایک دفعہ جب میں قادیان سے واپس آنے کے لئے تیار ہوا۔ تو میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے کوئی وظیفہ بتایا جائے آپ نے فرمایا کہ حضرت صاحب اکثر درود شریف اور استغفار کثرت سے پڑھنے کا ہی ارشاد فرمایا کرتے ہیں۔ ہم اس سے زیادہ اور کیا بتا سکتے ہیں پس درود شریف کا جس قدر ممکن ہو ورد رکھو اور چلتے پھرتے استغفار پڑھا کرو۔ چنانچہ حسب توفیق میں اس پر کاربند رہا۔

پھر فرماتے ہیں:۔

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود بیت مبارک میں مع خدام کھانا کھا رہے تھے اور میں دسترخوان پر حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے پاس بیٹھا تھا۔ حضرت مولوی صاحب ممدوح نے آہستہ سے مجھ سے پوچھا کہ نماز مغرب کے بعد کتنا وقت گزرا ہوگا میں نے کہا قریباً ایک گھنٹہ آپ نے فرمایا کہ جب ہم کسی شخص کو درود شریف یا استغفار کے لئے کہتے ہیں تو اکثر لوگ عدیم الفرصتی اور وقت کی کمی کا عذر کر دیتے ہیں مگر یہ عذر درست نہیں۔ **دیکھو ہم حضرت صاحب کی باتیں بھی توجہ سے سنتے رہے ہیں اور اس ایک گھنٹہ کے قریب وقت میں ہم نے پانچ سو مرتبہ درود شریف بھی پڑھا ہے............ میں نے اس زریں اصول کی پابندی سے بفضلہٖ تعالیٰ بہت فائدہ اٹھایا ہے** اور اگر غفلت یا شامت اعمال حائل نہ ہو تو اس طرح سے انسان تضیع اوقات سے بہت حد تک بچ سکتا ہے۔ وباللہ التوفیق‘‘

(مکتوب بنام حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب حلالپوری منقولہ درود شریف 298-299 سال اشاعت 1934ء)

فضائل درود اور خدا تعالیٰ کی بے نیازی کا تذکرہ

حضرت شیخ کرم الٰہی صاحب پٹیالوی ایک اور مکتوب میں رقمطراز ہیں:۔

ایک دفعہ ہم دس بارہ آدمی پٹیالہ سے یہ معلوم کر کے کہ آجکل حضرت مسیح موعود انبالہ چھاؤنی میں تشریف فرما ہیں۔ صرف زیارت کی غرض سے وہاں گئے۔ اس جلسہ میں ہمارے ہمراہیوں میں سے ایک صاحب نے عرض کیا کہ مجھ کو ایک درویش ایک خاص درود بتا گئے ہیں جس کی تاثیر اس درویش نے یہ بتائی تھی کہ جو مشکل پیش آئے۔ اس درود شریف کو پڑھ لیا کرو۔ وہ مشکل حل ہو جائے گی اور کہا کہ میرا تجربہ ہے کہ جب کوئی مشکل کا وقت آیا تو جہاں میں نے اس درود شریف کا ورد کیا۔ وہ مشکل فوراً حل ہو گئی۔ حضور کی اس بارہ میں کیا رائے ہے۔ حضور نے فرمایا کہ:۔

’’درود شریف کے جس قدر بھی فضائل بیان کئے جائیں کم ہیں۔ میں خود اس کا صاحب تجربہ ہوں۔ مجھ پر جو خدا تعالیٰ کے انعامات ہیں۔ درود شریف کی برکات اور تاثیر کا اس میں زیادہ حصہ ہے۔ درود شریف کا ورد کرنے والا نہ صرف ثواب اخروی پاتا ہے بلکہ وہ اس دنیا میں بھی عزت پاتا ہے۔ لیکن باوجود اس کے میں کسی ایسے درود کا قائل نہیں کہ جو انسان کو خدا سے بے نیاز کر دے اور جس کے ورد کے بعد قضاء وقدر کے احکام خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں نہ رہیں بلکہ درود خواں ان پر حاکم ہو جائے۔ **اس مقام پر حضور کے کلام میں جوش کے آثار نمایاں ہوگئے اور چہرہ پر سرخی آ گئی** اور فرمایا کہ بے شک درود شریف کی بڑی برکات اور تاثیرات ہیں اور اس کی کثرت سے انسان پر برکات نازل ہوتی ہیں اور اس کی برکت سے دعائیں قبول ہوتی ہیں اور اس کے بے شمار فضائل ہیں۔ لیکن باوجود اس کے انسان کو خدا تعالیٰ کی بے پروائی اور بے نیازی سے کبھی غافل نہیں ہونا چاہئے۔ کبھی ایسا بھی وقت ہوتا تھا کہ جس نبی اکرم ﷺ پر درود بھیج کر لوگ خیر و برکت پاتے تھے۔ خود اسے بھی خدا کے احکام کے آگے تسلیم و رضا کے سوا چارہ نہ تھا۔ **پس درود خوب پڑھو اور کثرت سے پڑھو۔ مگر اس بات کو بھی ہمیشہ پیش نظر رکھو اور خدا تعالیٰ کو قادر مطلق اور بے نیاز خدا سمجھو اور تسلیم اور رضا پر ایمان کی بنیاد رکھو۔‘‘**

(مکتوبات بنام حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب حلالپوری منقولہ درود شریف 292)

Name of Trust
MODERN TAILORS
RABWAH
Abdul Malik + Mubarak Ahmad
Hayat Markeet Gole Bazar
0300-7701845
Ahmed Markeet Railway Road
Rabwah 03315507868

ہم اپنے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے اپنے نہایت ہی پیارے حضور کی صحت وسلامتی اور فعال درازی عمر کے لئے دعا گو ہیں۔

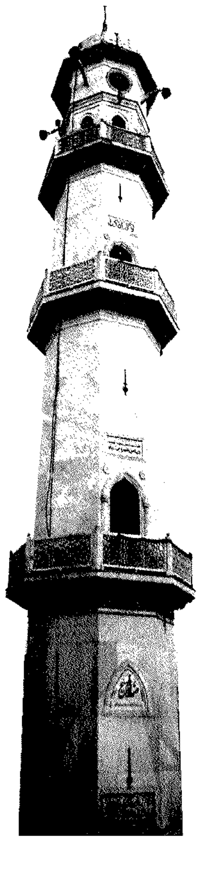

قائد ضلع و اراکین عاملہ ضلع و
قائدین خدام الاحمدیہ ضلع و
اراکین خدام الاحمدیہ ضلع و
اراکین اطفال الاحمدیہ
ضلع لیہ

AL-FAZAL JEWELLERS
الفضل جیولرز
صرافہ بازار۔سیالکوٹ

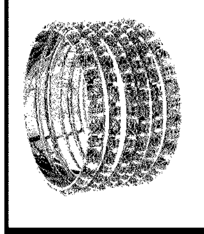

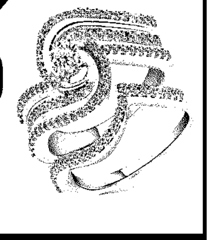

سونے کی ہر قسم کی ورائٹی دستیاب ہے
پروپرائیٹرز: عبدالستار، عمیر ستار
عمیر ستار: 0321-6179077، عبدالستار: 0321-8613255، رہائش: 052-4292793
فون دکان: 052-4602377، فیکس: 052-4592316
E-mail:alfazalskt@yahoo.com ,omairsattar@gmail.com

بہترین باسمتی، اعلیٰ کوالٹی کے چاول دستیاب ہیں
نیز مونجی اور گندم کی خریداری کا مرکز
M MRM M
ملک رائس ملز
بڈیانہ روڈ۔ موترہ (سیالکوٹ)
پروپرائٹرز: ملک خرم شہزاد لندن۔ ملک محمد ارشد منیر: 03456750430
ملک ذیشان ارشد: 0331-6656108,0345-6759131
فون آفس: 052-6227444,052-6227433
malik_rice3320@yahoo.com

رسول اللہ ﷺ کی بے مثال مذہبی رواداری

ہر قسم کے امن اور سلامتی کی راہیں دکھانے والا عدیم النظیر نمونہ

مکرم جمیل احمد بٹ صاحب

آنحضرت ﷺ کو اپنی حیات طیبہ میں بے دینوں اور مشرکین کے علاوہ دیگر مذاہب کے ماننے والوں صابیوں، مجوسیوں، عیسائیوں اور یہود سے واسطہ پڑا۔ ان سب سے ہر معاملہ میں آپ نے شاندار حسن سلوک فرمایا اور یوں مذہبی رواداری کی عظیم مثالیں قائم ہوئیں۔

آپ نے حریتِ ضمیر اور آزادی مذہب کے قیام کے لئے تعلیم دی۔ ہر قسم کی تنگ نظری، تعصب اور انتہا پسندی کو ختم کر کے دنیا میں بلا امتیاز مذہب و عقیدہ انسان دوستی کو قائم کرنے والے ان رہنما قرآنی اصولوں میں سے دس یہ ہیں:

1۔ طاقت کا استعمال ممنوع ہے

دین حق میں عقائد منوانے، مذہبی معاملات کے پھیلانے یا ان پر عمل کروانے کے لئے کسی بھی قسم کا جبر و تشدد ممنوع ہے اور اس کی روشن تعلیم ہے کہ: لا اکراہ فی الدین (بقرہ:257)

ترجمہ: دین میں جبر نہیں۔

2۔ ہر شخص کو مذہبی آزادی

دین میں جبر نہ ہونے کا ایک اظہار یہ آزادی ہے کہ ہر شخص جو مذہب چاہے اختیار کر سکتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے انکار کر دے۔ (کہف:30)

3۔ ارتداد پر دنیا میں کوئی مواخذہ نہیں

اسی آزادی کے تحت اگر کوئی شخص دین حق قبول کرتا ہے اور پھر اس سے ارتداد کر لیتا ہے تو اس کے لئے قرآن کریم کوئی دنیوی سزا مقرر نہیں کرتا اور یہی فرماتا ہے کہ ایسے لوگ اس جرم کی سزا آخرت میں پائیں گے۔ چنانچہ ارشاد ہوا:

جو لوگ ایمان لائے پھر انہوں نے انکار کر دیا پھر ایمان لائے پھر انکار کر دیا پھر کفر میں (اور بھی) بڑھ گئے۔ اللہ انہیں ہرگز معاف نہیں کر سکتا۔ (نساء:138)

4۔ مذہبی پیشواؤں کی حرمت

ہر مذہب کو ماننے والے اپنے پیشواؤں کو قابل احترام گردانتے ہیں۔ قرآن کریم مومنوں کو یہ تعلیم دے کر کہ ہر قوم میں پیغمبر بھیجے گئے ہیں ان سب کے احترام کو قائم کرتا ہے۔ چنانچہ اللہ فرماتا ہے:

اور ہر ایک قوم کے لئے ایک ہادی ہے۔ (رعد:8)

5۔ دوسرے مقدسین کو برا کہنے کی ممانعت

عدم احترام کے نتیجہ میں پیدا ہو سکنے والے فساد کو روکنے کے لئے قرآن مومنوں کو انہیں بھی برا کہنے سے روکتا ہے جنہیں مشرک اللہ کے سوا پکارتے ہیں۔ یہ قرآنی حکم اس طرح ہے:

اور تم انہیں جن کو وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں گالیاں نہ دو۔ ورنہ تو وہ دشمن ہو کر جہالت کے سبب اللہ کو گالیاں دیں گے۔ (انعام:109)

6۔ مشترک عقائد کی بنیاد پر تعاون کی تعلیم

اختلاف مذہب کے باوجود قرآن کریم افراد اور اقوام کے باہم تعاون کی حوصلہ افزائی کرتا ہے اور اس کے لئے یہ روشن اصول مقرر کرتا ہے کہ مشترک باتوں کو اہمیت دے کر اس تعاون کو فروغ دیا جائے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

تو کہہ دے اے اہل کتاب آؤ ایک بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے۔ (آل عمران:65)

7۔ بلا لحاظ مذہب عدل

قرآن کریم مذہب کی بنیاد پر نا انصافی کا مخالف ہے اور اختلاف عقیدہ کے باوجود مومنوں کو سختی سے عدل کرنے کا حکم دیتا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ تم انصاف نہ کرو۔ تم انصاف کرو۔ (مائدہ:9)

8۔ بلا امتیاز تعاون برائے قیام امن

قرآن کریم اختلاف عقیدہ کو باہم تعاون اور خاص طور پر قیام امن کی راہ میں روک بنانے سے منع فرماتا ہے اور اس بارے میں مومنوں کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ:

اور مشرکوں میں سے اگر کوئی تجھ سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دے۔ (توبہ:6)

9۔ غیروں کی خوبیوں کا کھلا اعتراف

اختلاف عقیدہ کے باوجود دوسروں کی خوبیوں کا برملا اعتراف قرآن کریم کی ایک اور روشن تعلیم ہے۔ چنانچہ عملاً مخالف اہل کتاب میں پائی جانے والی ایک خوبی قرآن کریم نے ہمیشہ کے لئے یوں محفوظ فرمائی:

ترجمہ: ان اہل کتاب میں سے بعض ایسے ہیں کہ ان کے پاس ڈھیروں ڈھیر مال بھی بطور امانت رکھ دو تو وہ تمہیں واپس کر دیں گے۔ (آل عمران:76)

10۔ غیروں سے حسن سلوک کی تعلیم

مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے مابین پُر امن اور خوشگوار تعلقات کے قیام کے لئے مندرجہ بالا اصولوں کے ساتھ قرآن کریم اپنے ماننے والوں کو امن پسند غیروں سے حسن سلوک، منصفانہ برتاؤ اور احسان کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اس اعلیٰ تعلیم کے الفاظ ہیں:

جنہوں نے تم سے دین کے معاملہ میں قتال نہیں کیا اور نہ تمہیں بے وطن کیا، ان کے ساتھ احسان کرنے اور انصاف کے ساتھ برتاؤ کرنے سے اللہ تمہیں نہیں روکتا۔ (ممتحنہ:9)

حیرت انگیز وسیع النظری کے حامل ان اصولوں پر پورا عمل کھلے اور محبت بھرے دل ہی کر سکتے ہیں اور چونکہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تمام انسانوں میں سب سے زیادہ شفیق اور محبت کرنے والے وجود تھے۔ اس لئے آپ نے ان اصولوں کو اپنا کر مذہبی رواداری کا ایسا عظیم اظہار فرمایا جو رہتی دنیا تک اس راہ پر چلنے والوں کے لئے نمونہ رہے گا۔ آپ کی حیات طیبہ ایسے پیارے واقعات سے پر ہے۔ ان میں سے چند نو عناوین کے تحت درج ذیل ہیں:

1۔ عام تمدنی اور معاشرتی تعلقات

i۔ سب کو سلام: اسلام امن اور سلامتی کا مذہب ہے اس کا ہر آن اظہار وہ سلام ہے جس کا باہم ملاقات پر اظہار ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس سلام کو عام کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: اَفْشُوا السَّلام۔ یعنی سلام کو پھیلاؤ۔ یہ حکم عام ہے اور اس میں پہلے سے جان پہچان کی بھی کوئی شرط نہیں جیسا کہ ایک اور حدیث میں فرمایا:

یعنی سلام کرو ان کو جن کو تو پہچانتا ہے اور جن کو تو نہیں پہچانتا۔ (بخاری کتاب الاستئذان)

آپ خود بھی سلام کہنے میں مومن اور کافر میں بھی کوئی فرق نہ کرتے جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہے کہ:

ایک دفعہ آنحضرت ﷺ مدینہ میں ایک گروہ کے پاس سے گزرے جن میں یہودی اور مشرک بھی تھے آپ ﷺ نے انہیں السلام علیکم کہا (بخاری کتاب الاستئذان)

ii۔ مہمان نوازی: آنحضرت ﷺ کافروں کی مہمان نوازی بھی کھلے دل سے فرماتے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ: ایک دفعہ ایک غیر مسلم آنحضرت ﷺ کے ہاں مہمان ہوا۔ آپ نے اسے بکری کا دودھ دوھ کر دیا لیکن وہ سیر نہ ہوا۔ پھر دوسری بکری کا دودھ پیش کیا پھر بھی اس کی تسلی نہیں ہوئی۔ اس پر تیسری، چوتھی یہاں تک کہ وہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا۔ آپ ﷺ اس کی اس حرص پر مسکرائے لیکن مہمان سے کوئی بات نہ کی۔ (ترمذی کتاب الاطعمہ)

iii۔ دعوت قبول کرنا: آنحضرت ﷺ غیر مسلموں کی دعوت بھی قبول کر لیتے اور ان کے ساتھ اور ان کے برتنوں میں کھانے پینے میں کوئی عار نہ جانتے جیسا کہ درج ذیل واقعات سے ظاہر ہے:

خیبر کی ایک یہودی عورت زینب نے آپ کی خدمت میں بکری کے بھنے ہوئے گوشت کا تحفہ پیش کیا آپ نے اسے قبول فرما لیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اس میں زہر ملا ہوا تھا۔

(سیرت حلبیہ اردو۔ جلد سوئم نصف اول صفحہ 180 مطبوعہ دارالاشاعت کراچی 1999ء)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے رسول اللہ ﷺ کی دعوت کی اور جو کی روٹی اور چربی پیش کی۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعوت قبول فرمائی۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 3 صفحہ نمبر 211 بحوالہ اسلام اور غیر مسلم رعایا از ملک سیف الرحمٰن صاحب صفحہ نمبر 20)

iv۔تحفہ قبول کرنا۔ آنحضرت ﷺ غیر مسلموں کا تحفہ بھی قبول کر لیتے۔ ایسا ایک واقعہ درج ذیل ہے:

یہودان بنونضیر میں سے مخیّریق نامی ایک یہودی نے مرتے وقت اپنے سات باغ آنحضرت ﷺ کے نام بطور ہبہ وصیت کئے۔ جو آنحضرت ﷺ نے قبول فرمائے۔ (روض الانف جلد 2 صفحہ 143)

v۔عیادت: مولانا شبلی نعمانی اور مولانا سلیمان ندوی نے سیرت النبی ﷺ پر اپنی کتاب میں لکھا ہے:

بیماروں کی عیادت میں دوست و دشمن، مومن و کافر کسی کی تخصیص نہ تھی۔

(سیرۃ النبی ﷺ جلد دوم صفحہ 259 مطبوعہ اسلامی کتب خانہ لاہور طبع چہارم)

ایک دفعہ مدینہ میں ایک یہودی نوجوان بیمار ہوگیا۔ آنحضرت ﷺ کو اس کا علم ہوا تو عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ اس کی حالت کو نازک پا کر اسے تبلیغ فرمائی اور فرمایا خدا کا شکر ہے کہ ایک روح آگ کے عذاب سے نجات پاگئی۔

(بخاری کتاب الجنائز باب عیادت المشرک)

vi۔جنازہ کا احترام: آنحضرت ﷺ جنازوں کے احترام میں مسلم اور غیر مسلم کا کوئی فرق نہ کرتے۔ چنانچہ بخاری میں درج ہے:

شام کی فتح کے بعد دو صحابہ ایک جنازہ کو دیکھ کر تعظیماً کھڑے ہوگئے۔ ایک نئے مسلمان نے تعجب کیا اور کہا یہ تو ایک عیسائی کا جنازہ تھا۔ انہوں نے جواب دیا ہاں ہم جانتے ہیں مگر آنحضرت ﷺ کا یہی طریق تھا۔ ایک بار ایک جنازہ کے احترام میں آپ کھڑے ہوگئے تو کسی نے کہا کہ یہ تو یہودی کا جنازہ تھا تو فرمایا: کیا یہودی انسان نہیں ہوتے! اور کیا ان میں خدا کی پیدا کی ہوئی جان نہیں؟

(بخاری کتاب الجنائز۔ باب مَنْ قَامَ لجنَازَۃِ الیَھودی)

vii۔مردوں کا احترام: انسانی لاشوں کے احترام میں بھی آپ ﷺ کا یہی اصول تھا اور مسلم اور غیر مسلم کی کوئی تمیز نہ تھی جیسا کہ درج ذیل واقعات سے ظاہر ہے ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ کئی سفر کئے۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ نے کسی انسان کی نعش پڑی دیکھی ہو اور اسے دفن نہ کروایا ہو۔ کبھی یہ نہیں پوچھا کہ یہ مسلمان ہے یا کافر۔

(مستدرک حاکم جلد 1)

بدر میں ہلاک ہونے والے 24 مشرک سرداروں کو بھی آپ ﷺ نے خود میدان بدر میں ایک گڑھے میں دفن کروایا تھا۔

(بخاری کتاب المغازی)

غزوہ احزاب میں ایک مشرک سردار نوفل بن عبداللہ خندق میں گرکر ہلاک ہوگیا۔ مشرکین مکہ نے اس کی لاش کے بدلے دس ہزار درہم کی پیش کش کی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ان کا مردہ واپس لوٹا دو، ہمیں نہ اس کے جسم کی ضرورت ہے اور نہ قیمت کی۔ (ابن ہشام جلد 3 صفحہ 273)

viii۔پڑوسی کے حقوق: پڑوسیوں کے حقوق کے بارے میں دین حق کی روشن تعلیم ہے کہ:

احسان کرو رشتہ دار ہمسایوں اور بے تعلق ہمسایوں پر۔ (نساء:37)

یہ تعلیم مسلم اور کافر میں کوئی فرق نہیں کرتی اور ویسے بھی آنحضرت ﷺ اور صحابہؓ کے بیشتر پڑوسی مسلمان نہ تھے۔ پھر آنحضرت ﷺ کے اسوہ کے مطابق یہ تعلیم ایسے پڑوسی کے لئے بھی ہے جو غیر مخالف اور بدسلوکی کرنے والا ہو۔ جیسا کہ درج ذیل واقعہ سے ظاہر ہے:

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک بار آنحضرت ﷺ نے فرمایا، ابولہب اور عتبہ میرے پڑوسی تھے اور میں ان کی شرارتوں میں گھرا ہوا تھا۔ یہ لوگ مجھے تنگ کرنے کے لئے غلاظت کے ڈھیر میرے دروازے پر ڈال دیتے۔ میں باہر نکلتا تو خود اس غلاظت کو راستہ سے ہٹاتا اور صرف اتنا کہتا:

اے عبد مناف کے بیٹو! کیا یہی حق ہمسائیگی ہے؟

(طبقات ابن سعد)

ix۔چھینک پر دعا: چھینک پر دعا کی تعلیم ہے۔ آنحضرت ﷺ کا اس تعلیم پر ایک یہودی کے حق میں عمل کا ایک واقعہ درج ذیل ہے۔

کسی یہودی کو رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں چھینک آجاتی تو آپ اسے یہ دعا دیتے۔ کہ اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہارا حال اچھا کردے۔

(سیوطی)

x۔لین دین: لین دین رکھنے اور معاملہ کرنے میں بھی آنحضرت ﷺ نے مسلم اور غیر مسلم میں کوئی فرق نہیں کیا۔

یہود مدینہ سے آخر وقت تک آنحضور ﷺ کا لین دین اور معاملہ رہا۔ بوقت وفات بھی آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس 30 صاع غلّے کے عوض رہن رکھی ہوئی تھی۔ (بخاری کتاب المغازی)

2۔ بلا امتیاز خدمت

آنحضرت ﷺ بنی نوع انسان سے عام محبت کرتے اور آپ کا دامن شفقت سب کیلئے پھیلا رہتا۔ آپ کے اس لطف و کرم سے اپنے اور غیر سب فیض اٹھاتے۔ دوسروں کے کام آنے کیلئے آپ ﷺ مسلم اور غیر مسلم کا کوئی فرق نہ کرتے۔

آپ ﷺ کا ایک بوڑھی عورت کا بوجھ اٹھا کر اس کی مدد کرنا ایک ایسا واقعہ ہے جو بچہ بچہ کے علم میں ہے۔ یہ عورت غیر مسلم تھی اور آپ ﷺ کو جادوگر جان کر ڈر کر اپنا گھر چھوڑ کر جارہی تھی۔

اسی طرح ایک اور واقعہ عام ہے۔ جس میں آپ نے مکہ میں نووارد اراشی نامی ایک شخص کا حق دلانے کے لئے اپنے ایک جانی دشمن ابوجہل کے در پر دستک دی۔ یہ نووارد غیر مسلم بھی تھا اور اجنبی بھی۔

3۔ بلا امتیاز عدل وانصاف

اختلاف عقیدہ انصاف کرنے کی راہ میں روک نہ بنے۔ یہ قرآنی حکم ہے جس پر آنحضرت ﷺ نے حیرت انگیز طور پر عمل فرمایا۔ درج ذیل چند واقعات اس کا نمونہ ہیں

i۔یہودی قرض خواہ: ایک موقع پر ایک یہودی قرض خواہ نے آنحضرت ﷺ سے قرض کی واپسی کا مطالبہ کرتے ہوئے گستاخی کے کلمات کہے اور آنحضور ﷺ کے گلے میں چادر ڈال کر اتنے بل دئے کہ چہرہ مبارک کی رگیں اُبھر آئیں۔ حضرت عمرؓ نے جو اس موقع پر موجود تھے سختی سے اس یہودی کو ڈانٹ کر روکا۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا، عمر! تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔ تمہیں چاہئے تھا کہ اس کو نرمی سے سمجھاتے اور تمہیں مجھے یہ کہنا چاہئے تھا کہ میں قرض وقت پر ادا کروں۔

بعد ازاں قرض کی ادائیگی کے ساتھ کچھ زائد کھجور اس سخت کلام کو تاوان کے طور پر ادا کرنے کا حکم فرمایا۔ (مستدرک حاکم)

ii۔خیبر کے یہود کے حق میں فیصلہ: آپ کے ایک صحابی محیّصہ خیبر میں شہید کردئے گئے۔ ان کے ورثاء رسول اللہ ﷺ کے پاس قصاص کا مطالبہ لے کر آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم قسم کھا کر قاتل کا تعین کرسکتے ہو؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! ہم تو وہاں پر موجود نہ تھے اس لئے ہم کیسے قسم کھا سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ثبوت کے بغیر قصاص کیسے ممکن ہے؟ اب صرف یہی صورت ہے کہ خیبر کے یہودی جن پر تمہیں شبہ ہے قانون کے مطابق پچاس قسمیں کھائیں کہ انہیں قاتل کا علم نہیں۔ ورثاء نے کہا کہ ان یہودیوں کا کیا اعتبار؟ آپ نے فرمایا کہ اس سے زیادہ باز پرس کی اجازت نہیں۔ کیونکہ قانون میں کسی امتیاز کی گنجائش نہیں۔ اس کے بعد آپ نے اپنے پاس سے دیت ادا کردی۔

(بخاری کتاب الجہاد)

iii۔بنونضیر کو بچوں کو ساتھ لے جانے کی اجازت: جب بنونضیر کو ان کی غداری اور فتنہ انگیزی کی سزا میں مدینہ سے جلاوطن کیا گیا اور انہوں نے اپنے ساتھ ان لوگوں کو بھی لے جانا چاہا جو انصار کی اولاد تھے مگر زمانہ جاہلیت میں منت ماننے کے نتیجہ میں یہودی بنادئے گئے تھے۔ تو انصار نے انہیں مدینہ میں روک لینا چاہا۔ معاملہ پیش ہونے پر آنحضرت ﷺ نے انصار کے خلاف فیصلہ فرمایا۔ ارشاد ہوا، جو شخص بھی یہودی ہے اور جانا چاہتا ہے ہم اسے روک نہیں سکتے' اور بنونضیر کو مسلمان انصار کے ان قبل اسلام بچوں کو ان کے ہمراہ لے جانے کی اجازت دے دی۔ (ابوداوٗد، کتاب الجہاد)

iv۔خیبر کے یہود کے گلہ کی واپسی: جنگ خیبر کے محاصرہ کے دوران ایک یہودی رئیس کا گلہ بان مسلمان ہوگیا۔ یہودی رئیس کا گلہ اس کے ہمراہ تھا جس کے بارے میں اس نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا! یا رسول اللہ ﷺ ان بکریوں کا میں کیا کروں؟ فرمایا! ان کا منہ قلعہ کی طرف کرکے ہانک دو ایسا ہی کیا گیا۔

(سیرت حلبیہ اردو جلد سوئم نصف اول صفحہ 137-138 دارالاشاعت کراچی 1999)

یہ حالت جنگ میں غیر مسلم دشمن کے لئے خوراک کے ذخیرہ کی فراہمی تھی لیکن چونکہ انصاف کا تقاضا یہی تھا اس لئے آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا۔

4۔غیروں کی جان ومال کا تحفظ

غیروں کی جان و مال کے آپ ہمیشہ محافظ رہے۔ ایسے چند واقعات درج ذیل ہیں:

1۔ فتح خیبر کے موقع پر یہود نے شکایت کی کہ بعض مسلمانوں نے ان کے جانور لوٹے اور پھل توڑے ہیں۔ آنحضرت ﷺ ناراض ہوئے اور تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ تم بغیر اجازت کسی کے گھر گھس جاؤ اور پھل وغیرہ توڑو۔ (ابوداوٗد)

2۔ ایک سفر کے دوران کھانے کو کچھ نہ تھا کہ کافروں کی کچھ بکریاں نظر آئیں بعض اصحاب نے انہیں پکڑ کر ذبح کرلیا اور ہنڈیا چڑھادی۔ آنحضرت ﷺ کو علم ہوا تو آپ ﷺ تشریف لائے اور کمان سے ہانڈیاں الٹ دیں اور فرمایا: لوٹ کی چیز مردار سے زیادہ حلال نہیں۔ (ابن ہشام جزو ثانی صفحہ 188)

3۔ ایک غزوہ میں مشرکین کے چند بچے لپیٹ میں آکر ہلاک ہوگئے۔ آنحضرت ﷺ کو پتہ لگا تو فرمایا یہ کون لوگ ہیں؟ جنہوں نے معصوم بچوں کو بھی قتل کرڈالا؟ ایک صحابی نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ وہ مشرکین کے بچے ہی تو تھے۔ فرمایا! مشرکین کے بچے بھی تمہاری طرح کے انسان ہیں اور بہترین انسان بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 24)

5۔غیروں سے معاہدات کی پابندی

صلح حدیبیہ کے موقع پر شرائط طے پاگئی تھیں گو ابھی معاہدہ لکھا نہ گیا تھا۔ کفار کے نمائندے سہیل بن عمرو کا اپنا بیٹا مکہ میں مسلمان ہونے کے جرم میں قید و بند جھیل رہا تھا۔ مسلمانوں کے حدیبیہ پہنچنے کی خبر سن کر حضرت ابوجندلؓ گرتے پڑتے اس حال میں وہاں آن پہنچے کہ پاؤں میں بیڑیاں تھیں اور جسم پر زخموں کے نشان۔ آکر پناہ کے طالب ہوئے۔ مسلمانوں کی ہمدردیاں ان کے ساتھ تھیں۔ لیکن سہیل معترض ہوا اور کہا کہ معاہدہ طے پاچکا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس سے اتفاق کیا۔ اس پر حضرت ابوجندلؓ نے عرض کیا: کیا آپ مجھے پھر ان کافروں کے حوالے کردیں گے، جنہوں نے مجھے اتنی تکلیفیں پہنچائی ہیں اور ظلم کئے ہیں؟

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ابوجندل! صبر کرو اللہ تمہارے اور دیگر مظلوموں کے لئے کوئی راستہ پیدا کردے گا۔ اب صلح ہوچکی ہے اور ہم ان لوگوں سے اپنا عہد نہیں توڑ سکتے۔

(سیرت ابن ہشام اردو جلد دوم صفحہ 378)

6۔ دوسروں کے مذہبی جذبات کا احترام

آنحضرت ﷺ غیر مسلموں کے مذہبی جذبات کا بہت احترام فرماتے اور حتی الامکان ان کی دل شکنی سے احتراز فرماتے۔ ایسے چند واقعات درج ذیل ہیں:

i۔ معاہدہ صلح حدیبیہ:

1۔ معاہدہ لکھا جانے لگا تو ابتداءً فرمایا لکھو!

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

سہیل بن عمرو نے کہا: یہ رحمان کا لفظ کیسا ہے ہم اسے نہیں جانتے اس طرح لکھا جائے جس طرح عرب لکھتے ہیں: بِاسْمِكَ اَللّٰهُمَّ

آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں

2۔ پھر فرمایا۔ یہ وہ معاہدہ ہے جو محمد رسول اللہ نے کیا ہے۔ سہیل نے جھٹ اعتراض کیا اور کہا: رسول اللہ کا لفظ ہم نہیں لکھنے دیں گے۔ محمد بن عبداللہ لکھو۔ یہ لفظ لکھا جا چکا تھا۔ فرمایا: کاٹ دو

حضرت علیؓ نے جو معاہدہ لکھ رہے تھے عرض کیا: یارسول اللہ میں تو آپ کے نام کے ساتھ یہ لفظ کبھی نہیں مٹاؤں گا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے نشاندہی کروا کر یہ لفظ خود کاٹ دیئے۔

(بخاری کتاب المغازی)

ii۔ دوسروں کے جذبات کے احترام میں مقام کے اظہار میں کمی:

ایک دفعہ ایک صحابی نے کسی یہودی کے سامنے آنحضرت ﷺ کی حضرت موسیٰؑ پر ایسے رنگ میں فضیلت بیان کی جس سے اس یہودی کو صدمہ پہنچا تو آنحضرت ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ ٹھیک ہے میں افضل الانبیاء اور خاتم النبییّن ہوں لیکن دوسروں کی دلداری کی خاطر میرے حق کے باوجود لَا تخیِّر و نیِّ عَلیٰ مُوسیٰ (بخاری کتاب التفسیر سورہ اعراف) یعنی مجھے موسیٰؑ پر فضیلت نہ دیا کرو۔

iii۔ حضرت یونسؑ کو اپنا بھائی کہنا:

دوسروں کے جذبات کے احترام کی خاطر ایک اور موقع پر فرمایا:

مجھے یونس بن متیٰ پر فضیلت نہ دیا کرو۔

(بخاری)

پھر طائف سے واپسی پر نینوا کے عیسائی غلام عدّاس کے سامنے بھی حضرت یونسؑ کو اپنا بھائی قرار دیا۔ (ابن ہشام وطبری)

iv۔ زبانی اظہار اسلام کو کافی جاننا:

مذہبی جذبات کے احترام کا ایک انتہائی اعلیٰ رخ آپ ﷺ کا یہ اسوہ تھا کہ آپ فرد کے اپنے عقیدہ کے اظہار کو حتمی جانتے اور اس بات کو سخت ناپسند فرماتے کہ کسی عقیدہ کے اظہار پر اس بناء پر شک کیا جائے کہ یہ کسی اور غرض کے تحت ہے اور اظہار کرنے والے کے دل میں کچھ اور ہے۔

ایک لڑائی میں حضرت اسامہ بن زیدؓ نے ایک کافر کو باوجود یہ کہنے کے کہ میں مسلمان ہوتا ہوں، قتل کر دیا۔ یہ واقعہ جب آپؐ کے سامنے ذکر ہوا تو آپؐ حضرت اسامہؓ پر سخت ناراض ہوئے اور ان کے اس عذر پر کہ وہ شخص دل سے مسلمان نہ ہوا تھا۔ آپؐ نے تکرار سے فرمایا کیا تم نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا۔ آپ کی ناراضگی اس قدر تھی کہ حضرت اسامہؓ نے تمنا کی کہ کاش میں اس واقعہ سے پہلے مسلمان ہی نہ ہوا ہوتا۔ (مسلم کتاب الایمان)

7۔ مسجد نبوی اور غیر مسلم

مذہبی رواداری کا ایک اور حسین پہلو آنحضور ﷺ کا اپنی مسجد کو غیر مسلموں کے لئے کھلا رکھنا تھا۔ جیسا کہ درج ذیل دو واقعات سے ظاہر ہے:

i۔ نجران کے عیسائی: فتح مکہ کے بعد دس ہجری میں نجران کے عیسائیوں کا 60 افراد پر مشتمل ایک وفد مدینہ آیا۔ دوران گفتگو ان کی نماز کا وقت آ گیا۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو مسجد میں اپنے طریق کے مطابق عبادت کی اجازت دی۔ چنانچہ عیسائیوں نے مسجد نبوی ﷺ میں مشرق کی طرف منہ کر کے عبادت کی۔ (زرقانی جلد 2 صفحہ نمبر 135)

ii۔ طائف کا مشرک سردار: فتح مکہ کے بعد طائف سے بنو ثقیف کے مشرکین کا ایک وفد آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کی سربراہی عبد یالیل نامی وہی سردار کر رہا تھا۔ جس نے آنحضرت ﷺ کے سفر طائف کے دوران آپ کو انتہائی دکھ دیا تھا۔ اس وفد کے قیام کے لئے رسول اللہ ﷺ نے مسجد نبوی میں خیمے نصب کروائے۔ بعض صحابہ نے یہ بھی کہا کہ: آپ ان کو مسجد میں ٹھہراتے ہیں حالانکہ وہ مشرک ہیں اور مشرک نجس ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ارشاد الٰہی دلوں کی گندگی کے لئے ہے اور شرک کی نجاست خدا کی زمین کو ناپاک نہیں کیا کرتی۔

(احکام القرآن جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 109)

8۔ بلا لحاظ عقیدہ باہمی تعاون

اختلاف عقیدہ کے ساتھ باہم تعاون کی سب سے اعلیٰ مثال وہ میثاق مدینہ ہے جو آنحضرت ﷺ نے مدینہ کی پہلی مسلم حکومت کے آئین کے طور پر منظور فرمایا اور جس کے فریق، مسلمان، یہود اور مشرکین تھے۔ اس معاہدے میں غیر مذاہب کے لوگوں کو مسلمانوں کے ساتھ ایک قوم قرار دیا گیا اور سب کو اپنے عقائد پر رہنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی آزادی کا حق تسلیم کیا گیا۔ چند شقیں درج ذیل ہیں:

i۔ تمام مذاہب کے لوگ اور تمام اقوام و قبائل ایک امت مانی جائیں گی۔

ii۔ کسی فریق کی جنگ کی صورت میں مسلمان غیر مسلموں کی مدد کریں گے اور غیر مسلم مسلمانوں کی اعانت کریں گے۔

iii۔ یہود کے تعلقات جن قوموں سے دوستانہ ہوں گے ان کے حقوق مسلمانوں کی نظر میں یہود کے برابر ہوں گے۔

(سیرت ابن ہشام اردو جلد اول صفحہ نمبر 439-442)

9۔ مذہبی آزادی کا قیام

آنحضرت ﷺ نے حیرت انگیز مذہبی آزادی کو قائم فرمایا۔ اس آزادی کے تین تابناک رخ درج ذیل ہیں۔

i۔ اپنے دین پر قائم رہنے کی آزادی:

دین حق میں جبر نہیں اس لئے آپ ﷺ کی زندگی میں جہاں بھی غلبہ ہوا۔ وہاں رہنے والے غیر مسلموں کو اپنے مذہب پر قائم رہنے کی مکمل آزادی دی گئی جیسے:

1۔ پہلی اسلامی ریاست مدینہ میں بسنے والے یہود و مشرکین

2۔ خیبر کے یہودی

3۔ فتح مکہ کے بعد وہاں کے مشرکین سب کو مکمل مذہبی آزادی دی

نجران کے عیسائیوں سے جو معاہدہ ہوا اس میں انہیں مکمل مذہبی آزادی دی گئی۔ اس میں منجملہ اور باتوں کے لکھا گیا:

مسلمان ان کی عبادت گاہوں کی حفاظت کریں گے۔ ان کا کوئی گرجا گرایا نہیں جائے گا۔ نہ ہی کسی اسقف یا کسی پادری کو بے دخل کیا جائے گا۔ اور نہ ہی ان کے حقوق میں کوئی تبدیلی یا کمی بیشی ہوگی۔ نہ انہیں ان کے دین سے ہٹایا جائے گا اور ان پر کوئی ظلم یا زیادتی نہیں ہوگی۔

(ابوداؤد کتاب الخراج)

ii۔ بلا شرط ایمان عام معافی:

فتح مکہ کے موقع پر بلا شرط ایمان مخالفین کو عام معافی دی گئی۔ ان معافی پانے والوں میں دین حق کے کئی بڑے بڑے دشمن بھی شامل تھے جیسے:

ابوسفیان، ہندہ، عکرمہ، حضرت حمزہؓ کا قاتل وحشی اور آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کا قاتل ہبار بن اسود

iii۔ مسلمان نہ ہونے کے اعلانیہ اظہار کے باوجود دشمن کو معافی:

مشرک سردار صفوان بن امیّہ نے جنگ بدر کے بعد عمیر بن وہب کو زہر میں بجھی تلوار کے ساتھ آنحضرت ﷺ کو نشانہ بنانے کے لئے مدینہ بھیجا۔ فتح مکہ کے بعد بھاگ کر جدّہ چلا گیا۔ اس کے چچازاد نے امان کی درخواست کی۔ آنحضرت ﷺ نے امان دی اور اپنا عمامہ بطور نشانی عطا فرمایا۔ جس پر صفوان لوٹ آیا۔ لیکن بجائے ایمان لانے کے یہ کہا:

میں تمہارا دین ابھی قبول نہیں کروں گا مجھے دو مہینے کی مہلت دو آپؐ نے جواباً فرمایا: دو نہیں تم چار مہینہ لے لو۔

یوں یہ ایک دشمن کو ایمان نہ لانے کے اعلانیہ اظہار کے باوجود معافی تھی۔

(سیرت حلبیہ اردو جلد سوم نصف اول صفحہ 286-287 مطبوعہ دارالاشاعت کراچی 1999ء)

حاصل کلام

آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی مذہبی رواداری کی یہ حیرت انگیز تعلیم اور اس کے مطابق آپ ﷺ کا روشن اسوہ حسنہ، تنگ نظری، تعصب اور انسانی بھائی چارے کو کچلنے والے تمام محرکات کی مؤثر نفی کرتا ہے۔ اور یوں یہ انسانیت پر آپ ﷺ کا ایک عظیم احسان ہے۔ جس کا احساس کر کے ہر دل آپ ﷺ کی محبت سے بھر جاتا ہے اور زبانوں پر بے اختیار درود شریف کے الفاظ آ جاتے ہیں۔

شادی بیاہ و دیگر تقریبات پر کھانے پکوانے کا بہترین مرکز
مجید پکوان سنٹر
یادگار روڈ ربوہ
پروپرائیٹر: فرید احمد: 0302-7682815

سٹار جیولرز
سونے کے زیورات کا مرکز
حسین مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ
طالب دعا: تنویر احمد
047-6211524
0336-7060580
starjewellers@ymail.com

ڈسٹری بیوٹر
Shell
نذیر سنز پٹرولیم سروس
کولو روڈ حافظ آباد
طالب دعا: گلزار آئل ڈیلر ضلع حافظ آباد
054-7523790

تاج نیلام گھر
ہر قسم کے گھریلو سامان کی خرید و فروخت
سب سے اچھا ریٹ | فوراً ادائیگی
صرف ایک کال پر نمائندہ آپ کی دہلیز پر
لوڈنگ ان لوڈنگ کی سہولت
پروپرائٹر: شاہد محمود
03317797210
0476212633

CASA BELLA
Home Furnishers

Master Craftmanship
FURNITURE
13-14, Silkot Block
Fotress Stadium, Lahore
Ph: 042-36668937, 36677178
E-mail: mrahmad@hotmail.com
FABRICS
1- Gilgit Block
Fotress Stadium, Lahore
Ph: 042-36660047, 36650952
A Complete Range of Furniture, Accessories
Wooden Flooring

QATAR AIRWAYS القطرية · GULF AIR · BRITISH AIRWAYS · Emirates · AIR CANADA · KUWAIT AIRWAYS · PIA · ETIHAD · SINGAPORE AIRLINES

IMTIAZ TRAVELS INTERNATIONAL

امتیاز ٹریولز انٹرنیشنل

Govt .Lic:4299

Tel: 047-6214000,6212663
Fax: 047-6215000
Cell: 0333-6524952
Email: Imtiaztravels@hotmail.com

اندرون ملک اور بیرون ملک ٹکٹوں کی فراہمی کا ایک با اعتماد ادارہ

جدید کمپیوٹرائزڈ سسٹم GALILEO کے ساتھ
ویزہ پروٹیکٹر، ٹریول انشورنس، ہوٹل بکنگ کی سہولت
وزٹ ویزہ اور ایمگریشن ویزہ کی معلومات اور فارم پروسیسنگ کی سہولت

طالب دعا: امتیاز بدر ہاشمی

3/13۔النا صر مارکیٹ یادگار روڈ بالمقابل ایوان محمود ربوہ

STUDY IN GERMANY

Bachelor (with Foundation) & Master Degree Programmes Available

FREE DEGREE PROGRAMMES

Science	Engineering	Management
Medicine	Economics	Humanities

Get 18 Months Job Search Visa After Masters Degree & Even Work Allowed During Studies

APPLY NOW (Requirement)
- **Intermediate with above 60%**
- **A-Level Students**
- **Bachelor Students with min 70%**
- **Students awaiting result can also apply**

Consultancy+ Admission+Documentation
Even after reaching Germany, pick up service from airport till University
Please contact your Erfolg Team Consultants in Germany
Office: +4979405035030, **Fax:** +4979405035031, **Mob:** +4917656433243
Email: info@erfolgteam.com, **Skype**: erfolgteam, **Web**: **www.erfolgteam.com**

المیزان جیولرز

گلی پنسار والی کچہری بازار۔خانیوال شہر
فون: 0301-7830940
طالب دعا: نوید احمد ولد چوہدری محمد عطاء اللہ مرحوم

بھٹہ خشت کیلئے ہر قسم کے کوئلہ کی ترسیل کیلئے ہم سے رجوع کریں

مبشر ٹریڈرز

طالب دعا: مرزا طاہر نعیم الدین۔ملتان

آفس
061-4550783
0300-8732829

Manufacturer & Exporters of Leather Gloves and Leather Accessories.

A Brand Serving the European Market for 30 Years through

Manufacturing & Export of Quality Leather Products.

we are manufacturer & Exporters of all Categories of Leather Gloves
We have our own Tanning and Stitching Units.
If you would like to take advantage of the Services that Billoo Trading Corporation has to offer your Company, Please go to our website at www.billooco.com
Thank. you. We look forward to hearing from you.
Best Regards.

MUAFFAR AHMAD / SAAD KHWAJA / AIZAZ KHWAJA
Billoo Trading. Crop. (est.1979)
P.O.Box 877, Sialkot 51310, Pakistan
Tel Off: +92524593756, Fax Off +92524592086
Cell No: +923338731113
Email: info@billooco.com
Web: www.billooco.com, www.leatherproducts.biz

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا
میں خاک تھا اس نے ثریا بنا دیا

Pakistan State Oil
PSO کے با اعتماد ڈیلر

الفضل

فلنگ اسٹیشن

چوہدری نعیم خالد 0300-7929616
Off: 0632014663 بہاولنگر بائی پاس

خلفائے احمدیت کا عشق رسول ﷺ

مکرم محمد محمود طاہر صاحب

اللہ تعالیٰ کی ذات وحدہٗ لاشریک کے بعد میں عشقِ محمد مصطفیٰ ﷺ میں دیوانہ ہو چکا ہوں۔ اگر اس عشق اور دیوانگی کا نام کوئی کفر رکھتا ہے تو خدا کی قسم مَیں ایک سخت کافر انسان ہوں۔

قارئین کرام یہ ہے سیدنا حضرت اقدس بانی جماعت احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی کا عشق محمد مصطفیٰ ﷺ کے بارہ میں عقیدہ۔ اسی عقیدہ کے مطابق آپ کی ساری عمر گزری۔ آپ کی تحریرات میں، آپ کے ملفوظات میں، آپ کے نثریہ کلام میں، آپ کے منظوم کلام میں محبت الٰہی کے بعد عشق مصطفیٰ ﷺ ہی نظر آتا ہے۔

آپ کا عشق رسولؐ لازوال تھا اور یہ عشق حقیقی دراصل تاقیامت تابندہ رہے گا۔ آپ نے سچ فرمایا تھا کہ میں اس دنیا سے کوچ کر جاؤں گا لیکن میری محبت پرموت نہیں آئے گی۔ آپ نے عشق مصطفیٰ ﷺ کی جو شمع جلائی وہ روشن سے روشن تر ہوتی چلی جا رہی ہے۔

آپ کی جسمانی وفات کے بعد یہ عشقِ رسول ﷺ کی لو آپ کے خلفاء اور متبعین میں جل رہی ہے اور دنیا بھر میں اس کا نور پھیل رہا ہے اور عشق رسول ﷺ کی یہ داستان چار دانگ عالم میں پھیلتی جا رہی ہے اور دنیا کے ہر کونے میں محمدؐ پر درود بھیجنے والے آپؐ سے سچا پیار کرنے والے اور آپؐ کی طرف پھینکے جانے والے ہر تیر کو اپنے سینوں پر لینے والے موجود ہیں اور پیدا ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

عشق رسولؐ کی اس جاری داستان میں خلفاء احمدیت کے چند اقتباسات و واقعات بطور نمونہ ہدیۂ قارئین کئے جا رہے ہیں کہ کس طرح یہ شمع روشن ہوتی چلی جا رہی ہے جس کو حضرت مسیح موعود نے اپنے سینہ میں روشن کیا تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل

حضرت حکیم مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل کی تمام عمر دین حق، آنحضرتؐ اور قرآن کے عشق اور خدمت میں گزری۔ علم حدیث کے سیکھنے کا جنون آپ کو حرمین شریفین لے گیا اور پھر تمام عمر قرآن کے علاوہ حدیث سیکھنے اور سکھانے میں گزاری۔ حضرت مسیح موعود آپ کے عشق رسولؐ کی گواہی ان الفاظ میں دیتے ہیں:

’’وہ پسند کرتا ہے کہ اپنا خون پانی کی طرح اعلائے دینِ رسولؐ کے لئے بہادے اور وہ تمنا رکھتا ہے کہ اس کی جان خاتم النبیینؐ کی تائید کی راہ میں صرف ہو جائے‘‘۔

(عربی عبارت کا ترجمہ حمامة البشریٰ روحانی خزائن جلد7 صفحہ 180)

آپ اپنی کتاب فتح اسلام میں آپ کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ:

’’وہ اپنے تمام مال اور تمام زور اور تمام اسباب مقدرت کے ساتھ جو اُن کو میسر ہیں ہر وقت اللہ رسول کی اطاعت کے لئے مستعد کھڑے ہیں۔‘‘

(روحانی خزائن جلد سوم صفحہ 35)

نشان آسمانی میں فرماتے ہیں کہ:

’’جو شخص خدائے تعالیٰ کی ہستی پر ایمان لا کر اور دین (......) کو ایک سچا اور منجانب اللہ دین سمجھ کر اور بااین ہمہ اپنے زمانہ کے امام کو بھی شناخت کر کے اللہ جل شانہٗ اور رسول اللہ اور قرآن کریم کی محبت اور عشق میں فانی ہو کر محض اعلاء کلمہ (......) کے لئے اپنے مال حلال اور طیب کو اس راہ میں فدا کرتا ہے۔ اس کا جو عنداللہ قدر ہے وہ ظاہر ہے‘‘۔

(نشان آسمانی۔ روحانی خزائن جلد نمبر 4 صفحہ 407)

دین مصطفیٰ ﷺ کی تائید و نصرت اور مخالفینِ بانی اسلام کے اعتراضات کے دندان شکن جوابات آپ نے اپنی کتب فصل الخطاب، نورالدین اور تصدیق براہین احمدیہ و دیگر تحریرات میں دیئے ہیں جو آپ کے عشق رسولؐ کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ یہ قیمتی لٹریچر آپ کے عشق رسول ﷺ کی لازوال داستان کے طور پر محفوظ ہے۔

مقامِ محمد رسول اللہ ﷺ کے بارہ میں آپ نے ایک انتہائی خوبصورت، نرالا اور عشق رسولؐ میں ڈوبا استدلال فرمایا ہے۔ آپ بیان فرماتے ہیں:

’’ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کیوں کرتے ہو؟ میں نے کہا تم یہ بتاؤ تم کسی بات کے قائل بھی ہو جو کسی مذہب نے مانی ہے؟ کہا کہ ہاں دعا کا قائل ہوں۔ میں نے کہا کہ زمین گول ہے۔ نماز کا وقت زمین پر ہر جگہ ہوتا ہے۔ مسلمان دنیا کے ہر حصہ میں پائے جاتے ہیں یعنی ہر وقت سینکڑوں ہزاروں لوگ نمازیں پڑھتے ہیں۔ پھر ہر نماز میں درود پڑھی جاتی ہے اور یہ سلسلہ کبھی منقطع نہیں ہوتا۔ تو بتاؤ کہ کوئی رسول بھی ایسا ہے جس کے لئے اس قدر دعائیں مانگی جاتی ہوں اور مانگی گئی ہوں۔‘‘

(مرقاۃ الیقین فی حیات نورالدین صفحہ 265)

عاشق اپنے محبوب کی چھوٹی چھوٹی اداؤں کی پیروی کرتا ہے۔ عشق حقیقی عاشق کو محبوب کی ہر راہ کی پیروی کے لئے ہر آن مستعد رکھتا ہے یہ پیار، محبت اور عشق کی ادائیں ہوتی ہیں جن سے عاشق تسکین پاتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل اپنے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے لئے کیسے متمنی رہتے تھے۔ اس کا اندازہ آپ ہی کے الفاظ میں بیان کیا جاتا ہے۔ جب آپ مکہ معظّمہ میں اونٹ پر سوار ہو کر دوسری بار تشریف لے گئے اس وقت مکہ کے قریب پہنچنے پر ایک حیرت انگیز اور محبت میں ڈوبا ہوا واقعہ پیش آیا۔ آپ خود بیان فرماتے ہیں:

’’جب مکہ معظّمہ کے قریب پہنچے تو میں نے ایک حدیث میں پڑھا تھا کہ حضرت نبی کریمؐ کداء کی طرف سے مکہ میں داخل ہوئے تھے۔ لیکن آدمیوں کی باربرداریاں اور سواریاں اس راستہ نہیں جاتی تھیں۔ اس واسطے میں ذی طوی سے ذرا آگے بڑھ کر اونٹ سے کود پڑا اور کداء کے راستہ سے مکہ میں داخل ہوا۔ مجھے افسوس ہوا کہ اس رستہ سے بہت ہی تھوڑے لوگ گئے۔ حالانکہ کوئی حرج نہ تھا۔ صرف ہمت، قوت اور معلومات کافی تھی۔‘‘

(مرقات الیقین فی حیات نوردین صفحہ 131)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ اور فدائیت کا تعلق رکھتے تھے اور آپؐ کا نام آنے پر فداہٗ ابی و امی یعنی آپؐ پر میرے ماں باپ بھی قربان ہو جائیں کے الفاظ استعمال فرماتے تھے۔ (مرقاۃ الیقین صفحہ 86)

یہ اظہار عقیدت و محبت صرف آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ تمام اہل بیت سے محبت و احترام کا اظہار فرماتے ہیں چنانچہ اپنے عقیدہ کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

’’اہل بیت کو بدل اپنا محبوب و پیارا یقین کرتے ہیں۔ تمام بیبیاں حضرت نبی کریمؐ کی حضرت عائشہؓ و خدیجہؓ سے لے کر اور تمام خاندان نبوت علیؓ اور امام حسنؓ سبط اکبر اور امام حسینؓ سبط اصغر شہید کربلا اور ان کی والدہ بتول زہرا سیّدۃؓ النساء اہل الجنہ۔ سب کو اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ گروہ بدل یقین کرتے ہیں۔‘‘

(مرقاۃ الیقین صفحہ 48)

عاشق اپنے محبوب کے لئے غیرت رکھتا ہے اور اپنے محبوب کے بارہ میں غلط نظریات کو ردّ کرتا ہے۔ آنحضورؐ کے لئے آپ کی غیرت کا اظہار آپ کے الفاظ میں ہی ملاحظہ فرمائیے:

’’میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی شکست نہیں کھائی۔ میں ایسی کہانیوں کو جھوٹ سمجھتا ہوں کہ نبی کریمؐ نے شکست بھی کھائی ...... میرا اعتقاد نہیں کہ کسی رسول کو شکست ہوئی ہو۔ چونکہ مجھ کو رسولوں سے محبت ہے اس لئے میں نے اپنی عمر میں کبھی شکست نہیں کھائی۔ بہت آدمیوں نے میرے قتل کے منصوبے کئے مگر ہمیشہ ناکام رہے۔‘‘ (مرقاۃ الیقین صفحہ 237)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی کی تمام عمر حمایت دین اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان بلند کرنے میں گزری۔ آنحضورؐ کی ناموس کی حفاظت کیلئے آپ ننگی تلوار تھے۔ آپ اپنے منظوم کلام میں اپنے عشقِ رسولؐ کا اظہار ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے
کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے
محمدؐ میرے تن میں مثلِ جاں ہے
یہ ہے مشہور جاں ہے تو جہاں ہے
مرا دل اس نے روشن کر دیا ہے
اندھیرے گھر کا میرے وہ دِیا ہے
ہو اس کے نام پر قربان سب کچھ
کہ وہ شاہنشہِ ہر دوسرا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی کتب و تحریرات جو انوار العلوم کے نام سے شائع ہو رہی ہیں، آپ کے خطبات جمعہ جو خطبات محمود کے نام سے شائع ہو رہے ہیں اور آپ کی معرکۃ الآراء تفسیر قرآن جو تفسیر کبیر کے نام سے دس جلدوں میں شائع شدہ ہے یہ دشمنان دین حق کے لئے ننگی تلوار کی صورت میں ہمارے پاس ہیں۔ یہ عشق رسولؐ کی طویل داستان پر مشتمل مواد ہے۔ عیسائیوں، ہندوؤں، آریوں اور نادان اہلِ دین کی طرف سے ناموسِ رسالت پر ہونے والے حملوں کا فاضلانہ، مدبرانہ، حکیمانہ اور انگشت بدنداں کرنے والا جواب ہے۔ عشق رسولؐ میں ڈوبی ہوئی ایک تحریر نمونہ کے طور پر پیش ہے۔

جب امرتسر کے ہندو رسالہ **’’ورتمان‘‘** نے مئی 1927ء کی اشاعت میں ایک دل آزار مضمون شائع کیا تو حضرت مصلح موعود نے اس اشتعال انگیز مضمون کو دیکھتے ہی ایک پوسٹر شائع فرمایا جس کا عنوان تھا **’’رسول کریمؐ کی محبت کا دعویٰ کرنے والے کیا اب بھی پیدا نہ ہوں گے‘‘** اس میں آپ تحریر فرماتے ہیں:

’’کیا ہمارے ہمسائیوں کو یہ معلوم نہیں کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فَدَتْهُ نَفْسِیْ وَ اَهْلِیْ کو اپنی ساری جان اور سارے دل سے پیار کرتے ہیں اور ہمارے جسم کا ذرہ ذرہ ان پاکبازوں کے سردار کی جوتیوں کی خاک پر بھی فدا ہے۔ اگر وہ اس امر سے واقف ہیں تو پھر اس قسم کی تحریرات سے سوائے اس کے اور کیا غرض ہو سکتی ہے کہ ہمارے دلوں کو زخمی کیا جائے اور ہمارے سینوں کو چھیدا جائے اور ہماری ذلت اور بے بسی کو نہایت بھیانک صورت میں ہماری آنکھوں کے سامنے لایا جائے اور ہم پر ظاہر کیا جائے کہ مسلمانوں کے احساسات کی ان لوگوں کو اس قدر بھی پرواہ نہیں جس قدر کہ ایک امیر کبیر کو ایک ٹوٹی ہوئی جوتی کی ہوتی ہے۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کہ کیا مسلمانوں کو ستانے کے لئے ان لوگوں کو کوئی اور راستہ نہیں ملتا۔ ہماری جانیں حاضر ہیں۔ ہماری اولادوں کی جانیں حاضر ہیں، جس قدر چاہیں ہمیں دکھ دے لیں لیکن خدارا نبیوں کے سردار محمد مصطفیٰ ﷺ کو گالیاں دے کر آپؐ کی ہتک کر کے اپنی دنیا اور آخرت تباہ نہ کریں کہ اس ذات بابرکات سے ہمیں اس قدر تعلق اور وابستگی ہے کہ اس پر حملہ کرنے والوں سے ہم کبھی صلح نہیں کر سکتے۔ ہماری طرف سے بار بار کہا گیا ہے اور میں پھر دوبارہ ان لوگوں کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ہماری جنگل کے درندوں اور

بن کے سانپوں سے صلح ہو سکتی ہے۔ لیکن ان لوگوں سے ہرگز نہیں ہو سکتی۔ جو رسول کریم ﷺ کو گالیاں دینے والے ہیں۔ بیشک وہ قانون کی پناہ میں جو کچھ چاہیں کر لیں اور پنجاب ہائیکورٹ کے تازہ فیصلہ کی آڑ میں جس قدر چاہیں ہمارے رسول کریم ﷺ کو گالیاں دے لیں۔ لیکن وہ یاد رکھیں کہ گورنمنٹ کے قانون سے بالا ایک اور قانون بھی ہے اور وہ خدا کا بنایا ہوا قانون فطرت ہے۔ وہ اپنی طاقت کی بنا پر گورنمنٹ کے قانون کی زد سے بچ سکتے ہیں لیکن قانون قدرت کی زد سے نہیں بچ سکتے اور قانون قدرت کا یہ اٹل اصل پورا ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جس کی ذات سے ہمیں محبت ہوئی ہے اسے برا بھلا کہنے کے بعد کوئی شخص ہم سے محبت اور صلح کی توقع نہیں رکھ سکتا''۔

(انوار العلوم جلد 9 صفحہ 552)

2 مارچ 1927ء کو بریڈلاء ہال لاہور میں جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے مخالفین دین حقہ کو مخاطب کرتے ہوئے عشق رسولؐ کا اظہار ان پرشوکت الفاظ میں فرمایا:

''ہمیں سزا دے لو، ہمارے ساتھ سختی کر لو، ہمیں گالیاں چھوڑ گولیاں مار لو لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نہ دو، اس کو برا نہ کہو، اس کی شان میں گستاخی نہ کرو۔ ہم سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں لیکن نہیں اگر برداشت کر سکتے تو اس مقدس ہستی کی توہین نہیں برداشت کر سکتے۔ اس پاک وجود کے متعلق گالیاں نہیں برداشت کر سکتے۔ ہاں وہ جس نے دنیا میں امن قائم کیا امن کی تعلیم دی وحشی انسانوں کو انسان بنا دیا اور دنیا کو اندھیرے سے نکال کر روشنی میں کھڑا کر گیا اس کے متعلق یہ نہ کہو کہ وہ ظالم اور مفسد تھا اور یہ فعل اس کی تعلیم کا نتیجہ ہے''۔

''یاد رکھو ہم وہ لوگ ہیں جن کے ایک آدمی کو مخالفین پکڑ کر لے گئے اس کو سخت ایذائیں پہنچائیں تکلیفیں دیں یہاں تک کہ اس کے جسم میں سوئیاں چبھوئی گئیں اس کے سامنے ایک سولی لٹکائی گئی اور اسے بتایا گیا یہ تمہارے لئے ہے۔ ان تکلیفوں کے درمیان اس سے پوچھا گیا کیا تم چاہتے ہو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس کے سبب تمہیں یہ تکلیفیں پہنچ رہی ہیں یہاں ہوتا اور ان تکلیفوں میں مبتلا ہوتا اور تم گھر میں آرام کرتے؟ یہ بات سن کر وہ نہایت اطمینان اور سکون سے مسکراتا ہوا کہتا اے تم تو کہتے ہو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں ہوں اور یہ کہ کیا میں پسند کر سکتا ہوں کہ تکالیف ان کو پہنچ رہی ہوں اور میں اپنے گھر آرام سے بیٹھا ہوا ہوں۔ لیکن مجھے تو یہ بھی پسند نہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں میں کانٹا چبھے اور میں گھر میں آرام سے بیٹھا رہوں۔ (اسد الغابہ جلد 2 صفحہ 229)

غرض ہمارے جسم کا ہر ذرہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہونے کا متمنی ہے۔ ہماری جان بھی اسی کے لئے ہے، ہمارا مال بھی اسی کے واسطے ہے ہم اس پر راضی ہیں۔ بخدا راضی ہیں پھر کہتا ہوں بخدا راضی ہیں کہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہمارے بچے بھی قتل کر دو، ہمارے دیکھتے دیکھتے ہمارے اہل وعیال کو جان سے مار دو لیکن محمد رسول اللہ ﷺ کو گالیاں نہ دو ہمارے مال لوٹ لو، ہمیں اس ملک سے نکال دو لیکن ہمارے سردار حضرت نبی کریمؐ کی ہتک اور توہین نہ کرو۔ انہیں گالیاں نہ دو۔ اگر یہ سمجھتے ہو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے سے تم جیت سکتے ہو اور سمجھتے ہو کہ گالیاں دینے سے تم رک نہیں سکتے تو پھر یہ یاد رکھو کہ کم از کم ہم تمہارا اپنے آخری سانس تک مقابلہ کریں گے۔ جب تک ہمارا ایک آدمی بھی زندہ ہے وہ اس جنگ کو ختم نہیں کرے گا۔

(انوار العلوم جلد 9 صفحہ 488,477)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث

حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث کو اپنے دورِ خلافت میں متعدد بار یورپ، امریکہ اور افریقہ کے دوروں پر جانے کا موقع ملا۔ حضرت محمد مصطفیٰؐ کے سچے غلام اور خادم ہونے کے ناطے آپ کو مستشرقین اور اہلِ مغرب کے غلط خیالات اور ان کے ذہنوں میں آنحضورؐ کی غلط تصویر کو درست کرنے کے مواقع ملے اور آنحضورؐ کا حقیقی اور خوبصورت چہرہ اہلِ یورپ کو آپ نے دکھایا۔

آنحضورؐ کی بلند شان کا اظہار کرتے ہوئے اپنی تقریر فرمودہ 28 جنوری 1967ء میں فرماتے ہیں:

''کسی ماں نے آنحضرتؐ سے افضل بچہ نہیں جنا آپ نے خدا تعالیٰ کی راہ میں وہ تکالیف برداشت کیں جن کے تصور سے بھی رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ نیز دنیا میں کوئی اور ایسا انسان نہیں جس کو خدا تعالیٰ کے نام پر اور مذہب کی وجہ سے اور عقائد کے نتیجہ میں اس قدر دکھ پہنچایا گیا ہو۔ اس قدر ایذا دی گئی ہو اور اس قدر تکالیف پہنچائی گئی ہوں اور دنیا میں آپ کے سوا کوئی انسان ایسا بھی پیدا نہیں ہوا جس نے آستانہ الوہیت پر اپنی روح کو اس طرح گداز کر دیا ہو اور بہا دیا ہو کہ نبی کریم ﷺ کی روح اپنے رب کے حضور جھکی اور بالکل گداز ہو گئی''۔

(خطابات ناصر جلد اوّل صفحہ 139)

جماعت احمدیہ کے ذریعہ جو دنیا میں انقلاب برپا ہو رہا ہے اس کے نتیجہ میں لوگ احمدی ہو کر عشقِ محمدؐ میں گرفتار ہو جاتے ہیں اس بارے میں حضور نے افریقہ میں ہونے والے احمدیوں کی مثال بیان فرمائی۔ آپ فرماتے ہیں:۔

''احمدیت کو وہ قبول کر رہے ہیں بڑی تیزی کے ساتھ اور پہلی خوشکن تبدیلی ان کے اندر یہ پیدا ہوتی ہے کہ احمدیت کو قبول کرنے کے ساتھ ہی وہ عاشقِ محمد ﷺ بن جاتے ہیں یعنی اس طرح عشق کے ساتھ درود بھیجتے ہیں کہ ان کو چین نہیں آتا درود پڑھے بغیر۔ اپنی لاریوں کے اوپر لاؤڈ سپیکر لگائے شہروں کے گلی کوچوں میں صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ گاتے پھر رہے ہوتے ہیں۔ (بے دھڑک، بے فکر) اور بڑی برکتیں جماعت وہاں حاصل کر رہی ہے اور ہر وہ جو احمدیت میں داخل ہو گا خلوصِ دل کے ساتھ محمد ﷺ پر درود بھیجنے والا ہو گا''۔

(خطاباتِ ناصر جلد دوم صفحہ 526)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے دل میں عشقِ رسولؐ ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی طرح موجزن تھا۔ 1974ء میں قومی اسمبلی میں جب جماعت احمدیہ کی طرف سے مؤقف پیش کرنے کے لئے آپ تشریف لے گئے وہاں آنحضورؐ کے بلند مقام خاتم النبیینؐ کا بیان آپ نے فرمایا اور جماعت آنحضورؐ کے ساتھ جو عشق رکھتی ہے اس کا اظہار باآواز بلند فرمایا۔ اٹارنی جنرل کے سوالات ختم ہوئے تو اس نے کہا کہ آپ کچھ کہنا چاہیں تو کہہ سکتے ہیں۔ چنانچہ آخر پر آپ نے جن الفاظ میں قومی اسمبلی میں اپنے دل کا حال بیان کیا وہ وجد آفریں اور عشقِ مصطفیٰؐ میں ڈوبا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا:

''میں صرف ایک بات آپ کی اجازت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ کرنا چاہتا ہوں کہ **اگر دل کی گہرائیاں چیر کر میں آپ کو دکھا سکوں تو وہاں میرے اور میری جماعت کے دل میں اللہ تعالیٰ کے اور حضرت خاتم الانبیاء محمد ﷺ کی محبت اور عشق کے سوا کچھ نہیں پائیں گے۔**''

(خصوصی کمیٹی میں کیا گزری۔ از ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صفحہ 440)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع کا دل بھی عشقِ مصطفیٰ ﷺ سے لبریز تھا۔ اسی عشق کو آپ اپنی جماعت میں پیدا کرنا چاہتے تھے۔ خلافت کا بیشتر عرصہ مغرب میں گزرا۔ وہاں آنحضرتؐ کی ارفع اور اکمل شان اور اس کی سربلندی کے لئے تحریر وتقریر کے ذریعہ کوشاں رہے۔ شاتمین رسول، سلمان رشدی اور اس کے ہم نواؤں کے آپ نے دلیرانہ انداز میں جواب دیئے اور آنحضورؐ کا سچا اور خوبصورت چہرہ دنیا کو دکھایا اور اپنے آقا کی طرف اٹھنے والے ہر تیر کو اپنے اوپر لے کر دشمن کی طرف واپس کیا۔ آپ اپنے منظوم کلام میں اپنی محبت رسولؐ کا اظہار ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

اے شاہِ مکی و مدنی سید الوریٰ
تجھ سا مجھے عزیز نہیں کوئی دوسرا
تیرا غلامِ در ہوں ترا ہی اسیرِ عشق
تو میرا بھی حبیب ہے محبوبِ کبریا
تیرے جلو میں ہی مرا اٹھتا ہے ہر قدم
چلتا ہوں خاکِ پا کو تری چومتا ہوا
تو میرے دل کا نور ہے اے جانِ آرزو
روشن تجھی سے آنکھ ہے اے نیرِ ہدیٰ
ہیں جان وجسم، سو تری گلیوں پہ ہے نثار
اولاد ہے سو وہ تیرے قدموں پہ ہے فدا
تو وہ کہ میرے دل سے جگر تک اتر گیا
میں وہ کہ میرا کوئی نہیں ہے ترے سوا
اے میرے والے مصطفیٰؐ اے سید الوریٰ
اے کاش ہمیں سمجھتے نہ ظالم جدا جدا

اسی منظوم کلام میں آپ اپنے عشقِ رسولؐ اظہار اس خوبصورت انداز سے کرتے ہیں:۔

ہر لحظہ بڑھ رہا ہے مرا تجھ سے پیار دیکھ
سانسوں میں بس رہا ہے ترا عشق دم بدم
میری ہر ایک راہ تری سمت ہے رواں
ترے سوا کسی طرف اٹھتا نہیں قدم
اے کاش مجھ میں قوتِ پرواز ہو تو میں
اڑتا ہوا بڑھوں تری جانب سوئے حرم

محبت رسولؐ ہمیں ہماری گھٹی میں پلائی گئی ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:

''کوئی دنیا کی طاقت ہمیں اس محبت سے باز نہیں رکھ سکتی۔ اگر اس محبت کے جرم میں گستاخی رسول کی چھری سے ہی ہمیں ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے۔ تو میں آج تمام جماعت کی طرف سے ببانگ دہل یہ اعلان کرتا ہوں کہ جو چاہو کرتے پھرو۔ محبت محمد مصطفیٰ ﷺ کو ہمارے دلوں سے نہیں نوچ سکتے اور نہیں نوچ سکتے اور نہیں نوچ سکتے اور میں یہ بھی بتاتا ہوں کہ یہ محبت زندگی کی ضامن ہے۔ یہ محبت رکھنے والوں کو کبھی تم دنیا میں ناکام و نامراد نہیں کر سکو گے۔ تمہاری ہر کوشش خائب وخاسر رہے گی۔ تمہارا ہر ذلیل الزام تمہارے منہ پہ لوٹایا جائے گا اور محبت محمد مصطفیٰ ﷺ زندہ رہنے کے لئے بنائی گئی ہے اور زندہ رکھنے کے لئے بنائی گئی ہے۔ اس سے جو زندگی ہم حاصل کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے کوئی تمہاری طاقت نہیں، کوئی تمہاری استطاعت نہیں ہے کہ اس زندگی کے دل پر پنجہ مار سکو''۔ (خطبات طاہر جلد 5 صفحہ 519)

شاتم رسول سلمان رشدی کی بدنام زمانہ کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے شاتم رسول کے بارہ میں آپ نے فرمایا:

''محمد مصطفیٰ ﷺ کی جو غیرت ہمارے خدا کے دل میں ہے، خدا رکھتا ہے محمد مصطفیٰؐ کی غیرت۔ وہ کبھی ایسے خبیث کو معاف نہیں کرے گا جس نے اس بے باکی اور بے حیائی کے ساتھ دنیا کے سب سے مقدس انسان پر سب سے غلیظ حملے کئے''۔

احباب جماعت کو ان ناپاک حملوں کا جواب دینے کے لئے تیار رہنے اور محمد مصطفیٰؐ کے ساتھ عشقِ حقیقی کا عملی مظاہرہ کرنے کی تلقین کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:۔

''محمد مصطفیٰ ﷺ کا سارا زمانہ غلام ہے۔ اپنے پہلے زمانے کے بھی وہ بادشاہ تھے اور آئندہ زمانوں کے بھی وہ بادشاہ ہیں۔ اس لئے ہمیشہ کے لئے جماعت احمدیہ ایسی کوششوں میں وقف ہو جائے جس کے نتیجے میں دشمن کے ہر ناپاک حملے کو ناکام بنایا جائے ...... احمدیت کو چاہئے کہ وہ ہمیشہ کے لئے آنحضور ﷺ کے سامنے سینے تان کے کھڑی ہو جائے جس طرح حضرت طلحہؓ نے کیا تھا کہ جو تیر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر برسائے جا رہے تھے وہ اپنے ہاتھ پر لئے اور ہمیشہ کے لئے وہ ہاتھ

بے کار ہو گیا۔ اس طرح اپنا سینہ سامنے تان کر کھڑا ہو جائے۔ **تمام تیر جو ہمارے آقا محمد رسول اللہ ﷺ پر چلائے جا رہے ہیں اپنے سینوں پر لیں۔ ...... ہمیشہ احمدی صف اوّل پر آنحضرت ﷺ اور (دین) کے دفاع میں سینہ تانے کھڑے رہیں اور کسی شیطان کو یہ طاقت نہ ہو کہ کسی نام پر بھی وہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ اور اس پاک مذہب پر حملے کر سکے**"۔

(خطباتِ طاہر جلد 8 صفحہ 129 تا 132)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس

ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے سچے عاشق اور خادم کے طور پر ناموسِ رسالت کی حفاظت کے لئے، آنحضورؐ کی بلند شان کو تمام ادیان پر ظاہر کرنے کے لئے اپنی تمام تر کوششیں فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے آنحضورؐ کے خوبصورت چہرے، آپؐ کی پیاری تعلیمات اور آپؐ کے اسوۂ حسنہ سے دنیا کو روشناس کروانے کے لئے ہمارے پیارے امام حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبات، اپنے خطابات، امن کانفرنسز، پریس کانفرنسز، انٹرویوز اور عالمی لیڈروں سے ملاقاتوں کے ذریعہ کوشاں ہیں۔

خلافتِ خامسہ میں ناموسِ رسالت کی حفاظت کے لئے اٹھنے والی آواز کیپٹل ہِل واشنگٹن امریکہ میں گونجی، یہ آواز آنحضورؐ کے خوبصورت چہرہ کو دنیا کو دکھانے کے لئے برطانوی پارلیمنٹ میں بلند ہوئی۔ یہ آواز یوروپین پارلیمنٹ میں بھی سنائی دی اور گلڈ ہال برطانیہ بھی اس صدا سے گونج اٹھا۔

عشقِ محمد ﷺ کا حقیقی اظہار تو تب ہوتا ہے جب دشمن ناموسِ رسالت پر حملے کرتا ہے تو پھر اس کا حقیقی جواب دیا جائے۔ اس دور میں توہین آمیز کارٹونز کے ذریعہ، اہانت پر مبنی فلموں کے ذریعہ آنحضورؐ کی ذات بابرکات پر دشمنانِ اسلام نے حملے کئے ہیں۔ ان مواقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے سچے خادمِ رسول اور عاشقِ رسولؐ کا کردار ادا فرمایا اور دنیا کی راہنمائی کرتے ہوئے آنحضورؐ کا خوبصورت چہرہ اور پاکیزہ حیات کے بارہ میں آگاہ فرمایا اور دشمن کے اعتراضات کے جوابات دیئے۔ توہین آمیز واقعات کے موقع پر ایک احمدی کا دل چھلنی ہونا ایک بدیہی امر ہے۔

حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ توہین آمیز فلم کے حوالہ سے اپنے عشقِ رسولؐ کا اظہار 21 ستمبر 2012ء کے خطبہ جمعہ میں ان الفاظ میں فرماتے ہیں:۔

"اس عظیم محسن انسانیت کے بارے میں ایسی اہانت سے بھری ہوئی فلم پر یقیناً ایک مسلمان کا دل خون ہونا چاہئے تھا اور ہوا اور سب سے بڑھ کر ایک احمدی کو تکلیف پہنچی کہ ہم آنحضرت ﷺ کے عاشقِ صادق اور غلامِ صادق کے ماننے والوں میں سے ہیں جس نے ہمیں آنحضرت ﷺ کے عظیم مقام کا ادراک عطا فرمایا۔ **پس ہمارے دل اس فعل پر چھلنی ہیں۔ ہمارے جگر کٹ رہے ہیں۔** ہم خدا تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہیں کہ ان ظالموں سے بدلہ لے۔ اُنہیں وہ عبرت کا نشان بنا جو رہتی دنیا تک مثال بن جائے۔ ہمیں تو زمانے کے امام نے عشقِ رسول ﷺ کا اس طرح ادراک عطا فرمایا ہے کہ جنگل کے سانپوں اور جانوروں سے صلح ہو سکتی ہے لیکن ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ حضرت خاتم الانبیاءؐ کی توہین کرنے والے اور اس پر ضد کرتے چلے جانے والے سے ہم صلح نہیں کر سکتے"۔

(خطباتِ مسرور جلد 10 صفحہ 563)

بے ہودہ کارٹونز کی اشاعت کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ نے 10 فروری 2006ء کے خطبہ جمعہ میں احباب جماعت کو عشقِ رسولؐ کی خاطر اپنے حقیقی ردّ عمل کا اظہار ان الفاظ میں بیان فرمایا:

"آپ میں سے ہر بچہ، ہر بوڑھا، ہر جوان، ہر مرد اور ہر عورت بیہودہ کارٹون شائع ہونے کے ردّ عمل کے طور پر اپنے آپ کو ایسی آگ لگانے والوں میں شامل کریں جو کبھی نہ بجھنے والی آگ ہو، جو کسی ملک کے جھنڈے یا جائیدادوں کو لگانے والی آگ نہ ہو جو چند منٹوں میں یا چند گھنٹوں میں بجھ جائے۔ اب بڑے جوش سے لوگ کھڑے ہیں (پاکستان کی ایک تصویر تھی) آگ لگا رہے ہیں جس طرح کوئی بڑا معرکہ مار رہے ہیں۔ یہ پانچ منٹ میں آگ بجھ جائے گی، ہماری آگ تو ایسی ہونی چاہئے جو ہمیشہ لگی رہنے والی آگ ہو۔ **وہ آگ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کی آگ جو آپؐ کے ہر اسوہ کو اپنانے اور دنیا کو دکھانے کی آگ ہو۔ جو آپ کے دلوں اور سینوں میں لگے تو پھر لگی رہے۔ یہ آگ ایسی ہو جو دعاؤں میں بھی ڈھلے اور اس کے شعلے ہر دم آسمان تک پہنچتے رہیں۔**

پس یہ آگ ہے جو ہر احمدی نے اپنے دل میں لگانی ہے اور اپنے درد کو دعاؤں میں ڈھالنا ہے۔ لیکن اس کے لئے پھر وسیلہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی بننا ہے۔ اپنی دعاؤں کی قبولیت کے لئے اور اللہ تعالیٰ کے پیار کو کھینچنے کے لئے، دنیا کی لغویات سے بچنے کے لئے، اس قسم کے جو فتنے اٹھتے ہیں ان سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو دلوں میں سلگتا رکھنے کے لئے، اپنی دنیا و آخرت سنوارنے کے لئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بے شمار درود بھیجنا چاہئے۔ کثرت سے درود بھیجنا چاہئے"۔

(خطباتِ مسرور جلد 4 صفحہ 86، 87)

اپنے خطبہ جمعہ 24 فروری 2006ء میں حضور انور ایدہ اللہ نے مکدر شدہ عالمی فضا کے ماحول میں احباب جماعت کو آنحضورؐ کی ذات سے عشق کے اظہار کے لئے بکثرت درود بھیجنے اور امت محمدیہ کی خاطر دعائیں کرنے کی تحریک فرمائی۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"پس جہاں ایسے وقت میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایک طوفان بدتمیزی مچا ہوا ہے یقیناً اللہ تعالیٰ کے فرشتے آپ پر درُود بھیجتے ہوں گے، بھیج رہے ہوں گے، بھیج رہے ہیں۔ ہمارا بھی کام ہے جنہوں نے اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشق صادق اور امام الزمان کے سلسلے اور اس کی جماعت سے منسلک کیا ہوا ہے **کہ اپنی دعاؤں کو درود میں ڈھال دیں اور فضا میں اتنا درود صدق دل کے ساتھ بکھیریں کہ فضا کا ہر ذرہ درود سے مہک اٹھے اور ہماری تمام دعائیں اس درود کے وسیلے سے خدا تعالیٰ کے دربار میں پہنچ کر قبولیت کا درجہ پانے والی ہوں۔ یہ ہے اس پیار اور محبت کا اظہار جو ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے ہونا چاہئے۔**

(خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 115، 116)

قائم شدہ 1950ء

خدا کے فضل سے اب شوز کے ساتھ ساتھ لیڈیز برقعہ اور لیڈیز کوٹ بھی دستیاب ہیں

رشید بوٹ ہاؤس گولبازار ربوہ

0476213835

پیارے آقا کی صحت و سلامتی و درازی عمر کے لئے

دلی کی اتھاہ گہرائیوں سے ہم دعا گو ہیں

زعیم اعلیٰ و اراکین عاملہ و زعماء حلقہ جات

و اراکین مجالس انصار اللہ ملتان شرقی

MFC ایم ایف سی

فاسٹ فوڈ، برگرز، پیزا، BBQ پاکستانی اور چائینز کھانے

MASTER FRIED CHICKEN

A Nice Place to Meet and Eat in

RABWAH

047-6005115

047-6213223

طالب دعا: بشارت احمد خان اقصیٰ روڈ ربوہ

پلاسٹک، سٹیل، ایلومینیم، چینی، پتھر، شیشہ اور نان اسٹک کی تمام امپورٹڈ و لوکل ورائٹی دستیاب ہے۔

رفیع کراکری سٹور

نیز لوز، ملامین آرڈر پر تیار کی جاتی ہیں۔

گلی ڈپٹی باغ بالمقابل جامع مسجد اہلحدیث سیالکوٹ شہر

پروپرائٹرز: رفیع احمد، فصیح احمد

052-4583892

0321-6147625

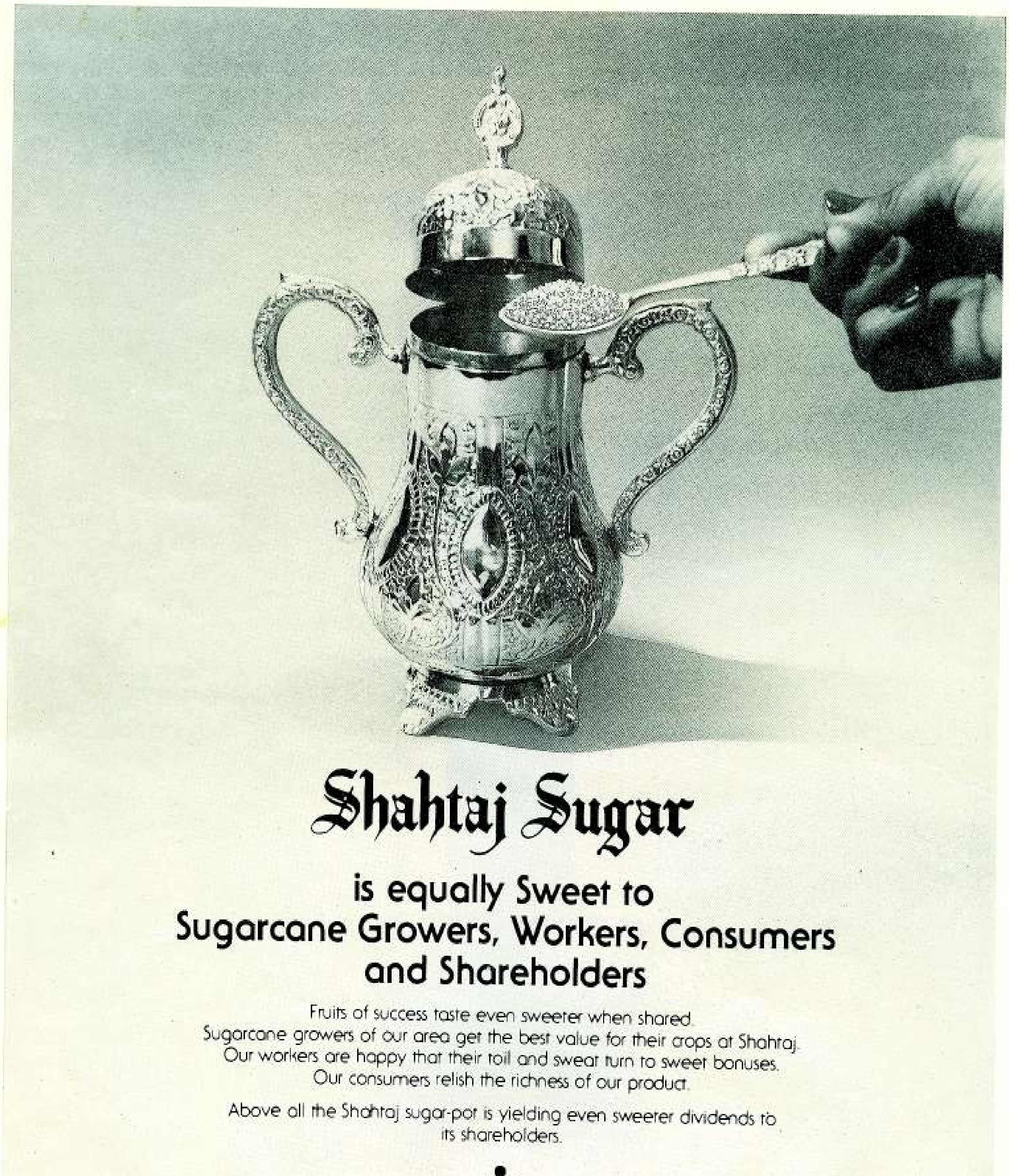

Plant: Mandi Bahauddin, phones:(0546)501147-49, Fax:(0546501768)
Email: shahtaj@polmail.com.pk
Head Office: 72/C-1 M.M Alam Road, Gulberg-III, Lahore 54660, Ph: (042) 5710482-84
Email: ssml@pol.com.pk Fax:(042) 5711904
Regd. Office: 19, West Wharf, Karachi Phone: (021)200146-50, Fax: (021)2310623
Email:khi-snl@shahnawazltd.com

مکرم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب

فتح مکہ

مستشرقین کے مفروضوں کا جواب

صلح حدیبیہ سے فتح مکہ تک کے حالات کا تاریخی جائزہ

اسلام کی تاریخ میں صلح حدیبیہ ایک اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ مسلمانوں اور مکہ کے مشرکین کے درمیان معاہدہ طے پایا۔ معاہدہ کی شرائط یہ تھیں کہ دونوں گروہ دس سال کے لئے ایک دوسرے سے جنگ نہیں کریں گے۔ اگر قریش کا کوئی شخص اپنے ولی کی اجازت کے بغیر آنحضرتؐ کے پاس آئے گا۔ اسے واپس کر دیا جائے گا۔ اگر مسلمانوں میں سے کوئی مکہ چلا جائے گا تو قریش اسے واپس نہیں کریں گے۔ اور جو چاہے وہ رسول اللہؐ کے عہد میں داخل ہو وہ ان کے عہد میں داخل ہوگا اور جو چاہے کہ وہ قریش کے عہد میں داخل ہو وہ ان کے عہد میں داخل ہوگا۔ یہ سن کر بنو خزاعہ کے نمائندوں نے اعلان کیا کہ ہم محمدؐ کے عہد میں داخل ہوتے ہیں۔ اور بنو بکر نے یہ اعلان کیا کہ ہم قریش کے عہد میں داخل ہوتے ہیں۔ اور یہ طے پایا کہ مسلمان اس سال واپس جائیں گے اور اگلے سال عمرہ کریں گے۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوئم اردو ترجمہ، شائع کردہ ادارہ اسلامیات طبع سوم مئی 1994ء ص215و216)

اس صلح کے بعد سے فتح مکہ تک تاریخ اسلام کا ایک نہایت اہم دور شروع ہوتا ہے۔ اس مضمون میں اس دور کے مکمل حقائق نہیں بیان کئے جا رہے۔ بلکہ صرف چند اہم تاریخی واقعات کے کچھ پہلو بیان کئے جا رہے ہیں جن کا نتیجہ آخر میں فتح مکہ کی صورت میں سامنے آیا۔

صلح حدیبیہ۔ حقیقی فتح

اس صلح میں بعض شرائط مشرکین کے حق میں جاتی تھیں لیکن اس کے نتیجہ میں جو مسلمانوں اور مشرکین مکہ کے درمیان جنگ بند ہوگئی اس کے نتیجہ میں کیا ہوا؟ تابعین کے مشہور عالم امام زہری کا اس بارے میں یہ قول سیرت ابن ہشام میں منقول ہے۔

”زہری کہتے ہیں حدیبیہ کی صلح سے بڑھ کر اس سے پہلے اسلام میں کوئی فتح نہیں ہوئی کیونکہ جنگ موقوف ہوگئی تھی اور لوگ گفتگو اور مباحثہ میں مشغول ہوئے تھے تو جس میں کچھ بھی عقل کا حصہ تھا وہ اسلام قبول کر لیتا تھا۔

زہری کے اس قول کی دلیل یہ بات ہے کہ جب رسول اللہؐ حدیبیہ میں آئے تو آپ کے ساتھ چودہ سو آدمی تھے جیسا کہ جابرؓ نے بیان کیا ہے اور اس کے دو ہی برس کے بعد جب آپ فتح مکہ کیلئے آئے تب آپ کے ساتھ دس ہزار آدمی تھے۔“

(سیرت ابن ہشام جلد دوئم اردو ترجمہ، شائع کردہ ادارہ اسلامیات طبع سوم مئی 1994ء صفحہ 220)

صحابہؓ اس صلح کو ایک حقیقی فتح سمجھتے تھے جو کہ اسلام کو حاصل ہوئی۔ حضرت براء بن عازبؓ نے فرمایا۔

”تم لوگ فتح مکہ کو فتح سمجھتے ہو۔ فتح مکہ تو فتح تھی ہی۔ اور ہم بیعت رضوان اور حدیبیہ کے دن کو فتح شمار کرتے ہیں۔“

(صحیح بخاری۔ کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیہ)

صلح حدیبیہ کے بارے میں مستشرقین کے مفروضے

صلح حدیبیہ کا ذکر کرتے ہوئے مغربی مورخین نے ایسے نتائج پیش کئے ہیں جو کہ تاریخی حقائق اور عقل کے بالکل خلاف ہیں۔ مشہور مؤرخ گبن (GIBBON) اس موقع پر موجود مسلمانوں کے بارے میں لکھتے ہیں۔

یعنی نعوذ باللہ اس موقع پر جب یہ عیاں ہو رہا تھا کہ مشرکین مکہ مزاحمت کریں گے آنحضرتؐ کو اس بات کا خطرہ تھا کہ صحابہؓ آپ کو اس وجہ سے چھوڑ دیں گے کیونکہ اب مال غنیمت ملنے کی امید نہیں رہی تھی۔

(The decline and fall of the Roman Empire, by Edward Gibbon, published by Phoenix 2005,p 469)

گبن نے ایک مفروضہ بیان کیا ہے کہ یہ لوگ مال غنیمت کے لیے آئے تھے لیکن اس حق میں دلیل کیا پیش کی ہے؟ ہر جائزہ لینے والا اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ وہ کوئی بھی دلیل نہیں پیش کر سکے کہ انہوں نے یہ نتیجہ کیسے نکالا۔ سب سے پہلے تو عقل کا استعمال کر کے یہ دیکھنا چاہیے کہ کیا مسلمان اس تیاری اور اسلحہ کے ساتھ وہاں پہنچے تھے جو کہ کسی جنگ میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے ضروری ہوتی ہے کہ نہیں؟ یہ تو سب جانتے ہیں کہ اس زمانے میں بھی جنگ کے لیے صرف میان میں رکھی تلواریں کافی نہیں ہوتی تھیں، بلکہ ڈھالیں، نیزے، تیر کمان، زرہیں اور دوسرا جنگی ساز و سامان بھی حسب توفیق ساتھ لینا ضروری ہوتا تھا۔ لیکن تاریخی روایات میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ چونکہ آپ کی نیت عمرہ کرنے کی تھی اس لیے مسلمانوں کے پاس سوائے میان میں رکھی ہوئی تلواروں کے کوئی اور ہتھیار نہیں تھا اور یہ وہ ہتھیار تھا جو اس دور میں ہر سفر کرنے والا اپنے پاس رکھتا تھا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے آنحضرتؐ کی خدمت میں عرض کی کہ اگر آپ کو ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کی طرف سے خطرہ ہے تو آپؐ نے جنگی ساز و سامان کیوں ساتھ نہیں لیا۔ آپؐ نے فرمایا چونکہ میں عمرہ کی نیت سے جا رہا ہوں اس لئے میں نہیں چاہتا کہ اپنے ساتھ ہتھیار لے کر چلوں۔

(سیرت الحلبیہ اردو ترجمہ از محمد اسلم قاسمی، ناشر دارالاشاعت مئی 2009ء جلد 5و6 ص53)

اور تو اور جب مکہ اور مدینہ کے درمیان دوسرے قبائل نے مسلمانوں کی حالت یہ دیکھی تو وہ باتیں کرنے لگے کہ محمدؐ اور ان کے ساتھی اب کبھی واپس نہیں آئیں گے۔ ان کے پاس نہ اسلحہ ہے اور نہ تعداد ہے۔

(سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ الخیر العباد للامام محمد الصالحی الشامی، الجزء الخامس بیروت ص34)

ان روایات سے ظاہر ہے کہ اس وقت دنیاوی اعتبار سے وہ کم از کم ساز و سامان لے کر ہی نہیں چلے تھے جو کہ جنگ لڑنے کے لیے ضروری تھا۔ اور اگر جنگ لڑ کر کامیابی حاصل نہیں کرنی تھی تو پھر مال غنیمت کی امید کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔ مسلمان تو صرف رسول اللہ کے حکم پر ایسی حالت میں اپنے دشمن کی طرف بڑھ رہے تھے کہ اگر تصادم ہو جاتا تو مقامی قبائل کا یہ خیال تھا کہ اس صورت حال میں مسلمانوں کی موت یقینی تھی۔ ان تاریخی حقائق کی موجودگی میں گبن کا مفروضہ بے بنیاد نظر آتا ہے۔

صلح حدیبیہ کی شرائط کا سرسری جائزہ ہی اس حقیقت کو عیاں کر دیتا ہے کہ اس معاہدہ میں صلح کے لیے مسلمانوں نے اپنے اوپر زائد پابندیاں قبول کی تھیں۔ مکہ کے اُن مظلوم مسلمانوں کے لیے جو کہ مکہ میں قید تھے، جن کی مذہبی آزادی سلب کی گئی تھی جن پر ہر قسم کے مظالم کئے جا رہے تھے، اس معاہدہ میں یہ شرط تھی کہ اگر ان میں سے کوئی اپنے ولی کی اجازت کے بغیر مدینہ آئے گا تو اسے مکہ واپس کر دیا جائے گا۔ اس حقیقت کے باوجود بعض مستشرقین جب نتیجہ نکالنے کی کوشش کرتے ہیں تو کچھ وجوہات کی بناء پر نتیجہ نکالنے کی بجائے مفروضوں پر پہنچ کر ان کی تحقیق کا سفر ختم ہو جاتا ہے۔

منٹگمری واٹ صاحب (MONTGOMMERY WATT) صلح حدیبیہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

ترجمہ: اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ محمدؐ اگر ان کی شرائط تسلیم کر لی جائیں تو دوستانہ رویہ دکھانے کو تیار تھے۔

(Muhammmad at Medina, by W. Montgomery Watt, published by Oxford printed in Pakistan, 2000 p.47)

حقیقت یہ ہے کہ پہلے مسلمانوں پر ہر طرح مظالم کئے، ان کو شہید کیا گیا۔ جب وہ مکہ سے مدینہ چلے گئے تو وہاں پر بھی ان پر حملے کئے گئے۔ اب جب مسلمانوں نے تمام تر قربانیاں دے کر صلح کا معاہدہ کیا تو یہ نتیجہ پیش کیا جا رہا ہے کہ مسلمان اس وقت دوستانہ رویہ دکھا سکتے تھے اگر معاملات ان کی شرائط کے مطابق طے کئے جائیں۔

حدیبیہ کا معاہدہ ہونے کے معاً بعد کے حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے Maxime Rodinson لکھتے ہیں۔

Muhammads eyes were now firmly fixed on Mecca.

(Muhammad, by Maxime Rodinson, published by Tauris Parke Paperbacks, P256)

ترجمہ: اب محمدؐ کی آنکھیں مکہ پر جمی ہوئی تھیں۔

مصنف اس نتیجہ پر کیسے پہنچا ہے، اس کے متعلق کوئی دلیل نہیں دی گئی۔ لیکن یہاں پر ایک سوال قدرتاً اُٹھتا ہے کہ اگر ایسا ہی تھا کہ معاہدہ کے بعد مسلمان مکہ کے بارے میں جارحانہ عزائم رکھتے تھے اور مکہ کے مشرکین امن سے رہنا چاہتے تھے تو ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ معاہدہ کی خلاف ورزی مسلمانوں کی طرف سے ہوتی لیکن عملاً یہ ہوا کہ مکہ کے مشرکین نے واضح طور پر معاہدہ کی خلاف ورزی کی۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہی اس مفروضے کو غلط ثابت کر دیتی ہے۔

اسی طرح مشہور مستشرق منٹگمری واٹ صاحب صلح حدیبیہ کے معاہدہ کے بعد کے حالات کے متعلق لکھتے ہیں۔

ترجمہ: اب جبکہ ان کی عرب حکومت کے ایک وسیع حصہ پر قائم ہو چکی تھی اور اتنی مستحکم تھی جتنی عرب کے حالات میں ہو سکتی تھی۔ محمدؐ اس پوزیشن میں تھے کہ وہ کسی وقت جب مداخلت کا پہلا موقع ملے مکہ پر فوج کشی کر سکتے تھے۔

(Muhammmad at Medina, by W. Montgomery Watt, published by Oxford printed in Pakistan, 2000 p.55)

واٹ صاحب کوئی دلیل نہیں پیش کر رہے کہ انہوں نے یہ نتیجہ کس بناء پر اخذ کیا ہے۔ لیکن ان چند فقروں میں وہ پڑھنے والے کے ذہن پر یہ تاثر جما رہے ہیں کہ مسلمان جارحیت پسند تھے، انہوں نے صلح کا معاہدہ تو کر لیا تھا لیکن بس کسی موقع کی تلاش میں تھے کہ کب کوئی بہانہ ملے اور اور وہ مکہ پر حملہ کر دیں۔ لیکن ایک بار پھر یہی سوال اُٹھتا ہے کہ اگر ایسا تھا تو مسلمانوں کو معاہدہ توڑ کر غفلت کی حالت میں مشرکین یا ان کے حلیفوں پر حملہ کرنا چاہئے تھا لیکن تاریخی حقیقت تو یہ ہے کہ مشرکین نے معاہدہ توڑا اور بنو خزاعہ پر جن میں مسلمان بھی شامل تھے حملہ کر دیا اور خون ریزی کی۔

صلح حدیبیہ کے بعد

یہودیوں سے تصادم

مشرکین کے علاوہ حجاز میں یہود کا طبقہ ایسا تھا جو کہ مسلسل مسلمانوں کے خلاف جنگ کی آگ بھڑکانے میں مصروف تھے۔صلح حدیبیہ کے بعد خیبر کی جنگ ہوئی اور اس میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔اس طرح مسلمانوں کے خلاف ریشہ دوانیوں کا ایک بڑا مرکز ختم ہوگیا۔اس کے بعد آٹھ ماہ تک رسول اللہؐ مدینہ منورہ میں تشریف فرما رہے۔پھر رسول اللہؐ نے عمرہ ادا فرمایا، جسے عمرۃ القضاء بھی کہا جاتا ہے کیونکہ یہ اس عمرہ کے بدلے میں تھا جس کی ادائیگی سے رسول اللہؐ کو روکا گیا تھا۔قریش نے حسب معاہدہ رسول اللہؐ کو عمرہ کرنے دیا۔مکہ مکرمہ میں رسول اللہؐ کا حضرت میمونہ سے نکاح ہوا۔ جب مسلمانوں کے مکہ میں قیام کو تین روز گزر گئے تو قریش نے اپنے نمائندے حویطب کو بھجوایا کہ اب حسب معاہدہ تین روز ہوگئے ہیں اب تم لوگ یہاں سے چلے جاؤ۔رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی حرج نہیں ہم یہاں پر شادی کی دعوت کرتے ہیں اور تم لوگوں کو بھی مدعو کرتے ہیں ۔ اس پر مشرکین نے جواب دیا کہ ہمیں تمہاری دعوت کی ضرورت نہیں۔رسول اللہؐ اپنے اصحاب سمیت مکہ سے باہر مقام سرف پر تشریف لے گئے۔ان حقائق سے ظاہر ہے کہ اس وقت تک گو مشرکین مکہ کسی قسم کے مفاہمت کے رویہ پر یا دوستانہ رویہ پر آمادہ نہیں تھے تاہم موٹے طور پر معاہدہ کی شرائط پر اس حد تک عمل ضرور کر رہے تھے۔اور وہ تجربہ سے یہ بھی دیکھ چکے تھے کہ اب مسلمانوں کی تعداد پہلے سے زیادہ ہے اور ان پر جنگ مسلط کر کے اپنے مقاصد حاصل کرنا پہلے کی طرح آسان نظر نہیں آ رہا تھا۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوئم اردو ترجمہ، شائع کردہ ادارہ اسلامیات طبع سوم مئی 1994ء ص254و255)

یہاں پر یہ سوال اُٹھتا ہے کہ اس کے بعد کیا ہوا تھا کہ تھوڑے عرصہ کے بعد کم ازکم قریش کے ایک حصہ نے قبیلہ بنو بکر کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے حلیف بنو خزاعہ پر حملہ کر کے قتل و غارت کی۔جبکہ صلح حدیبیہ کے ایک سال بعد تک انہوں نے مسلمانوں کو عمرہ ادا کرنے دیا تھا۔

فرمانرواؤں کو آنحضرتؐ کے تبلیغی خطوط

6 ہجری میں صلح حدیبیہ کے بعد رسول اللہؐ نے روم کے بادشاہ ہرقل اور ایران کے بادشاہ خسرو سمیت مختلف فرمانرواؤں کو تبلیغی خطوط بھجوائے۔ طبری کے مطابق یہ خطوط بھجوانے کا سلسلہ ذی الحجہ 6 ہجری میں شروع ہوا تھا۔عیسوی کیلنڈر کے مطابق یہ مہینہ 11 اپریل 628ء کو شروع ہوا تھا۔ جب رسول اللہؐ کی طرف سے یہ نامہ مبارک ہرقل کو بھجوایا گیا تو کم ازکم اس کے دل پر اس کا بہت اثر ہوا۔ اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ صحیح بخاری کی ایک حدیث کے مطابق اسے علمِ نجوم میں دلچسپی تھی اور اس خط کے ملنے سے قبل اس نے ستاروں کا دیکھ کر یہ اندازہ لگایا تھا کہ ختنہ کرنے والوں کو بادشاہ غالب آ گیا ہے اور اس نے درباریوں سے اس کا ذکر بھی کیا۔اور اس کے ایک دوست رومیہ جو کہ خود علم نجوم میں ماہر تھا نے بھی آنحضرتؐ کے ظہور کے بارے میں اس کی رائے کی تصدیق کی۔اسی روایت کے مطابق جب ہرقل حمص گیا تو اس نے اپنے عمائدین کو جمع کیا اور انہیں اس بات کی ترغیب دی کہ وہ آنحضرتؐ پر ایمان لے آئیں۔لیکن جب اس نے یہ دیکھا اس پر اس کے عمائدین یہ سن کر دروازوں کی طرف بھاگے اور انہوں نے بہت سخت ردِعمل دکھایا تو ہرقل نے یہ بات بنائی کہ میں تو صرف تمہیں آزماتا تھا اور مجھے خوشی ہے کہ تم ثابت قدم نکلے ہو تب اس کے درباری خوش ہوئے اور انہوں نے ہرقل کو سجدہ کیا۔اور اس نے اس بات کا اظہار بھی کیا تھا کہ میرا خیال تھا کہ ایک نبی کے مبعوث ہونے کا وقت آ گیا ہے لیکن میرا یہ خیال نہیں تھا کہ یہ نبی عربوں میں مبعوث ہو گا۔لیکن سلطنت روم کے عمائدین یہ جانتے تھے کہ پہلے خط کے نتیجہ پر ہرقل کے دل پر غیر معمولی اثر ہوا تھا اور عیسائی دنیا کے سب سے بڑے بادشاہ کے متعلق یہ ہرگز گوارا نہیں کرسکتے تھے۔ (صحیح بخاری کتاب الوحی)

(طبقات ابن سعد، سیرت الحلبیہ جلد6,5 ص212,211)

طبری میں ہرقل کو لکھے گئے خط کے بارے میں مندرجہ ذیل نکات لکھے گئے ہیں۔

1۔ ہرقل نے علم نجوم سے اندازہ نہیں لگایا تھا بلکہ خواب دیکھا تھا کہ ختنہ کرنے والوں کا ملک سب پر غالب آنے والا ہے۔

2۔طبری کے مطابق ہرقل نے یہ خط اس وقت روم میں کلیسا کے سربراہ پوپ کو بھی بھجوایا تھا۔اور پوپ نے یہ جواب دیا تھا کہ یہ وہی نبی برحق ہیں جن کے ہم منتظر تھے۔تم ان کی اتباع کرلو۔اگر یہ بات تسلیم کی جائے کہ ہرقل نے یہ خط اس وقت کے پوپ کو بھجوایا تھا تو اس میں حیرانی کی کوئی بات نہیں کیونکہ مذہبی معاملات میں پوپ اور ہرقل کے درمیان رابطہ رہتا تھا۔اس وقت Honorius I پوپ تھے۔وہ 62ء سے لے کر 638ء تک پوپ رہے۔یہ بات دلچسپ ہے کہ ان کے انتقال کے بعد 680 عیسوی میں، اس بحث کے حوالے سے کہ کیا حضرت عیسیٰؑ کے اندر انسان اور خدائی دو روحیں تھیں یا صرف ایک فطرت تھی، خود ان کے چرچ نے انہیں مرتد قرار دے دیا تھا۔یہ امر قابل تحقیق ہے کہ کیا ان کے خلاف یہ فیصلہ کہ ایک پوپ کو مرتد قرار دے دیا جائے اسی وجہ سے تھا جو کہ بیان کیا جاتا ہے یا پھر اس بغض کی اور وجوہات بھی ہوسکتی ہیں۔

3۔طبری کے مطابقہ ہرقل نے رسول اللہؐ کے قاصد حضرت دحیہ کلبیؓ کو بلایا اور کہا کہ میں جانتا ہوں کہ تمہارے نبی برحق ہیں اور ان کی آمد کے بارے میں ہماری مذہبی کتب میں پیشگوئیاں موجود ہیں۔لیکن اگر میں اس کا اعلان کروں تو مجھے خوف ہے کہ رومی مجھے قتل کردیں گے۔تم ایسا کرو کہ ضغاطر کے پادری کے پاس جاؤ روم میں اس کا احترام بہت زیادہ ہے، اگر وہ ایمان لے آئے تو اس کا زیادہ اثر ہوگا۔حضرت دحیہ کلبیؓ جب اس پادری کے پاس گئے تو اس نے آنحضرتؐ کی رسالت کا اقرار کیا اور جب اس نے باہر آ کر رومیوں کے سامنے آنحضرتؐ کی نبوت کا اقرار کیا تو اسی وقت رومیوں نے ان پر حملہ کر کے انہیں شہید کردیا۔ جب حضرت دحیہ کلبیؓ نے ہرقل کو اس بات کی اطلاع دی تو اس نے کہا کہ میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ ہمیں اس بات پر اپنی جانوں کا خطرہ ہے۔

4۔طبری میں چند اور دلچسپ باتیں لکھی ہیں۔ اس میں لکھا ہے کہ جب ہرقل کو رسول اللہؐ کا خط ملا تو ان دنوں وہ ایلیا یعنی یروشلم پیدل آ رہا تھا۔اس کا پس منظر یہ تھا کہ جب فارسیوں نے رومی صوبوں دمشق مصر اور یروشلم پر قبضہ کرلیا۔فارسیوں نے عیسائیوں کے گرجوں کو آگ لگائی اور ان کی مقدس ترین صلیب بھی اُٹھا کر فارس لے گئے۔ جب ہرقل نے فارسیوں کو شکست دی تو اس نے یہ صلیب واپس حاصل کی اور اسے خود لے کر یروشلم لے کر گیا اور اسے پھر وہاں نصب کیا۔ان حقائق کی تصدیق مغربی دنیا کی لکھی گئی تواریخ سے بھی ہوتی ہے۔اس کے علاوہ اس کتاب میں لکھا ہے کہ رسول اللہؐ کے خط کے کچھ عرصہ کے بعد جب واپس قسطنطنیہ واپس جانے لگا تو اس وقت اس نے رومی عمائدین کے سامنے یہ بات رکھی کہ وہ یا تو اسلام قبول کرلیں یا پھر مسلمانوں کو خراج دے دیں یا پھر شام کے کچھ علاقے ان کو دے کر صلح کرلیں۔عمائدین نے یہ سب باتیں رد کردیں۔اس کے بعد ہرقل قسطنطنیہ واپس چلا گیا۔طبری کی درج کردہ تاریخوں کے مطابق یہ خط ذی الحجہ 6 ہجری میں لکھا گیا تھا۔ عیسوی سال کے مطابق یہ اپریل۔مئی 628ء کا وقت بنتا ہے۔کچھ مہینے خط پہنچنے میں اور اس پر ہونے والی بحث و تمحیص پر لگے ہوں گے۔ایک تحقیق کے مطابق ہرقل چھ سال کی مہم کے بعد فاتحانہ انداز میں اپنے دارالحکومت قسطنطنیہ میں 14/اپریل 628ء عیسوی کو داخل ہوا تھا اور اس کا شاندار استقبال کیا گیا تھا۔اس کا مطلب ہے کہ طبری میں درج تاریخ درست ہے۔

(تاریخ طبری جلد دوئم، ص300 تا 307)

تاریخی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ بلقاء (فلسطین) میں ہرقل کی طرف سے حضرت فروہ بن عمرو حاکم مقرر تھے اور انہوں نے رسول اللہؐ کو ایک خچر بھی تحفہ میں دی تھی جو غزوہ حنین کے موقع پر آپ کے پاس تھی۔ وہ رسول اللہؐ کو قبول کر کے مسلمان ہوگئے اور ان کو اس پاداش میں فلسطین میں صلیب دے دی گئی تھی۔

ان روایات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہؐ کے خط کے بعد رومیوں کے ایک طبقہ میں آپ پر ایمان لانے کا رجحان تھا اور بعض سعید فطرت ایمان بھی لے آئے تھے لیکن عمومی طور پر اسلام کی مخالفت اتنی شدید تھی کہ اسلام لانے کی صورت میں نہایت بااثر لوگوں کی زندگیاں بھی محفوظ نہیں تھیں۔

8 ۔ہجری میں رسول اللہؐ نے اپنا قاصد شاہِ بصری کی طرف بھجوایا اور بعض روایات کے مطابق یہ خط ہرقل بادشاہِ روم کو بھجوایا گیا تھا۔بُصریٰ شمالی عرب کا ایک شہر تھا اور اس کا حکمران رومی بادشاہ ہرقل کے ماتحت تھا۔جب 6 ہجری میں رسولؐ اللہ نے جب مختلف بادشاہوں کو تبلیغی خطوط بھجوائے تو روم کے بادشاہ ہرقل کا خط بُصریٰ کے حکمران کی طرف بھجوایا گیا تھا جو کہ اُس نے ہرقل کی طرف بھجوایا۔اس وقت بصریٰ رومی سلطنت کے ماتحت تھا۔ جب رسول اللہؐ کے قاصد حارث بن عمیر موتہ میں پہنچے تو انہیں شرجیل بن عمرو الفسانی نے قتل کردیا۔یہ ایک سفارت کار کا بہیمانہ قتل تھا۔نبی اکرمؐ کو اس کا بہت صدمہ ہوا۔شرجیل اس علاقے میں ہرقل کی طرف سے حکمران مقرر تھا۔ایک سفیر کے ساتھ اتنا ظالمانہ سلوک کیوں کیا گیا؟ جب ہرقل کو خط بھجوایا گیا تو اس وقت شرجیل کو بھی خط بھجوایا گیا تھا۔شاید ہرقل کے متاثر ہونے اور کچھ بااثر رومیوں کے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے یہ شدید ردعمل سامنے آیا ہو۔

جنگ موتہ

نبی اکرمؐ نے موتہ جانے کے لیے ایک لشکر تیار فرمایا۔جس میں تین ہزار اصحابؓ شامل تھے۔حضور نے اس کے سالار کے طور پر حضرت زید بن حارثہؓ کو مقرر فرمایا اور فرمایا کہ اگر یہ شہید ہو جائیں تو جعفرؓ اس لشکر کے سردار ہوں گے اور اگر جعفرؓ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہؓ اس کے سردار ہوں گے۔جب یہ لشکر ملک شام کے مقام معان پر پہنچا تو انہیں یہ خبر ملی کہ روم کا بادشاہ ہرقل نے ایک لاکھ رومیوں کی فوج اور ایک لاکھ فوج لخم و جذام اور بہراء اور قین اور بلی قبائل سے جمع کی ہے۔ان قبائل میں عیسائیوں کی بڑی تعداد بھی شامل تھی۔یہ بات دلچسپ ہے کہ وہ بادشاہ جس کے دل پر آنحضرتؐ کے خط کا اتنا اثر ہوا ہو کہ اس کا رجحان اسلام کی طرف ہوا اور اس کے دل میں آپ کے پیغام کی عظمت گھر کرگئی، ایک لشکر لے کر مسلمانوں کے مقابل کیوں آیا؟ اس کی ایک وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ یہ بادشاہ اس وقت کے گرجاؤں کا مالی طور پر مقروض تھا۔جب اس کی افواج کو ایران کی افواج کے مقابل پر بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا اور ایران کے بادشاہ کسریٰ نے اس سے ذلت آمیز خراج کا مطالبہ کیا تھا۔اس وقت اس کی حکومت کی مالی حیثیت بہت نازک تھی کیونکہ اس کی سلطنت کے مختلف حصوں سے خراج آنا بند ہو گیا تھا۔اور دوسری طرف ایرانی افواج سے مقابلہ کے لیے دولت کی فوری اور اشد ضرورت تھی چنانچہ اس وقت

ہرقل نے گرجاؤں کی دولت سے بڑا قرض لے کر کسریٰ کے مقابلہ کے لیے لشکر تیار کیا تھا۔ گرجاؤں میں موجود سونے چاندی کو ڈھال کر سکے بنائے گئے۔ اور فتح کے بعد ایک لمبے عرصہ تک ہرقل سود کے ساتھ گرجاؤں کی دولت سے لیا گیا قرض واپس کرتا رہا تھا۔ بلکہ جب فتوحات سے قبل ایک بار اس نے ایرانی دباؤ میں اس بات کا تہیہ کیا تھا کہ وہ اپنا دارالحکومت قسطنطنیہ چھوڑ کر Carthage چلا جائے تو ایک Patriach نے اس کو وہاں ٹھہرنے پر آمادہ کیا اور ایک مقدس مقام Saint Sophia کی قربان گاہ پر لے جا کر اس سے حلف لیا تھا کہ وہ اپنے لوگوں کو چھوڑ کر نہیں جائے گا۔ ان وجوہات کی بناء پر لازماً اس پر پادریوں کا بہت دباؤ تھا اور اس کے ذاتی رجحانات جو بھی ہوں یہ دباؤ اس کو اس طرزِ عمل پر مجبور کرتا تھا۔

(The decline and fall of the Roman Empire, by Edward Gibbon, published by Phoenix 2005,p 417-419)

جب مسلمانوں کی فوج کو لشکر کی تعداد کا علم ہوا تو انہوں نے مشورہ کیا کہ آیا رک کر رسول اللہؐ سے ہدایت حاصل کی جائے۔ لیکن جب حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے جوشیلی تقریر کی تو وہ اس بے سروسامانی کے عالم میں اتنے بڑے لشکر سے جنگ پر آمادہ ہو گئے۔ جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ اس لشکر کے تینوں سالار شہید ہو گئے اور حضرت خالد بن ولیدؓ نے قیادت سنبھالی اور باقی فوج کو مدینہ لے آئے۔

قریش کی عہد شکنی کی وجہ

یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جنگِ موتہ کے پس منظر کا اس بات سے کوئی تعلق ہے کہ قریش اس بات پر آمادہ ہوئے کہ وہ بدعہدی کرتے ہوئے صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی کریں؟ اس سوال کا جواب تلاش کرتے ہوئے مندرجہ ذیل پہلوؤں کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

1۔ پہلے آنحضرتؐ کے قاصد کو شہید کرنے سے اور پھر بازنطینی روم کے بادشاہ ہرقل کا لشکر لے کر مسلمانوں کے مقابل پر آنے سے یہ صورتحال سامنے آئی تھی کہ اس وقت دنیا کی سب سے بڑی طاقت مسلمانوں کے خلاف میدان میں اتر آئی تھی۔ اور قریش کے جہاندیدہ عمائدین کا خیال تھا کہ مسلمانوں میں یہ طاقت نہیں ہے کہ وہ لاکھ کے منظّم مسلح اور تربیت یافتہ لشکر کا مقابلہ کرسکیں۔

2۔ ابھی بادشاہِ روم ہرقل نے چند سال پہلے ہی ایران کی افواج کو شکست دے کر اپنے کھوئے محکوم صوبے واپس حاصل کئے تھے۔ جس کے بعد اس کی سلطنت کے رعب و دبدبہ اور طاقت کا ستارہ ایک بار پھر عروج پر تھا۔ اور خاص طور پر حجاز کے قریب علاقوں میں اس کی سلطنت بلاشرکت غیرے سب سے مضبوط قوت تھی۔

3۔ گوکہ ماضی میں حجاز میں آباد یہود مسلمانوں کے خلاف ریشہ دوانیاں کرتے رہے تھے لیکن صلح حدیبیہ کے فوراً بعد غزوۂ خیبر میں ان کی قوت ٹوٹ گئی تھی اور اس طرح قریش اپنے اس قدرتی اتحادی سے محروم ہو گئے تھے جس نے غزوہ خندق کے موقع پر ان کی اہم مدد کی تھی، لیکن اب پہلی مرتبہ شمالی عرب میں آباد عیسائی قبائل مسلمانوں کے خلاف جنگ کے میدان میں آئے تھے اور اس طرح اب مسلمانوں کو اس علاقہ میں ایک اور خطرناک دشمن کا سامنا تھا۔ اور یہ دشمن اتنا طاقتور تھا کہ مسلمانوں کے خلاف ایک بہت بڑا لشکر جمع کر سکے۔

مندرجہ بالا وجوہات وہ ممکنہ وجوہات ہوسکتیں ہیں جن کی بناء پر قریش یہ محسوس کر رہے تھے کہ اب عہد شکنی کرتے ہوئے مسلمانوں کے گرد دائرہ تنگ کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر بنوخزاعہ نے مسلمانوں کے حلیف بننے کا اعلان کیا تھا اور بنوبکر نے قریش کے حلیف بننے کا اعلان کیا تھا۔ قریش پر یہ بات بہت گراں گزری تھی کہ بنوخزاعہ مسلمانوں کے حلیف کیوں بنے ہیں۔ بنوخزاعہ سہیل بن عمرو کے ننھیال تھے۔ اور سہیل بن عمرو وہ سردار تھا جو کہ قریش کی طرف سے یہ معاہدہ کرنے آیا تھا۔ چنانچہ اسی وقت قریش نے سہیل کو کہا تھا کہ آخر تمہارے ننھیال نے ہم سے اپنی دشمنی کا اظہار کر دیا جسے وہ چھپاتے تھے اور محمدؐ کے حلیف بن گئے۔

(سیرت الحلبیہ اردو ترجمہ ازمحمد اسلم قاسمی، ناشر دارالاشاعت مئی 2009ء جلد 5و6 ص90)

قریش کے حلیف بنوبکر کی بنوخزاعہ سے پرانی دشمنی تھی۔ ظہورِ اسلام سے قبل دونوں ایک دوسرے کے بہت سے خون کر چکے تھے۔ اس مرحلہ پر بنوبکر اور قریش نے مل کر مسلمانوں کے حلیف بنوخزاعہ پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ قریش نے بنوبکر کو اسلحہ دیا اور رات کے وقت ان میں شامل ہوکر بنوخزاعہ سے جنگ بھی کی اور حرم کے اندر بھی بنوخزاعہ کا خون بہایا گیا۔ اور اس طرح بنوخزاعہ کے بہت سے لوگ قتل کر دیئے گئے۔ بنوخزاعہ نے رسول اللہؐ کی طرف مدد حاصل کرنے کیلئے نمائندے بھجوائے۔ آپ نے فرمایا کہ تمہاری مدد ضرور کی جائے گی۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوئم اردو ترجمہ ص262و263)

معاہدہ کی رو سے بنوخزاعہ مسلمانوں کے حلیف تھے اور جب ان پر یہ ظالمانہ حملہ کیا گیا تھا تو مسلمان معاہدہ کی رو سے پابند تھے کہ ان کی مدد کریں۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ اس وقت مسلمان بہت زیادہ خطرے میں تھے کیونکہ اس دور کی سب سے طاقتور سلطنت ان کے خلاف میدان میں اُتر چکی تھی لیکن اس کے باوجود رسول اللہؐ نے معاہدہ کی پابندی کرتے ہوئے بنوخزاعہ کی مدد کا فیصلہ فرمایا۔

تاریخی طور پر معروف واقعہ ہے کہ مکہ والوں نے ابوسفیان کو رسول اللہؐ کی خدمت میں بھجوایا کہ معاہدہ کی تجدید ہو۔ اور راستہ میں ابوسفیان کی ملاقات اس شخص سے ہوئی جو کہ بنوخزاعہ کے نمائندہ کے طور پر رسول اللہؐ کی خدمت اور مدد کی درخواست کرنے کو حاضر ہوا تھا۔ لیکن کیا قریش واقعی امن چاہتے تھے یا صرف یہ مقصد تھا کہ کچھ وقت مل جائے اس کے بعد مسلمانوں پر فیصلہ کن وار کیا جائے۔ اس کا اندازہ ان حقائق سے لگایا جاسکتا ہے۔

اس وقت عرب میں یہ رواج تھا کہ قتل ہونے کے بعد مقتول کا خون بہا ادا کر کے معاملہ ختم کیا جاسکتا تھا۔ لیکن قریش نے اس قسم کی کوئی پیشکش نہیں کی تھی۔ تاریخی طور پر یہ ثابت ہے کہ قریش کے نمایاں افراد بنوخزاعہ کی خون ریزی میں شامل تھے۔ ان کو مکہ میں کسی قسم کی سرزنش نہیں کی گئی تھی نہ ان کے فعل سے علیحدگی کا کوئی اعلان کیا گیا تھا۔ بنوبکر کی بدعہدی کے بعد قریش نے ان کے فعل سے یا ان سے کسی قسم کی علیحدگی کا اظہار نہیں کیا تھا۔ بلکہ قریش کے سفیر نے تو کسی قسم کی ندامت کا اظہار بھی نہیں کیا تھا۔ ان حقائق سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ قریش معاہدہ کی پاسداری یا امن قائم رکھنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے تھے۔ مقصد صرف یہ تھا کہ فوری تصادم نہ ہو۔ اور رومی سلطنت اور دوسرے دشمنوں سے تصادم مسلمانوں کو کمزور کر دے۔ لیکن اس کے بعد رسول اللہؐ اس کامل حکمتِ عملی اور سرعت کے ساتھ دس ہزار قدوسیوں کی معیت میں مکہ تک پہنچے کہ قریش کے وہم وگمان میں نہیں تھا کہ مسلمانوں کا لشکر اتنی جلدی ان کے دروازے پر پہنچ جائے گا۔ بیشتر اس کے کہ مسلمانوں کا کوئی دشمن ان کی مدد کو آتا، اللہ تعالیٰ کے وعدے پورے ہوئے اور رسولؐ اللہ بڑی شان سے مکہ میں داخل ہوگئے۔

پیارے آقا کی صحت وسلامتی ودرازی عمر کیلئے
ہم خدام الاحمدیہ ضلع دل کی گہرائیوں سے دعا گو ہیں
قائد ضلع واراکین عاملہ ضلع واراکین
خدام الاحمدیہ ضلع واراکین اطفال الاحمدیہ ضلع و
قائدین مجالس ضلع بہاولپور

خدا کے فضل ورحم کے ساتھ
نسل در نسل آپ کا انتخاب

کوالٹی اور جدت میں بے مثال
نسیم جیولرز
صارفین کی ضرورت کے پیش نظر بذریعہ
کریڈٹ کارڈ ادائیگی کی سہولت موجود ہے
پروپرائٹر: میاں وسیم احمد کلیم کینیڈا
اقصیٰ روڈ ربوہ
فون شوروم 047-6212837
موبائل: 0300-7700369
کینیڈا: 001-416-662-9570

اشفاق سائیکل سٹور کالج روڈ ربوہ

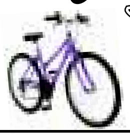

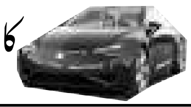

کار کرایہ پر دستیاب ہے

دکان: 047-6213652

اِک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا

ربوہ کا سب سے سستا سائیکل سٹور

ہر قسم کے سائیکل سہراب، ایگل، پیکو، چائنہ، شہباز (مونٹین بائیک شاک ڈسک بریک، ایلومینیم رم) پرام، واکر، بے بی سائیکل اور سپیئر پارٹس کا با اعتماد مرکز اور اب موٹر سائیکل سپیئر پارٹس اور انجن آئل بھی بازار سے بارعایت قیمت پر دستیاب ہیں

طالب دعا: شیخ اشفاق احمد۔ شیخ نوید احمد۔ شیخ آفاق احمد / موبائل 0333-6704046

Straight & Trend Setters

ایکسپورٹ کوالٹی گارمنٹس کیلئے جینز، ٹروزرز، ٹی شرٹ، ہر طرح کے گارمنٹس تیار کروانے کیلئے دکان دار حضرات اور ریٹیلر حضرات رابطہ کریں۔

Shop No First Floor 8 Aslam Plaza commercial Zone Karim Block Lahore

042-35295586, 0300,0323-8100066

ماحول کو جراثیم اور متعدی امرض سے پاک کرنے میں آپ کے ساتھ ساتھ

خورشید برادرز بہاولپور

فون آفس: 062-2884085

موبائل: 0300-9687053

0300-6808082

وردہ فیبرکس

چیمہ مارکیٹ بالمقابل الائیڈ بینک اقصیٰ روڈ ربوہ

عاطف احمد: 0476213883,0333-6711362

Skype:atif.ahmad28

ناصر انجینئرنگ ورکس

پیکجز مشینری، کارلیڈ بورڈ مشینری، پیپر ملز مشینری اور ٹیکسٹائل مشینری و سپیئر پارٹس بنانے کے لئے

نزد ایس ایم سی ایلومینیم فیکٹری 16 کلومیٹر لاہور شیخوپورہ روڈ کوٹ عبدالمالک شیخوپورہ

طالب دعا: ناصر احمد: 0300-4173185 فون: 042-7970525

ھوالشافی

خالد ہومیو کلینک K.H KHALID

مدینہ مارکیٹ۔ حافظ آباد

ہومیو ڈاکٹر میاں خالد محمود D.H.M.S, R.H.M.P

0321-6212860

054-7525098

ابن ہومیو ڈاکٹر میاں غلام محمد

ہر قسم کا معیاری اور عمدہ فرنیچر آرڈر پر گارنٹی کے ساتھ تیار کیا جاتا ہے

چونڈہ فرنیچر ہاؤس

گوجرانوالہ روڈ چک چٹھہ ضلع حافظ آباد

طالب دعا: افتخار الدین قمر اینڈ سنز ابن اصلاح الدین

0342-6591979 054-7521794

امتیاز الدین: 0346-6521794

We deals in Imported Lamps,Shades, Artificial Flower, Plants, Paintings Portraits, Caligraphy & Frame Making

See & Select

Interior decorators

Shop#48 First Floor, Gulberg Plaza
Liberty Market Gulberg III Lahore
PH: 042-3576 , 3008-35758902, 0333-4377776
Email:seeandselect@hotmail.com

Distributors:

Servis TYRES & TUBE · PSO · CALTEX · SHELL · gg we grow to serve

Distributors:

محتاج دعا:

پاک ٹریڈرز

236-237 اے فاطمہ جناح روڈ۔ سرگودھا

(048)3716727
3727842
0300-9604071

ڈیلر: گارڈ فلٹرز، بریک آئل اور بریک لیدر

Guard Oils & Filters

Guard Oils & Filters

پاک ٹریڈرز

118-119 شعیب بلال مارکیٹ، بالمقابل جنرل بس سٹینڈ فیصل آباد

(041)8861164(041)8789864

مرتبہ: عبدالسمیع خان

ان لوگوں کو جن کے خلاف قتال کیا جارہا ہے (قتال کی) اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کئے گئے اور یقیناً اللہ ان کی مدد پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ (الحج:40)

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہم غزوات وسرایا ☆

نمبر شمار	غزوہ/سریہ	تاریخ	لشکر اسلام کی تعداد	لشکر اسلام کا سالار	دشمن لشکر کی تعداد	دشمن لشکر کا سالار	مسلمانوں کا نقصان		دشمن کا نقصان		نتیجہ	متفرق امور
							شہید	زخمی یا اسیر	مقتول	زخمی یا اسیر		
1	غزوہ بدرالکبریٰ	رمضان 2ھ	313	حضرت رسول اللہ ﷺ	1000	ابوجہل	14	-	70	70	اسلام کی فتح	ولقد نصرکم اللہ ببدروانتم اذلۃ۔ یوم الفرقان
2	غزوہ احد	6 شوال 3ھ	700	حضرت رسول اللہ ﷺ	پیادہ 2800 + سوار 3000=200	ابوسفیان	70	40	30		دشمن مقصد میں ناکام رہا	فتح کے بعد خالد اور عکرمہ کا دوبارہ حملہ اور سخت نقصان
3	سریہ رجیع	صفر 4ھ	10	حضرت عاصم بن ثابتؓ	100	عضل وقارہ (قبائل)	10				دھوکے سے قتل	ان صحابہؓ کو قرآن سیکھنے کے لئے بلایا گیا تھا 8 کو تیروں سے شہید کیا دو کو سولی دی اور 4 دن نعشیں لٹکی رہیں
4	سریہ بئر معونہ	صفر 4ھ	70	حضرت منذر بن عمروؓ	ایک بڑی جماعت	عامر بن مالک	69	1			69 قراء کا قتل	ان صحابہؓ کو قرآن سیکھنے کے لئے بلایا گیا تھا رسول اللہ نے ایک ماہ تک ان کے خلاف بددعا کی
5	غزوہ بنومصطلق	3 شعبان 5ھ		حضرت رسول اللہ ﷺ		حارث بن ضرار			10	19	اسلام کی فتح	واپسی پر واقعہ افک پیش آیا
6	غزوہ احزاب/خندق	شوال 5ھ	3000	حضرت رسول اللہ ﷺ	10 ہزار سے 24 ہزار تک	ابوسفیان	6		10		اسلام کی فتح	فرمایا اب ہم ان سے جنگ کریں گے وہ ہم سے جنگ نہیں کریں گے
7	غزوہ بنوقریظہ	ذی الحجہ 5ھ		حضرت رسول اللہ ﷺ		بنوقریظہ	4		400	200 قیدی	اسلام کی فتح	بدعہدی کی وجہ سے تورات کے مطابق قتل ہوئے
8	غزوہ خیبر	محرم 7ھ	1420	حضرت رسول اللہ ﷺ	10000	کنانہ بن ابی الحقیق	18	50	93		فتح مبین	یہودیوں کا آخری مورچہ ختم کردیا گیا
9	سریہ موتہ	جمادی الاول 8ھ	3000	حضرت زید بن حارثہؓ	ایک لاکھ	شرحبیل غسانی	12		تعداد معلوم نہیں ہوئی		اسلام کی فتح	حضرت زیدؓ، جعفرؓ، عبداللہ بن رواحہؓ کی شہادت خالد بن ولیدؓ کو سیف اللہ کا خطاب ملا
10	غزوہ فتح مکہ	رمضان 8ھ	10000	حضرت رسول اللہ ﷺ		قریش مکہ	2		12		اسلام کی فتح	تاریخ کی عظیم فتح۔ لاتثریب علیکم الیوم
11	غزوہ حنین	شوال 8ھ	12000	حضرت رسول اللہ ﷺ	جمع کثیر	بنوہوازن، ثقیف وغیرہ	6		71	قید 6000	نقصان کے بعد فتح	انا النبی لا کذب انا ابن عبدالمطلب کا واقعہ سب قیدی رہا کردیئے گئے
12	غزوہ طائف	شوال 8ھ	12000	حضرت رسول اللہ ﷺ	جمع کثیر	بنوثقیف	13	کثیر زخمی		کثیر	محاصرہ کے بعد واپسی	محاصرہ کے 6 ماہ بعد دشمن نے اسلام قبول کرلیا
13	غزوہ تبوک	رجب 9ھ	30000	حضرت رسول اللہ ﷺ	دشمن مقابل پر نہیں آیا	قیصر روم ہرقل					جنگ نہیں ہوئی	حدود عرب سے باہر پہلی دفعہ شوکت اسلام کا مظاہرہ

سائیکل ہاؤس
ہمارے ہاں ہر قسم کے سائیکل، واکر، پرام جھولے
مونٹین بائیسکل اور بے بی آئیٹم دستیاب ہیں
27 نیلا گنبد۔ لاہور
فون: 042-37355742

AL MAHMOOD TRADERS
Deals in Paper & Textile Chemicals
General order supplier
Nasir Mahmood Khan & Muhammad Mahmood Khan
388-A بلاک A
ایونیو سوسائٹی جوہر ٹاؤن لاہور
Tell#042-5161073
Cell#03004342917,03218483828

داؤد آٹوز
DASCO BEST QUALITY PARTS
ڈیلر: سوزوکی، پک اَپ وین، آلٹو، F.X، جیپ، کلٹس
خیبر، جاپان، جینئن جاپان چائنہ اینڈ لوکل سپیئر پارٹس
طالب دعا: داؤد احمد، محمد عباس احمد
محمود احمد، ناصر الیاس
13-KA آٹو سنٹر بادامی باغ لاہور
فون شوروم:
042-37700448
042-37725205

اعلیٰ کوالٹی کے چاول کی خرید و فروخت کا با اعتماد ادارہ
میاں ظفر احمد اینڈ سنز رائس ڈیلر
437-P بیرون لسوڑی شاہ روڈ راجباہ روڈ۔ فیصل آباد
طالب دعا: میاں نور احمد: 0300-6609099
میاں مبشر احمد: 0323-5517736–041-2640190

ریٹ کے فرق پر خریدا ہوا مال واپس ہوسکتا ہے۔
گل احمد کاٹن، لٹھا کرنڈی، واش اینڈ وئیر، وول اور
بہترین لیڈیز اینڈ جینٹس ورائٹی کا مرکز
ورلڈ فیبرکس
ملک مارکیٹ نزد یوٹیلیٹی سٹور ریلوے روڈ ربوہ
047-6213155,0333-6550796

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا
PSO Pakistan State Oil
جناح پٹرولیم سروس
100 فٹی روڈ شاہ رکن عالم کالونی ملتان
طالب دعا: امتیاز الحق خاں
0616564894

پاکستان اور دنیا بھر میں آپ کے خطوط اور پارسل کی ترسیل کیلئے DHL کی سہولت موجود ہے
وینس ڈیجیٹل فوٹو سٹوڈیو اینڈ فوٹو سٹیٹ
ارجنٹ سروس، رنگین فلموں کی ڈویلپنگ، پرنٹنگ
پلاسٹک کور، لیمینیشن، کلر فوٹو سٹیٹ کی سہولت کے ساتھ
99 ریلوے روڈ۔ ریلوے سٹیشن لاہور
طالب دعا: عبدالودود قیصر ابن منور احمد قیصر
فون آفس: 042-6118774

خلیفہ وقت کی درازی عمر کیلئے دعا گو
ہمارے ہاں کریانہ، ڈرائی فروٹ، ہر قسم کے بیج بازار سے بارعایت خریدیں
اقبال کریانہ سٹور
کولو روڈ، نزد سبزی منڈی حافظ آباد شہر
طالب دعا: فرخ شہزاد: 0347-4320035
رضوان اقبال: 0301-6628964
ابن اقبال احمد

وہ احسان کا افسوں پھونکا موہ لیا دل اپنے عدو کا ☆ کب دیکھا تھا پہلے کسی نے حسن کا پیکر اس خوبو کا

آنحضرت ﷺ کا دشمنوں سے حسن سلوک۔ عفو اور احسان کی دلکش کہانی

مکرم محمد مقصود احمد منیب صاحب

عفو کا خلق اور آنحضرت ﷺ

رسول کریمؐ کو بطور خاص عفو کا خُلق ودیعت کیا گیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ آپؐ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ:

’’اللہ کی خاص رحمت کی وجہ سے تو اُن کیلئے نرم ہو گیا اور اگر تو تندخو اور سخت دل ہوتا تو وہ ضرور تیرے گرد سے دور بھاگ جاتے۔ پس ان سے عفو اور درگزر کر اور ان کے لیے بخشش کی دعا کر‘‘۔

(سورۃ آل عمران: 160)

دوسری جگہ رسول کریمؐ کو عفو سے اگلے مقام ’’صفح‘‘ کی تعلیم دی ہے۔ جس کے معنے ایسی معافی کے ہیں کہ دل میں بھی کوئی خلش یا تلخ یاد باقی نہ رہے اور صدق دل سے مکمل بخش دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

’’ان کو معاف کر اور درگزر کر۔ اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔‘‘

(سورۃ المائدہ: 14)

پھر فرمایا کہ: پس بہت عمدہ طریق پر درگزر کرو۔ (سورۃ الحجر: 86)

چنانچہ رسول کریم ﷺ نے غصہ دبانے اور معاف کرنے کے لیے بہت اعلیٰ تعلیم پیش فرمائی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر غصے کا ایک گھونٹ پی لینے کا جتنا اجر ہے وہ دوسرے کسی بھی گھونٹ کا نہیں۔ (مسند احمد جلد 3 ص 128)

ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے وہ آپس میں کشتی کر رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا ہو رہا ہے؟ انہوں نے کہا کہ فلاں شخص ایسا پہلوان ہے کہ جسے کوئی بھی کشتی میں پچھاڑ نہ سکے وہ اسے گرا دیتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں اس سے بڑے پہلوان کے بارہ میں نہ بتاؤں؟ وہ شخص بڑا بہادر ہے کہ جو دوسرے آدمی کے ساتھ بات کرتے ہوئے اپنا غصہ دبا لیتا ہے اور اپنے اوپر اور اپنے شیطان پر بھی غالب آتا ہے اور اپنے مدمقابل کے شیطان پر بھی غالب آتا ہے۔

(فتح الباری شرح بخاری جلد 10 ص 519 مطبوعہ دارالنشر الکتب الاسلامیہ شارع شیش محل۔ لاہور)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی خاص نصیحت فرمائیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبھی غصے میں مت آنا اور یہ جملہ آپؐ نے کئی مرتبہ دُہرایا کہ غصے میں مت آؤ۔ غصہ میں مت آؤ۔

(صحیح بخاری کتاب الادب باب الحذر من الغضب)

رسول کریم ﷺ سے عفو کے بے نظیر نمونے نہ صرف دوستوں بلکہ دشمنوں کے حق میں بھی ظاہر ہوئے اور دنیا پر ثابت ہوا کہ آپؐ اللہ تعالیٰ کی صفت ’’عَفُوّ‘‘ کے بہترین مظہر تھے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے رسول اللہ ﷺ کی توریت میں بیان فرمودہ علامت پوچھی گئی تو انہوں نے بیان کیا:

’’کہ وہ نبی تندخو اور سخت دل نہ ہوگا، نہ بازاروں میں شور کرنے والا، برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دے گا بلکہ عفو اور بخشش سے کام لے گا‘‘۔

(بخاری کتاب البیوع باب کراھیۃ الشغب فی السوق)

دراصل یہ اشارہ توریت کی اس پیشگوئی کی طرف تھا۔ جس میں لکھا ہے:

’’وہ قوموں میں عدالت جاری کرے گا۔ وہ نہ چلّائے گا نہ شور کرے گا نہ بازاروں میں اس کی آواز سنائی دے گی۔ وہ مسلے ہوئے سرکنڈے کو نہ توڑے گا اور ٹمٹماتی بتی کو نہ بجھائے گا۔ وہ راستی سے عدالت کرے گا‘‘۔ (یسعیاہ: 4-42/2)

رسول کریمؐ نے ایک دفعہ یہ قصہ سنایا کہ ایک تاجر کا لوگوں سے لین دین کا معاملہ تھا۔ وہ اپنے کارکنوں سے کہتا کہ تنگدست سے درگزر کرنا اور اسے مہلت دینا شاید اس طرح اللہ تعالیٰ ہم سے بھی درگزر کرے۔ پھر واقعی اللہ تعالیٰ نے اس سے درگزر کا سلوک فرمایا۔

(بخاری کتاب البیوع باب من انظر معسرا: 1936)

حضرت عائشہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عفو وکرم کے بارہ میں یہ گواہی دیتی تھیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنی ذات کی خاطر اپنے اوپر ہونے والی کسی زیادتی کا انتقام نہیں لیا۔

(مسلم کتاب الفضائل باب 20 ص 79)

حضرت خدیجہؓ کے صاحبزادے ہندکو رسول اللہ کے زیر تربیت رہنے کی سعادت عطا ہوئی تھی۔ ان کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دنیا اور اس کے اغراض کی خاطر کبھی غصے نہیں ہوتے تھے۔ اسی طرح اپنی ذات کی خاطر نہ کبھی آپ غصے ہوئے نہ بدلہ لیا۔

(شمائل ترمذی باب ماجاء فی کلام رسول اللہؐ)

ایک دفعہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم کتنی دفعہ خادم کو معاف کریں؟ رسول اللہ خاموش رہے۔ اس نے پھر سوال کیا۔ رسول اللہ پھر خاموش رہے۔ جب تیسری مرتبہ اس نے یہی سوال دُہرایا تو آپؐ نے فرمایا میں تو دن میں ستّر مرتبہ اسے معاف کرتا ہوں۔

(ابوداؤد کتاب الادب باب فی حق المملوک: 4496)

عبداللہ بن ابی بن سلول کی معافی

مدینہ میں آنے کے بعد ایک دفعہ نبی کریمؐ انصاری سردار حضرت سعد بن عبادہؓ کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ راستے میں یہود، مشرکین اور مسلمانوں کی ایک مجلس میں منافقوں کا سردار عبداللہ بن ابی بھی موجود تھا۔ رسول اللہ کی سواری کے آنے سے گرد اٹھی تو اس نے منہ ڈھانپ لیا اور رسول اللہ کو برا بھلا کہنے لگا۔ نبی کریمؐ جب سعد بن عبادہؓ کے گھر پہنچے اور ان سے اس واقعہ کا ذکر کیا تو انہوں نے مدینہ کے مخصوص حالات میں عبداللہ بن ابی سے درگزر کرنے کی درخواست کی اور رسول کریمؐ نے اسے معاف کر دیا۔

(بخاری کتاب الاستیذان)

دوسری روایت میں ہے کہ رسول کریمؐ سردار منافقین عبداللہ بن ابی بن سلول کے پاس سے گزرے وہ ٹیلوں کے سایہ میں بیٹھا ہوا تھا، ناک بھوں چڑھا کر حقارت سے نبی کریمؐ کو ابن ابی کبشہ کے نام سے پکار کر کہنے لگا کہ اس نے اپنی ساری غبار ہم پر ڈالی ہے۔ اس کے بیٹے عبداللہؓ نے جو ایک مخلص صحابی اور عاشق رسول تھے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو عزت عطا فرمائی ہے۔ اگر آپؐ ارشاد فرمائیں تو میں اس کا سر قلم کر کے آؤں۔ نبی کریمؐ نے فرمایا نہیں وہ تمہارا باپ ہے اس سے نیکی اور احسان کا سلوک کرو۔

(مجمع الزوائد للھیثمی جلد 3 ص 318)

رسول کریمؐ نے اس معاند دشمن کو ایسا صدق دل سے معاف کیا کہ اس کی تمام تر گستاخیوں اور شرارتوں کے باوجود اس کی وفات پر اس کا جنازہ پڑھایا حالانکہ حضرت عمرؓ نے باصرار اس کا جنازہ پڑھانے سے روکتے ہوئے رسول اللہ کو عبداللہ بن ابی کی سب زیادتیاں اور دشمنیاں یاد کرائیں مگر رسول کریمؐ نے مسکراتے ہوئے فرمایا اے عمرؓ! پیچھے ہٹ جاؤ۔ مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ:

’’تم ان کے لیے استغفار کرو یا نہ کرو (برابر ہے) اگر تم ستّر مرتبہ بھی استغفار کرو تو اللہ ان کو نہیں بخشے گا‘‘۔

پھر فرمایا اگر مجھے پتہ ہو کہ میرے ستر سے زائد مرتبہ استغفار سے یہ بخشے جائیں گے تو میں ستر سے زائد بار استغفار کروں گا۔ پھر آپؐ نے اس کا جنازہ پڑھایا جنازہ کے ساتھ قبر تک تشریف لے گئے اور تدفین تک وہاں رہے۔ (بخاری کتاب الجنائز)

غزوۂ ذات الرقاع میں تعاقب کر کے ارادۂ قتل کے لیے آنے والے غورث بن حارث کو بھی معاف فرما دیا جس نے آنحضور ﷺ کے سوتے ہوئے قتل کے ارادہ سے آپ ﷺ کی تلوار پر قبضہ کر لیا تھا مگر آپ ﷺ کے الٰہی رُعب اور ہیبت سے قتل پر قادر نہ ہو سکا۔ اس جانی دشمن کو بھی آپؐ نے معاف فرما دیا۔

(بخاری کتاب المغازی باب غزوہ ذات الرقاع)

غزوۂ خیبر کے بعد مشہور یہودی جرنیل مرحب کی بہن نے بکری کے گوشت میں زہر ملا کر اس کا بھنا ہوا گوشت آنحضرتؐ کی خدمت میں بطور تحفہ بھیجا۔ رسول کریمؐ دستی کا گوشت کھانے لگے اور دیگر صحابہ نے بھی کھایا۔ اچانک رسول اللہ نے فرمایا کہ کھانے سے ہاتھ روک لو۔ پھر رسول اللہ نے اس یہودی عورت کو بلا کر فرمایا کیا تم نے اس کھانے میں زہر ڈالا تھا؟ اس نے کہا ہاں مگر آپؐ کو کیسے پتہ چلا؟ رسول اللہ نے اپنے ہاتھ میں دستی کے گوشت کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس نے بتایا۔ رسول اللہ نے پوچھا کہ تمہارا مقصد کیا تھا؟ کہنے لگی میں نے سوچا اگر آپؐ نبی ہیں تو یہ زہر آپؐ کو کوئی نقصان نہیں دے گا۔ اگر نہیں ہیں تو آپؐ سے ہماری جان چھوٹ جائے گی۔ آنحضورؐ نے اس عورت کو معاف کر دیا اور اسے کوئی سزا نہیں دی۔ رسول کریمؐ کے ایک صحابی، جنہوں نے یہ گوشت کھایا تھا، کچھ عرصہ بعد زہر کے اثر سے فوت بھی ہو گئے اور رسول اللہ پر اس زہر کا اثر عمر بھر رہا۔ آخری بیماری میں بھی آپؐ اپنے گلے میں اس کی وجہ سے تکلیف محسوس کرتے تھے۔

(ابوداؤد کتاب الدیات باب فیمن سقی رجلا سما او اطعمہ)

فتح مکہ کے موقع پر بھی رسول کریمؐ نے عفو کے شاندار اور بے نظیر نمونے قائم فرمائے اور اس روز آپؐ محض مکہ کی بستی اور مکان ہی فتح نہیں کئے تھے بلکہ دراصل مکینوں کے دل بھی جیت لئے۔

عبداللہ بن ابی سرح کی معافی

عبداللہ بن ابی سرح رسول کریمؐ کا کاتب وحی تھا۔ وہ مسلمانوں کے حریف قریش مکہ سے جا ملا۔ وہاں جا کر اس جھوٹے الزام کی کھلم کھلا اشاعت کی کہ جو میں کہتا تھا اس کے مطابق وحی بنا کر لکھ لی جاتی تھی۔ اس کی محاربانہ سرگرمیوں کے باعث اسے واجب القتل قرار دیا گیا۔ بعض مسلمانوں نے نذر مانی کہ وہ اس دشمن خدا اور رسول کو قتل کریں گے مگر عبداللہ اپنے رضاعی بھائی حضرت عثمان غنیؓ کی پناہ میں آکر معافی کا طالب ہوا۔ رسول کریمؐ نے معمولی تردّد کے بعد حضرت عثمانؓ کی بار بار درخواست پر کہ میں اسے امان دے چکا ہوں۔ اسے معاف کر دیا اور اس کی بیعت قبول فرمالی۔ بعد میں رسول کریمؐ نے اپنے صحابہ سے (جن میں عبداللہ کے قتل کی نذر ماننے والے صحابی بھی شامل تھے) پوچھا کہ جب تک میں نے اس کی معافی اور بیعت منظور نہیں

کی تھی اس دوران عبداللہ کو قتل کر کے اپنی نذر پوری نہ کر لینے کی کیا وجہ ہوئی؟ کیونکہ نذر پوری کرنا اللہ کا حق ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا آپؐ کا ادب مانع تھا۔ ہمیں ادنیٰ سا اشارہ ہی فرما دیتے۔ نبی کریمؐ نے کیا خوبصورت جواب ارشاد فرمایا کہ آنکھ کے مخفی اشارے کی خیانت بھی نبی کی شان سے بعید ہے۔ اس طرح کلام پاک میں خیانت کے مرتکب اس مجرم کے ساتھ بھی نبی کریمؐ نے یہ سلوک روا رکھنا گوارا نہ فرمایا کہ اسے خاموشی سے قتل کروا دیا جائے۔ غالباً صحابہ کو یہی سبق دینے کے لیے آپؐ نے ان سے یہ سوال پوچھا تھا۔ ورنہ اس رسولِ امین کا فیصلہ تو یہ ہے کہ ایک مسلمان عورت نے بھی جسے امان دی وہ ہماری امان شمار ہوگی۔ پھر حضرت عثمانؓ جیسے جلیل القدر صحابی کی امان کے باوجود نبی کریمؐ کی موجودگی میں کوئی کیسے جرأت کر سکتا تھا کہ رسولؐ اللہ کے کسی واضح فیصلہ سے قبل ایسا اقدام کرے۔

بیعت کی قبولیت کے بعد عبداللہ اپنے جرائم کے باعث حیا کی وجہ سے نبی کریمؐ کے سامنے آنے سے کتراتا تھا۔ اس رحیم وکریم اور عالی ظرف رسولؐ نے اسے محبت بھرا پیغام بھجوایا کہ اسلام قبول کرنا پہلے کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔

(السیرۃ الحلبیۃ جلد3 ص102)

رسول کریمؐ کے دامن عفو سے کوئی بھی خالی ہاتھ نہ لوٹا۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ انصار مدینہ میں سے ایک شخص مسلمان ہونے کے بعد مرتد ہو کر مشرکوں سے جا ملا۔ پھر ندامت ہوئی تو اپنی قوم کو پیغام بھجوایا کہ رسولؐ اللہ سے پوچھو کیا میری توبہ بھی قبول ہوسکتی ہے؟ اس کی قوم کے لوگوں نے رسول اللہؐ سے پوچھا کہ فلاں شخص اب نادم ہو کر توبہ کا طالب ہے۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

اولئك جزاء هم ......

(آل عمران:88 تا90)

ان آیات میں ارتداد کے بعد توبہ اور اصلاح کی صورت میں اللہ کی بخشش کا ذکر ہے۔ رسول کریمؐ نے اس شخص کو معافی کا پیغام بھجوایا اور اس نے اسلام قبول کر لیا۔

(مسلم فضائل الصحابۃ باب من فضائل اھل بدر 4550)

چند واجب القتل مجرموں میں ایک شخص ہبار بن الاسود بھی تھا جس نے رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ پر مکہ سے مدینہ ہجرت کے وقت نیزے سے قاتلانہ حملہ کیا اور وہ اونٹ پر سے ایک پتھریلی چٹان پر گر گئیں۔ اس حادثہ کے نتیجہ میں ان کا حمل ضائع ہوگیا اور بالآخر یہی چوٹ ان کے لیے جان لیوا ثابت ہوئی۔ اس جرم کی بنا پر آنحضورؐ نے اس کے قتل کا فیصلہ فرمایا تھا۔ فتح مکہ کے موقع پر تو یہ بھاگ کر کہیں چلا گیا۔ بعد میں جب نبی کریمؐ واپس مدینہ تشریف لائے تو ہبار آنحضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور رحم کی بھیک مانگتے ہوئے عرض کیا کہ پہلے تو میں آپؐ کے ڈر سے فرار ہوگیا تھا مگر پھر آپؐ کے عفو و رحم کا خیال مجھے آپؐ کے پاس واپس لایا ہے۔ اے خدا کے نبیؐ! ہم جاہلیت اور شرک میں تھے۔ خدا نے ہمیں آپؐ کے ذریعہ ہدایت دی اور ہلاکت سے بچایا۔ پس میری جہالت سے صرف نظر فرمائیں بیشک میں اپنے قصوروں اور زیادتیوں کا اقراری اور معترف ہوں۔ عفو و کرم کے اس پیکر نے اپنی صاحبزادی کے اس قاتل کو بھی بخش دیا اور فرمایا "جا اے ہبار! میں نے تجھے معاف کیا۔ اللہ کا یہ احسان ہے کہ اس نے تمہیں قبول اسلام کی توفیق دی۔" پھر رحمۃ للعالمینؐ ہبار کو بھی محبت بھری تسلیاں دیتے ہیں کہ اسلام قبول کرنا سابقہ گناہوں کا ازالہ کر دیتا ہے۔

(السیرۃ الحلبیۃ جلد3 ص106 مطبوعہ بیروت)

عکرمہ کی معافی

واجب القتل مجرموں میں دشمن اسلام ابوجہل کا بیٹا اور مشرکین مکہ کا سردار عکرمہ بھی تھا جس نے ساری عمر اسلام کی مخالفت اور عداوت میں گزار دی۔ مسلمانوں اور بانیٔ اسلام کو وطن سے بے وطن کیا، پھر مدینے میں بھی چین سے بیٹھنے نہ دیا۔ ان پر جنگیں مسلط کیں اور ان کے خلاف لشکر کھینچ کر لے آیا۔ حدیبیہ کے مقام پر مسلمانوں کو عمرہ کرنے سے روکا اور پھر اس موقع پر جو معاہدہ کیا اسے توڑنے اور پامال کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ فتح مکہ کے موقع پر امن کے اعلان عام کے باوجود ہتھیار نہ ڈالے بلکہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ خالد بن ولید کے دستے کی مدد سے مسلمانوں پر حملہ کر کے حرم میں خونریزی کا موجب بنا۔ اپنے ان گھناؤنے جرائم کی معافی کی کوئی صورت نہ دیکھ کر فتح مکہ کے بعد عکرمہ یمن کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ اس کی بیوی اُمّ حکیمؓ مسلمان ہوگئی تھی۔ وہ رسول کریمؐ کے دربار عفو سے اپنے خاوند کی معافی اور امن کی طالب ہوئی۔ سبحان اللہ! آنحضور ﷺ نے اس جانی دشمن کے لئے بھی امان نامہ عطا فرمایا۔ اس کی بیوی تلاش میں اس کے پیچھے گئی اور بالآخر اسے جا لیا اور کہا:

"میں اس عظیم انسان کے پاس سے آئی ہوں جو بہت ہی صلہ رحمی کرنے والا ہے۔ تم اپنے آپ کو ہلاک مت کرو۔ میں تمہارے لیے پروانۂ امان لے کر آئی ہوں"۔

عکرمہ کو اپنے جرائم کے خیال سے معافی کا یقین تو نہ آتا تھا مگر اپنی بیوی پر اعتماد کرتے ہوئے واپس لوٹ آیا۔ جب رسولؐ اللہ کے دربار میں حاضر ہوا تو رسول کریمؐ نے اسے بھی معاف کر دیا۔

(السیرۃ الحلبیۃ جلد3 ص92 دار احیاء التراث العربی)

رسول کریمؐ نے عکرمہ کو نہ صرف معاف کیا بلکہ اس کے ساتھ کمال شفقت و محبت کا سلوک کیا۔ پہلے تو اپنے اس جانی دشمن کو خوش آمدید کہا اور دشمن قوم کے اس سردار کے اعزاز کے لئے کھڑے ہوگئے۔ اپنی چادر اس کی طرف پھینک دی جو امان عطا کرنے کے علاوہ احسان کا اظہار بھی تھا۔ پھر فرطِ مسرّت سے اس کی طرف آگے بڑھے۔ عکرمہ نے عرض کیا میری بیوی کہتی ہے آپ نے مجھے معاف فرما دیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں یہ درست کہتی ہے۔ عکرمہ کا سینہ کھل گیا اور وہ بے اختیار کہہ اٹھا۔ اے محمدؐ! واقعی آپؐ تو بہت ہی صلہ رحمی کرنے والے اور بے حد حلیم اور بہت ہی کریم ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ تب ہمارے آقا کی خوشی دیکھنے والی تھی، مشرکین کے لشکر کا سالار مسلمان ہو رہا تھا، آج رسولؐ اللہ کی خوشیوں کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا، آپؐ کے خوابوں کی تعبیریں پوری ہو رہی تھیں۔ آپؐ نے ایک رؤیا میں ابوجہل کے ہاتھ میں جنتی پھل انگور کے خوشے دیکھے تھے، آج ابوجہل کے بیٹے عکرمہ کے قبول اسلام سے اس کی تعبیر ظاہر ہوئی۔ رسولؐ اللہ خوشی سے مسکرا رہے تھے۔ صحابہؓ نے استفسار کیا تو فرمایا کہ میں خدا کی شان اور قدرت پر حیران ہو کر خوشی سے مسکراتا ہوں کہ بدر میں عکرمہ نے جس مسلمان صحابی کو قتل کیا تھا وہ شہید صحابی اور عکرمہ دونوں جنت میں ایک ہی درجے میں ہوں گے۔ بعد میں جنگ یرموک میں عکرمہ کی شہادت سے یہ بات مزید کھل کر ظاہر ہوگئی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عکرمہؓ کے اسلام سے خوش ہو کر فرمایا کہ اے عکرمہ! آج جو مانگنا ہے مجھ سے مانگ لو میں اپنی توفیق و استطاعت کے مطابق تمہیں عطا کرنے کا وعدہ کرتا ہوں۔ یہ موقع تھا کہ سردار مکہ کا بیٹا شہنشاہ عرب سے منہ مانگا انعام لے سکتا تھا مگر اب وہ دنیا دار عکرمہ یکسر بدل چکا تھا۔ توحید و رسالت کا صدق دل سے اقرار کر کے اور رسول اللہؐ کے حسنِ اخلاق سے متأثر ہو کر اس کی ہستی میں ایک انقلاب رونما ہو چکا تھا۔ اس نے عرض کیا اے خدا کے رسولؐ! میرے لیے اپنے مولیٰ سے بخشش کی دعا کیجئے کہ جو دشمنی میں نے آج تک آپؐ سے کی وہ اللہ تعالیٰ مجھے معاف کر دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسی وقت دُعا کے لیے خدا کے حضور ہاتھ پھیلا دیئے اور عرض کرنے لگے۔

"مولیٰ اے میرے مولیٰ! عکرمہ کی سب عداوتیں اور قصور معاف فرما دے"

اور خود آپؐ نے بھی صدق دل سے عکرمہؓ کو ایسا معاف کیا کہ مسلمانوں کو تاکید کی کہ دیکھو عکرمہ کے سامنے اس کے باپ ابوجہل کو برا بھلا نہ کہنا۔ اس سے میرے ساتھی عکرمہ کی دلآزاری ہوگی اور اسے تکلیف پہنچے گی۔ دشمن کے ساتھ حسن سلوک کے لحاظ سے نبی کریمؐ کا کتنا عظیم خلق ہے جس کی نظیر پیش نہیں کی جاسکتی۔ عکرمہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! میں نے آج تک آپؐ کی مخالفت میں اپنا جتنا مال خرچ کیا ہے۔ اب میں اللہ کی راہ میں بھی اتنا مال خرچ کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن اثیر جلد4 ص5)

ھند کی معافی

ان مجرموں میں ابوسفیان کی بیوی ھند بنت عتبہ بھی تھی۔ اس نے اسلام کے خلاف جنگوں کے دوران کفار قریش کو اُکسانے اور بھڑکانے کا فریضہ خوب ادا کیا تھا۔ وہ رجزیہ اشعار پڑھ کر اپنے مردوں کو انگیخت کیا کرتی تھی کہ اگر تم فتح مند ہو کر لوٹو گے تو ہم تمہارا استقبال کریں گی، ورنہ ہمیشہ کے لیے جدائی اختیار کر لیں گی۔

(السیرۃ النبویۃ ابن ہشام جلد3 ص151)

جنگ اُحد میں اسی ہند نے رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ کی نعش کے ساتھ انسانیت سوز سلوک کیا تھا۔ اُن کے ناک کان اور دیگر اعضا کاٹ کر لاش کا حلیہ بگاڑا اور ان کا کلیجہ چبا کر آتش انتقام سرد کی تھی۔ فتح مکہ کے بعد جب رسول اللہؐ نے عورتوں کی بیعت لی تو یہ ھند بھی نقاب اوڑھ کر آ گئی کیونکہ اس کے جرائم کی وجہ سے اسے بھی واجب القتل قرار دیا گیا تھا۔ بیعت کے دوران اس نے بعض شرائط بیعت کے بارہ میں استفسار کیا تو نبی کریمؐ پہچان گئے کہ ایسی دیدہ دلیری ہند ہی کر سکتی ہے۔ آپؐ نے پوچھا "کیا تم ابوسفیان کی بیوی ہند ہو؟" اس نے کہا "یا رسول اللہؐ! اب تو میں دل سے مسلمان ہو چکی ہوں۔ جو کچھ پہلے گزر چکا آپؐ بھی اس سے درگزر فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپؐ کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک فرمائے گا۔"

نفرت کو محبت سے بدلنے کا انقلاب

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظرف دیکھو کہ اپنے محبوب چچا کا کلیجہ چبانے والی ھند کو بھی معاف فرما کر ہمیشہ کیلئے اس کا دل جیت لیا۔ ہند پر آپؐ کے عفو و کرم کا ایسا اثر ہوا کہ اس کی کایا ہی پلٹ گئی۔ اس نے اپنا دل بھی شرک و بت پرستی سے پاک کیا اور گھر میں موجود تمام بت توڑ کر نکال باہر کئے۔ اسی شام ہند نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ضیافت کے اہتمام کی خاطر دو بکرے ذبح کروائے اور بھون کر رسولؐ اللہ کی خدمت میں بھجوائے۔ خادمہ کے ہاتھ پیغام بھجوایا کہ ہند بہت معذرت کرتی ہے کہ آجکل جانور کم ہیں اس لئے جو حقیر سا تحفہ پیش کرنے کی توفیق پا رہی ہوں یہی قبول فرمالیں۔

ہمارے محسن آقا و مولا نے جو کسی کے احسان کا بوجھ اپنے اوپر نہ رکھتے تھے۔ اسی وقت دعا کی کہ:

"اے اللہ ہند کے بکریوں کے ریوڑ میں بہت برکت ڈال دے"۔

یہ دعا بڑی شان کے ساتھ پوری ہوئی۔ ہند کی بکریوں میں ایسی برکت پڑی کہ سنبھالی نہ جاتی تھی۔ پھر تو ہند رسول خدا کی دیوانی ہوگئیں، خود کہا کرتی تھیں کہ یا رسولؐ اللہ ایک وقت تھا جب آپؐ کا گھر میری نظر میں دنیا میں سب سے زیادہ ذلیل اور حقیر تھا، مگر اب یہ حال ہے کہ روئے زمین پر تمام گھرانوں سے معزز اور عزیز مجھے آپ کا گھر ہے۔

(السیرۃ الحلبیۃ جلد3 ص118 مطبوعہ بیروت)

وہ لوگ جو اسلام پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ اس

کی اشاعت تلوار کے زور سے ہوئی۔ ذرا وہ بتائیں تو سہی کہ وہ کون سی تلوار تھی جس نے عکرمہؓ اور ہندؓ کا دل فتح کیا تھا، بلاشبہ وہ رسول اللہ ﷺ کی بے پایاں رحمت ہی تھی۔

دشمن اسلام صفوان پر احسان

صفوان بن اُمیّہ مشرکین مکہ کے ان سرداروں میں سے تھا، جو عمر بھر مسلمانوں سے نبرد آزما رہے۔ صفوان فتح مکہ کے موقع پر عکرمہؓ کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے اعلان امن کے باوجود خالد بن ولیدؓ کے اسلامی دستے پر حملہ آور ہوئے تھے۔ پھر بھی نبی کریمؐ نے صفوان کے لئے بطور خاص کسی سزا کا اعلان نہیں فرمایا، مکہ فتح ہونے کے بعد یہ خود سخت نادم اور شرمندہ ہوکر یمن کی طرف بھاگ کھڑا ہوا، کیونکہ اپنے جرائم سے خوب واقف تھا اور اپنے خیال میں ان کی معافی کی کوئی صورت نہ پاتا تھا، اس کے چچا حضرت عمیر بن وہبؓ نے نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ نے تو ہر اسود واحمر کو امان دے دی ہے۔ اپنے چچازاد کا بھی خیال کیجیے اور اسے معاف فرمائیے۔ نبی کریم ﷺ نے صفوان کو بھی معاف فرمادیا۔ حضرت عمیرؓ نے عرض کیا کہ مجھے اپنی امان کا کوئی نشان بھی عطا فرمائیں۔ رسولؐ اللہ نے اپنا وہ سیاہ عمامہ معافی کی علامت کے طور پر اتار کر دے دیا جو فتح مکہ کے روز آپ ﷺ نے پہنا ہوا تھا۔ عمیرؓ نے جاکر صفوان کو معافی کی خبر دی تو اسے یقین نہ آتا تھا کہ اسے بھی معافی ہوسکتی ہے، اس نے عمیرؓ سے کہا ''تو جھوٹا ہے۔ میری نظروں سے دور ہو جا، میرے جیسے انسان کو کیسے معافی مل سکتی ہے؟ مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے۔'' حضرت عمیرؓ نے اسے سمجھایا کہ نبی کریمؐ تمہارے تصور سے بھی کہیں زیادہ بہت احسان کرنے والے اور حلیم و کریم ہیں، ان کی عزت تمہاری عزت اور ان کی حکومت تمہاری حکومت ہے۔ اس یقین دہانی پر صفوان نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آتے ہی پہلا سوال یہی دریافت کیا کہ کیا آپ نے مجھے امان دی ہے؟ رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہاں میں نے تمہیں امان دی ہے۔ صفوان نے عرض کیا کہ مجھے دو ماہ کی مہلت دے دیں کہ اپنے دین پر قائم رہتے ہوئے مکہ میں ٹھہروں، نبی کریم ﷺ نے چار ماہ کی مہلت عطا فرمائی، یوں اپنے بدترین دشمن سے بھی اعلیٰ درجہ کا حسن سلوک کر کے خلق عظیم کی شاندار مثال قائم فرمادی۔

(مؤطا امام مالک کتاب النکاح باب نکاح المشرک)

بالآخر چند ہی دنوں میں آپؐ نے صفوان کا دل اپنے جودوسخا سے جیت لیا۔ محاصرہ طائف سے واپسی پر رسولؐ اللہ ایک وادی کے پاس سے گزرے۔ جہاں نبی کریم ﷺ کے مال خمس وفیئ کے جانوروں کے ریوڑ چر رہے تھے۔ صفوان حیران ہوکر ان کو دیکھنے لگا، رسول اللہ ﷺ صفوان کو دیکھ رہے تھے، فرمانے لگے:

''اے صفوان! کیا یہ جانور تجھے بہت اچھے لگ رہے ہیں؟ اس نے کہا: ''ہاں!'' آپ نے فرمایا ''جاؤ یہ سب جانور میں نے تمہیں بخش دیئے۔'' صفوان بے اختیار یہ کہہ اٹھا کہ خدا کی قسم! اتنی بڑی عطا اور ایسی دریا دلی اتنی خوش دلی سے سوائے نبی کے کوئی نہیں کرسکتا یہ کہہ کر وہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ڈھیر ہوگیا اور اسلام قبول کرلیا۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام جلد 4 ص 60)

وحشی قاتل سے درگزر

وحشی بن حرب نے اپنی غلامی سے آزادی کے لالچ میں غزوۂ اُحد میں سامنے آکر مقابلہ کرنے کی بجائے چھپ کر اسلامی علم بردار حضرت حمزہؓ پر قاتلانہ حملہ کرکے انہیں شہید کیا تھا۔ فتح مکہ کے بعد وحشی طائف کی طرف بھاگ گیا۔ بعد میں مختلف علاقوں سے سفارتی وفود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ وحشی کو کسی نے مشورہ دیا کہ نبی کریمؐ سفارتی نمائندوں کا بہت احترام کرتے ہیں۔ بجائے چھپ چھپ کر زندگی گزارنے کے تم بھی کسی وفد کے ساتھ دربار نبویؐ میں حاضر ہوکر عفو کی بھیک مانگ لو۔ چنانچہ وہ طائف کے سفارتی وفد کے ساتھ آیا۔ رسولؐ اللہ سے آپؐ کے چچا کے قتل کی معافی چاہی۔ آپؐ نے دیکھ کر فرمایا تم وحشی ہو؟ اس نے کہا ''اب میں اسلام قبول کرتا ہوں۔'' آپؐ نے فرمایا ''حمزہ کو تم نے قتل کیا تھا؟'' اس نے اثبات میں جواب دیا۔ آپؐ نے اس واقعہ کی تفصیل پوچھی۔ اس نے بتایا کہ کس طرح تاک کر اور چھپ کر ان کو نیزا مارا اور شہید کیا تھا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کی اپنے محبوب چچا کی شہادت کی یاد ایک بار پھر تازہ ہوگئی۔ صحابہؓ نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ شاید اس وقت آپ کو حضرت حمزہؓ کے احسانات بھی یاد آئے ہوں گے۔ وہ ابوجہل کی ایذاؤں کے مقابل پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سپر بن کر اسلام کی کمزوری کے زمانہ میں مسلمان ہوئے تھے اور آخر دم تک نبی کریم ﷺ کے دست و بازو بنے رہے۔ یہ سب کچھ دیکھ کر اور قدرت وطاقت پاکر جذبات انتقام میں کس قدر تلاطم برپا ہوسکتا ہے اس کا اندازہ اہل دل ہی کرسکتے ہیں۔ مگر دوسری طرف وحشی قبول اسلام کا اعلان کر کے عفو کا طالب ہوچکا تھا۔ رسول کریم ﷺ نے کمال شفقت اور حوصلہ کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ جاؤ اے وحشی! میں تمہیں معاف کرتا ہوں۔ کیا تم اتنا کرسکتے ہو کہ میری نظروں کے سامنے نہ آیا کرو؟ تا کہ اپنے پیارے چچا کی المناک شہادت کی دکھ بھری یاد مجھے بار بار ستاتی نہ رہے۔ وحشی نے رسول اللہ ﷺ کا یہ حیرت انگیز احسان دیکھا تو آپؐ کے حسن خلق کا معترف ہوکر صدق دل سے مسلمان ہوا اور حضرت حمزہؓ کے قتل کا کفارہ ادا کرنے کی سوچ میں پڑ گیا۔ پھر اس نے اپنے دل میں یہ عہد کیا کہ اب میں اسلام کے کسی بڑے دشمن کو ہلاک کرکے حضرت حمزہؓ کے قتل کا بدلہ چکاؤں گا۔ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں مسیلمہ کذّاب کو قتل کرکے کیفر کردار تک پہنچانے والا یہی وحشیؓ تھا جس کا دل محمد مصطفیٰ ﷺ نے محبت سے جیت لیا تھا۔

(السیرۃ الحلبیۃ جلد 3 ص 118 مطبوعہ بیروت)

حارث اور زہیر کی معافی

حارث بن ہشام اور زہیر بن اُمیہ بھی عکرمہ اور صفوان کے ساتھیوں میں سے تھے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی امان قبول کرنے کی بجائے مزاحمت کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ فتح مکہ کے بعد پشیمان تھے کہ نامعلوم اب ان کے ساتھ کیا سلوک ہو۔ چنانچہ انہوں نے نبی کریمؐ کی چچازاد بہن اُمّ ہانیؓ سے معافی کے لئے سفارش چاہی۔ یہ دونوں ان کے سسرالی عزیز تھے۔ حضرت اُمِّ ہانیؓ نے انہیں امان دے کر اپنے گھر میں ٹھہرایا۔ پہلے اپنے بھائی حضرت علیؓ سے ان کی معافی کے لیے بات کی۔ حضرت علیؓ نے صاف جواب دیا کہ ایسے معاندین اسلام کو تو میں خود اپنے ہاتھ سے قتل کروں گا۔ تب اُمِّ ہانیؓ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ ذرا سوچئے دو ظالم دشمنان اسلام کے لیے ایک عورت کی امان کیا حیثیت رکھتی ہے؟ مگر اُمِّ ہانیؓ نے نبی کریمؐ کی خدمت میں جاکر عرض کیا کہ میرا بھائی علیؓ کہتا ہے کہ وہ اس شخص کو جسے میں نے امان دی ہے قتل کرے گا۔ آنحضرؐت کی وسعت حوصلہ دیکھو آپؐ نے فرمایا۔ ''اے اُمّ ہانی! جسے تم نے امان دی اسے ہم نے امان دی۔'' چنانچہ ان دونوں دشمنان اسلام کو بھی معاف کردیا گیا۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام جلد 4 ص 92)

حارثؓ بن ہشام کو جو قریش کے سرداروں میں سے تھے۔ نبی کریمؐ نے صرف معاف ہی نہیں فرمایا، سو اونٹوں کا تحفہ بھی عطا کیا۔ بعد میں یہ غزوہ یرموک میں شامل ہوئے اور اس میں شہید ہوئے۔ یہ وہی حارثؓ ہیں جنہوں نے اپنے دو زخمی مسلمان بھائیوں عکرمہؓ اور سہیلؓ کو پیاسا دیکھ کر خود پانی پینے کی بجائے انہیں پلانے کا اشارہ کیا اور یوں ایثار کرتے ہوئے اپنی جاں جان آفریں کے سپرد کردی تھی۔

(اسد الغابۃ جلد 1 ص 351 دار احیاء التراث العربی)

حارثؓ بن ہشام کا اپنا بیان ہے کہ جب اُمّ ہانیؓ نے مجھے اطلاع دی کہ رسول اللہؐ نے ان کی پناہ قبول فرمالی ہے تو کوئی بھی مجھ سے تعرّض نہیں کرتا تھا۔ البتہ مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ڈر تھا لیکن وہ بھی ایک دفعہ میرے پاس سے گزرے میں بیٹھا ہوا تھا مگر انہوں نے بھی کوئی تعرّض نہ کیا۔ اب مجھے صرف اس بات کی شرم تھی کہ میں رسول اللہ ﷺ کو کیا منہ دکھاؤں گا کیونکہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھنے سے مجھے وہ تمام باتیں اور اپنی وہ دشمنیاں یاد آجائیں گی جو میں ہر موقع پر آپ کے خلاف مشرکوں کے ساتھ مل کر کرتا رہا تھا لیکن جب میں آنحضور ﷺ سے ملا، اس وقت وہ مسجد میں داخل ہو رہے تھے۔ آپ کمال شفقت سے میری خاطر رُک گئے۔ نہایت خندہ پیشانی اور بشاشت سے میرے ساتھ ملاقات فرمائی۔ تب میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر اسلام قبول کرلیا اور حق کی گواہی دے دی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر فرمایا کہ سب حمد اس اللہ کی ہے جس نے تمہیں ہدایت دی۔ تمہارے جیسا عقل مند انسان اسلام سے کس طرح لاعلم اور دُور رہ سکتا تھا۔

(السیرۃ الحلبیۃ جلد 3 ص 117 مطبوعہ بیروت)

دلوں کی فتح

رحمۃ للعالمین ﷺ اہل مکہ کے لیے امان کا اعلان کرتے ہوئے خانہ کعبہ پہنچتے ہیں اور بعض بدبخت یہ منصوبے بنارہے ہیں کہ اگر آج اس عظیم فاتح کو قتل کردیا جائے تو مسلمانوں کی فتح شکست میں بدلی جاسکتی ہے۔ طواف کے وقت ایک شخص فضالہ بن عمیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے ارادہ سے آپؐ کے قریب آیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس کے ناپاک منصوبے کی اطلاع کر دی۔ آپ نے نام لے کر بلایا تو وہ گھبرا گیا۔ آپ نے پوچھا۔ ''کس ارادہ سے آئے ہو؟'' تو وہ جھوٹ بول گیا۔ آپ مسکرائے اور اسے اپنے قریب کر کے پیار سے اُس کے سینے پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ فضالہ بعد میں کہا کرتا کہ جب آنحضرت ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ رکھا تو میری تمام نفرت دور ہوگئی اور مجھے ایسے لگا کہ دنیا میں سب سے پیارے محمد ﷺ ہیں۔ فضالہ نے اس حسن سلوک سے متاثر ہوکر اسی وقت اسلام قبول کرلیا۔ یہ تھی دلوں کی فتح جو ہمارے آقا و مولا محمد مصطفیٰ ﷺ کو فتح مکہ کے دن حاصل ہوئی۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام جلد 4 ص 59)

حضرت جعدہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک شخص کو پکڑ کر لایا گیا اور عرض کیا گیا کہ یارسول اللہؐ! یہ آدمی آپؐ کے قتل کے ارادے سے آیا تھا۔ نبی کریمؐ اسے فرمانے لگے گھبراؤ نہیں اور ڈرو مت اگر تم نے میرے قتل کا ارادہ کیا بھی تھا تو بھی اللہ تجھے میرے قتل پر مسلّط نہ کرتا اور اس کی توفیق نہ دیتا۔

(دلائل النبوۃ ابی نعیم جلد 1 ص 233)

حضرت عبید بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے پاس کوئی بھی معاملہ پیش ہوا جس میں اللہ کے کسی ایسے حکم کو نہ توڑا گیا ہو جس کے نتیجہ میں حد لازم آتی ہے۔ (جیسے زنا، قتل وغیرہ) تو آپ ﷺ نے ہمیشہ عفو سے کام لیا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 1 ص 368)

دشمن پر احسان

محاصرۂ طائف سے واپسی پر مشہور شاعر کعب بن زہیر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

دراصل ان کے والد زہیر نے اہل کتاب کی مجالس میں ایک نبی کی آمد کا ذکر سن رکھا تھا اور اپنے بیٹوں کو وصیت کی تھی کہ اسے قبول کریں۔ رسول اللہ ﷺ کی بعثت پر ان کے ایک بیٹے بُجیرؓ نے تو اسلام قبول کرلیا۔ جب کہ کعب رسول اللہ ﷺ اور مسلمان خواتین کی عزت پر حملہ کرتے ہوئے گندے اشعار کہتا تھا اور اس بنا پر رسول اللہ ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دیا تھا۔

کعب کے بھائی نے اسے لکھا کہ مکہ فتح ہو چکا ہے اس لیے تم آکر رسول اللہ ﷺ سے معافی مانگ لو۔ چنانچہ اس نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں ایک قصیدہ لکھا جو ''بَانَتْ سُعَادُ'' کے نام سے مشہور ہے۔ وہ مدینہ آکر اپنے ایک جاننے والے کے پاس ٹھہرا۔ اہل مدینہ میں اسے کوئی پہچانتا نہ تھا۔ اس نے فجر کی نماز نبی کریم ﷺ کے ساتھ مسجد نبوی میں جا کر ادا کی اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنا تعارف کرائے بغیر کہنے لگا کہ یا رسول اللہ! کعب بن زہیر تائب ہو کر آیا ہے اور معافی کا خواستگار ہے اگر اجازت ہو تو اسے آپ کی خدمت میں پیش کیا جائے؟ آپ نے فرمایا ''ہاں'' تو کہنے لگا ''میں ہی کعب بن زہیر ہوں'' یہ سنتے ہی ایک انصاری آنحضور ﷺ کے سابقہ حکم کے مطابق اسے قتل کرنے کے لیے اُٹھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں اب اسے چھوڑ دو، یہ معافی کا خواستگار ہو کر آیا ہے۔ پھر اس نے اپنا قصیدہ آنحضور ﷺ کی شان میں پیش کیا جس میں یہ شعر بھی پڑھا۔

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَسَيْفٌ يُّسْتَضَاءُ بِهٖ

مُهَنَّدٌ مِنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ مَسْلُوْلُ

کہ یہ رسول ﷺ ایک ایسی تلوار ہے جس کی چمک سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔ یہ زبردست سونتی ہوئی ہندی تلوار ہے جو اللہ کی تلواروں میں سے ہے۔

رسول اللہ ﷺ یہ قصیدہ سن کر بہت خوش ہوئے اور اپنی چادر دست مبارک سے بطور انعام اس کے اوپر ڈال دی۔ یوں یہ دشمن رسول بھی آپ کے دربار سے معافی کے ساتھ انعام بھی لے کر لوٹا۔

(السیرۃ الحلبیۃ جلد3 ص214)

الغرض رسول اللہ ﷺ کا دامن عفو اتنا وسیع ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت عفو کی شان جمال اس میں جھلکتی نظر آتی ہے اور آپ ﷺ اس صفت کے بھی کامل مظہر ثابت ہوتے ہیں۔

دعا کرتے ہوئے ظالم قوم کے لئے عرض بحضور خداوند کرتے ہیں:

اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ

کہ اے میرے اللہ میری قوم کو ہدایت دے یہ مجھے پہچانتے نہیں اور دوسری طرف ظلم کا بدلہ ظلم سے نہ لینے بلکہ نیکی سے لینے کی تلقین بھی ہر ایک مومن کو کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

LEARN German LANGUAGE
BY
German *Lady* Teacher
صرف خواتین کے لئے
Contact#:0302-7681425 & 047-6211298

بیادگار مختاج دعا: حکیم محمد صالح صاحب مرحوم قبولہ (پاکپتن)
ابن حکیم شہاب دین صاحب مرحوم رتنے والا (قصور)
حکیم رحمت اللہ صاحب مرحوم غلہ منڈی ربوہ
علوی میڈیکل سنٹر
طالب دعا: محمد احمد مظفر علوی محبوب ٹاؤن۔ اوکاڑہ
موبائل: 0334-4090620 Email:alvialfazl@gmail.com

ڈرمیکسو اینڈ ڈرمو کیور کریم
داغ دھبے، چھائیاں، کیل کاٹ جائے، جلد جل جائے
نیز پھلبہری کے آغاز میں بھی مفید
طلبیوں کو خصوصی رعایت
قیمت -/40 روپے
بھٹی ہومیو پیتھک کلینک
رحمت بازار ربوہ رابطہ: 0333-6568240

اعلیٰ معیاری فوٹو کاپی۔ کلر فوٹو سٹیٹ لیمینیشن
فیکس اور کمپیوٹر کی سہولت بھی موجود ہے۔
شاہین فوٹو سٹیٹ سروس
کچہری بازار۔ فوارہ چوک حافظ آباد
طالب دعا: لقمان احمد

اچھا دیکھئے ☆ اچھا لیجئے ☆ اچھائیوں کو اپنایئے
PSO CALTEX معیاری موبائل کیلئے
ملتان آئل سنٹر
پرانی سبزی منڈی روڈ۔ ملتان
فون آفس: 061-4542538-4582167

ظہیر الدین 0302-7666302
068-5575437
پاکستان آٹوز
اینڈ سائیکل سٹور جنرل مارکیٹ خانپور
موٹر سائیکلوں اور سائیکل سپیئر پارٹس بازار سے بارعایت
خرید فرمائیں نیز مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے

ہم اپنے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے اپنے نہایت ہی پیارے حضور کی صحت وسلامتی اور فعال درازی عمر کے لئے دعا گو ہیں۔

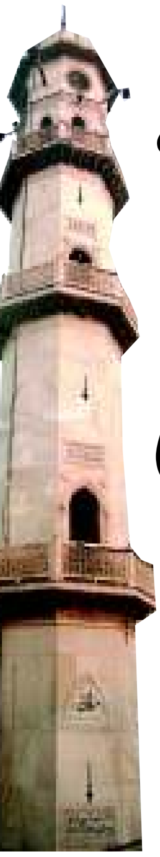

امیر ضلع وار اکین عاملہ ضلع و صدران جماعت ہائے احمدیہ ضلع و اراکین جماعت ہائے احمدیہ ضلع ڈیرہ غازی خان ضلع

Fabricators, Engineers & Contractors
Steel Body Fabricators of
» Buses, Truks » Fire Brigade » Ambulances
» Hydraulic Cranes » Carrier Trailers » Trolleys
» Heavy Air Conditioning Units » Oil/Water Tankers
» Mobile Carvans & Shelters
ISMAIL & CO. (PVT) LTD

Also deals in Air Crafts Handling Equipment

Since 1918

ISO-9001 Certified Company
Ismail & Co. (PVT) Ltd. Factory
Cell: 0092 300 5262413
M.Ahmed Siddiqui
Chief Executive
Karim Plaza, 26 No Chungi Peshawar Road,12 km Rawalpindi Islamabad.
Ph:+92512227728-29-55,7109655 Fax:+9251 2227750
E-mail: ismailandco@yahoo.com Web:www.ismailco.50wbes.com

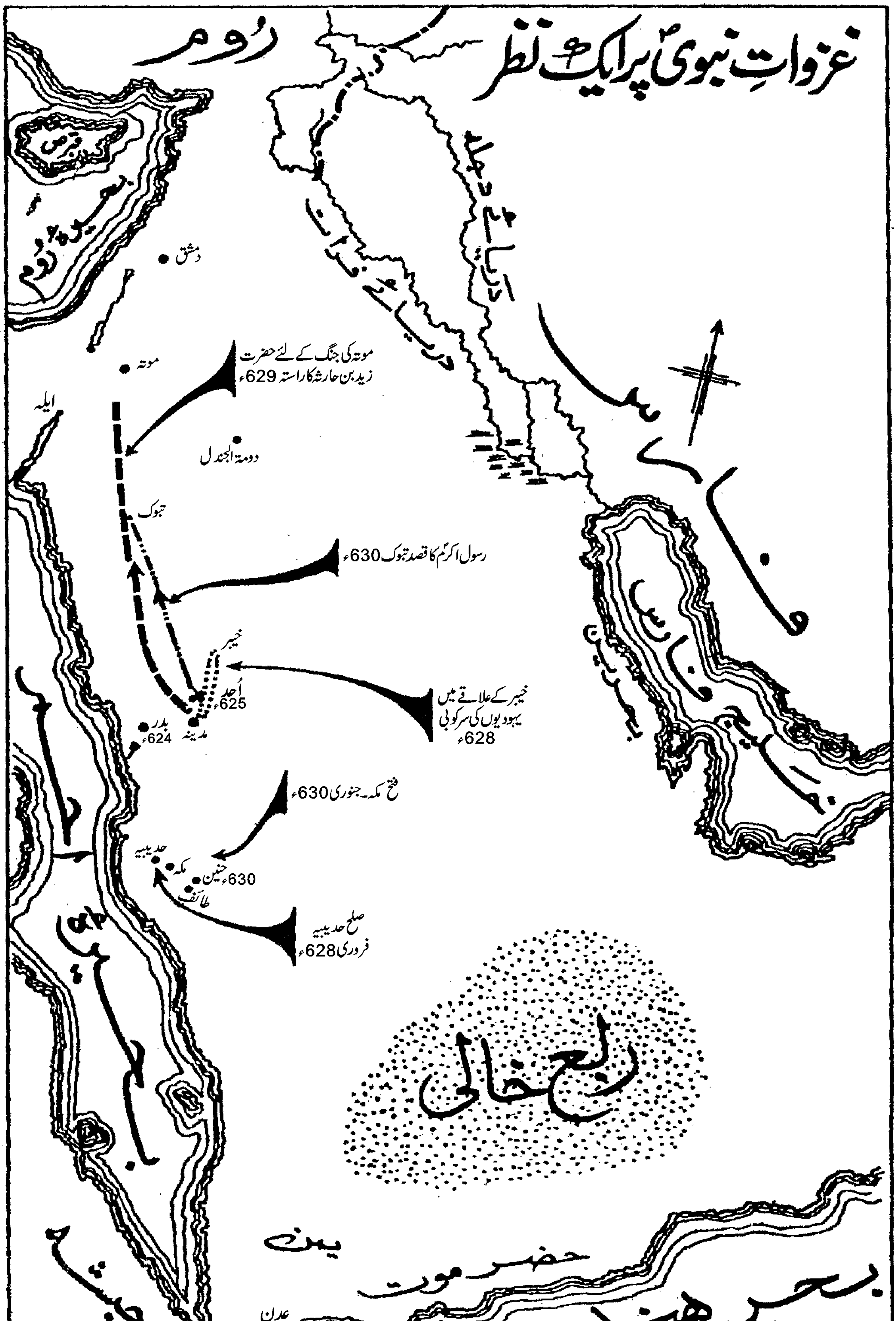
غزواتِ نبویؐ پر ایک نظر
روم
بحیرہ روم
دمشق
دریائے فرات
دریائے دجلہ
فارس
خلیج فارس
موتہ
موتہ کی جنگ کے لئے حضرت زید بن حارثہ کا راستہ 629ء
ایلہ
دومۃ الجندل
تبوک
رسول اکرمؐ کا قصد تبوک 630ء
خیبر
اُحد 625ء
مدینہ
بدر 624ء
خیبر کے علاقے میں یہودیوں کی سرکوبی 628ء
فتح مکہ۔جنوری 630ء
حدیبیہ
مکہ
حنین 630ء
طائف
صلح حدیبیہ فروری 628ء
ربع خالی
یمن
حضر موت
عدن
بحر ہند
حبشہ

ہم دل کی گہرائیوں سے اپنے نہایت ہی پیارے امام کی صحت وسلامتی و درازیٔ عمر کے لئے دعا گو ہیں

☆ عبدالحمید گوندل ناظم ضلع واراکین عاملہ ضلع وزعماء ضلع واراکین انصاراللہ ضلع سیالکوٹ

☆ زاہد محمود سیکرٹری مال ضلع ابن اختر علی ووالدہ وبیگم وبچگان اڈا گلبرگ رحیم یار خاں
0302-2255130

☆ صدر واراکین عاملہ واراکین جماعت احمدیہ اوراضلع سیالکوٹ ☆ زعیم واراکین عاملہ واراکین انصاراللہ اوراضلع سیالکوٹ ☆ صدر لجنہ واراکین عاملہ لجنہ واراکین لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ اوراضلع سیالکوٹ ☆ قائد واراکین عاملہ واراکین خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ اوراضلع سیالکوٹ

☆ شمشاد احمد بھٹی، جمشید احمد بھٹی، وسیم احمد بھٹی جماعت احمدیہ اوراضلع سیالکوٹ 052-459517

☆ محمد رشید احمد سیکرٹری رشتہ ناطہ جماعت احمدیہ ضلع نارووال ☆ ذوالفقار احمد چیمہ خادم احمدیہ بیت الذکر بدوملہی ضلع نارووال ☆ ڈاکٹر جاوید اسلم بھٹی ۔ بھٹی میڈیکل سٹور حافظ آباد ☆ طیب کریم ۔ طیب جیولرز مین بازار حافظ آباد ☆ رانا سعید خالد ۔ رانا فوٹو سٹوڈیو حافظ آباد ☆ چوہدری مبارک احمد ابن مولوی غلام احمد (محلّہ حسین پورہ) سابق سیکرٹری مال جماعت احمدیہ حافظ آباد شہر

☆ جمیل احمد طاہر معلم وبیگم وبچگان واہل خانہ ۔ گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ

☆ عطیۃ الحمید صدر لجنہ واراکین عاملہ واراکین لجنہ اماء اللہ وناصرات الاحمدیہ خوشاب شہر

☆ صدر لجنہ واراکین عاملہ واراکین لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ چنیوٹ

☆ میاں عمر احمد ابن حکیم مقبول احمد سابق صدر جماعت احمدیہ مقبول دواخانہ گوجرہ وبیگم و بچگان واہل خانہ نصیر آباد حلقہ رحمٰن ربوہ ☆ شیخ نعیم احمد، شیخ سلیم احمد، شیخ محمود احمد، شیخ ادریس احمد ابن شیخ محمد صدیق سابق سیکرٹری مال جماعت احمدیہ قبولہ ضلع پاکپتن حال شیخ مارکیٹ دارالعلوم وسطی ربوہ

☆ چوہدری محمد اقبال سابق قائد وبیگم وبچگان ابن چوہدری حبیب اللہ سابق قائد بیگم وبچگان کتاباں دی ھٹی قبولہ ضلع پاکپتن حال دارالعلوم وسطی ربوہ

☆ ڈاکٹر ارشاد باری سابق قائد بیگم وبچگان ابن ڈاکٹر اسلام باری سابق صدر وبیگم وبچگان ظفر میڈیکل سٹور قبولہ ضلع پاکپتن ☆ طاہر محمود ابن ڈاکٹر نصیر احمد بیگم وبچگان واہل خانہ قبولہ ضلع پاکپتن

☆ حکیم رحمت اللہ رفیق حضرت مسیح موعود دارالرحمت قادیان و دارالرحمت غربی غلہ منڈی ربوہ

☆ حکیم شہاب الدین رفیق حضرت مسیح موعود رتنے والا نزد کھر پپڑ ضلع قصور ☆ مولوی محمد صالح مربی سلسلہ سندھ (دارالرحمت قادیان) قبولہ ضلع پاکپتن ☆ شریفہ قدسیہ بنت حکیم رحمت اللہ (رفیق حضرت مسیح موعود) اہلیہ مولوی حکیم محمد صالح مربی سلسلہ سندھ سابق انچارج خلافت لائبریری قادیان ☆ محمد احمد مظفر علوی سابق قائد خدام الاحمدیہ علوی بکڈ پو قبولہ ضلع پاکپتن

☆ محمد احمد مظفر علوی ۔ علوی میڈیکل سنٹر محبوب ٹاؤن اوکاڑہ ☆ محمد احمد مظفر علوی سابق صدر سابق زعیم قائد سابق سیکرٹری مال جماعت احمدیہ L-52/2 ضلع اوکاڑہ ☆ عذرا پروین سابق صدر لجنہ اماء اللہ کوٹ رسول پور فاضل چک 52/2L ضلع اوکاڑہ اہلیہ محمد احمد مظفر علوی ۔ سابق صدر جماعت احمدیہ 52/2L چک 53/2L ضلع اوکاڑہ حال نصیر آباد (غالب) ربوہ

☆ سلمان احسن ابن محمد احسن علوی واہلیہ فریحہ احسن

☆ محمد غیور احمد علوی ☆ محمد صہیب احمد علوی وقف نو ☆ حافظ محمد نوید الظفر احمد علوی ابن محمد احمد مظفر علوی نصیر آباد (غالب) بالمقابل بہشتی مقبرہ ربوہ، ☆ مسرت بیگم صدر لجنہ واراکین عاملہ واراکین لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ عارف والا قبولہ ضلع پاکپتن ☆ شاہدہ وحید صدر لجنہ واراکین عاملہ واراکین لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ چک 52/2L ضلع اوکاڑہ

☆ صدر لجنہ واراکین عاملہ واراکین لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ کوٹ رسول پور فاضل ضلع اوکاڑہ

☆ طاہرہ جبین سیکرٹری محاسبہ لجنہ اماء اللہ ضلع اوکاڑہ

☆ چوہدری محمود احمد وڑائچ مربی سلسلہ ضلع وبیگم وبچگان واہل خانہ چک 9-F.W ضلع بہاولنگر
0333-6139663

☆ معلم (مسعود، طاہر، علوی) ایم ٹی اے احمدیہ ہال کوٹ رسول پور فاضل ضلع اوکاڑہ

☆ چوہدری شاہد احمد ابن چوہدری ظفر اقبال (سابق سیکرٹری تحریک جدید ضلع) صدر جماعت و اراکین عاملہ واراکین جماعت احمدیہ کوٹ رسول پور فاضل و چک 52/2L ضلع اوکاڑہ

☆ صدر لجنہ ضلع واراکین عاملہ ضلع واراکین لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ ضلع وصدران لجنہ ضلع لودھراں ☆ محمد احمد شاہد انسپکٹر مال آمد کوارٹر صدر انجمن احمدیہ فیکٹری ایریا (نصرت آباد) ربوہ

☆ تحسین احمد ابن یاسمین احمد طاہر رند بلوچ وبیگم بچگان بستی رنداں خادم بیت الصلوٰۃ ڈیرہ غازی خاں

☆ کرامت احمد حجانہ وبیگم وعطاء المجیب طاہر وطوبیٰ احمد ۔ فریحہ احمد ڈیرہ غازی خاں

☆ محمد سلیم رند بلوچ ناظم مال خدام الاحمدیہ ضلع ڈیرہ غازی خاں وبیگم وبچگان ڈیرہ غازی خاں

☆ نذیر احمد سانول معلم وبیگم وبچگان چودھڑ ضلع خانیوال 0306-7988368

☆ اعجاز الٰہی ابن کرم الٰہی دارالیمن شرقی (صادق) ربوہ خادم بیت النور، ماڈل ٹاؤن لاہور والدین وبچگان ☆ شاہد محمود ابن عنایت اللہ ونڈالہ روڈ ۔ شاہدرہ لاہور معاون خادم بیت النور والدین وبیگم وبچگان

☆ صدر واراکین عاملہ واراکین جماعت احمدیہ حلقہ کیولری گراؤنڈ ۔ لاہور

☆ چوہدری شاہد نذیر ابن چوہدری نذیر احمد سیکرٹری مال وبیگم وبچگان علی پور (مظفر گڑھ)

☆ عبدالسلام عارف ابن ہارون احمد، حافظ عطاء المنعم (بیٹا) حافظ عطاء القاسم (بیٹا) ووالدین وبیگم وبچگان صادق پور ضلع عمر کوٹ سندھ

ہم خدا تعالیٰ کے حضور امام جماعت احمدیہ کی صحت وسلامتی اور درازی عمر کے لئے دعا گو ہیں۔

صدر واراکین عاملہ واراکین

جماعت احمدیہ محلّہ دارالبرکات ۔ ربوہ

مغل بینکوئیٹ ہال

ایک نام | ایک معیار | مناسب دام

کھانوں کے اعلیٰ معیار اور بہترین سروس کی ضمانت دی جاتی ہے

کشادہ ہال 350 مہمانوں کے بیٹھنے کی گنجائش
لیڈیز ہال میں لیڈیز ورکرز کا انتظام

پروپرائٹر: محمد عظیم احمد فون: 6211412,03336716317

آنحضرت ﷺ کی عائلی زندگی گھروں کے سکون، اطمینان اور امن کی ضمانت ہے

ازواج مطہرات کا مختصر تعارف، ان کی آپس میں محبت و جذبہ ایثار اور رسول اللہ ﷺ کے تربیت کے انداز

مکرم توقیر احمد صاحب

آنحضرتؐ اپنی بیویوں کے ساتھ بہت حسن سلوک فرماتے تھے۔ ان کی ضرورتیں پوری فرماتے۔ اپنی ضرورتوں کے لئے ازواج مطہرات کو تنگ نہیں کرتے تھے بلکہ ان کے کاموں میں ہاتھ بٹاتے تھے۔ حضرت عائشہؓ آنحضرت ﷺ کی اس بارہ میں گواہی ہے:۔

’’آپ آدمیوں میں سے ایک آدمی تھے۔ اپنے کپڑوں کی دیکھ بھال خود ہی کر لیتے۔ بکری کا دودھ خود دوہتے اور اپنی ضرورتیں خود ہی پوری کر لیتے‘‘۔ (شمائل ترمذی)

نیز اپنے کپڑوں کو خود ہی پیوند لگا لیتے۔ اپنے جوتے کی مرمت کر لیتے۔ اپنے ڈول کو ٹانکے لگا لیتے۔ بوجھ اٹھاتے۔ جانوروں کو چارہ ڈالتے۔ کوئی خادم ہوتا تو اس کے ساتھ مل کر کام کرا لیتے۔ اسے آٹا پسوا دیتے۔ کبھی اکیلے بھی مشقت کر لیتے بازار جانے میں عار نہ تھی۔ خود ہی سودا سلف لاتے اور ضرورت کی چیزیں ایک کپڑے میں باندھ کر اٹھالاتے۔ (بحوالہ ایضاً)

آپؐ رات کو دیر سے گھر لوٹتے تو کسی کو زحمت دیئے یا جگائے بغیر کھانا یا دودھ خود تناول فرما لیتے۔ (مسلم)

ازواج مطہرات کے ساتھ حسن سلوک کے بارہ میں خود آپؐ کی اپنی گواہی ہے کہ:

’’خیرکم خیرکم لاھلہ و انا خیرکم لاھلی‘‘ (ترمذی)

آنحضور ﷺ اپنی ازواج کے حقوق کا خیال رکھتے تھے حتیٰ کہ اپنے رب کے عشق میں مخمور ہونے کے باوجود بھی آپؐ ان کے حقوق کو نظرانداز نہ کرتے حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں۔

’’ایک رات میرے ہاں باری تھی۔ حضور اکرمؐ میرے پاس تشریف لائے اور بستر میں داخل ہوئے یہاں تک کہ آپؐ کی جلد میری جلد کو چھونے لگی۔ پھر فرمایا۔ اے عائشہ! کیا آپ مجھے اس بات کی اجازت دیں گی کہ میں اپنے رب کی عبادت میں یہ رات گزاروں۔ کتنا حیرت انگیز وجود ہے اور کیسا حیرت انگیز کلام ہے یہ۔ رات کو اپنی بیوی کے بستر میں داخل ہوتے ہیں اور اس سے اجازت مانگتے ہیں کہ تمہارا حق ہے یہ باری تمہاری ہے۔ لیکن میرا دل چاہتا ہے کہ میں آج ساری رات اپنے رب کی عبادت کروں تو کیا تم مجھے اس کی اجازت دوگی‘‘۔

(خطاب مستورات جلسہ سالانہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع 27 دسمبر 1983ء)

حضرت خدیجہؓ سے شادی

حضرت خدیجہؓ ایک بیوہ اور صاحب اولاد خاتون تھیں اور یکے بعد دیگرے دو خاوند کر چکی تھیں مگر دونوں فوت ہوگئے تھے۔ نہایت معزز اور دولت مند اور شریف تھیں حتیٰ کہ ان کی شرافت کی وجہ سے ان کا نام طاہرہ مشہور ہوگیا تھا اس لئے مکہ کے کئی لوگوں نے ان کو نکاح کے پیغام بھجوائے مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ آنحضور ﷺ کے اخلاق کریمانہ اور دیانت و شرافت سے متاثر ہو کر انہوں نے آپؐ کو نکاح کا پیغام بھجوایا جسے آپؐ نے اپنے چچا حضرت ابوطالب کے مشورہ سے قبول کرلیا اور پچیس برس کی عمر میں آنحضور ﷺ کی شادی چالیس سالہ حضرت خدیجہؓ سے ہوگئی۔

(بحوالہ سیرت خاتم النبیین ﷺ ص 107)

حضرت خدیجہؓ نے شادی کے بعد اپنا سارا مال اور سب غلام آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کر دیئے تھے اور نبی کریمؐ نے ان سب غلاموں کو آزاد کر دیا (ابن ھشام)۔ حضرت خدیجہؓ کی فدائیت کا یہ عالم تھا کہ وہ کبھی اپنے مال کی اس بے دریغ تقسیم پر کوئی حرف شکایت زبان پر نہیں لائیں۔ آپؐ سے شکوہ نہیں کیا بلکہ ہمیشہ آپ کی تعریف میں رطب اللسان ہی رہیں اور جب تک زندہ رہیں مکہ کے شدید دور ابتلا میں آپؐ کی سپر اور پناہ بن کر رہیں۔

آنحضور ﷺ ہمیشہ اپنی بیویوں کے نیک اوصاف کی بڑی قدر کرتے تھے۔ حضرت خدیجہؓ کے ایثار و وفا کی ان کی زندگی میں بھی پاسداری کی اور ان کی وفات کے بعد بھی ہمیشہ محبت اور وفا کے ساتھ ان کا محبت بھرا سلوک یاد کرتے یہاں تک کہ دوسری ازواج کو بھی ان پر رشک آتا اور بعض دفعہ جب حضرت عائشہؓ اتنا کر کہہ دیتیں یارسول اللہ! خدا نے آپ کو اس قدر اچھی اچھی بیویاں عطا فرمائیں اب اس بڑھیا کا ذکر جانے دیں تو آپؐ فرماتے:

’’نہیں نہیں۔ خدیجہ اس وقت میری ساتھی بنی جب میں تنہا تھا وہ اس وقت میری سپر بنی جب میں بے یارومددگار تھا۔ وہ اپنے مال کے ساتھ مجھ پر فدا ہوگئیں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے اولاد بھی عطا کی۔ انہوں نے اس وقت میری تصدیق کی جب لوگوں نے جھٹلایا‘‘۔ (مسند احمد بن حنبل)

حضرت سودہؓ سے شادی

حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد آنحضور ﷺ بہت تنہا اور اداس ہوگئے تھے۔ آپؐ نے حضرت ام حکیمؓ کی درخواست پر دوسری شادی کے لئے رضامندی ظاہر فرمائی اور ایک معمر بیوہ خاتون حضرت سودہؓ سے شادی کی تجویز کو پسند فرمایا تا کہ وہ آپؐ کے گھریلو انتظام اور آپ کی صاحبزادیوں کی کفالت کے اہتمام میں معاون ہوں۔

حضرت سودہؓ بہت سادہ طبیعت کی تھیں اور دین العجائز یعنی بوڑھیوں والا مسلک رکھتی تھیں کہ نیکی اور بھلائی کی جو بات سنی اس پر مضبوطی سے جم گئیں۔

حضرت سودہؓ نے شادی کے کچھ عرصہ بعد محسوس کیا کہ گھریلو ذمہ داریوں کی ادائیگی ان پر بوجھ ہے اور انہیں ازدواجی تعلقات کی ضرورت نہیں رہی۔ انہوں نے آنحضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے دیگر ازواج سے مقابلہ کی کوئی تمنا نہیں صرف اتنی خواہش ہے کہ قیامت کے روز آپ کی بیویوں میں میرا حشر ہو۔ آپؐ سے علیحدگی نہیں چاہتی تاہم اپنے حقوق از دواج عائشہ کے حق میں چھوڑتی ہوں۔ آنحضورؐ نے ان کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے ان کی تجویز منظور فرمالی۔

(بحوالہ انسان کامل ص 630)

تاہم آپؐ کے حسن سلوک کا اظہار تھا کہ ان کے جملہ اخراجات پورے فرماتے رہے اور باقاعدہ ان کے پاس تشریف لے جاتے اور دوسری بیویوں کی طرح ان کی دلداری اور آرام کا خیال رکھتے تھے۔ (بحوالہ مطہر عائلی زندگی ص 33)

حضرت عائشہؓ سے شادی

حضرت عائشہؓ کے ساتھ آنحضرت ﷺ کا نکاح 10 نبوی میں ہوا جب ان کی عمر سات برس تھی (ابن ھشام) اور قریباً بارہ برس کی عمر شوال 2 ہجری میں ان کا رخصتانہ عمل میں آیا۔

(سیرت خاتم النبیین ﷺ ص 424-423)

حضرت عائشہ صدیقہؓ کو یہ خصوصیت حاصل تھی کہ تمام ازاج مطہرات میں سے آپؐ کنواری ہونے کی حالت میں آنحضورؐ کے عقد نکاح میں آئی تھیں۔

رسول کریم ﷺ کا حضرت عائشہؓ کے ساتھ سلوک بہت محبت بھرا تھا۔ آپؐ ان کی خوردسالی کا خیال رکھتے ہوئے ان کی دلداری فرماتے تھے اور ان کے جذبات کا خیال رکھتے تھے۔ ایک دفعہ چند حبشیوں نے شمشیر زنی کے کرتب دکھائے تو آپؐ حضرت عائشہؓ کو مکان کی دیوار کے ساتھ اپنی اوٹ میں لے کر کھڑے ہوگئے۔ تاکہ وہ بھی ان لوگوں کے کرتب دیکھ لیں اور جب تک وہ خود سیر نہیں ہو گئیں آپؐ وہاں سے نہیں ہٹے۔

(بخاری باب حسن المعاشرۃ)

ایک موقعہ پر آنحضورؐ نے حضرت عائشہ کے ساتھ دوڑنے کا مقابلہ کیا جس میں حضرت عائشہؓ آگے نکل گئیں لیکن جب ایک عرصہ بعد آپؐ دوسری دفعہ ان کے ساتھ دوڑے تو اس وقت وہ پیچھے رہ گئیں۔ جس پر آپؐ نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔ ھذہ بتلک۔ یعنی عائشہ اب وہ بدلہ اتر گیا۔ (ابوداؤد) بعض اوقات حضرت عائشہؓ کی سہیلیاں ان کے گھر میں معصومانہ اشعار پڑھنے کا شغل کرتیں تو آپؐ بالکل تعرض نہ فرماتے بلکہ ایک دفعہ حضرت ابوبکرؓ نے یہ نظارہ دیکھ کر ان لڑکیوں کو کچھ تنبیہ کرنی چاہی تو آپؐ نے منع فرمایا کہ عید کا دن ہے لڑکیاں اپنا شغل کرتی ہیں لیکن جب آپؐ دوسری طرف متوجہ ہوئے تو حضرت عائشہؓ نے اپنی سہیلیوں کو بھجوا دیا۔ (بخاری)

حضرت خدیجہؓ کے بعد آنحضور ﷺ کو حضرت عائشہؓ سے سب سے زیادہ الفت تھی۔ آپؐ کے بارے میں آنحضورؐ نے ایک دفعہ فرمایا کہ عائشہ کو دوسری عورتوں پر اسی طرح فضیلت ہے جس طرح ثرید (گوشت والا کھانا) کو تمام کھانوں پر۔

(استیعاب)

خدا تعالیٰ کا بھی آپؐ کے ساتھ سلوک ایسا ہی محبت بھرا تھا بعض دفعہ دوسری بیویوں نے آنحضور ﷺ سے حضرت عائشہؓ کے بارہ میں اصرار کے ساتھ کسی اہلی امر میں بات کہی تو آپؐ نے فرمایا۔ بیویوں میں سے صرف عائشہ ہی ہے جن کے بستر میں بھی مجھے وحی ہو جاتی ہے یعنی اس کے ساتھ خدا کا سلوک بھی نرالا ہے۔ (بخاری کتاب المناقب)

حضرت عائشہؓ کے ساتھ آنحضور ﷺ کے اس امتیازی سلوک کی وجہ یہ تھی کہ بچپن ہی سے ان کا ذہن اور حافظہ غضب کا تھا اور آنحضرتؐ کی تعلیم و تربیت کے ماتحت انہوں نے نہایت سرعت کے ساتھ حیرت انگیز طور پر ترقی کی اور آنحضورؐ کی اتنی چھوٹی عمر میں ان کو اپنے گھر لے آنے کی جو غرض تھی اس کو بھی پورا کیا یعنی آپؐ اپنی منشاء کے ماتحت ان کی تربیت کرسکیں اور ایک لمبا عرصہ وہ آپؐ کی صحبت میں رہ سکیں۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ نے مسلمان خواتین کی اصلاح اور تعلیم و تربیت کا وہ کام سرانجام دیا جس کی نظیر تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔ احادیث نبوی کا ایک بہت بڑا اور ضروری حصہ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے یہاں تک کہ ان روایات کی تعداد دو

ہزار دو سو دس تک جا پہنچتی ہے۔

(زرقانی بحوالہ سیرت خاتم النبیین ﷺ ص431)

حضرت حفصہؓ سے شادی

حضرت عمر فاروقؓ کی صاحبزادی حضرت حفصہؓ سے آنحضرت ﷺ کی شادی شعبان 3 ہجری میں ہوئی جب ان کی عمر اکیس برس تھی۔ ان کے پہلے خاوند خنیس بن حذافہ، جو ایک جلیل القدر صحابی تھے، جنگ بدر میں شامل ہوئے تھے اور واپس آکر بیمار پڑ گئے اور وفات پا گئے۔ آنحضورؐ نے حضرت حفصہؓ کے غم کی تلافی کرنے کے لئے ان سے شادی کا ارادہ فرمایا۔ (سیرت خاتم النبیین ﷺ ص477)

حضرت زینبؓ بنت خزیمہ سے شادی

آپؓ آنحضورؐ کے پھوپھی زاد بھائی حضرت عبداللہؓ بن جحش کی بیوہ تھی۔ آپؓ کے شوہر جنگ احد میں شہید ہو گئے تھے۔ تب آنحضرتؐ نے صلہ رحمی کرتے ہوئے خود اپنی طرف سے حضرت زینب بنت خزیمہؓ کو نکاح کا پیغام بھجوایا اور 3ھ میں قریباً تیس برس کی عمر میں آپ کا نکاح ہوا مگر چند ماہ بعد ہی وفات پا گئیں۔

(سیرت خاتم النبیین ﷺ ص528)

حضرت ام سلمہؓ سے شادی

شوال 4ھ میں حضرت ام سلمہؓ سے نبی کریمؐ نے شادی فرمائی۔ اسی سال ان کے پہلے شوہر حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسدؓ جو ایک نہایت مخلص اور پرانے صحابی تھے فوت ہو گئے تھے۔ جب آنحضورؐ نے انہیں شادی کا پیغام بھجوایا تو پہلے تو انہوں نے عذر کیا کہ میری عمر اب بہت زیادہ ہو گئی ہے اور میں اولاد کے قابل نہیں رہی لیکن چونکہ آنحضرت ﷺ کی غرض اور تھی اس لئے بالآخر وہ رضا مند ہو گئیں۔ امہات المومنین میں سے آپؓ سب سے آخر میں فوت ہوئی تھیں۔ آنحضورؐ نماز عصر کے بعد اپنی ازواج کے پاس خیریت دریافت کرنے کے لئے جایا کرتے تھے تو سب سے پہلے حضرت ام سلمہؓ کے ہاں جاتے کیونکہ اس وقت سب سے زیادہ عمر انہی کی تھی اور آخر میں حضرت عائشہ کے ہاں جایا کرتے تھے بعدازاں جس بیوی کے ہاں باری ہوتی اس کے گھر چلے جاتے تھے۔ آپؓ بہت معاملہ فہم اور کمال عقل رکھتی تھیں اس لئے آنحضورؐ آپؓ کے مشورہ کو اہمیت دیتے تھے۔

(سیرت خاتم النبیین ﷺ ص531-530)

حضرت زینبؓ بنت جحش سے شادی

آپؓ رسول کریم ﷺ کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ آنحضورؐ نے آپؓ کا نکاح اپنے ایک آزاد کردہ غلام اور منہ بولے بیٹے حضرت زید بن حارثؓ سے کر دیا تھا تاکہ وہ ان کو قرآن و حدیث کی تعلیم دیں۔ چونکہ یہ ایک بڑے خاندان سے تھیں اس لئے حضرت زیدؓ بھی محسوس کرتے تھے کہ یہ اُن سے خوش نہیں ہیں۔ انہوں نے جب رسول کریمؐ سے حضرت زینبؓ کو طلاق دینے کے ارادہ کا ذکر کیا تو آپؐ نے انہیں ایسا کرنے سے منع فرمایا اور نباہ کرنے کا ارشاد فرمایا تاہم یہ نباہ نہ ہو سکا۔ جب حضرت زیدؓ نے ان کو طلاق دیدی تو عدت ختم ہونے پر ان کی دلجوئی کی خاطر آنحضورؐ نے ان سے نکاح فرمایا۔ اس شادی سے متبنیٰ بنانے کی عرب کی جاہلانہ رسم کا بھی خاتمہ ہوا۔

آنحضرت ﷺ آپؓ کے عبادت و زہد کے خود معترف تھے۔ ایک دفعہ آنحضورؐ مہاجرین کی ایک جماعت میں مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ حضرت زینبؓ بھی اس موقع پر موجود تھیں۔ انہوں نے کوئی ایسی بات کہی جو حضرت عمرؓ کو ناگوار گزری۔ انہوں نے ذرا تلخ لہجے میں حضرت زینبؓ کو دخل دینے سے منع کیا۔ رسول کریمؐ نے فرمایا۔ عمر ان سے کچھ نہ کہو۔ یہ اواہ (یعنی بڑی عبادت گزار اور خدا سے ڈرنے والی) ہیں۔ (اصابہ)

آپؓ بہت فیاض تھیں اور آنحضرتؐ نے جو اپنی ازواج سے یہ فرمایا تھا کہ تم میں سے جلد مجھ سے وہ ملے گی جس کے ہاتھ لمبے ہوں گے۔ اس سے مراد آپؓ ہی تھیں۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

”دیکھو ہمارے سید و مولیٰ ﷺ نے اپنے ازواج مطہرات امہات المومنین کو فرمایا تھا کہ تم میں سے پہلے اس کی وفات ہو گی جس کے ہاتھ لمبے ہوں گے اور ان تمام اہل بیت کو اس حدیث کے سننے سے یہی یقین ہو گیا تھا کہ درحقیقت لمبے ہاتھوں سے ان کا لمبا ہونا مراد ہے یہاں تک کہ آنجناب کی ان پاک دامن بیویوں نے باہم ہاتھ ناپنے شروع کئے لیکن جب سب سے پہلے زینب رضی اللہ عنہا نے وفات پائی تو تب انہیں سمجھ آیا کہ لمبے ہاتھوں سے ایثار اور سخاوت کی صفت مراد ہے جو زینب رضی اللہ عنہا پر سب کی نسبت زیادہ غالب تھی“۔ (ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 ص146)

حضرت جویریہؓ سے شادی

آپؓ قبیلہ بنومصطلق کے سردار حارث بن ابی ضرار کی بیٹی تھیں اور غزوہ بنومصطلق میں گرفتار ہو کر آئی تھیں۔ آنحضورؐ نے ان کے فدیہ کی رقم ادا کر کے ان سے ان کی رضامندی سے شادی کر لی۔ اس رشتہ اور اس احسان کا یہ نتیجہ نکلا کہ بنومصطلق کے لوگ بہت جلد اسلامی تعلیم سے متاثر ہو کر آنحضورؐ کے حلقہ بگوشوں میں داخل ہو گئے۔ حضرت جویریہؓ کا اصل نام برہ تھا جس کا مطلب ہے نیکی اور آنحضورؐ نے اسے بدل کر جویریہ رکھ دیا تھا۔ اس میں یہ حکمت تھی کہ جب برہ گھر میں نہ ہوں اور کوئی ان کے متعلق دریافت کرے اور اسے جواب دیا جائے کہ برہ گھر میں نہیں جس کے معنی بظاہر یہ ہیں کہ نیکی اور برکت گھر سے اُٹھ گئی ہے۔

(سیرت خاتم النبیین ﷺ ص571-570)

حضرت ام حبیبہؓ سے شادی

اسلام کی خاطر طویل مصیبتیں خندہ پیشانی سے قبول کرنے والی حضرت رملہؓ کی کنیت ام حبیبہؓ تھی اور آپؓ ابوسفیان کی بیٹی تھیں۔ ابتدائی دور میں اسلام لے آئی تھیں۔ آنحضور ﷺ کے ارشاد پر اپنے شوہر عبیداللہ بن جحش کے ساتھ حبشہ ہجرت کر گئیں جہاں ان کے شوہر چند دن بعد مرتد ہو گئے اور اسی حالت میں وفات پائی۔ حضرت ام حبیبہؓ اسلام پر قائم رہیں اور متمول اور دولتمند ہونے کے باوجود غربت کے عالم میں زندگی بسر کرنے لگیں۔ آپؓ کی عدت پوری ہوئی تو رسول کریمؐ نے نکاح کا پیغام دے کر اپنے ایک صحابی کو شاہ حبشہ کے پاس بھجوایا جنہوں نے ایک لونڈی کے ذریعہ حضرت ام حبیبہؓ کو یہ پیغام دیا تو آپؓ نے اسے اظہار تشکر کے طور پر چاندی کے دو کنگن اور انگوٹھیاں عطا کیں اور حضرت خالد بن سعید بن العاصؓ کو اپنا وکیل مقرر کیا جبکہ شاہ کو نجاشی نے سب مسلمانوں کو بلا کر خود نکاح پڑھایا۔ (مسند احمد بن حنبل)

نکاح کے کچھ عرصہ بعد آپؓ مدینہ تشریف لے گئیں جبکہ آنحضورؐ ان دنوں خیبر کی مہم پر تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ یہ 6ھ کے آخر یا 7ھ کے شروع کا واقعہ ہے۔

آنحضور ﷺ آپؓ کی اسلام کی خاطر قربانیوں کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور آپؓ سے بہت شفقت فرماتے تھے۔

حضرت صفیہؓ سے شادی

حضرت صفیہؓ قبیلہ بنونضیر کے سردار حی بن اخطب کی بیٹی تھیں۔ آپؓ 7ھ میں جنگ خیبر میں گرفتار ہو کر آنے والے قیدیوں میں شامل تھیں۔ اس جنگ میں آپ کا باپ اور بھائی مارے گئے تھے اور خاوند ثانی گرفتار ہو کر قتل کیا گیا۔ آنحضورؐ نے آپؓ سے یکم محرم 7ھ جون میں نکاح فرمایا اور آپ کی خاندانی عزت کو قائم رکھا اور آپ کی آزادی آپ کا حق مہر قرار دیا۔ آپؓ کا اصل نام زینب تھا۔ عرب میں مال غنیمت کا جو بہترین حصہ امام یا بادشاہ کے لئے مخصوص ہو جاتا تھا اس کو صفیہ کہتے ہیں اسی لئے آپؓ اس نام سے مشہور ہوئیں۔

نبی کریم ﷺ کا آپؓ سے سلوک بہت ہی محبت بھرا تھا۔ آپؓ کے دل میں اپنے باپ اور بھائی کے قتل کئے جانے کی وجہ سے جو فطرتی طور پر نفرت پائی جاتی تھی اسے آنحضورؐ نے اپنے حسن و احسان ہی سے محبت میں بدل دیا تھا۔ حضرت صفیہؓ بیان کرتی ہیں:۔

”خیبر سے ہم رات کے وقت چلے تو آپؐ نے مجھے اپنی سواری کے پیچھے بٹھا لیا مجھے اونگھ آگئی اور سر پالان کی لکڑی سے جا ٹکرایا۔ رسول اللہؐ نے بڑے پیار سے اپنا دست شفقت میرے سر پر رکھ دیا اور فرمانے لگے۔ اے لڑکی۔ اے حیی کی بیٹی ذرا احتیاط ذرا اپنا خیال رکھو۔ پھر رات کو جب ایک جگہ پڑاؤ کیا تو وہاں میرے ساتھ بہت بہت محبت بھری باتیں کیں۔ فرمانے لگے دیکھو تمہارا باپ میرے خلاف تمام عرب کو کھینچ لایا تھا اور ہم پر حملہ کرنے میں پہل اس نے کی تھی اور یہ سلوک ہم سے روا رکھا تھا جس کی بنا پر مجبوراً تیری قوم کے ساتھ ہمیں یہ سب کچھ کرنا پڑا، جس پر میں بہت معذرت خواہ ہوں۔ مگر تم خود جانتی ہو کہ یہ سب کچھ ہمیں مجبوراً اور جواباً کرنا پڑا ہے۔ حضرت صفیہؓ فرماتی ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب میں رسول کریمؐ کے پاس سے اٹھی تو آپؐ کی محبت میرے دل میں ایسی رچ بس چکی تھی کہ دنیا میں آپ سے بڑھ کر مجھے کوئی پیارا نہ رہا“۔ (ھیثمی بحوالہ انسان کاملؐ ص643)

آنحضورؐ کا آپؓ سے سلوک کیسا محبت بھرا تھا اس کا اندازہ اس واقعہ سے بھی ہوتا ہے کہ ایک دفعہ آپؓ کا اونٹ بیٹھ گیا اور آپؓ پیچھے رہ گئیں تو زاروقطار رونے لگیں۔ نبی کریمؐ کا گزر ہوا تو آپؐ نے اپنی رداء اور دست مبارک سے خود ان کے آنسو پونچھے۔ آپؐ ان کے آنسو پونچھتے جاتے اور وہ روتی جاتی تھیں۔ (زرقانی)

آپؓ چونکہ یہودی الاصل تھیں اس لئے دیگر ازواج مطہرات آپؓ کو بعض دفعہ یہودیہ کا طعنہ دیا کرتی تھیں۔ ایک دفعہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما نے یہ طعنہ دیا تو آپؓ رونے لگیں۔ رحمت للعالمینؐ نے رونے کی وجہ پوچھی تو بڑا ہی عمدہ جواب دیا۔ فرمایا۔ تم نے یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ تم دونوں کس طرح مجھ سے معزز ہو۔ میرا خاوند محمدؐ ہے۔ میرا باپ ہارونؑ تھا اور میرا چچا موسیٰؑ۔

(ترمذی کتاب المناقب)

حضرت میمونہؓ سے شادی

حضرت میمونہؓ بنت حارث کا اصل نام برہ تھا۔ آنحضورؐ سے شادی کے بعد میمونہؓ رکھا گیا۔ 7ھ میں آپؓ کے خاوند ثانی نے وفات پائی۔ اسی سال حضور اکرم ﷺ عمرہ کے لئے مکہ سے مدینہ روانہ ہوئے تو آپؐ کے چچا حضرت عباسؓ نے حضرت میمونہؓ سے نکاح کرنے کی تجویز دی جسے آپؐ نے قبول فرما لیا اور شوال 7ھ میں 500 درہم حق مہر پر نکاح ہوا۔

حضرت ماریہ قبطیہؓ سے شادی

آنحضور ﷺ نے جن بادشاہوں کو تبلیغی خطوط لکھے ان میں سے ایک مقوقس شاہ مصر بھی تھے جنہوں نے گو اسلام قبول نہیں کیا تاہم نبی کریمؐ کے ایلچی کے ساتھ بہت تکریم سے پیش آئے اور دو لڑکیاں آنحضور ﷺ کی خدمت میں تحفۃً بھجوائیں جن کا نام ماریہ اور سیرین تھا۔ ان دونوں کی قبطی قوم میں بڑی عزت تھی۔ حضرت ماریہ قبطیہؓ کو آنحضورؐ نے اپنے حرم میں داخل کیا اور آپؓ رسول کریمؐ کے

محبوب فرزند حضرت ابراہیمؑ کی والدہ تھیں۔آپؐ ان سے بہت مشفقانہ سلوک فرماتے تھے اور بڑی عزت کرتے تھے بلکہ فرمایا کرتے تھے قبطیوں کے ساتھ حسن سلوک کرو اس لئے کہ ان سے عہد اور نسب دونوں کا تعلق ہے ان سے نسب کا تعلق تو یہ ہے کہ اسماعیلؑ کی والدہ اور میرے فرزند ابراہیمؑ کی والدہ (ماریہ) دونوں اسی قوم سے ہیں۔اور عہد کا تعلق یہ ہے کہ ان سے معاہدہ ہو چکا ہے۔

نان نفقہ کی ذمہ داری

آپؐ اپنے اہل خانہ کے نان ونفقہ کا بطور خاص اہتمام فرماتے تھے۔ہر چند کے آپؐ کے گھر میں وہ دن بھی آئے جب دو دو ماہ تک چولہے میں آگ نہ جلی اور صرف پانی اور کھجور پر گزارہ رہا۔

آپؐ خود بسا اوقات کھانا نہ ہونے کی صورت میں روزہ کی نیت فرما لیتے تھے۔ایسے دن بھی آپؐ پر آئے جب سخت فاقے سے نڈھال ہو کر بھوک کی شدت روکنے کے لئے پیٹ پر سلیں باندھنی پڑیں لیکن اہل خانہ کا اپنے سے بڑھ کر خیال رکھتے اور بوقت وفات بھی اپنی بیویوں کے نان ونفقہ کے بارے میں تاکیدی ہدایت کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کا خرچہ ان کو باقاعدگی کے ساتھ ادا کیا جائے‘‘۔

(بخاری)

ازواج مطہرات کے درمیان عدل

رسول کریم ﷺ اپنی بیویوں کے حقوق کا پورا خیال رکھتے تھے اور ان کے درمیان عدل فرماتے۔ آپؐ نماز عصر کے بعد سب بیویوں کو اس بیوی کے گھر میں اکٹھا کر لیتے جہاں آپؐ کی باری ہوتی تھی۔یوں سب سے روزانہ اجتماعی ملاقات ہو جاتی تھی۔

جنگوں میں جاتے ہوئے آپؐ بیویوں میں سے کسی کی ساتھ لے جانے کے لئے قرعہ اندازی فرماتے تھے اور جس کا قرعہ نکلتا اس کو ہمراہ لے جاتے تھے۔

آپؐ کے انصاف کا یہ عالم تھا کہ آخری بیماری میں جب ازدواجی حقوق کی ادائیگی کی بجائے آپؐ کی تیمارداری کا سوال کہیں اہم تھا آپؐ نے باری کی تقسیم کو مقدم رکھا البتہ حضرت عائشہؓ کی باری کی تمنا کر کے بار بار پوچھتے ضرور کہ کل میری باری کہاں ہے یہاں تک کہ بیویوں نے خود ہی عائشہؓ کے گھر میں آپؐ کو تیمارداری کی اجازت دے دی۔

آنحضرت ﷺ ازواج کے درمیان عدل و انصاف سے فیصلہ فرماتے تھے۔ایک دفعہ حضرت عائشہؓ نے کھیر یا حلوہ بنایا جو حضرت سودہؓ کو پسند نہیں آیا۔حضرت عائشہؓ نے کھانے کے لئے اصرار کیا مگر وہ نہ مانیں۔حضرت عائشہؓ کو کیا سوجھی کہ وہ مالیدہ حضرت سودہؓ کے منہ پر لیپ کر دیا۔نبی کریمؐ یہ دیکھ کر محظوظ بھی ہوئے مگر یہ عادلانہ فیصلہ فرمایا کہ سودہ کو بدلہ لینے کا پورا حق ہے اور یہ چاہیں تو عائشہ کے منہ پر وہی مالیدہ مل سکتی ہیں۔حضرت سودہؓ نے بدلہ لیتے ہوئے مالیدہ حضرت عائشہؓ کے منہ پر مل دیا اور رسول اللہؐ دیکھ کر مسکراتے رہے۔

(ھیثمی بحوالہ انسان کامل)

رسول خدا ﷺ تقویٰ کے بلند اور روشن مینار پر فائز تھے۔بسا اوقات اس خیال سے کہ دل کے جذبات اور طبعی میلان پر تو کسی کو اختیار نہیں اس لئے اگر سب بیویوں کے برابر حقوق ادا کرنے کے باوجود بھی میلان طبع کسی بیوی کی طرف ہو گیا تو کہیں میرا مولیٰ مجھ سے ناراض نہ ہو جائے۔اتنے مخلصانہ عدل اور منصفانہ تقسیم کے بعد بھی آپؐ یہ دعا کرتے تھے۔

’’اے اللہ تو جانتا ہے اور دیکھتا ہے کہ انسانی حد تک جو برابر منصفانہ تقسیم ہو سکتی تھی وہ تو میں کرتا ہوں اور اپنے اختیار سے بری الذمہ ہوں۔میرے مولیٰ اب دل پر تو میرا اختیار نہیں اگر قلبی میلان کسی کی خوبی اور جوہر قابل کی طرف ہے تو تُو مجھے معاف فرما‘‘۔ (ابوداؤد)

محبت والفت کا سلوک

لڑکی جب بیاہ کر سسرال میں جاتی ہے تو وہ نئے گھر میں محبت اور الفت کی توقع کر رہی ہوتی ہے۔جب اسے اس کے حقوق ملتے ہیں تو وہ بھی دلی شوق سے اپنی ذمہ داریاں ادا کرتی ہے۔ آنحضور ﷺ کو اپنی ازواج کے ساتھ سلوک بہت محبت اور شفقت بھرا تھا۔حضرت عائشہؓ آپؐ کی گھریلو زندگی کے بارہ میں شہادت دیتی ہیں کہ

’’نبی کریمؐ تمام لوگوں سے زیادہ نرم خو تھے اور سب سے زیادہ کریم۔ عام آدمیوں کی طرح بلا تکلف گھر میں رہنے والے۔آپؐ نے کبھی تیوری نہیں چڑھائی ہمیشہ مسکراتے رہتے تھے نیز آپؓ فرماتی ہیں کہ اپنی ساری زندگی میں آنحضرت ﷺ نے کبھی اپنی کسی بیوی پر ہاتھ اُٹھایا نہ کبھی کسی خادم کو مارا۔ (ترمذی)

انسان جس سے محبت کرتا ہے اس کے محبوب اور اس کے متعلقات سے بھی محبت آمیز سلوک کرتا ہے۔آنحضور ﷺ کا سلوک اپنی بیویوں کے رشتہ داروں سے بھی نہایت محبت بھرا تھا۔آپؐ جب بھی قربانی کرتے تو حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں کی طرف بھی گوشت ضرور بھجواتے تھے اور ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ خدیجہ کی سہیلیوں کو نہ بھولنا ان کی طرف گوشت ضرور بھجوانا۔

اسلام سے قبل عورت کی ناقدری اور ذلت کا ایک پہلو یہ تھا کہ اپنے مخصوص ایام میں اسے سب گھر والوں سے جدا رہنا پڑتا تھا۔خاوند کے ساتھ بیٹھنا تو درکنار اہل خانہ بھی اس سے میل جول نہ رکھتے تھے۔

آنحضرت ﷺ بیویوں کے مخصوص ایام میں ان کا اور زیادہ لحاظ فرماتے۔ ان کے ساتھ مل بیٹھتے۔ بستر میں ان کے ساتھ آرام فرماتے اور ملاطفت میں کوئی کمی نہ آنے دیتے۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

’’میں حائضہ ہونے کی حالت میں پانی پی کر نبی ﷺ کو دے دیتی۔پھر آپؐ اسی جگہ سے منہ لگا کر پانی پیتے جہاں سے میں نے منہ لگایا ہوتا اور میں حائضہ ہونے کی حالت میں ہڈی سے گوشت کاٹتی اور نبی ﷺ کو دے دیتی اور آپؐ اپنا منہ اسی جگہ لگاتے جہاں میں نے لگایا ہوتا۔زُہیر نے ’’فیشربُ‘‘ یعنی آپؐ کے پانی پینے کا ذکر نہیں کیا۔

(صحیح مسلم)

بیماری میں ازواج مطہرات کا خیال

آنحضور ﷺ کی بیویوں میں سے کوئی بیمار پڑ جاتی تو آپؐ بذات خود اس کی تیمارداری فرماتے۔ تیمارداری کا یہ سلوک کس قدر نمایاں اور ناقابل فراموش تھا کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں واقعہ افک میں الزام لگنے کے زمانہ میں میں اتفاق سے بیمار پڑ گئی تو اس وقت مجھے اپنے خلاف لگنے والے الزام کی کچھ خبر نہ تھی۔البتہ ایک بات مجھے ضرور کھٹکتی تھی کہ ان میں میں آنحضرت ﷺ کی طرف سے محبت اور شفقت بھرا تیمارداری کا وہ کریمانہ سلوک محسوس نہیں کرتی تھی جو اس سے پہلے بیماری میں آپؐ فرمایا کرتے تھے۔واقعہ افک کے زمانہ میں تو بس اتنا تھا کہ آپؐ میرے پاس آتے۔سلام کرتے اور یہ کہہ کر کہ کیسی ہو واپس تشریف لے جاتے۔اس سے مجھے سخت تکلیف ہوتی تھی کہ پہلے تو بیماری میں بڑے ناز اٹھاتے تھے اب ان کو کیا ہو گیا ہے۔

(بخاری کتاب المغازی)

حجۃ الوداع کے موقع پر حضرت ام سلمہؓ بیمار تھیں مگر انھیں یہ گوارا نہ تھا کہ دینی فرض سے پہلو تہی کریں اس لئے وہ بھی آنحضرتؐ کے ساتھ آئیں۔ طواف کے وقت رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ ام سلمہ! جب نماز فجر ہونے لگے تم اونٹ پر سوار ہو کر طواف کر لینا۔ (بخاری)

ازواج مطہرات کی تربیت کا انداز

آنحضور ﷺ نے قوام اور نگران ہونے کے ناطے اپنی ازواج کی تربیت کی ذمہ داری بھی خوب نبھائی۔آپؐ ان کی عبادات کا خیال رکھتے تھے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضورؐ رات کو نماز تہجد کی ادائیگی کے لئے اٹھتے اور عبادت کرتے تھے جب طلوع فجر میں تھوڑا سا وقت باقی رہ جاتا تو مجھے بھی جگاتے اور فرماتے تم بھی دو رکعت ادا کر لو۔

(بخاری)

ایک دفعہ حضرت ام سلمہؓ کے گھر میں کچھ عورتیں جمع تھیں رسول کریمؐ نے دیکھا کہ سب اکیلی اکیلی نماز پڑھ رہی ہیں۔ام سلمہؓ کو فرمایا کہ تم نے ان کو نماز باجماعت کیوں نہ پڑھا دی۔ام سلمہؓ نے پوچھا کیا یہ جائز ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا ہاں جب تم زیادہ عورتیں ہو تو ایک درمیان میں کھڑی ہو کر امامت کروالیا کرے۔اس طرح آپؐ نے باجماعت نماز اور عبادت الٰہی کا شوق ان میں پیدا فرمایا۔

آپؐ ازواج مطہرات کو توحید باری تعالیٰ کی طرف بھی توجہ دلاتے رہتے تھے اور ان کے دلوں میں محبت الٰہی بھی جاگزیں فرماتے۔آپؐ کا انداز تربیت بھی نرالا تھا کہ ایک دفعہ حضرت عائشہؓ کو فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی ایک ایسی صفت کا علم ہے جس کا نام لے کر دعا کی جائے تو ضرور قبول ہوتی ہے۔پھر حضرت عائشہؓ کے بار بار پوچھنے پر بھی وہ صفت نہیں بتائی کہ اس کے ذریعہ دنیا کی کوئی چیز مانگنا درست نہیں اور جب انہوں نے یہ دعا کی کہ اے میرے مولیٰ تجھے اپنے سارے ناموں اور ساری صفتوں کا واسطہ۔ان صفتوں کا بھی جو مجھے معلوم ہیں اور ان کا بھی جو میں نہیں جانتی کہ تو اپنی اس بندی کے ساتھ عفو کا سلوک فرما۔تو آپؐ ان کے پاس بیٹھے دیکھتے جاتے اور مسکراتے جاتے اور فرماتے ہیں کہ اے عائشہ بیشک وہ صفت انہی صفات میں سے ہے جو تم نے شمار کر ڈالیں۔ (ابن ماجہ)

آنحضور ﷺ اپنی بیویوں کی جائز سرزنش بھی فرماتے تھے یہ نہیں کہ ان کے ہر کام پر خوش ہوتے تھے اور انہیں غلط کام پر منع نہیں فرماتے تھے۔ایک دفعہ حضرت عائشہؓ نے حضرت صفیہؓ کو چھوٹے قد والی ہونے کا طعنہ دیا تو آپؐ نے بہت سرزنش کی اور فرمایا یہ ایسا سخت کلمہ تم نے کہا کہ تلخ سمندر کے پانی میں اس کو ملا دیا جائے تو وہ اور کڑوا ہو جائے۔

رسول کریم ﷺ بڑی نرمی کے ساتھ اپنی بیویوں کی تربیت فرماتے تھے۔اگرچہ کبھی کبھار ان کی غلط باتوں پر سرزنش بھی فرماتے مگر اکثر خود تکلیف اٹھا کر اس انداز میں ان کی تربیت فرما دیتے کہ وہ خود ہی سمجھ جاتی تھیں۔جب ایک سے زائد بیویاں ہوں تو جذبہ غیرت کا پیدا ہو جانا ایک طبعی امر ہے۔آپؐ کی بیویوں میں بھی بعض دفعہ ایسا ہو جاتا تھا مگر آپؐ خود تکلیف اٹھا کر اس کا مداوا فرما دیتے۔ایک دفعہ آپؐ کی باری حضرت عائشہؓ کے ہاں تھی کہ کسی اور بیوی نے کچھ کھانا تحفۃً وہاں بھجوایا۔حضرت عائشہؓ کی رسول اللہؐ سے محبت اور غیرت نے یہ گوارا نہ کیا کہ ان کی باری میں کوئی اور بیوی آنحضورؐ کی خدمت کا شرف پائے۔انہوں نے غصے میں وہ کھانے سے بھرا پیالہ زمین پر دے مارا۔ کھانا گر گیا، پیالہ ٹوٹ کر بکھر گیا۔آنحضور ﷺ نے حضرت عائشہؓ پر کوئی سختی نہیں فرمائی۔چپکے سے اپنی جگہ سے اٹھے اور اپنے ہاتھوں سے زمین پر گرا ہوا کھانا جمع کرنا شروع کیا۔حضرت عائشہؓ کے لئے تو یہی کافی تھا۔رسول اللہؐ کے اس ردعمل سے یقیناً ان کو سخت ندامت ہوئی ہوگی۔ چنانچہ جب رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ جو پیالہ توڑا ہے اس کے بدلے میں اب اپنا کوئی پیالہ واپس کر دو تو حضرت عائشہؓ نے بخوشی اس خادم کو اپنا

پیالہ دے کر رخصت کیا۔
(نسائی بحوالہ انسان کامل ص648)

ازواج مطہرات کے باہمی تعلقات

آنحضرت ﷺ نے اپنی بیویوں کے درمیان ایسا عدل وانصاف قائم فرمایا تھا کہ وہ باہم محبت کے ساتھ رہتی تھیں۔ اگرچہ کبھی کبھار سوکن ہونے کی وجہ سے ان میں حسد اور رشک پیدا ہوجاتا تھا مگر یہ معمول نہ تھا بلکہ ان سب میں ایک دوسرے کے لئے ملاطفت پائی جاتی تھی۔ حضرت خدیجہؓ حضرت عائشہؓ کے زمانہ میں زندہ نہ تھیں لیکن آنحضور ﷺ کی زبان مبارک سے اس وفا شعار بیوی کے تذکرے سن کر ان کو رشک ہوتا تھا۔ حضرت عائشہؓ حضرت سودہؓ کی بھی بہت معترف تھیں اور فرمایا کرتی تھیں کہ سودہ کے علاوہ کسی عورت کو دیکھ کر مجھے یہ خیال نہیں ہوا کہ اس کے قالب میں میری روح ہوتی۔ احادیث میں آتا ہے کہ اکثر خانگی امور میں وہ حضرت عائشہؓ کی رفیق تھیں۔ (بخاری)

جب حضرت حفصہؓ عقد زوجیت میں آئیں تو حضرت عائشہؓ کے ساتھ ان کا بہناپا ہوگیا۔ دونوں خانگی امور میں ایک دوسرے کی حامی تھیں اور باہم محبت اور شفقت کے ساتھ رہتیں۔ حضرت زینبؓ بنت جحش جب حلقہ ازواج میں آئیں تو حضرت عائشہؓ نے ان کو مبارکباد دی۔ آنحضور ﷺ کی جو بیویاں حضرت عائشہؓ کی ہمسری کا دعویٰ رکھتی تھیں ان میں حضرت زینبؓ خصوصیت کے ساتھ ممتاز تھیں۔ تاہم جب آپؓ سے رسول کریمؐ نے حضرت عائشہؓ کی اخلاقی حالت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے صاف الفاظ میں کہہ دیا کہ مجھ کو حضرت عائشہؓ کی بھلائی کے سوا کسی چیز کا علم نہیں ہے۔
(صحیح بخاری)

ادھر حضرت عائشہؓ بھی حضرت زینبؓ کے صدق اور قرار حق کی معترف تھیں اور فرماتی تھیں۔
''میں نے کوئی عورت زینب سے زیادہ دیندار، پرہیزگار، زیادہ راست گفتار، زیادہ فیاض، مخیرّ اور خدا کی رضا جوئی میں زیادہ سرگرم نہیں دیکھی۔ فقط مزاج میں ذرا تیزی تھی جس پر ان کو بہت جلد ندامت بھی ہوجاتی تھی''۔ (صحیح مسلم)

حضرت جویریہؓ کے بارے میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔
''حضرت جویریہؓ میں حلاوت وملاحت دونوں وصف تھے جو شخص ان کو دیکھتا اپنے دل میں جگہ دیتا''۔

یہ تو چند ایک واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ازواج مطہرات آنحضور ﷺ کے زیر تربیت رہ کر باہمی محبت کی روشن مثال بن چکی تھیں۔ ایک دوسرے کی عزت کرنا، سوکنیں ہونے کے باوجود ایک دوسرے کی خوبیوں اور نیکیوں کا برملا اظہار کرنا اور اگر کسی بشری کمزوری کی وجہ سے کوئی فعل سرزد ہوبھی جاتا تو اس پر نادم ہونا ان کے وصف تھے۔

ازواج مطہرات کا آنحضور ﷺ سے عشق

رسول کریمؐ کے شفقت آمیز سلوک نے تمام ازواج کو اپنا گرویدہ بنا لیا تھا یہی وجہ ہے کہ سب آپؐ سے بے پناہ محبت کرتی تھیں اور نہ صرف رسول ہونے کے ناطے بلکہ شوہر کی حیثیت سے بھی آپؐ پر دل وجان سے فدا تھیں۔ اگرچہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آپؐ کو یہ اختیار دیا گیا تھا کہ بیویوں میں سے آپؐ جس کو چاہیں اس کی باری مؤخر کردیں اور جسے چاہیں اپنے ہاں جگہ دے دیں تاہم آپؐ نے کبھی اس اختیار کو استعمال نہیں کیا۔ ادھر حضرت عائشہؓ اپنے خاص انداز محبت میں عرض کرتی تھیں کہ اگر یہ اختیار مجھے ہوتا تو میں تو صرف آپؐ کے حق میں ہی استعمال کرتی۔

اسلام کے فتوحات اور غنائم کے دور میں جب بیویوں کی طرف سے بعض دنیوی مطالبات ہوئے تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:۔

''اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دے کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں مالی فائدہ پہنچاؤں اور عمدگی کے ساتھ تمہیں رخصت کروں اور اگر تم اللہ کو چاہتی ہو اور اس کے رسول کو اور آخرت کے گھر کو تو یقیناً اللہ نے تم میں سے حسن عمل کرنے والیوں کے لئے بہت بڑا اجر تیار کیا ہے''۔ (الاحزاب :30-29)

اس حکم کے نازل ہونے پر رسول کریم ﷺ نے باری باری سب بیویوں سے ان کی مرضی پوچھی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فقر وغربت میں گزارہ کرنا پسند کرتی ہیں یا جدائی چاہتی ہیں تو سب بیویوں نے بلاتوقف یہ مرضی ظاہر کی کہ وہ کسی حال میں بھی رسول خدا ﷺ کو چھوڑنا گوارا نہیں کرتیں۔ انہوں نے دنیاوی آلائشوں پر محبت خدا ورسول کو فوقیت دی۔ حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں:

''پہلے آنحضرت ﷺ میرے پاس آئے۔ فرمایا عائشہ میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں اس میں جب تک اپنے ماں باپ سے مشورہ نہ لے جلدی نہ کرنا حالانکہ آپؐ خوب جانتے تھے کہ میرے ماں باپ کبھی آنحضرت ﷺ سے جدا ہونے کی رائے نہیں دیں گے۔ پھر آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہ ارشاد فرماتا ہے (قل یا ایھا النبی قل لازواجك) دونوں آیتوں کے اخیر (اجراً عظیما) تک۔ میں نے عرض کیا، کیا بس اسی مقدمہ میں میں اپنے ماں باپ کی صلاح لوں، اس میں کیا صلاح لوں۔ میں اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کی بہبودی کی طالب ہوں''۔
(صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ الاحزاب حدیث نمبر1801)

زمانہ قریب وفات میں ایک دفعہ آپؐ نے اپنی بیویوں سے فرمایا کہ ''تم میں سے زیادہ لمبے ہاتھوں والی مجھے سب سے پہلے دوسرے جہان میں آملے گی'' تو بیویوں کی محبت کا یہ عالم تھا کہ عجب عالم شوق میں ایک دوسرے کے ہاتھ ماپنے لگیں کہ وہ کون خوش نصیب ہے جو اس دار فانی سے کوچ کر کے اس دائمی گھر میں اپنے آقا کے قدموں میں سب سے پہلے پہنچتی ہے۔

اگرچہ ریشم اور سونے کا استعمال اسلام میں عورتوں کے لئے جائز ہے مگر آپؐ اپنے گھر میں بھی دولت وحشمت کا اظہار پسند نہ فرماتے تھے۔ آپؐ نے اپنی ازواج کو پانچ چیزوں سے منع فرمایا تھا۔ ریشمی کپڑے، سونے کے زیور، سونے اور چاندی کے برتن، سرخ نرم گدے اور کتان آمیز ریشمی کپڑے۔

ایک دفعہ حضرت ام سلمہؓ نے ایک ہار پہنا ہوا تھا جس میں سونے کا کچھ حصہ شامل تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اعراض کیا تو اسے توڑ ڈالا۔

(مسند احمد ج6 ص315)

گھر کو جنت نظیر بنانے کے لئے مرد عورت دونوں کا کردار اہم ہے تاہم مرد قوام بنائے گئے ہیں جو عورتوں کی ضروریات پوری کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی تربیت کا بھی انتظام کرکے خوشگوار عائلی زندگی کی بنیاد رکھ سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے اپنے ایک رفیق کو خط لکھا کہ:

''اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے عاشِرُوْ ھُنَّ ...... یعنی اپنی بیویوں سے تم ایسے معاشرت کرو جس میں کوئی امر خلاف معروفہ کے نہ ہو اور کوئی وحشیانہ حالت نہ ہو۔ بلکہ ان کو اس مسافر خانہ میں اپنا ایک دلی رفیق سمجھو اور احسان کے ساتھ معاشرت کرو اور رسولؐ اللہ فرماتے ہیں خیر کم خیر کم لا ھلہٖ یعنی تم میں سے بہتر انسان وہ ہے جو بیوی سے نیکی سے پیش آئے اور حسن معاشرت کے لئے اس قدر تاکید کی ہے کہ میں اس خط میں نہیں لکھ سکتا ...... خونخوار انسان نہیں بننا چاہئے۔ بیویوں پر رحم کرنا چاہئے اور ان کا دین سکھلانا چاہئے۔ سید ومولیٰ ﷺ کس قدر اپنی بیویوں سے حلم کرتے تھے۔ زیادہ کیا لکھوں''۔

(الحکم 17/اپریل 1905ء ص4)

☆............☆............☆

بفضل خدا تعالیٰ تحقیق وتجربہ اور کامیابی کے 100 سے زائد سال
1907ء سے طب یونانی کا مایہ ناز ادارہ
ہمارے شفاخانہ پر مرض اٹھراء، مردانہ، زنانہ، بچگانہ پیچیدہ امراض کا تسلی بخش علاج کیا تا ہے
قادیان کے قدیمی مشہور شفاخانہ کی چند آزمودہ ادویات
اکسیر اٹھرا
ہر قسم کی مرض اٹھرا کیلئے مجرب دوا
گھر کا چراغ
اولاد نرینہ کیلئے بہترین دوا
قادیان کا قدیم مشہور عالم بے نظیر تحفہ
سرموں کا سرتاج
سرمہ نور رجسٹرڈ
نورانی کاجل
آنکھوں کی صفائی اور خوبصورتی کیلئے بہترین تحفہ
فہرست ادویہ مفت طلب کریں
برانچیں
گولبازار ربوہ فون نمبر: 047-6214777
0333-6709009
ٹرنک بازار سیالکوٹ فون نمبر:
0524598577
گلی آبشار والی چونڈہ فون نمبر:
03006191315
شفاخانہ رفیق حیات رجسٹرڈ

چیتا، نائیک، ڈان کارلوس، ڈان سٹائل، کالزہ، لیزا، سکوز اور ٹاز برانڈز کے علاوہ سکول شوز کی ورائٹی ہروقت دستیاب ہے۔ کریڈٹ کارڈ کی سہولت بھی دستیاب ہے۔
سروس شوز پوائنٹ
Servis
The star in your life
اقصیٰ روڈ سراج مارکیٹ ربوہ
f servisshoespoint RABWAH
طالب دعا: عامر نعیم طاہر: 047-6212762-0301-7970654

پیارے آقا کی صحت وسلامتی اور
درازی عمر کیلئے دعا گو ہیں

امیر ضلع واراکین عاملہ ضلع
وصدران ضلع واراکین

جماعت ہائے احمدیہ

ضلع رحیم یار خاں

ہم اپنے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے اپنے نہایت ہی پیارے حضور کی صحت وسلامتی اور فعال درازی عمر کے لئے دعا گو ہیں۔

صدر لجنہ ضلع واراکین عاملہ ضلع وصدران
لجنہ اماء اللہ ضلع و
اراکین لجنہ اماء اللہ ضلع واراکین
ناصرات الاحمدیہ ضلع بہاولپور

صدر لجنہ شہر واراکین عاملہ شہر واراکین لجنہ اماء اللہ و
اراکین ناصرات الاحمدیہ شہر بہاولپور

ہمارے واسطے یہ سال رحمت ہو بشارت ہو

الرفیع بینکوئیٹ ہال
فل ائیر کنڈیشنڈ • فیکٹری ایریا حلقہ سلام ربوہ • تمام سہولیات کے ساتھ

ربوہ کا پہلا شادی ہال جس میں مردوں اور
خواتین کیلئے علیحدہ ہال

رشید برادرز
گولبازار ربوہ

Hall: 047-6216041
Shop: 047-6211584

Aleem uddin
0300-7713128
Rasheed uddin
0300-4966814

اعلیٰ کوالٹی کے باسمتی چاول دستیاب ہیں

نیز گندم، مونجی کی خرید وفروخت بھی ہوتی ہے

شاہین رائس ملز

مریدکے نارووال روڈ۔قلعہ کالر والا
تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ

طالب دعا: ارشد علی رحمانی: 0345-6362045
منیر احمد رحمانی: 0346-4397062
محمد اشرف رحمانی: 0346-4516808

آفس: 052-6900785 رہائش: 052-6632113

امہات المؤمنینؓ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کا تعارف

نمبر شمار	نام ونسب	سن ولادت	سن وفات	عمر	سن نکاح	زوجہ کی عمر بوقت نکاح	رسول اللہؐ کی عمر بوقت نکاح	رسول اللہؐ کی صحبت کا عرصہ	مروی احادیث	پہلے خاوند	پہلے خاوند سے اولاد	متفرق امور
1	حضرت خدیجہؓ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزی بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی	عام الفیل سے 15 سال قبل	10 نبوت	65سال	25 عام الفیل	40سال	25سال	25سال	____	عتیق، ہند	ہند، حارث، ہند (بیٹی)	شعب ابی طالب سے رہائی کے بعد وفات۔ رسول اللہؐ نے ان کی زندگی میں دوسری شادی نہیں کی ہمیشہ یاد رکھتے تھے۔
2	حضرت سودہؓ بنت زمعہ بن قیس بن عبدشمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر	عام الفیل	25ھ	75سال	10 نبوت	50سال	50سال	14سال	5	سکران بن عمروؓ	عبدالرحمان	پہلے مسلمان خاوند کے ساتھ حبشہ ہجرت کی تھی
3	حضرت عائشہؓ بنت ابی بکرؓ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن لوئی	4 نبوت	58ھ	68سال	10 نبوت رخصتی 2ھ	12سال	55سال	9سال	2210	____	____	عورتوں میں سب سے زیادہ راویہ احادیث۔ دین کی عالمہ
4	حضرت حفصہؓ بنت عمر بن خطابؓ بن نفیل بن عبدالعزی بن عبداللہ بن قرط بن ریاح بن زراح	5 سال قبل بعثت	45ھ	63سال	3ھ	22سال	56سال	8سال	60	خنیس بن حذافہؓ	____	بہت نمازیں پڑھتی اور بہت روزے رکھتی تھیں۔
5	حضرت زینبؓ بنت خزیمہ بن حارث بن عبداللہ بن عمرو بن عبدمناف بن ہلال	13 〃 〃	4ھ	30سال	3ھ	30سال	56سال	3 تا 8 ماہ	____	طفیل، عبیدہ، عبداللہؓ		ام المساکین
6	حضرت ام سلمہؓ ہند بنت ابی امیہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ	6 〃 〃	62ھ	81سال	4ھ	30سال	57سال	7سال	378	ابوسلمہ عبداللہؓ	سلمہ	پہلی مہاجرہ خاتون الی المدینہ۔ ازواج میں سب سے آخر پر وفات پائی
7	حضرت زینبؓ بنت جحش بن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم	16 〃 〃	20ھ	49سال	5ھ	36سال	57سال	6سال	____	زیدؓ		بہت صدقہ وخیرت کرنے والی تھیں
8	حضرت جویریہؓ بنت حارث بن ابی ضرار الخزاعیہ المصطلقیہ	1 〃 〃	56ھ	70سال	5ھ	20سال	57سال	6سال	7	مسافع		غزوہ مریسیع میں اسیر ہوکر آئیں
9	حضرت ام حبیبہؓ رملہ بنت ابی سفیان بن امیہ بن عبدشمس بن عبدمناف بن قصی	15 〃 〃	44ھ	72سال	7ھ	36سال	59سال	4سال	65	عبیداللہ بن جحش	جبیبہ	نجاشی نے حبشہ میں نکاح پڑھا۔ مہر 400 دینار
10	حضرت صفیہؓ بنت حیی بن اخطب بن شعبہ۔ سبط ہارون سے تھیں	4 نبوت	50ھ	59سال	7ھ	17سال	59سال	4سال	10	سلام، کنانہ		خیبر میں اسیر ہوکر آئیں
11	حضرت میمونہؓ (برہ) بنت حارث بن حزن بن بجیر بن ہزم بن رویبہ	6 سال قبل بعثت	61ھ	80سال	7ھ	26سال	59سال	4سال	76	مسعود، ابورہم		ماں کی طرف سے زینب بنت خزیمہ کی حقیقی بہن
12	حضرت ماریہ قبطیہؓ۔ قبطی قوم سے تھیں	3 نبوت	16ھ	26سال	7ھ	17سال	59سال	4سال	____	____		شاہ مصر مقوقس کی طرف سے تحفۃً بھیجی گئی تھیں۔ والدہ ابراہیمؓ

(مرتبہ: فرخ سلمانی)

مکرم فخر الحق شمس صاحب

حرمت رسول اللہ ﷺ اور عاشقان رسولؐ

خلافت خامسہ کے مقدس دور میں عظیم مہم چلائی جارہی ہے

اپنے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ کی حرمت اور ناموس کی حفاظت جماعت احمدیہ اپنے قیام کے آغاز سے ہی کرتی چلی آرہی ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ جماعت احمدیہ کی بنیاد ہی عشق رسول ﷺ پر ہے تو یہ غلط نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں حفاظت حرمت رسول ﷺ کا یہ اہم فریضہ حضرت مسیح موعود کے 5ویں خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو سونپا ہے۔ آج اگر دین حق کے خلاف کوئی شیطانی آواز دنیا کے کسی حصہ میں سر اٹھانے کی کوشش کرتی ہے تو اس کا فوری مدلل اور مؤثر جواب دے کر سر کچل دیا جاتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہمیشہ اپنے خطبات جمعہ و خطابات میں سیرت النبی ﷺ کے موضوعات پر بحث رکھتے ہیں۔

2006ء میں ڈنمارک میں ایک اخبار 'یولنڈ پوسٹن' نے آنحضرت ﷺ کے توہین آمیز خاکے شائع کئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس موقع پر خطبات میں اس کی مذمت کی اور جماعت کو دعوت الی اللہ کی مہمات اور آنحضرت ﷺ پر درود کی کثرت کی طرف توجہ دلائی۔ ان ممالک کو جو ایسی کارروائیوں کی پشت پناہی کرتے ہیں، انذار فرمایا۔ اسی طرح اہل حق کو منفی ردعمل دکھا کر اپنا نقصان کرنے نیز آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب ہو کر رسول اللہ ﷺ کو بدنام کرنے والے مظاہروں سے منع فرمایا۔

2010ء میں ایک بدفطرت امریکی پادری نے قرآن کریم کے بارہ میں بیہودہ گوئی اور دریدہ دہنی کی اور بعد میں قرآن مجید کو جلانے کی ہرزہ سرائی کا مرتکب ہوا۔ اس موقع پر بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جہاں اسے مومنانہ شان کے ساتھ للکارا اور اس کی اس معیوب حرکت پر مسکت جواب دیا، وہاں جماعت اور امت کی بھی راہنمائی فرمائی۔

2012ء میں ایک گندی فلم چلانے کی سازش کی گئی تو آپ نے انتہائی ردعمل ظاہر کرتے ہوئے خطبات دیے اور ان میں مسلمان ممالک کو تحریک کی کہ وہ اقوام متحدہ میں اس مسئلہ کو پیش کر کے اس کا حل نکالیں۔ بانیان مذاہب کے خلاف دل آزار اور گندی زبان استعمال کرنے کی روک تھام کا قانون بنوائیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ایسے مواقع پر ارشاد فرمائے ہوئے چند راہنما اقتباسات یہاں پیش کیے جاتے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ عشق رسول ہے کیا، دنیاداروں کے غیر مناسب رویہ پر احتجاج کیسے کرنا ہے، ان کا انجام کیا ہے اور ہماری ذمہ داری کیا ہے۔ چنانچہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

استہزاء کرنے والوں کا انجام

''میں تو آج صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میرے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی عزت و ناموس پر اگر کوئی ہاتھ ڈالنے کی ہلکی سی بھی کوشش کرے گا تو وہ خدا تعالیٰ کے اس فرمان کہ (۔) (الحجر: 96)۔ یقیناً ہم استہزاء کرنے والوں کے مقابل پر تجھے بہت کافی ہیں، کی گرفت میں آجائے گا اور اپنی دنیا و آخرت برباد کرے گا۔ میرے آقا دو جہاںؐ کا مقام تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی عزت و مرتبے کی ہر آن اس طرح حفاظت فرما رہا ہے کہ جس تک دنیا والوں کی سوچ بھی نہیں پہنچ سکتی۔''

(روزنامہ الفضل 8 مارچ 2011ء)

ہمارا ردعمل

ڈنمارک کے اخباروں میں غلیظ کارٹونوں کی اشاعت پر فرمایا: ''ہمارا ردعمل ہمیشہ ایسا ہوتا ہے اور ہونا چاہئے جس سے آنحضرت ﷺ کی تعلیم اور اسوہ نکھر کر سامنے آئے۔ قرآن کریم کی تعلیم نکھر کر سامنے آئے۔ آنحضرت ﷺ کی ذات پر ناپاک حملے دیکھ کر بجائے تخریبی کارروائیاں کرنے کے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے اس سے مدد مانگنے والے ہم بنتے ہیں۔''

(روزنامہ الفضل 7 اپریل 2006ء)

پُرامن ردعمل

آنحضرت ﷺ کی پاکیزہ زندگی دوسروں تک پہنچانے اور منفی ردعمل سے بچنے کے حوالے سے فرمایا:

''مضامین لکھیں خطوط لکھیں، رابطے وسیع کریں۔ آنحضرت ﷺ کی زندگی کی خوبیاں اور ان کے محاسن بیان کریں۔ تو یہ تو آنحضرت ﷺ کی زندگی کے حسین پہلوؤں کو دنیا کو دکھانے کا سوال ہے، یہ توڑ پھوڑ سے تو نہیں حاصل ہوسکتا۔''

(روزنامہ الفضل 7۔ اپریل 2006ء)

اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں

فرمایا: ''مخالفین احمدیت یا مخالفین (دین حق) جب ہمارے پیارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہیں اور آپ کے عاشق صادق کے لیے بیہودہ گوئی کرتے ہیں تو ہمارے دل ضرور چھلنی ہوتے ہیں اور اُس کا ایک ہی علاج ہے کہ دعاؤں کے لیے اللہ تعالیٰ کے آگے جھک جائیں۔ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں اور اپنے عمل سے بھی اور علم سے بھی (۔) اور احمدیت کی خوبصورت تعلیم دنیا کے سامنے پیش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔''

(روزنامہ الفضل 7 دسمبر 2011ء)

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات کا سوال

آنحضرت ﷺ کے لئے ایک مومن کی غیرت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ایک سچے (مومن) کے لیے جو حضرت آدمؑ سے لے کر آنحضرت ﷺ پر ایمان لاتا ہے اس کے لیے سخت بے چینی کا باعث ہے کہ کسی بھی رسول کی، کسی بھی اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کی اہانت کی جائے اور اس کی ناموس پر کوئی حملہ کیا جائے اور جب خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات کا سوال ہو جنہیں خدا تعالیٰ نے افضل الرسل فرمایا ہے تو ایک حقیقی (مومن) بے چین ہو جاتا ہے۔ وہ اپنی گردن تو کٹوا سکتا ہے، اپنے بچوں کو اپنے سامنے قتل ہوتے ہوئے تو دیکھ سکتا ہے، اپنے مال کو لٹتے ہوئے دیکھ سکتا ہے لیکن اپنے آقا و مولیٰ کی توہین تو ایک طرف، کوئی ہلکا سا ایسا لفظ بھی نہیں سن سکتا جس میں سے کسی قسم کی بے ادبی کا ہلکا سا بھی شائبہ ہو۔''

(روزنامہ الفضل 8 مارچ 2011ء)

گستاخی کسی صورت برداشت نہیں

فرمایا: ''ایک مومن کے لیے، ایک ایسے شخص کے لئے جو اپنے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھتا ہے، اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہے، اس کے لیے اس سے زیادہ دل آزاری کی اور تکلیف دہ بات کیا ہوسکتی ہے کہ وہ اپنے آقا کے بارے میں ایسی بات سنے جس سے آپ کی شان میں ہلکی سی بھی گستاخی ہوتی ہو۔ کوئی کسی صورت بھی برداشت نہیں کرسکتا۔''

(روزنامہ الفضل 15 مارچ 2011ء)

ناموس رسالتؐ کا حقیقی مظاہرہ

اگر ناموس رسالت کا مظاہرہ کرنا ہے تو اس کے لیے کیا کرنا چاہئے، اس بارہ میں فرمایا:

(مومن) اگر ناموس رسالت کا مظاہرہ کرنا چاہتے ہیں تو اس تقویٰ کو تلاش کریں جو آنحضرت ﷺ ہم میں پیدا کرنا چاہتے تھے۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں غیرت رسول ﷺ کے واقعات بھرے پڑے ہیں۔''

(روزنامہ الفضل یکم مارچ 2011ء)

صحیح طریق کی طرف توجہ

فرمایا: ''2006ء میں جب ڈنمارک کے خبیث الطبع لوگوں نے آنحضرت ﷺ کے بارے میں بیہودہ تصویریں بنائی تھیں تو اُس وقت بھی میں نے جہاں جماعت کو صحیح ردعمل دکھانے کی طرف توجہ دلائی تھی وہاں یہ بھی کہا تھا کہ یہ ظالم لوگ پہلے بھی پیدا ہوتے رہے ہیں اور اس پر بس نہیں ہوگی۔ اس احتجاج وغیرہ سے کوئی فرق نہیں پڑے گا جواب مسلمانوں کی طرف سے ہو رہا ہے بلکہ آئندہ بھی یہ لوگ ایسی حرکات کرتے رہیں گے اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس سے بڑھ کر یہ بیہودگی اور ظلم پر اتر آئے ہیں اور اس وقت سے آہستہ آہستہ اس طرف ان کا یہ طریق بڑھتا ہی جارہا ہے۔''

(روزنامہ الفضل 20 نومبر 2012ء)

خوبصورت تعلیم کا پرچار

فرمایا: ''پس ہمارا کام یہ ہے کہ جب بھی ہم (دین حق)، آنحضرت ﷺ اور قرآن کریم پر دشمنوں کے غلیظ حملوں کو دیکھیں تو سب سے پہلے اپنے عملوں کو صحیح (۔) تعلیم کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں، پھر معاشرے میں اس خوبصورت تعلیم کا پرچار کریں اور اس کے لیے جو ذرائع بھی میسر ہیں انہیں استعمال کیا جائے۔''

(روزنامہ الفضل 10 مئی 2011ء)

ہتک کرنے والے خدا کے عذاب سے نہیں بچ سکتے

ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر بیہودہ الزامات اور بیہودہ فلمیں بنانے والوں کو انذار کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''پس یہ غلاظت کر کے انہوں نے یقیناً خدا تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دی ہے اور دیتے چلے جارہے ہیں۔ اسی طرح اس فلم کے سپانسر کرنے والے بھی خدا تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچ سکتے۔ ان میں وہ عیسائی پادری بھی شامل ہے جو مختلف وقتوں میں امریکہ میں اپنی سستی شہرت کے لئے قرآن کریم جلانے کی بھی کوشش کرتا رہا ہے۔ اللھم مزقھم (۔)۔''

(روزنامہ الفضل 20 نومبر 2012ء)

بیہودہ گوئیوں سے باز آجاؤ

فرمایا: ''آج مغرب میں جو بے شمار برائیاں پھیلی ہیں وہ اپنے گریبان میں نہ جھانکنے کی وجہ سے ہیں۔ تمہارے گھروں کے چین اور سکون برباد ہوئے ہوئے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ نہ کرنے کی وجہ سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے موقع دیا ہے کہ اب بھی اپنے خدا کو پہچان لو اور اس کے پیاروں کے بارے میں

پیچیدہ امراض کی علاج گاہ

الحمید ہومیو کلینک

ڈاکٹر عبدالحمید صابر (ایم اے)

عمر مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ

فون نمبر: 047-6211510
0344-7801578

گوندل کے ساتھ پچاس سال

★ گوندل کراکری سے گوندل بینکوئیٹ ہال

★ ترقی معیار اور خدمت کی گولڈن جوبلی

بکنگ آفس: گوندل کیٹرنگ گولبازار ربوہ

ہال: سرگودھا روڈ ربوہ

فون: 0300-7709458,0301-7979258, 6212758

ریٹ کے فرق پر خریدا ہوا مال واپس ہوسکتا ہے۔

برائیڈل سوٹ، لہنگا ساڑھی، فراک، بوتیک ورائٹی لیلن، کاٹن، وسکوس، وول، کھدر، سادہ، پرنٹ اور بہترین مردانہ ورائٹی

ورلڈ فیبرکس

ملک مارکیٹ نزد یوٹیلیٹی سٹور ریلوے روڈ ربوہ

047-6213155,0333-6550796

خدا تعالیٰ کے فضل وکرم کے ساتھ

لیڈیز اینڈ جینٹس فینسی ورائٹی کا مرکز

بسم اللہ فیبرکس

مردانہ کاٹن، گل احمد، بورے والا، بوسکی، کرنڈی بھی دستیاب ہے۔

نیز بوتیک اور فینسی ورائٹی کا مرکز میچنگ سنٹر نیز ہر قسم کی میچنگ دستیاب ہے۔

پروپرائٹر: ڈوگر برادران چیمہ مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ نزد الائیڈ بینک فون نمبر: 0300-7716468

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

ضلع حافظ آباد میں جدید سہولیات کے ساتھ جدید ہسپتال کا آغاز (الحمدللہ) ہسپتال میں شعبہ گائنی کیلئے ایک ماہر لیڈی ڈاکٹر (احمدی) کی ضرورت ہے۔

ڈاکٹر ناصر میڈیکل کمپلیکس

جلال پور روڈ۔ حافظ آباد

054-7422991-7522391
0333-8073391

مردوں۔ عورتوں۔ بچوں کی ہر مرض کا علاج کیا جاتا ہے

نرینہ اولاد (بیٹا) کیلئے "نعمت الٰہی" استعمال کریں۔

عوامی بلڈنگ میٹریل سٹور

ہمارے ہاں گاڈر، ٹی آر، سریا، سیمنٹ اور بلڈنگ میٹریل کی تمام اشیاء موجود ہیں

لنک ساہیوال روڈ دارالبرکات ربوہ

پروپرائیٹر: بشارت احمد

فون: 047-6212983 موبائل 0300-4313469

ڈیل ان:۔ ایلومینیم کی سلائڈنگ ونڈو، ڈورز، فکس پینل فیکٹری ریٹ پر تیار کئے جاتے ہیں

یونین گلاس اینڈ ایلو مینیم پوائنٹ

یونیورسٹی روڈ۔ سرگودھا

طالب دعا:۔ محمد اشرف ڈھڈی اینڈ برادرز

048-3216585,3225905
0300-6038957،0302-6346199

طاہر سپیئر پارٹس اینڈ سلیم آٹوز

موٹر سائیکل پارٹس

گوجرانوالہ روڈ بنگلہ میانوالی ضلع سیالکوٹ

طالب دعا: مرزا محمد نواز طاہر

فون شوروم: 052-6280081

Ayesha's

Garments Manufacturer

Director:

Ch. Shahzad Ahmed

0333-5206007

Head Office:

Islamabad Tel: 051-2650260,2650207

Rawalpindi Tel: 051-5529214

web: www.ayeshas.com

email: info@ayeshas.com

خدا تعالیٰ کے فضل وکرم کے ساتھ

1993ء سے خدمت میں مصروف الشیر گروپ آف کمپنیز

1۔ الشیر ایگرو سروسز

2۔ سالک سیڈ کارپوریشن

3۔ SSP فرٹیلائزر

زرعی ادویات اینڈ سیڈز ہول سیل پر خرید فرمائیں

خدا کرے کہ مری ارضِ پاک پر اُترے
وہ فصلِ گل جسے اندیشۂ زوال نہ ہو
یہاں وہ سبزہ اُگے جو ہمیشہ سبز رہے
اور ایسا سبز کہ جس کی کوئی مثال نہ ہو

پروپرائیٹرز: چوہدری عبدالحی ڈوگر، چوہدری محمد سالک ڈوگر

آفس بنگلہ نمبر 15-B بلاک C لطیف آباد نمبر 6 حیدرآباد سندھ

موبائل نمبر: 03008375761 فون آفس: 0223818639

بیہودہ گوئیوں سے باز آجاؤ اور رحیم خدا کو پکارو کہ وہ بخش دے۔" (روزنامہ الفضل 17۔اپریل 2007ء)

آنحضرت ﷺ کی خوبصورت تعلیم بتائیں

آنحضرت ﷺ سے عشق و محبت کی آگ جو ہمیشہ لگی رہنے والی ہے کے حوالہ سے فرمایا:

"آپ میں سے ہر بچہ، ہر بوڑھا، ہر جوان، ہر مرد اور ہر عورت بیہودہ کارٹون شائع ہونے کے ردّعمل کے طور پر اپنے آپ کو ایسی آگ لگانے والوں میں شامل کریں جو کبھی نہ بجھنے والی آگ ہو، جو کسی ملک کے جھنڈے یا جائیدادوں کو لگانے والی آگ نہ ہو چند منٹوں میں یا چند گھنٹوں میں بجھ جائے۔ ...... ہماری آگ تو ایسی ہونی چاہئے جو ہمیشہ لگی رہنے والی ہو۔ وہ آگ ہے آنحضرت ﷺ سے عشق و محبت کی آگ جو آپؐ کے ہر اسوہ کو اپنانے اور دنیا کو دکھانے کی آگ ہو۔ جو آپ کے دلوں اور سینوں میں لگے تو پھر لگی رہے۔ یہ آگ ایسی ہو جو دعاؤں میں بھی ڈھلے اور اس کے شعلے ہر دم آسمان تک پہنچتے رہیں۔"

(روزنامہ الفضل 7۔اپریل 2006ء)

اخباروں میں لکھیں

فرمایا: "ہر ملک میں آنحضرت ﷺ کی سیرت کے پہلوؤں کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔ ...... پہلے بھی میں نے کہا تھا کہ اخباروں میں بھی کثرت سے لکھیں۔ اخباروں کو، لکھنے والوں کو سیرت پر کتابیں بھی بھیجی جاسکتی ہیں۔"

(روزنامہ الفضل 7۔اپریل 2006ء)

یو این او کے امن چارٹر کے لئے مشورہ

دوسروں کے مذہبی جذبات کی قدر کرنے اور تمام انبیاء کی عزت و ناموس قائم کرنے کی ہدایت دیتے ہوئے فرمایا:

"دنیا کے امن کے لیے ضروری ہے کہ اس کو بھی یو این او کے امن چارٹر کا حصہ بنایا جائے کہ کوئی ممبر ملک اپنے کسی شہری کو اجازت نہیں دے گا کہ دوسروں کے مذہبی جذبات سے کھیلا جائے۔ آزادیٔ خیال کے نام پر دنیا کا امن برباد کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ لیکن افسوس کہ اتنے عرصہ سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے، کبھی مسلمان ملکوں کی مشترکہ ٹھوس کوشش نہیں ہوئی کہ تمام انبیاء، آنحضرت ﷺ اور ہر نبی کی عزت و ناموس کے لیے دنیا کو آگاہ کریں اور بین الاقوامی سطح پر اس کو تسلیم کروائیں ......۔

(روزنامہ الفضل 20 نومبر 2012ء)

امت کے لئے دعائیں

آنحضرت ﷺ کی بابرکت ذات کے ساتھ پیار اور محبت کا اظہار کیسے ہوتا ہے۔ فرمایا:

"پس جہاں ایسے وقت میں جب آنحضرت ﷺ کے خلاف ایک طوفان بدتمیزی مچا ہوا ہے یقیناً اللہ تعالیٰ کے فرشتے آپ پر درود بھیجتے ہوں گے، بھیج رہیں ہوں گے، بھیج رہے ہیں۔ ہمارا بھی کام ہے جنہوں نے اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کے اس عاشق صادق اور امام الزمان کے سلسلے اور اس کی جماعت سے منسلک کیا ہوا ہے کہ اپنی دعاؤں کو درود میں ڈھال دیں اور فضا میں اتنا درود صدق دل کے ساتھ بکھیریں کہ فضا کا ہر ذرہ درود سے مہک اٹھے۔"

(روزنامہ الفضل 12۔اپریل 2006ء)

DEUTSCHE SPRACH SCHULE
INSTITUTE OF GERMAN LANGUAGE
جرمن زبان سیکھئے
GOETHE کا کورس اور ٹیسٹ کی مکمل تیاری کروائی جاتی ہے۔
رابطہ: عمران احمد ناصر
مکان نمبر 51/17 دارالرحمت وسطی ربوہ 0334-6361138

کھوکھر اینڈ کمپنی
ساگر روڈ حافظ آباد شہر
طالب دعا: نعیم احمد 0321-6447751, 0321-8333307
اکرام علی: 054-7524796
Khokarandcompany@yahoo.com

دانتوں کا معائنہ مفت ☆ عصر تا عشاء
احمد ڈینٹل کلینک
طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ
ڈینٹسٹ: رانا مدثر احمد

ایلو پیتھک ادویات ہول سیل ریٹ پر دستیاب ہیں
واحد ٹریڈرز
0334-6538262
چوہدری میڈیسن مارکیٹ، چنیوٹ بازار، فیصل آباد
طالب دعا: چوہدری عبدالواحد گجر ابن چوہدری محمود احمد گجر

مغل ڈیجیٹل ڈش سنٹر سیل اینڈ سروس
گلی آبشار چونڈہ سیالکوٹ
نیز OCS کی سہولت بھی میسر ہے
مرزا محمد بشیر ولد مرزا محمد شریف
پروپرائٹر: مرزا مظہر احمد ولد مرزا محمد شریف
0341-8396358
0331-6746912

مجھ کو محبت ہے آپؐ سے

قائم جہاں میں شرفِ فضیلت ہے آپؐ سے
انسانیت کی شوکت و عظمت ہے آپؐ سے
کارِ حیات ہو کہ تسلسل ہو سانس کا
اس زندگی کی اصل حقیقت ہے آپؐ سے
دِل جذبۂ وفورِ تمنا میں مست ہے
سوزِ دروں میں جذب و حرارت ہے آپؐ سے
پھولوں کا حُسن، بادِ صبا کی سُبک روی
گلشن کا رنگ زارِ صباحت ہے آپؐ سے
ہر شاخِ گل پہ غنچہ تازہ کِھلا ہوا
کونپل کی ہر نمو میں لطافت ہے آپؐ سے
ہے مرکزِ نگاہ فقط آپؐ ہی کی ذات
سر پر خدا کا سایۂ رحمت ہے آپؐ سے
سب بادشاہ آپؐ کے دَر کے غلام ہیں
مال و منال، دولت و عزت ہے آپؐ سے
مشکل بہت ثبات ہے لیکن مرے حضورؐ
میرے وطن کی خاک سلامت ہے آپؐ سے
اس شخص کے لئے میں سراپا سپاس ہوں
جس کو کسی طرح سے بھی نسبت ہے آپؐ سے
روضے کی جالیوں کو عقیدت سے چُوم کر
کرتا ہوں عرض، دل کی جو غایت ہے آپؐ سے
بخشی ہے آپؐ ہی نے خیالوں کو تازگی
میرے سخن میں، حرف میں ندرت ہے آپؐ سے
ہے آپؐ ہی کی ذات وسیلہ نجات کا
محشر میں عاصیوں کی شفاعت ہے آپؐ سے
لکھی ہے نعت میں نے عقیدت میں ڈوب کر
مرے حبیب مجھ کو محبت ہے آپؐ سے
خالدؔ میں جانتا ہوں کہ میری بساط کیا
میرے قلم پہ آپؐ کی مدحت ہے آپؐ سے

ڈاکٹر عبدالکریم خالدؔ

مکرم محمد طاہر ندیم صاحب

اہم امور میں مشاورت سے متعلق
اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

قرآن کریم میں خدا تعالیٰ آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے (-)

اور تو اس عظیم الشان رحمت کی وجہ سے (ہی) جو اللہ کی طرف سے (تجھے دی گئی) ہے۔ ان کے لئے نرم واقع ہوا ہے اور اگر تو بداخلاق ہوتا اور سخت دل ہوتا تو یہ لوگ تیرے گرد سے تتر بتر ہو جاتے۔ پس تو انہیں معاف کر دے اور ان کے لئے (خدا سے) بخشش مانگ اور (ہر) اہم معاملہ میں ان سے مشورہ (لیا) کر۔ پھر جب تو (کسی بات کا) پختہ ارادہ کر لے تو اللہ پر توکل کر۔ اللہ توکل کرنے والوں سے یقیناً محبت کرتا ہے۔

(آل عمران:160)

سیرت نبویؐ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ حکم الٰہی ''وشاورھم فی الامر'' کی تعمیل میں ہمیشہ صحابہ کرام سے اہم امور میں مشورہ طلب فرمایا کرتے تھے۔ کئی دفعہ ایسا بھی ہوا کہ بعض صحابہ نے بعض امور میں اجتماعی فائدہ کے پیش نظر از خود بھی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں اپنی رائے کو پیش کیا اور اس کے درست ہونے کی بنا پر آنحضرت ﷺ نے اس کو قبول فرمایا یہ بھی وشاورھم ہی کی ایک صورت ہے۔ آیئے اب سیرت نبویؐ سے اس خلق عظیم کے چند نمونے ملاحظہ کرتے ہیں۔

جنگ بدر کے موقع پر مشورہ

جنگ بدر کے موقعہ پر جب آنحضرت ﷺ کو قریش مکہ کے مسلمانوں کی طرف جنگ کی نیت سے نکلنے کی خبر ملی تو آپؐ نے صحابہ سے اس سلسلہ میں مشورہ طلب فرمایا۔ مہاجرین نے اس موقعہ پر بہت عمدہ جذبات دکھائے اور ان میں سے حضرت مقداد بن عمروؓ نے کہا: اے رسول خدا آپ وہی کریں جس کا خدا نے آپ کا حکم دیا ہے ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ خدا کی قسم ہم آپ سے ویسا سلوک ہرگز نہیں کریں گے جیسا بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کیا تھا۔ جب انہوں نے کہا جا تو اور تیرا رب جا کر لڑتے پھرو ہم تو یہاں سے نہیں ہلنے والے۔ ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور آپ کے بائیں بھی لڑیں گے اور آپ کے پیچھے بھی لڑیں گے اور آپ کے آگے بھی لڑیں گے اور دشمن آپ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ وہ ہماری لاشوں کو نہ روند لے۔ اس پُر جوش تقریر پر آپؐ بہت خوش ہوئے اور حضرت مقداد کو دعا دی۔

اس کے بعد آپؐ نے دوبارہ اپنا وہی جملہ دہرایا کہ اے لوگو! مجھے مشورہ دو۔ درحقیقت آپؐ انصار کی رائے لینا چاہتے تھے۔ چنانچہ حضرت سعد بن معاذؓ بولے ''یا رسول اللہ ہم آپ پر ایمان لائے ہیں اور آپ کے برحق ہونے کی تصدیق کی ہے۔ ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ جو تعلیم آپ لے کر آئے ہیں وہ سچی تعلیم ہے اور اس پر کاربند رہنے اور آپؐ کی اطاعت کرنے پر ہم نے آپؐ سے عہد و پیمان کئے ہوئے ہیں۔ اس لئے آپؐ جو کرنا چاہتے ہیں کریں ہمیشہ آپؐ ہمیں اپنے ساتھ پائیں گے۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ اگر آپ ہمیں اپنے ساتھ اس سمندر میں بھی کودنے کو کہیں گے تو ہم میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہوگا جو سمندر کی لہروں کا سینہ چیر کر آپؐ کے ساتھ نہ ہولے۔ اے رسول خدا! آپؐ کا ہمیں دشمن کے سامنے لا کھڑا کرنا ہمیں ہرگز ناگوار نہیں گزرا۔ ہم تو جنگوں میں ڈٹ کر مقابلہ کرنے والی قوم ہیں اور شاید اب وہ وقت بہت قریب ہے جبکہ خدا تعالیٰ آپؐ کو ہماری طرف سے فدائیت کے وہ نظارے دکھلا دے گا جس سے آپؐ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی۔ حضرت سعدؓ کی اس پر ایمان اور پُر جوش تقریر کو سن کر حضورؐ بہت خوش ہوئے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام۔ الجزء الثانی ص266 دار القلم بیروت۔ الطبعہ الاولیٰ 1980ء اور تاریخ الطبری لابی جعفر الطبری الجزء الثانی صفحہ 434 دار سویدان بیروت طبعہ 1970ء)

جنگ بدر میں ہی جب کفار مکہ نے بدر کی وادی کے عدوۂ قصویٰ پر ڈیرہ ڈالا تو آنحضرت ﷺ نے صحابہ کے ساتھ ماء بدر کے قریب پڑاؤ فرمایا۔ اس موقعہ پر حضرت حباب بن المنذرؓ آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور پوچھا یا رسول اللہ کیا اس مقام پر قیام کرنے کا حکم خدا نے آپ کو دیا ہے کیونکہ اگر ایسا ہے تو پھر اس جگہ سے ادھر ادھر نہیں ہو سکتے یا کہ پھر یہ آپ کی رائے ہے اور جنگی حربہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا بلکہ یہ رائے ہے اور جنگی حربہ ہے۔ اس پر حبابؓ نے کہا کہ اگر ایسی بات ہے تو پھر یہ جگہ ہمارے ٹھہرنے کی نہیں ہے بلکہ میرا مشورہ یہ ہے کہ ہمیں پانی کے اس کنارے پر پڑاؤ کرنا چاہئے جو کفار کے نزدیک ہے۔ اس طرح ہم پیچھے کی جانب زمین کھود کر حوض بنا لیں گے اور پانی اس میں سٹور کر لیں گے۔ یوں جنگ کے دوران ہم تو پانی پی سکیں گے جبکہ وہ اس سے محروم رہیں گے۔ آنحضرت ﷺ کو یہ مشورہ بہت پسند آیا۔ چنانچہ آپؐ اٹھے اور وہی جگہ قیام کے لئے اختیار فرمائی جس کی طرف حبابؓ نے اشارہ کیا تھا اور فرمایا اے حباب! تمہاری رائے واقعی بہت اچھی ہے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام۔ الجزء الثانی صفحہ 272 دار القلم بیروت۔ الطبعۃ الاولیٰ 1980ء۔ الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء الثانی صفحہ 11 دار الکتب العلمیۃ 1990ء)

جنگ بدر میں اسلحہ سے لیس کفار کے لشکر کبیر کے مقابلہ میں مٹھی بھر مسلمانوں اور قلت سامان حرب کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی دعاؤں کو قبول فرماتے ہوئے مسلمانوں کو فتح و نصرت سے ہمکنار فرمایا۔ اس غزوہ میں جہاں مشرکین کے بڑے بڑے سردار مارے گئے وہاں ان کی ایک بڑی تعداد قیدیوں کی صورت میں مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئی۔ اب ان قیدیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟ اس معاملہ میں رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ پھر صحابہ سے مشورہ طلب فرمایا۔ اس کے جواب میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کا مشورہ تھا کہ ان قیدیوں کے ورثاء سے فدیہ لے کر ان کی جان بخشی کر دی جائے۔ یوں جہاں فدیہ کے مال سے دشمن کے مقابلہ میں مسلمانوں کی قوت میں مزید اضافہ ہوگا وہاں یہ بھی امید ہوگی کہ ان رہا شدہ قیدیوں کو شاید اللہ تعالیٰ ہدایت دے دے اور یہ اسلام قبول کر لیں۔ جبکہ حضرت عمرؓ نے کہا کہ ان لوگوں نے خدا کے رسول کو تکلیف پہنچائی ہے اور یہ سب ائمۃ الکفر ہیں لہٰذا ان کا قتل کرنا ہی بہتر ہے۔

آنحضرت ﷺ نے دونوں مشورے سنے اور رحمت کا پہلو اختیار کرتے ہوئے حضرت ابوبکرؓ کی رائے کے مطابق فیصلہ صادر فرمایا۔

(صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر باب امداد الملائکۃ فی غزوہ بدر واباحۃ الغنائم حدیث نمبر 1763 اور تاریخ طبری الجزء الثانی ص474 دار سویدان بیروت طبعۃ 1970ء)

جنگ احد میں مشورہ

جنگ احد کا وقت آیا تو آنحضرت ﷺ نے ایک مرتبہ پھر صحابہ سے فرمایا کہ مجھے مشورہ دیں کہ کیا کریں؟ آیا ہم مدینہ سے باہر نکل کر دشمن کا سامنا کریں یا پھر مدینہ میں ہی رہیں اور اگر دشمن اس میں داخل ہونے کی کوشش کرے تو اس کا مقابلہ کریں۔ اس سلسلہ میں اکثر بزرگ صحابہ نے یہی مشورہ دیا کہ مدینہ سے باہر نہ نکلا جائے۔ جبکہ صحابہ کی ایک بڑی تعداد نے جو کہ جنگ بدر میں شمولیت کی سعادت سے محروم رہ گئے تھے مدینہ چھوڑنے اور باہر نکل کر دشمن سے لڑنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ یا رسولؐ اللہ آپ ہمیں لے کر دشمن کی طرف نکلیں تا کہ وہ یہ نہ سمجھے کہ ہم بزدل اور کمزور ہیں۔ آنحضرت ﷺ بذات خود مدینہ میں رہ کر دفاع کرنے والی رائے کے حق میں تھے۔ لیکن مدینہ سے نکلنے والی رائے کے حامی صحابہ کے مسلسل اصرار کرنے پر آپؐ نے اسے قبول فرما لیا۔ چنانچہ اپنے گھر تشریف لے گئے زرہ پہنی اپنا اسلحہ اٹھایا اور نکلنے کے لئے تیار ہو گئے۔ دوسری طرف مدینہ سے نکلنے پر اصرار کرنے والے صحابہ کو شاید اپنی غلطی کا احساس ہوا لہٰذا جب آپؐ باہر تشریف لائے تو انہوں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ شاید ہم نے بے جا اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ اس لئے اب اگر آپؐ پسند فرمائیں تو بیشک مدینہ میں ہی رہیں اور ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ یہاں پر فاذا عزمت فتوکل علی اللّٰہ کا عظیم الشان نظارہ دیکھنے میں آیا۔ جبکہ آپؐ نے فرمایا کسی نبی کے لئے جائز نہیں کہ اگر اس نے جنگ کی غرض سے اپنی زرہ پہن لی ہو تو پھر جنگ کئے بغیر اس کو اتار دے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام۔ الجزء الثالث ص 68,67 اور مسند احمد بن حنبل الجزء الثالث ص351 المکتب الاسلامی الطبعہ الخامسہ 1985ء)

جنگ خندق میں مشورہ

جنگ خندق کے موقع پر جب آنحضرت ﷺ کو قریش مکہ اور دیگر احزاب و قبائل مشرکین کے مسلمانوں کی طرف خروج کی خبر ملی تو آپؐ نے صحابہ کو جمع کیا اور انہیں دشمن کے عزائم کے بارہ میں آگاہ کر کے مشورہ طلب فرمایا تا کہ ان کے سدباب کے لئے کوئی حکمت عملی اختیار کی جا سکے۔ اس کے جواب میں صحابہ کرام کی طرف سے کئی آراء پیش کی گئیں جن میں سے ایک رائے حضرت سلمان فارسیؓ کی تھی۔ آپؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر ہمارے ملک میں ایسی صورتحال پیدا ہو جاتی تو ہم دشمن سے بچاؤ کی خاطر شہر کے گرد خندق کھود دیتے اور خود اندر رہ کر اپنا دفاع کرتے۔ یہ بات آنحضرت ﷺ کو بہت پسند آئی اور اس پر ہی عمل کر کے خندق کھودی گئی۔ واضح رہے کہ عربوں میں جنگ کے دوران اپنی حفاظت کے لئے خندق کھودنے کا رواج نہیں تھا اس لئے جب مشرکین کا لشکر مدینہ پہنچا تو وہ خندق دیکھ کر ششدر رہ گئے اور انہوں نے کہا یہ حربہ عربوں نے تو کبھی استعمال نہیں کیا تھا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء الثانی ص51 اور کتاب المغازی للواقدی الجزء الثانی ص445 عالم الکتب بیروت الطبعہ 1966ء)

جنگ خندق میں ہی جب بنو قریظہ نے عہد شکنی کرتے ہوئے مشرکین کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف جنگ کی ٹھان لی اور دیگر بڑے قبائل میں سے بنی فزارہ، بنی مرہ اور بنی غطفان بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ ایسے میں منافقوں نے طرح طرح کی حوصلہ پست کرنے والی باتیں پھیلانی شروع کر دیں مثلاً یہ کہ محمد تو ہم سے قیصر و کسریٰ کے خزانوں کے وعدے کیا کرتا تھا اور آج ہماری یہ حالت ہو گئی ہے کہ ہم قضائے حاجت کے لئے بھی باہر نہیں نکل سکتے۔ ایسی باتیں یقیناً جنگ کے دوران خطرناک ثابت ہو سکتی ہیں لہٰذا شاید آنحضور ﷺ نے صحابہ کی قوت ایمانی ان کے الٰہی نصرت و تائید پر اعتماد اور اعلائے کلمہ حق کی خاطر ان کے جوش و جذبہ کو پرکھنا چاہا۔ چنانچہ آپؐ نے صحابہ سے فرمایا کہ کیوں نہ ہم غطفان سے مدینہ کے ایک تہائی پھلوں کی پیشکش کے عوض صلح کا ہاتھ بڑھائیں۔ اس سلسلہ میں آپؐ نے حضرت سعد بن معاذؓ اور حضرت

سعد بن عبادہؓ سے مشورہ طلب فرمایا تو انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا ایسا کرنا آپ کی ذاتی خواہش ہے یا اس کے کرنے کا خداتعالیٰ نے آپؐ کو حکم دیا ہے یا پھر آپ ایسا صرف ہماری خاطر کرنا چاہتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا بلکہ یہ میں تمہاری ہی خاطر کرنا چاہتا ہوں تاکہ کفار کی قوت کو کسی قدر کم کیا جاسکے۔ اس پر حضرت سعد بن معاذؓ نے کہا اگر ایسا ہے تو خدا کی قسم پھر ہم ان کو سوائے تلوار کی دھار کے اور کچھ نہیں دیں گے۔

(السیرۃ النبویہ لابن ہشام الجزء الثالث ص 226-234 دارالقلم بیروت الطبعہ الاولیٰ 1980ء)

حدیبیہ میں مشورہ

صلح حدیبیہ کے موقعہ پر آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام کی ایک بڑی تعداد بیت اللہ کا قصد کرتے ہوئے نکلے تو راستے میں آپ کو اطلاع ملی کہ قریش آپ کو اس ارادہ سے روکنے کے لئے جمع ہو چکے ہیں اور اگر آپؐ نہ رکے تو وہ آپؐ کے ساتھ جنگ کرنے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ ایسے موقع پر آپؐ نے ایک دفعہ پھر اشیرو اعلیٰ ایھاالناس کی آواز بلند فرمائی۔ یعنی اے لوگو مجھے اپنے مشورہ سے آگاہ کرو۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ کسی کو قتل کرنے یا کسی کے ساتھ جنگ کرنے کا ارادہ لے کر نہیں بلکہ بیت الحرام کی زیارت کی خاطر نکلے ہیں لہٰذا آپؐ چلتے چلیں اور اگر کسی نے ہمیں اس نیک ارادہ سے روکا تو ہم اس کا مقابلہ کریں گے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا تو پھر اللہ کا نام لے کر چلو۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیہ)

صلح حدیبیہ ہی کے موقعہ پر جب بظاہر آنحضرت ﷺ نے قریش مکہ کے تمام مطالبات کو قبول فرمالیا جن میں اس دفعہ حج کئے بغیر واپس جانے کا مطالبہ بھی تھا۔ صحابہ کرامؓ پر یہ بات بہت شاق گزری خصوصاً اس لئے بھی کہ وہ زیارت کعبۃ اللہ کی نیت سے میل ہا میل کی مسافت طے کر کے آئے تھے اور اپنی قربانیاں بھی ساتھ لائے تھے ایسی صورت میں ایک حج نہ کرنے کا صدمہ اور دوسرا رسول کریمؐ نے حکم دیا کہ اپنی قربانیاں یہیں پر ذبح کردو اور اپنے سرمنڈواؤ۔ اس پر صحابہ کرام جو پہلے ہی غم وحزن کی کیفیت سے گزر رہے تھے گویا کہ اپنی جگہ پر جامد سے ہوگئے اور کوئی بھی قربانیوں کی طرف نہ بڑھا۔ صحابہ کی یہ حالت دیکھ کر آنحضرت ﷺ حضرت ام سلمہؓ کے پاس آئے اور ان کے سامنے سارا ماجرا بیان فرمایا۔ اس پر حضرت ام سلمہؓ نے آپ کو مشورہ دیتے ہوئے کہا ''یارسولؐ اللہ! لوگ غم کی کیفیت میں ہیں اور ان کا یہ حال نعوذ باللہ نافرمانی کی نیت سے نہیں ہے اور اس کی دلیل یہ ہوگی کہ آپؐ باہر تشریف لے جائیں اور کسی سے بات کئے بغیر جا کر اپنی قربانی ذبح کردیں اور سرمنڈوادیں پھر دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ آپؐ کو یہ مشورہ بہت بھلا معلوم ہوا۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔ جب صحابہؓ نے یہ منظر دیکھا تو وہ اپنی قربانیوں کی طرف لپکے اور آن کی آن میں ان کو ذبح کردیا اور اتنی تیزی سے ایک دوسرے کے سرمونڈنے لگے کہ جلدی کی وجہ سے بعض صحابہ اپنے ساتھیوں کو زخمی کرنے لگے۔

(کتاب المغازی للواقدی الجزء الثانی ص 613 عالم الکتب بیروت طبع 1976ء)

مکرم شیخ مجاہد احمد صاحب

آنحضرت ﷺ کا عظیم مرتبہ
ہندو شعراء کی نظر میں

سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا وجود بابرکت تمام دنیا کے لئے باعث رحمت وشفقت ہے۔ آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے زمانہ وقوم کی حدود سے بالاتر مبعوث فرمایا ہے۔ آپ کی انقلاب آفریں زندگی پر جہاں مسلمانوں نے اپنے عقیدت کے پھول نچھاور کئے ہیں وہاں آپ کی آفاقی شخصیت کو موضوع سخن بنا کر ہندو شعراء نے بھی اپنے عقیدت ومحبت کے نذرانے پیش کئے ہیں۔ آپ کے مداح خوانوں کی طویل فہرست میں سے چند ایک ہندو شعراء کا منتخب کلام ''پریم بھرے گیت'' مرتبہ ملک فضل حسین قادیان اور رسالہ چودھویں صدی دہلی ماہ اپریل 2005ء سے احباب کی خدمت میں پیش ہے۔

سب سے پہلے کنور مہندر سنگھ بیدی کا ایک شعر ملاحظہ فرمائیے۔

عشق ہو جائے کسی سے کوئی چارہ تو نہیں
صرف مسلم کا محمدؐ پہ اجارہ تو نہیں

....

تیرے اوصاف کا ممکن ہے کہاں مجھ سے بیاں
تو محمد بھی ہے احمد بھی ہے محمود بھی ہے
صرف بندے ہی نہیں کرتے ہیں تیری تعریف
تیرے مداحوں کی فہرست میں معبود بھی ہے
(ڈاکٹر دھرمیندر ناتھ)

....

جہاں میں کتنے رسول آئے مگر نہ آیا عظیم تم سا
فہیم تم سا علیم تم سا نعیم تم سا حکیم تم سا
ہزار ڈھونڈا تمام دیکھا کسی نے لیکن کہیں نہ پایا
حسین تم سا امین تم سا مبین تم سا وسیم تم سا
(ڈاکٹر دیانند سکسینہ)

....

یہ ارض مدینہ ہے کہ فردوس بریں ہے
جو ذرہ ہے اس شہر کا وہ مہر مبیں ہے
ہندو ہوں بہت دور ہوں اسلام سے لیکن
مجھ کو بھی محمدؐ کی شفاعت پہ یقین ہے
(مخمور لکھنوی برج ناتھ پرشاد)

کر دیا اک نور سے معمور ایوانِ عرب
آتش خاموش تھی وہ زیرِ دامان عرب
کون تھا وہ شمع دل افروز مہمان عرب
ہوگئی جس کی تجلی سے فزوں شان عرب
آفتاب معرفت سے ملک روشن ہو گیا
ذرہ ذرہ نور سے وادیٔ ایمن ہو گیا
نور سے معمور تھا شمع شبستانِ عرب
جس کے جلوے سے منور ہوگئی شان عرب
کر دیا رنگین وحدت سے گلستان عرب
کلمہ گو حق کے ہوئے سب بت پرستان عرب
پیش کی وہ سامنے ہر اک کے صورت نور کی
نعرۂ اللہ اکبر سے فضا معمور کی
(لالہ چندی پرشاد صاحب شیوا دہلوی)

....

چھڑا کے بت کی پرستش سکھائی تھی وحدت
ترے خیال کی ترویج عام ہو جائے
سکھایا اہل عرب کو برابری کا درس
کہ امتیاز کا قصہ تمام ہو جائے
تیرے خیال میں یہ سخت نامناسب تھا
بشر کوئی بھی بشر کا غلام ہو جائے
رفاہ عام ہی تیرا تھا جبکہ نصب العین
لقب نہ کیوں تیرا خیر الانام ہو جائے
(لالہ دھرمپال صاحب گپتا وفا۔ مدیر اعلیٰ روزنامہ تیج دہلی)

....

زمرۂ اہل عشق میں اتنا تو امتیاز دے
عشق جو مجھ کو دے خدا عشق شہ حجاز دے
جن کو ہے ناز کی ہوس ان کو ادا و ناز دے
میں ہوں تیرا نیاز مند مجھ کو سر نیاز دے
(امرچند صاحب قیس جالندھری)

....

دیر سے نور چلا اور حرم تک پہنچا
سلسلہ میرے گناہوں کا کرم تک پہنچا

تیری معراج محمدؐ تو ہے قرب معبود
میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا
(کرشن بہاری نور لکھنوی)

....

ذکر سرکار دو عالم کا سنا تھا اک دن
عمر بھر میرے خیالات سے خوشبو آئی
میرے جذبے کی صداقت پہ یقیں ہونے لگا ہے
نعت جب میں نے پڑھی نعت سے خوشبو آئی
سو گیا میں جو مدینہ کا تصور کر کے
رات بھر اشک مری ذات سے خوشبو آئی
(مہندر ناتھ اشک نجیب آبادی)

....

جی چاہتا ہے کوچہ انوار میں چلوں
اپنے رسول پاک کی سرکار میں چلوں
تنہائیوں میں سوچتا رہتا ہوں دوستو!
مقدور ہو تو شہر پُر انوار میں چلوں
نعلین پاک آپ کا پا لوں جو اے نظر
سر پر رکھوں اور سایہ دیوار میں چلوں
(پنڈت ہری کرشن شرما منظر)

....

کس نے ذروں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا
کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا
کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا در یتیم
اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولا کر دیا
زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا
سات پردوں میں چھپا بیٹھا تھا حسن کائنات
اب کسی نے اس کو عالم آشکارا کر دیا
کہہ دیا لا تقنطوا اخترؔ کسی نے کان میں
اور دل کو سر بسر محو تمنا کر دیا
(پنڈت ہری چند اخترؔ)

....

سلام اس ذات اقدس پر سلام اس فخر دوراں پر
ہزاروں جس کے احسانات ہیں دنیائے امکاں پر
سلام اس پر بنایا جس نے دیوانوں کو فرزانہ
مئے حکمت کا چھلکایا جہاں میں جس نے پیمانہ
سلام اس ذات اقدس پر حیات جاودانی کا
سلام آزاد کا آزاد کی رنگیں بیانی کا
(جگن ناتھ آزاد)

☆..........☆..........☆

نیا سال مبارک ہو
فہرست ادویات مفت حاصل کریں
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
NASIR ناصر
PH:0476212434,6211434

یوفون فرنچائز
لاوش ہوٹل بلڈنگ۔ چوک نواں کوٹ خان پور۔ ضلع رحیم یار خاں
0092-68-5576300-5576400
طالب دعا: امین الحق خان
0333-7422277
عزیز الحق
0333-7471777
Email:aziz.haq@hotmail.com

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
کاشف جیولرز
گولبازار ربوہ
میاں غلام مرتضیٰ محمود
فون دکان: 047-6215747 فون رہائش: 047-6211649

شذرات

یہ ہے شریعت محمدیؐ

جاوید چودھری اپنے کالم میں لکھتے ہیں:۔

والدہ نے سات دن دودھ پلایا، آٹھویں دن دشمن اسلام ابولہب کی کنیز ثویبہ کو یہ اعزاز حاصل ہوا، ثویبہ نے دودھ بھی پلایا اور دیکھ بھال بھی کی، یہ چند دن کی دیکھ بھال تھی، یہ چند دن کا دودھ تھا لیکن ہمارے رسولؐ نے اس احسان کو پوری زندگی یاد رکھا، مکہ کا دور تھا تو ثویبہ کو میری ماں میری ماں کہہ کر پکارتے تھے، ان سے حسن سلوک بھی فرماتے تھے، ان کی مالی معاونت بھی کرتے تھے، مدنی دور آیا تو مدینہ سے ابولہب کی کنیز ثویبہ کے لئے کپڑے اور رقم بھجواتے تھے، **یہ ہے شریعت**۔

حضرت حلیمہؓ سعدیہ رضاعی ماں تھیں، یہ ملاقات کے لئے آئیں، دیکھا تو اٹھ کھڑے ہوئے اور میری ماں میری ماں پکارتے ہوئے ان کی طرف دوڑ پڑے، وہ قریب آئیں تو اپنے سر سے وہ چادر اتار کر زمین پر بچھا دی جسے ہم کائنات کی قیمتی ترین متاع سمجھتے ہیں، اپنی رضاعی ماں کو اس پر بٹھایا غور سے ان کی بات سنی اور ان کی تمام حاجتیں پوری فرمادیں، یہ بھی ذہن میں رہے، حضرت حلیمہؓ سعدیہ نے اسلام قبول نہیں کیا تھا، وہ اپنے پرانے مذہب پر قائم رہی تھیں، فتح مکہ کے وقت حضرت حلیمہ کی بہن خدمت میں حاضر ہوئی، ماں کے بارے میں پوچھا، بتایا گیا، وہ انتقال فرما چکی ہیں، رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آگئے، روتے جاتے تھے اور حضرت حلیمہؓ کو یاد کرتے جاتے تھے، رضاعی خالہ کو لباس، سواری اور ایک سو درہم عنایت کئے، رضاعی بہن شیما غزوہ حنین کے قیدیوں میں شریک تھی، پتہ چلا تو انہیں بلایا، اپنی چادر بچھا کر بٹھایا، اپنے ہاں قیام کی دعوت دی، حضرت شیما نے اپنے قبیلے میں واپس جانے کی خواہش ظاہر کی، رضاعی بہن کو غلام، لونڈی اور بکریاں دے کر رخصت کر دیا یہ بعد از اں اسلام لے آئیں **یہ ہے شریعت**۔

جنگ بدر کے قیدیوں میں پڑھے لکھے کفار بھی شامل تھے، ان کافروں کو مسلمانوں کو پڑھانے، لکھانے اور سکھانے کے عوض رہا کیا گیا، حضرت زید بن ثابتؓ کو عبرانی سیکھنے کا حکم دیا۔ آپؐ نے عبرانی زبان سیکھی اور یہ اس زبان میں یہودیوں سے خط و کتابت کرتے رہے، کافروں کا ایک شاعر تھا، سہیل بن عمرو۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے خلاف اشتعال انگیز تقریریں بھی کرتا تھا اور توہین آمیز شعر بھی کہتا تھا، یہ جنگ بدر میں گرفتار ہوا، سہیل بن عمرو کو بارگاہ رسالت میں پیش کیا گیا۔ حضرت عمرؓ نے تجویز دی، میں اس کے دو نچلے دانت نکال دیتا ہوں۔ یہ اس کے بعد شعر نہیں پڑھ سکے گا۔ تڑپ کر فرمایا میں اگر اس کے اعضاء بگاڑوں گا تو اللہ میرے اعضا بگاڑ دے گا سہیل بن عمرو نے نرمی کا دریا بہتے دیکھا تو عرض کیا مجھے فدیہ کے بغیر رہا کر دیا جائے گا۔ اس سے یہ پوچھا گیا کیوں؟ سہیل بن عمرو نے جواب دیا ''میری پانچ بیٹیاں ہیں، میرے علاوہ ان کا کوئی سہارا نہیں'' رسول اللہ ﷺ نے سہیل بن عمرو کو اسی وقت رہا کر دیا یہاں آپ یہ بھی ذہن میں رکھئے، سہیل بن عمرو شاعر بھی تھا اور گستاخ رسول بھی لیکن رحمۃ للعالمین کی غیرت نے گوارہ نہ کیا، یہ پانچ بچیوں کے کفیل کو قید میں رکھیں یا پھر اس کے دو دانت توڑ دیں، **یہ ہے شریعت**۔

غزوہ خندق کا واقعہ ملاحظہ کیجئے، عمرو بن عبدود مشرک بھی تھا، ظالم بھی تھا اور کفار کی طرف سے مدینہ پر حملہ آور بھی۔ جنگ کے دوران عمرو بن عبدود مارا گیا، اس کی لاش تڑپ کر خندق میں گر گئی، کفار اس کی لاش نکالنا چاہتے تھے لیکن انہیں خطرہ تھا، مسلمان ان پر تیر برسا دیں گے، کفار نے اپنا سفیر بھجوایا، سفیر نے لاش نکالنے کے عوض دس ہزار دینار دینے کی پیشکش کی، رحمۃ للعالمینؐ نے فرمایا میں مردہ فروش نہیں ہوں، ہم لاشوں کا سودا نہیں کرتے۔ یہ ہمارے لئے جائز نہیں کفار کو عمرو بن عبدود کی لاش اٹھانے کی اجازت دے دی۔

خیبر کا قلعہ فتح ہوا تو یہودیوں کی عبادت گاہوں میں تورات کے نسخے پڑے تھے، تورات کے سارے نسخے اکٹھے کروائے اور نہایت ادب کے ساتھ یہ نسخے یہودیوں کو پہنچا دیئے۔

اور خیبر سے واپسی پر فجر کی نماز کے لئے جگانے کی ذمہ داری حضرت بلالؓ کو سونپی گئی، حضرت بلالؓ کی آنکھ لگ گئی، سورج نکل آیا تو قافلے کی آنکھ کھلی، رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلالؓ سے فرمایا ''بلال آپ نے یہ کیا کیا'' حضرت بلالؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جس ذات نے آپ کو سلایا اس نے مجھے بھی سلا دیا، تبسم فرمایا اور حکم دیا تم اذان دو اذان دی گئی آپؐ نے نماز ادا کروائی اور پھر فرمایا تم جب نماز بھول جاؤ تو پھر جس وقت یاد آئے اسی وقت پڑھ لو۔ **یہ ہے شریعت**۔

حضرت حذیفہ بن یمانؓ سفر کر رہے تھے، کفار جنگ بدر کے لئے مکہ سے نکلے، کفار نے راستے میں حضرت حذیفہؓ کو گرفتار کر لیا، آپ سے پوچھا گیا آپ کہاں جا رہے ہیں۔ حضرت حذیفہؓ نے عرض کیا مدینہ کفار نے ان سے کہا آپ اگر وعدہ کرو، آپ جنگ میں شریک نہیں ہو گے تو ہم آپ کو چھوڑ دیتے ہیں حضرت حذیفہؓ نے وعدہ کر لیا، یہ اس کے بعد سیدھے مسلمانوں کے لشکر میں پہنچ گئے، مسلمانوں کو اس وقت مجاہدین کی ضرورت بھی تھی، جانوروں کی بھی اور ہتھیاروں کی بھی لیکن جب حضرت حذیفہؓ کے وعدے کے بارے میں علم ہوا تو مدینہ بھجوا دیا گیا اور فرمایا ہم کافروں سے معاہدے پورے کرتے ہیں اور ان کے مقابلے میں صرف اللہ تعالیٰ سے مدد چاہتے ہیں۔

نجران کے عیسائیوں کا چودہ رکنی وفد مدینہ منورہ آیا رسول اللہ ﷺ نے عیسائی پادریوں کو نہ صرف ان کے روایتی لباس میں قبول فرمایا بلکہ انہیں مسجد نبویؐ میں بھی ٹھہرایا اور انہیں ان کے عقیدے کے مطابق عبادت کرنے کی اجازت بھی تھی، یہ عیسائی وفد جتنا عرصہ مدینہ میں رہا، یہ مسجد نبویؐ میں مقیم رہا اور مشرق کی طرف منہ کر کے عبادت کرتا رہا۔

ایک مسلمان نے کسی اہل کتاب کو قتل کر دیا، آپؐ نے مسلمان کے خلاف فیصلہ دیا اور یہ مسلمان قتل کے جرم میں قتل کر دیا گیا۔

حضرت سعد بن عبادہؓ نے فتح مکہ کے وقت مدنی ریاست کا جھنڈا اٹھا رکھا تھا یہ مکہ میں داخل ہوتے وقت جذباتی ہو گئے اور انہوں نے حضرت ابوسفیان سے فرمایا آج لڑائی کا دن ہے آج کفار سے جی بھر کر انتقام لیا جائے گا رحمۃ للعالمین نے سنا تو ناراض ہو گئے ان کے ہاتھ سے جھنڈا لیا، ان کے بیٹے قیسؓ کے سپرد کیا اور فرمایا نہیں آج لڑائی نہیں رحمت اور معاف کرنے کا دن ہے۔

مدینہ میں تھے تو مکہ میں قحط پڑ گیا مدینہ سے رقم جمع کی خوراک اور کپڑے اکٹھے کئے اور یہ سامان مکہ بھجوا دیا اور ساتھ ہی اپنے اتحادی قبائل کو ہدایت کی مکہ کے لوگوں پر برا وقت ہے، آپ لوگ ان سے تجارت ختم نہ کریں۔ مدینہ کے یہودی اکثر مسلمانوں سے یہ بحث چھیڑ دیتے تھے نبی اکرم ﷺ فضیلت میں بلند ہیں یا حضرت موسیٰ۔ یہ معاملہ جب بھی دربار رسالت میں پیش ہوتا، رسول اللہ ﷺ مسلمانوں سے فرماتے آپ لوگ اس بحث سے پرہیز کیا کریں۔

ثمامہ بن اثال نے رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کا اعلان کر رکھا تھا، یہ گرفتار ہو گیا اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اس نے انکار کر دیا۔ یہ تین دن قید میں رہا، اسے تین دن دعوت دی جاتی رہی، یہ مذہب بدلنے پر تیار نہ ہوا تو اسے چھوڑ دیا گیا، اس نے راستے میں غسل کیا، نیا لباس پہنا، واپس آیا اور دست مبارک پر بیعت کر لی، ابو العاص بن ربیع رحمۃ للعالمین کے داماد تھے، رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ ان کے عقد میں تھیں، یہ کافر تھے، یہ تجارتی قافلے کے ساتھ شام سے واپس مکہ جا رہے تھے، مسلمانوں نے قافلے کا مال چھین لیا، یہ فرار ہو کر مدینہ آگئے اور حضرت زینبؓ کے گھر پناہ لے لی، صاحبزادی مشورے کے لئے بارگاہ رسالت میں پیش ہو گئیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابو العاص کی رہائش کا اچھا بندوبست کرو مگر وہ تمہارے قریب نہ آئے، کیونکہ تم اس کے لئے حلال نہیں ہو'' حضرت زینبؓ نے عرض کیا ابو العاص اپنا مال واپس لینے آیا ہے مال چھیننے والوں کو بلایا اور فرمایا گیا یہ مال غنیمت ہے اور تم اس کے حقدار ہو لیکن اگر تم مہربانی کر کے ابو العاص کا مال واپس کر دو تو اللہ تعالیٰ تمہیں اجر دے گا صحابہؓ نے مال فوراً واپس کر دیا۔ آپ ملاحظہ کیجئے، حضرت زینبؓ قبول اسلام کی وجہ سے مشرک خاوند کے لئے حلال نہیں تھیں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے داماد کو صاحبزادی کے گھر سے نہیں نکالا۔ **یہ ہے شریعت**۔

حضرت عائشہؓ نے ایک دن رسول اللہ ﷺ سے پوچھا زندگی کا مشکل ترین دن کون سا تھا۔ فرمایا وہ دن جب میں طائف گیا اور عبد یالیل نے شہر کے بچے جمع کر کے مجھ پر پتھر برسائے میں اس دن کی سختی نہیں بھول سکتا۔ عبد یالیل طائف کا سردار تھا، اس نے رسول اللہ ﷺ پر اتنا ظلم کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بھی جلال میں آگئی، حضرت جبرائیل امین تشریف لائے اور عرض کیا، اگر اجازت دیں تو ہم اس پورے شہر کو دو پہاڑوں کے درمیان پیس دیں، یہ سیرت کا اس نوعیت کا واحد واقعہ تھا کہ جبرائیل امین نے گستاخ رسول پر کسی بستی کو تباہ کرنے کی پیش کش کی ہو اور عبد یالیل اس ظلم کی وجہ تھا، عبد یالیل ایک بار طائف کے لوگوں کا وفد لے کر مدینہ منورہ آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مسجد نبویؐ میں اس کا خیمہ لگایا اور عبد یالیل جتنے دن مدینہ میں رہا رسول اللہ ﷺ ہر روز نماز عشاء کے بعد اس کے پاس جاتے اس کا حال احوال پوچھتے اس کے ساتھ گفتگو کرتے اور اس کی دل جوئی کرتے۔

عبداللہ بن ابی منافق اعظم تھا یہ فوت ہوا تو اس کی تدفین کے لئے اپنا کرتہ مبارک بھی دیا اس کی نماز جنازہ بھی پڑھائی اور یہ بھی فرمایا میری ستر دعاؤں سے اگر اس کی مغفرت ہو سکتی تو میں ستر مرتبہ سے زیادہ بار اس کے لئے دعا کرتا **یہ ہے شریعت**۔

مدینہ کی حدود میں آپ کی حیات میں نو مسجدیں تعمیر ہوئیں، آپؐ نے فرمایا تم اگر کہیں مسجد دیکھو یا اذان کی آواز سنو تو وہاں کسی شخص کو قتل نہ کرو **یہ ہے شریعت**۔

ایک صحابیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں جواب دیا غصہ نہ کرو وہ بار بار پوچھتا رہا آپ ہر بار جواب دیتے۔ غصہ نہ کرو وہ بار بار پوچھتا رہا آپؐ ہر بار جواب دیتے غصہ نہ کرو **یہ ہے شریعت**۔

اور اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں فرمایا پیغمبرؐ اللہ کی بڑی رحمت ہیں، آپ لوگوں کے لئے بڑے نرم مزاج واقع ہوئے ہیں، آپ تند خو اور سنگ دل ہوتے تو یہ سب آپ کے گرد و پیش سے چھٹ جاتے اور **یہ ہے شریعت** لیکن ہم لوگ نہ جانے کون سی شریعت تلاش کر رہے ہیں، ہم کس شریعت کا مطالبہ کر رہے ہیں، کیا کوئی صاحب علم میری راہنمائی کر سکتا ہے؟

(روزنامہ ایکسپریس 9 فروری 2014ء)

☆.........☆.........☆

ہم اپنے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے اپنے نہایت ہی پیارے حضور کی صحت وسلامتی اور فعال درازی عمر کے لئے دعا گو ہیں۔

امیر ضلع واراکین عاملہ ضلع وصدران
جماعت احمدیہ ضلع واراکین
جماعت ہائے احمدیہ ضلع لیہ
ناظم ضلع واراکین عاملہ ضلع وزعماء مجالس ضلع و
اراکین مجلس انصاراللہ ضلع لیہ

صدرواراکین عاملہ شہرواراکین
جماعت احمدیہ شہر لیہ

ہم اپنے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے اپنے نہایت ہی پیارے حضور کی صحت وسلامتی اور فعال درازی عمر کے لئے دعا گو ہیں۔

☆صدر لجنہ ضلع واراکین عاملہ ضلع واراکین لجنہ اماء اللہ ضلع و اراکین ناصرات الاحمدیہ ضلع وصدران لجنہ اماء اللہ ضلع ڈیرہ غازیخان

☆صدر لجنہ شہر واراکین عاملہ شہر واراکین لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ شہر ڈیرہ غازی خان

☆صدر لجنہ شہر واراکین عاملہ شہر واراکین لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ شہر ڈیرہ غازی خان

☆صدر لجنہ واراکین عاملہ واراکین لجنہ اماء اللہ واراکین ناصرات الاحمدیہ حلقہ مجاہد آباد ڈیرہ غازی خاں

☆صدر لجنہ واراکین عاملہ واراکین لجنہ اماء اللہ واراکین ناصرات الاحمدیہ حلقہ فرید آباد ڈیرہ غازی خاں

صدر لجنہ واراکین عاملہ واراکین لجنہ اماء اللہ واراکین ناصرات الاحمدیہ حلقہ طاہر آباد ڈیرہ غازیخان

Hoovers World Wide Express

کوریئر اینڈ کارگو سروس کی جانب سے ریٹس میں حیرت انگیز حد تک کمی دنیا بھر میں سامان بھجوانے کیلئے رابطہ کریں

جلسوں اور عیدین کے موقع پر خصوصی رعایتی پیکجز

72 گھنٹے میں ڈیلیوری تیز ترین سروس کم ترین ریٹس، پک کی سہولت موجود ہے پورے پاکستان میں اتوار کو بھی پک کی سہولت موجود ہے

بلال احمد انصاری، سفیان احمد انصاری

25۔بیسمنٹ القیوم پلازہ ملتان روڈ چوبرجی لاہور

نزد احمد فیبرکس 4866677 / 0345 0321

0333-6708024,042-37418584

امینی گارمنٹس اینڈ مینوفیکچرنگ

ہمارے ہاں ہر قسم کی ریڈی میڈ گارمنٹس کی ورائٹی دستیاب ہے

لیڈیز، جینٹس سوٹ، بوتیک سٹائل، مردانہ شلوار قمیص، پینٹ کوٹ، شرٹ، دولہا دلہن کی ورائٹی دستیاب ہے۔

ہمارے ہاں ہول سیل خریداری بھی بازار سے بارعایت خریدی جاسکتی ہے۔

پاکستان سے باہر کے دوست احباب بھی آرڈر پر مال منگوا سکتے ہیں۔

aminigarments@hotmail.com

دوکان نمبر U-6 تلواڑاں بازار راولپنڈی

051-5551984
0314-5287002
051-5531784
0333-7000767

مکرم منیب وقاص احمد صاحب

آنحضرت ﷺ بحیثیت امن کا شہزادہ

اللہ تعالیٰ نے اپنی دیگر صفات اور اسمائے حسنیٰ کے ساتھ اَلسّلام اور المؤمن کا ذکر فرمایا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ سلامتی بخشنے والا اور امن دینے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ان دونوں صفات کا اعلیٰ وارفع ظہور عبد کامل، ھادی عالم، سرور کونین، اور فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والا برکات کے ذریعہ ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی حقیقی عبد السّلام اور عبد المؤمن تھے جن کے ذریعہ سارے عالم میں سلامتی وآشتی اور امن کا فیض جاری ہوا۔ آنحضرت ﷺ ہی کی ذات اقدس ہے جنہوں نے ساری دنیا کو امن وسلامتی کا نہ صرف پیغام دیا بلکہ اپنے عمل سے دنیا کو امن وسلامتی کا گہوارہ بنا دیا اور دنیا کو ایسے راہنما اصول سکھائے جن کے ذریعہ سے حقیقی ودائمی امن قائم ہوسکتا ہے۔

امن کیسے قائم ہوسکتا ہے؟

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

درحقیقت امن اس وقت حاصل ہوسکتا ہے جب دنیا پر ایک ایسی بالا ہستی ہو جو امن کی متمنی ہو اور جو دوسروں کو امن دینا چاہتی ہو اور ایسے قوانین نافذ کرنا چاہتی ہو جو امن دینے والے ہوں اور وہی شخص امن دینے والا قرار پاسکتا ہے جو اس ہستی کی طرف لوگوں کو بلائے۔ یہ امن دینے والی ہستی کی طرف توجہ دلانے والی محمد ﷺ کی ذات ہے۔ رسول کریم ﷺ ہی وہ انسان ہیں جن کے ذریعہ دنیا کو یہ معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام امن دینے والا بھی ہے۔ چنانچہ سورۃ حشر میں اللہ تعالیٰ کے جو نام گنائے گئے ہیں ان میں سے ایک نام یہ بھی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اَلْمَلِکُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ، اے محمد ﷺ تو لوگوں کو توجہ دلا اس خدا کی طرف جو بادشاہ ہے، پاک ہے اور السلام یعنی دنیا کو امن دینے والا اور تمام سلامتیوں کا سرچشمہ ہے۔

(تقریر بعنوان آنحضرت ﷺ اور امن عالم، انوار العلوم جلد 15 صفحہ 8،7)

سلامتی کا شہزادہ

ہمارے آقا و مولیٰ سرور کونین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہی حقیقی طور پر امن وسلامتی کے شہزادے تھے۔ چنانچہ یہ خطاب آپ کو صدیوں قبل یسعیاہ نبی نے بھی دیا تھا جنہوں نے آنے والے ایک عظیم الشان موعود نبی کی پیشگوئی کرتے ہوئے فرمایا تھا:

ہم کو ایک بیٹا بخشا گیا اور سلطنت اس کے کاندھے پر ہوگی اور وہ اس نام سے کہلاتا ہے: عجیب، مشیر، خدائے قادر، ابدیت کا باپ، سلامتی کا شہزادہ۔ اس کی سلطنت کے اقبال اور سلامتی کی کچھ انتہا نہ ہوگی۔ (یسعیاہ باب: 9)

عیسائی حضرات اس پیشگوئی کا اطلاق حضرت عیسیٰؑ پر کرتے ہیں لیکن تاریخی حقائق اس بات پر شاہد ہیں کہ یہ علامات صرف آنحضرت ﷺ ہی کی ذات مبارکہ میں ظہور پذیر ہوئی ہیں۔ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے شوکت وعظمت بھی عطا فرمائی اور حکومت بھی۔ آپ ﷺ کی سلطنت کے اقبال کی کوئی انتہا نہ تھی اور بڑی بڑی طاقتیں سرنگوں ہوکر آپ ﷺ کے جھنڈے تلے جمع ہوگئیں۔ تمام اقوام کو آپ ﷺ نے امن وسلامتی کا ایسا پیغام دیا جس کی وجہ سے وہ نہ صرف سر تسلیم خم کرگئیں بلکہ اطاعت ووفا کے شاندار نمونے ان لوگوں نے قائم کئے۔

حقیقی مسلمان کی تعریف

آنحضرت ﷺ نے یہ بنیادی تعلیم اپنے صحابہؓ کو دی کہ:

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ ......

(صحیح بخاری کتاب الایمان باب المسلم من سلم المسلمون)

حقیقی مسلمان کی تعریف میں آپؐ نے امن وسلامتی شامل فرمادی کہ جس کی زبان اور ہاتھ یعنی قول وفعل سے دوسرے مسلمان محفوظ اور سلامتی محسوس کریں وہ مسلم کہلانے کا مستحق ہے۔

افشائے سلام کے ذریعہ قیام امن

آنحضرت ﷺ نے سلامتی کی خوبصورت اور شاندار تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:

اے لوگو آپس میں السلام علیکم کہنے کو رواج دو۔ ایک دوسرے کو سلامتی کا پیغام دو۔ اس کے نتیجہ میں آپس میں محبت پیدا ہوگی۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان انہ یدخل الجنۃ)

حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک سلام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں رکھا ہے اس لئے تم آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔

(الادب المفرد باب السلام حدیث 1019)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کی سلامتی حاصل کرنے کے لئے اللہ اور رسول ﷺ نے یہی راستہ بتایا ہے کہ سلام کو رواج دو۔ اس سے آپس میں دلوں کی کدورتیں بھی دور ہوں گی، محبت بھی بڑھے گی، عفو اور درگزر کی عادت بھی پیدا ہوگی اور پھر اس سے معاشرے میں ایک پیار اور محبت کی فضا پیدا ہوجائے گی۔

(خطبات مسرور جلد پنجم صفحہ 195)

آج بھی اگر ہم دنیا میں امن اور سلامتی قائم کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں آنحضرت ﷺ کی بیان فرمودہ ان تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے آپس میں سلام کے تحفے اور سلامتی کی دعائیں دینا نہایت ضروری ہیں۔

مذہبی آزادی کے ذریعہ قیام امن

آنحضرت ﷺ نے مذہبی آزادی اور رواداری کی تعلیم دے کر امن کی مضبوط بنیاد رکھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر سورہ البقرہ کی آیت نازل فرمائی کہ دین کے معاملہ میں کوئی جبر نہیں ہے۔ پھر ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یہ تعلیم عنایت فرمائی:

اور کہہ دے کہ حق وہی ہے جو تمہارے ربّ کی طرف سے ہو۔ پس جو چاہے وہ ایمان لے آئے اور جو چاہے سو انکار کردے۔ (الکہف آیت: 30)

آنحضرت ﷺ آفاقی تعلیم لے کر آئے جس کے نتیجہ میں آپ ﷺ نے تمام قوموں کے لوگوں کو اپنی قوتِ قدسیہ سے اور پیار ومحبت کے ساتھ پُرامن طریق سے اپنی طرف کھینچ لیا۔

مذہبی راہنماؤں اور مقدس ہستیوں کی عزت و احترام کے بغیر معاشرے میں امن قائم نہیں ہوسکتا۔ آنحضرت ﷺ نے تمام مذاہب کے بانیان کے احترام کی تعلیم دی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ذریعہ یہ تعلیم دی کہ:

اور تم ان کو گالیاں نہ دو جن کو وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں ورنہ وہ دشمنی کرتے ہوئے بغیر علم کے اللہ کو گالیاں دیں گے۔ (الانعام آیت: 109)

آنحضرت ﷺ نے سب سے پہلا معاہدہ جو اسلام میں کیا یعنی وہ معاہدہ جو ہجرت کے بعد مدینہ کی یہودی آبادی کے ساتھ کیا گیا اس کی بنیاد مذہبی آزادی اور مذہبی رواداری کے اصول پر قائم کی گئی تھی۔

(سیرۃ ابن ہشام معاہدہ یہود بعد ہجرت)

جب بنونضیر کو ان کی غداری اور فتنہ انگیزی کی سزا میں مدینہ سے جلا وطن کیا گیا اور اس وقت انہوں نے اپنے ساتھ ان لوگوں کو بھی لے جانا چاہا جو انصار کی اولاد تھے مگر انصار کی منّت ماننے کے نتیجہ میں یہودی بنادیئے گئے تھے تو انصار نے انہیں مدینہ میں روک لینا چاہا، لیکن جب آنحضرت ﷺ کے سامنے یہ اختلاف پیش ہوا تو آپؐ نے یہ فرماتے ہوئے کہ دین کے معاملہ میں جبر نہیں ہوسکتا انصار کے خلاف فیصلہ فرمایا اور بنونضیر کو اجازت دی کہ وہ ان لوگوں کو اپنے ساتھ لے جائیں۔

(ابوداؤد کتاب الجہاد)

پھر جب نصاریٰ کا وفد نجران سے مدینہ حاضر ہوا تو آپؐ نے ان کی مہمانداری کی، مسجد نبوی میں ان کو جگہ دی، بلکہ ان کو اپنے طریق پر مسجد میں نماز پڑھنے کی بھی اجازت دے دی اور جب عام مسلمانوں نے ان کو اس کام سے روکنا چاہا تو آپؐ نے منع فرمایا۔

(سیرۃ النبیؐ از علامہ شبلی نعمانی حصہ دوم صفحہ 611)

دوسروں کے احساسات کا احترام

ایک یہودی کے ساتھ جب ایک مسلمان کا انبیاء کی فضیلت کے حوالے سے تنازعہ کھڑا ہوا اور مسلمان نے یہودی کو ضرب لگائی اور وہ یہودی آپؐ کے حضور شکایت لے کر حاضر ہوا تو آپؐ نے کمال درجہ کی امن پسند تعلیم دی اور اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ ان الفاظ میں فرمایا:

لَا تُخَیِّرُوْنِیْ مِنْ بَیْنِ الْاَنْبِیَاءِ

(بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورۃ الاعراف)

کہ مجھے دوسرے انبیاء پر فضیلت نہ دیا کرو۔ پھر ایک موقع پر آپؐ نے فرمایا کہ تم یونس بن متی اور دوسرے موقع پر فرمایا کہ موسیٰ کے بالمقابل میری فضیلت کا اظہار نہ کیا کرو۔

(صحیح بخاری کتاب الانبیاء)

دوسرے کے جذبات اور شرف انسانیت کی سربلندی کے لئے آپؐ نے شاندار نمونے اس طرح قائم فرمائے کہ ایک یہودی کا جنازہ گزرتا تو آپؐ احتراماً کھڑے ہوجاتے ہیں۔ ایک صحابی کے اعتراض کرنے پر فرمایا کہ کیا یہودی میں جان نہیں ہوتی، کیا یہودی انسان نہیں ہوتے؟

(بخاری کتاب الجنائز باب من قام لجنازۃ یہودی)

عدل وانصاف کے ذریعہ قیامِ امن

سرزمین عرب ہر قسم کی بے اعتدالی اور ظلم وتعدی سے بھری پڑی تھی۔ آنحضرت ﷺ ہی وہ منصف مزاج وجود ہیں۔ جنہوں نے ظلم وستم سے بھرے اس جزیرے کو عدل وانصاف کا گہوارہ بنا کر دنیا کو ایک نمونہ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ سے یہ اعلان کروایا کہ:

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔ (المائدہ آیت: 9)

جنگ بدر کے مشرکین مکہ کے قیدیوں میں رسول کریم ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ بھی تھے۔ صحابہ نے حضرت عباسؓ سمیت تمام قیدیوں کی

مشکیں اچھی طرح کس دیں جس سے حضرت عباسؓ کراہنے لگے۔ آنحضرت ﷺ نے جب ان کے کراہنے کی آواز سنی تو آپؐ کو چچا کی تکلیف کی وجہ سے بے چینی سے نیند نہ آئی۔ انصار کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے حضرت عباسؓ کی مشکیں ڈھیلی کر دی، آنحضرت ﷺ کو علم ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ سارے قیدیوں کی مشکیں ڈھیلی کر دو۔ پھر انصار نے آنحضرت ﷺ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے عرض کی کہ ہم عباس کا فدیہ معاف کرتے ہیں تو آپؐ نے ان کی پیشکش قبول نہ فرمائی اور حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ اپنا اور اپنے بھائی عقیل، نوفل نیز اپنے حلیف عتبہ کا بھی فدیہ دیں کیونکہ آپ مالدار ہیں۔ چنانچہ انہوں نے چالیس اوقیہ فدیہ ادا کیا۔

(عمدۃ القاری شرح عینی جلد 18 صفحہ 116)

معاہدات کے ذریعہ
قیامِ امن

آنحضرت ﷺ کی تمام جنگیں دفاعی تھیں۔ آپؐ نے کبھی تلوار اٹھائی جب آپؐ کے اور آپ کی جماعت کے خلاف تلوار اٹھائی گئی۔ اس کے باوجود آپؐ امن کا پیغام دیتے رہے اور متعدد معاہدے صلح، امن اور آشتی کے قیام کے لئے فرمائے جن میں میثاق مدینہ اور صلح حدیبیہ کے علاوہ وفد نجران اور عیسائی قبیلہ بنی تغلب کے ساتھ بھی معاہدات امن شامل ہیں۔ ان معاہدات کی خلاف ورزیاں ہمیشہ مخالفین کی طرف سے ہوئیں خواہ ان کا تعلق مدینہ کے یہود کے ساتھ تھا، خواہ مشرکین مکہ کے ساتھ یا دیگر حلیف گروہوں سے۔

نجران کے عیسائیوں کے ساتھ جب معاہدہ طے پا گیا تو اس میں یہ ضمانت دی گئی کہ جزیہ کے عوض عیسائیوں کے مذہبی مقامات اور عبادت گاہوں کی حفاظت کی ذمہ داری مسلمانوں کی ہوگی اور عیسائیوں کی مذہبی آزادی کی ضمانت بھی دی گئی۔

(ابوداؤد کتاب الخراج باب فی اخذ الجزیہ)

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے زمانہ آغاز ہی سے معاہدات اور سمجھوتے کرنے اور انہیں ضبط تحریر میں لانے کے رواج کو ترقی دی۔ پھر معاہدات کرنے کے بعد ان کے احترام کو لازم گردانا، نیز مختلف علاقوں میں سفارتی نمائندے بھجوانے کا طریق رائج کیا۔ پھر یہ آنحضور ﷺ ہی تھے کہ جنہوں نے ابتداءً وہ قواعد مرتب کئے جو آج بین الاقوامی قانون کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔

سب سے بڑھ کر یہ کہ اسلامی شریعت میں قیام امن کے پیش نظر بین الاقوامی تنظیم کا ایک نہایت خوبصورت اور اتنا دلکش خاکہ بھی پیش کیا گیا ہے کہ اس کی نظیر پیش نہیں کی جا سکتی۔ سابقہ لیگ آف نیشنز اور موجودہ اقوام متحدہ بھی اسلام کے بیان کردہ اصولوں اور بلند معیار پر پوری طرح کامیاب نہیں ہو سکی ہیں۔ بین الاقوامی تنظیم کا یہ خاکہ قرآن مجید کی درج ذیل آیت میں بیان کیا گیا ہے:

اور اگر مومنوں میں سے دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرواؤ۔ پس اگر ان میں سے ایک دوسری کے خلاف سرکشی کرے تو جو زیادتی کر رہی ہے اس سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے فیصلہ کی طرف لوٹ آئے۔ پس اگر وہ لوٹ آئے تو ان دونوں کے درمیان عدل سے صلح کرواؤ اور انصاف کرو۔ یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ (الحجرات آیت:10)

حملے کے آغاز سے لے کر صلح ہونے تک جس طریق عمل پر کاربند ہونے کی تلقین کی گئی ہے وہ تمام کا تمام ایک بین الاقوامی قانون کے لب ولہجہ میں بیان کر دیا گیا ہے۔ اس کے اختتام پر جو ہدایات دی گئی ہیں وہ خاص اہمیت کی حامل ہیں۔ یہ لازمی قرار دیا گیا ہے کہ لڑائی کو ابتدائی سبب تک ہی محدود رکھا جائے حتیٰ کہ ظالم اور حملہ آور کے ساتھ بھی اچھے اور منصفانہ سلوک کی تلقین کی گئی ہے۔ پھر یہ بھی ہدایت ہے کہ حملہ آور کے ساتھ صلح اس نوعیت کی نہ کی جائے کہ جو بالآخر ایک اور جنگ کا پیش خیمہ ثابت ہو۔

رسول کریم ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر اس اصل کا نہایت شاندار مظاہرہ کیا۔ اہل مکہ نے حدیبیہ کے صلح نامہ کو توڑا تھا اس بناء پر آنحضرت ﷺ کو جنگ کرنے کا پورا حق حاصل تھا چنانچہ آپؐ نے مکہ پر چڑھائی کی اور خون کا ایک قطرہ بہائے بغیر اسے فتح کر لیا۔

میثاق مدینہ

مدینہ میں ہجرت کے بعد آنحضرت ﷺ نے امن قائم فرمانے کے لئے بنیادی اقدامات فرمائے اور مدینہ میں اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی۔ آپؐ نے مدینہ کے یہود کے ساتھ مدینہ کے معاملات چلانے کے لئے ایک امن معاہدہ فرمایا جو میثاق مدینہ کے نام سے معروف ہے۔

اس معاہدہ کے ذریعہ مدینہ کے قیام امن کے لئے مشترکہ کوشش کو تسلیم کیا گیا۔ مذہبی آزادی تسلیم کی گئی اور حملہ آوروں کا دفاع مل کر کرنے کا معاہدہ ہوا۔ اس معاہدہ کی رو سے جس طرح جنگ علیحدہ نہیں کی جا سکے گی اسی طرح بیرونی گروہوں اور قبائل کے ساتھ صلح کا معاہدہ بھی علیحدہ نہیں ہوگا بلکہ یہ معاہدات مل کر طے ہوں گے۔ بہرحال مدینہ میں قیام امن کے لئے یہ آنحضرت ﷺ کی ایک شاندار مثال تھی جس کے نتیجہ میں مدینہ امن کا گہوارہ بن گیا۔

صلح حدیبیہ

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو رؤیا کے ذریعہ خبر دی کہ آپ ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ خانہ کعبہ کا طواف کریں گے۔ اس رؤیا کا ذکر قرآن مجید میں سورۃ الفتح آیت میں بیان ہوا ہے۔ اس رؤیا میں یہ پیشگوئی فرمائی گئی تھی کہ حالت امن میں مسجد حرام میں آنحضرت ﷺ داخل ہوں گے اور صلح اور امن اور محبت کے ساتھ ہی دراصل فتح مکہ عمل میں آئے گی۔

باوجود رکاوٹوں کے اور ایسے حالات پیش آنے کے کہ جنگ ہو سکتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے امن کے راستے صلح کو اپنایا جو صلح حدیبیہ کے نام سے جانی جاتی ہے۔ اس تاریخی صلح امن میں شہزادہ امن آنحضرت ﷺ نے ہر قسم کے جذبات اور احساسات کی قربانی دی۔ شرائط صلح حدیبیہ کا تجزیہ کیا جائے تو ان میں اہل مکہ نے ڈھٹائی سے اپنے مفادات کا تحفظ کیا اور اپنی ہر بات منوائی لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے فتح مبین قرار دیا اور یہ اس بات کا ضامن تھا کہ مکہ جسے امن والی جگہ قرار دیا گیا ہے اس کی فتح بھی امن کے ساتھ ہوگی۔ آنحضور ﷺ نے صلح کی شرائط کے مطابق عمل کیا اور قربانی کے جانور ذبح کر کے واپس لوٹ آئے۔ امن، صلح اور معاہدات کی تاریخ میں ایسی مثال کا عشر عشیر بھی ملنا ممکن نہیں۔

عظیم الشان خطبہ
حجۃ الوداع

حجۃ الوداع کے تاریخی موقع پر آپ ﷺ نے جو خطبہ منیٰ میں ارشاد فرمایا وہ کل انسانیت کے لئے عالمگیر پیغام امن تھا اور آج بھی دنیا کے امن کا ضامن ہے۔ آپؐ کے اس خطبہ میں سے چند اقتباسات درج ذیل ہیں:

اے لوگو! جو کچھ میں تمہیں کہتا ہوں اسے غور سے سنو اور خوب یاد رکھو۔ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہو تم سب برابر ہو۔ تمام لوگ خواہ وہ کسی بھی قوم یا قبیلے سے تعلق رکھتے ہوں اور کسی بھی درجہ کے مالک ہوں سب آپس میں برابر ہیں۔

اس وقت رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں سے ملاتے ہوئے فرمایا:

جس طرح دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے کے برابر ہیں اسی طرح تمام بنی نوع انسان آپس میں برابر ہیں۔ کوئی شخص بھی دوسرے پر کسی امتیازی حق یا بڑائی کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ یاد رکھو تم سب بھائیوں کی طرح ہو۔

پھر مزید فرمایا:

جس طرح یہ مہینہ، یہ سرزمین اور یہ دن تمہارے لئے قابل احترام ہے بالکل اسی طرح خدا نے تم میں سے ہر شخص کی جان، مال اور عزت کو حرام قرار دیا ہے۔ کسی آدمی کی جان یا مال لینا یا اس کی عزت پر حملہ کرنا ایسا ہی ظلم اور ایسی ہی معصیت ہے جیسا کہ اس دن یا اس مہینے اور اس سرزمین کی حرمت کو توڑنا۔ جو کچھ حکم میں آج تمہیں دیتا ہوں اسے صرف آج کے دن کے لئے ہی نہ سمجھو بلکہ وہ ہمیشہ کے لئے ہے اس کو یاد رکھو اور اس پر عمل کرتے چلے جاؤ یہاں تک کہ تم اس جہان کو چھوڑ کر خالق حقیقی سے ملنے کے لئے دوسرے جہان کی طرف کوچ کرو۔

(بحوالہ الفرقان جولائی 1956ء صفحہ 20,19)

رحمۃٌ للعالمین ﷺ
غیروں کی نظر میں

سوامی لکشمن پرشاد ایک نوجوان ہندو مصنف اپنی کتاب عرب کا چاند میں لکھتے ہیں:

پیغامبر امن کے دل کی عمیق ترین گہرائیوں میں صلح و آشتی کے جذبات کا ایک بحر بیکراں موجزن تھا۔ مندرجہ ذیل دو باتیں بھی اسی بحر کی دوامن پاش لہریں ہیں۔ نگارش معاہدہ کی خدمت حضرت علیؓ کے سپرد ہوئی آپؐ نے حسب قاعدہ اسلامی بسم اللہ...... سے آغاز کیا تو سہیل بن عمرو معترض ہوا کہ عرب کے قدیم طرز نگارش کو ملحوظ رکھتے ہوئے باسمك اللّٰهم سے شروع کرو۔ ہم تمہارے اس اسلامی قاعدے کو تسلیم نہیں کرتے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اچھا علی جس طرح یہ چاہتے ہیں اسی طرح لکھ دو۔ حضرت علیؓ نے قدیم روش کے مطابق معاہدہ کی پیشانی پر باسمك اللّٰهم لکھ دیا اس کے بعد معاہدہ کی شرائط میں جب آنحضرت ﷺ کا نام محمد رسول اللہ ﷺ لکھا تو سہیل بن عمرو نے اس پر بھی اعتراض کیا کہ محمد رسول اللہ ﷺ مت لکھو فقط محمد بن عبداللہ لکھو کہ یہی بات تو بنائے مخاصمت ہے اگر محمد ﷺ کو رسول اللہ تسلیم کر لیں تو پھر مصالحت ہی نہ ہو جائے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا سہیل تم میری تکذیب کرتے ہو مگر خدا کی قسم میں اللہ کا رسول ہوں اس کے بعد حضرت علیؓ سے فرمایا کہ رسول اللہ کے لفظ کو قلم زن کر دو اور اس کی بجائے بن عبداللہ لکھ دو مگر حضرت علیؓ کی محبت فراواں نے جو آپؐ کو آنحضرت ﷺ سے وابستہ کئے ہوئے تھی اس بات کو گوارا نہ کیا کہ وہ اپنے ہاتھ سے رسول اللہ کے لفظ پر قلم پھیر دے جب حضرت علیؓ متامل نظر آئے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے دکھاؤ کہ وہ لفظ کہاں ہے میں خود اس کو قلم زن کئے دیتا ہوں۔ حضرت علیؓ نے اس مقام پر انگلی رکھ دی جہاں رسول اللہ کا لفظ لکھا ہوا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے خود قلم اٹھا کر صلح و آشتی کی خاطر اس لفظ کو کاٹ دیا۔ آہ جذبہ مصالحت کا کس قدر فقید المثال نمونہ!

(عرب کا چاند از سوامی لکشمن پرشاد صفحہ 374 مطبوعہ المطبعۃ العربیہ لاہور)

ٹالسٹائی روس کا مشہور مؤرخ ہے۔ آنحضرت ﷺ کی تعریف میں یوں رطب اللسان ہے:

حضرت محمد خلیق، متواضع، روشن خیال اور صاحبِ بصیرت تھے۔ آپؐ لوگوں سے عمدہ برتاؤ کرتے تھے۔ آپؐ کی طبیعت اصلاح اور دینی مباحثات کی طرف شروع سے ہی مائل تھی۔

(بحوالہ الفرقان جنوری، فروری 1960ء)

مسٹر اسٹینلی بڑا عالم مصنف اسپیچز آف محمد میں لکھتا ہے:

محمدؐ کی شخصیت رحم و شجاعت کا حیرت انگیز مجموعہ ہے۔ آپؐ کئی سال تن تنہا عربوں کی مخالفت کا مقابلہ کرتے رہے۔ آپؐ اتنے خوش خلق تھے کہ ہر

ادنیٰ و اعلیٰ سے محبت سے پیش آتے۔ غیروں کے ساتھ ہمیشہ شفقت کرتے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپؐ کی عظیم الشان فیاضی، بہادری واستقلال اور بے غرضانہ محبت بلاشبہ قابل تعریف ہے اور آپؐ پر عیش پسندی، ظلم وغیرہ کی تہمتیں لگائی جاتی ہیں ہم تحقیق کی بناء پر کہتے ہیں کہ یہ سب بے بنیاد ہے۔

(بحوالہ الفرقان جنوری فروری 1960ء)

جارج برناڈ شا لکھتے ہیں:۔

حضرت محمدؐ کو انسانوں کا نجات دہندہ کہنا چاہئے۔ میں یہ یقین رکھتا ہوں کہ اگر ان جیسے شخص کو اس زمانہ میں متمدن دنیا کی ڈکٹیٹر شپ سونپی جائے تو وہ اس کی بہت سی مشکلات کے حل میں ایسے طریق پر کامیاب ہوجائے گا جس سے مطلوبہ امن اور سلامتی حاصل ہوجائے۔

(دی جینوئن اسلام، بحوالہ الفرقان جنوری فروری 1960ء)

پروفیسر شانتارام ایم اے اندر کالج بمبئی نے لکھا ہے کہ:

محمد صاحب ایسے مہا پرش تھے کہ ان کے مقابلہ کا اوتار رُوئے زمین کی تاریخ میں نظر نہیں آیا۔ حضرت محمدؐ بہت بڑے ریفارمر ہیں۔ آپؐ نے ہی اخلاق، محبت ومساوات کی روشنی پھیلائی اور غریبوں کی مظلومیت کا خاتمہ کردیا۔

(بحوالہ الفرقان جنوری فروری 1960ء)

وفود کے لئے امن کی تحریر

بعض وفود کی واپسی پر آنحضرت ﷺ نے ان کے لئے امن کی تحریرات لکھ کر دیں جن کا بنیادی مقصد ان وفود کی جان ومال کی حفاظت تھا۔ وفد بنی بارقا جب اسلام لایا تو آنحضرت ﷺ نے انہیں امن کی ایک تحریر لکھ کر دی جو کچھ اس طرح تھی کہ یہ فرمان محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بارقا کے لئے ہے۔ نہ تو بارقا کی اجازت کے بغیر ان کے پھل کاٹے جائیں گے اور نہ ہی جاڑے اور گرمی میں ان کے علاقہ میں مویشی چرائے جائیں گے۔ جو مسلمان چراگاہ نہ ہونے کے سبب یا خودرو گھاس چرانے کے لئے ان کے پاس سے گزرے تو بارقا تین دن کیلئے ان کی مہمان نوازی کریں گے۔ اگر بارقا کے پھل پک کر گر پڑیں گے تو مسافر کو صرف شکم سیر کرنے کے لئے پھل حاصل کرنے کی اجازت ہوگی۔

اس فرمان رسول ﷺ پر ابوعبیدہ بن الجراحؓ اور حذیفہ بن یمانؓ نے بطور گواہ دستخط کئے اور اسے ابی ابن کعبؓ نے رقم کیا۔

حضرت حرث بن حسانؓ اور حضرت قیلہؓ جو کہ وفد بنی شیبان سے تعلق رکھتے تھے جب مسلمان ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے حضرت قیلہؓ اور ان کی بیٹیوں کے لئے سرخ چمڑے پر ایک تحریر لکھوا کر عنایت فرمائی۔ اس دستاویز کا مضمون یہ تھا کہ ان کی حق تلفی نہ کی جائے، ان سے زبردستی نکاح نہ کیا جائے، اور ہر مومن مسلمان ان کا مددگار رہے۔ تم نیک کام کرو اور برے کاموں سے اجتناب کرو۔

ان وفود کے علاوہ آنحضرت ﷺ نے اور وفود کو بھی امن کی تحریرات لکھ کر عنایت فرمائیں جن میں وفد بنی جذام، وفد بنی جرم، وفد بنی جعدہ، وفد بنی کلب، وفد بنی رہاوبین، وفد بنی حوان اور وفد بنی ثمالہ وغیرہ شامل ہیں۔

(تاریخ ابن خلدون حصہ اول صفحہ 198)

پس اگر آج بھی دنیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات اور آپؐ کے بیان فرمودہ عظیم الشان اصولوں پر ایمان لائے اور ان پر سچائی سے عمل کرے تو یہ دنیا جو آج نہایت بری طرح بدامنی اور بے چینی اور بدحالی کا شکار ہو رہی ہے محض خدا کے فضل اور رحم سے امن اور چین اور سکون پا سکتی ہے۔

خالص سونے کے زیورات
Ph:6212868
Res:6212867
Mob: 0333-6706870
فینسی جیولرز
میاں اظہر
میاں مظہر احمد
محسن مارکیٹ
قصیٰ روڈ ربوہ

چلتے پھرتے بروکروں سے سیمپل اور ریٹ لیں۔
وہی ورائٹی ہم سے 50 پیسے یا 1 روپیہ کم ریٹ میں لیں
گنیا (معیاری پیائش) کی گارنٹی کے ساتھ
ہماری خواہش ہے کہ آپ کی لاعلمی کی وجہ سے کوئی ناجائز فائدہ نہ اٹھا سکے۔ سرامکس ٹائل بھی دستیاب ہے۔
اظہر ماربل فیکٹری
15/5 باب الابواب درہ سٹاپ ربوہ
موبائل: 03336174313

جینٹس، بوائز، شلوار قمیص، ویسکوٹ
گرلز سوٹ 1 سال تا 38 سائز، لیڈیز کیلئے ٹراوزر، بیشمار ورائٹی
رینبو فیشن
ریلوے روڈ ربوہ
6214377
طالب دعا: آفتاب احمد خان

گارڈر۔ سریا۔ ٹی آئرن۔ پلاسٹک رنگ وروغن۔ دروازے
چوہدری آئرن سٹور
بیرون غلہ منڈی سرگودھا
طالب دعا: چوہدری محمود احمد: 048-3713984

ہمارے ہاں ہر قسم کی کمپنی کی بیٹری۔ ٹائر سولر سسٹم، UPS اور کنورٹر دستیاب ہیں۔
ربوہ بیٹری ٹائر اینڈ سولر سسٹم
ریلوے روڈ۔ ربوہ
طالب دعا: محمد ارشد رشید: 0344-7805861
مدثر علی: 0300-7713794

ہول سیل، شادی کارڈ بکس بورڈ، لفافے، پیپرز، روٹا سپیئر پارٹس، ربڑ رولے، پینا فلیکس
اعوان پرنٹنگ میٹریل
پریس روڈ بلاک 14 سرگودھا
طالب دعا
048-3718005
ملک محمد امجد: 0321-6014084
ملک محمد ارشد: 0321-6019259

فیصل آباد میں آپ کی اپنی دکان
عزیز کلاتھ وشال ہاؤس
لیڈیز وجینٹس سوٹنگ، شادی بیاہ کی فینسی وکامدار ورائٹی
پاکستان وامپورٹڈ شالیں، سکارف جرسی سویٹر، تولیہ
بنیان وجراب کی مکمل ورائٹی کا مرکز
کارنر بھوانہ بازار۔ چوک گھنٹہ گھر۔ فیصل آباد
041-2604424,0333-6593422
0300-9651583

ہم اپنے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے اپنے نہایت ہی پیارے حضور کی صحت وسلامتی اور فعال درازی عمر کے لئے دعا گو ہیں۔

☆ قائد ضلع واراکین عاملہ ضلع وقائدین خدام الاحمدیہ ضلع واراکین خدام الاحمدیہ ضلع و اراکین اطفال الاحمدیہ ضلع
ڈیرہ غازی خاں ضلع

VINYL CENTER
Wall Paper
Window Blinds
Glass Paper
Vinyle Tiles
False Ceiling
PVC Paneling
Curtain Cloth
12-13-LG, Glamour 1 Plaza
Township, Lahore.
: 042-35151360
Mobile: 0300-4122757
0321-4251115
Email:vinylcener@yahpp.com
Interiors
A Faizan Butt

Food Club SINCE 1945
طور تسلی کے لایا

سول ڈسٹری بیوٹرز
الحسیب ٹریڈرز
1712 کچہری روڈ ملتان فون نمبر 061-4570602

ہر قسم کے چاول کی اعلیٰ ورائٹی کا مرکز
فوزیہ طاہر رائس ملز
مرید کے روڈ نارووال چوک داتا زید کا ضلع سیالکوٹ
طالب دعا: طاہر احمد باجوہ۔ مبشر احمد باجوہ
موبائل: 0345-63677750 آفس: 052-6632317

ہم اپنے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے اپنے نہایت ہی پیارے حضور کی صحت وسلامتی اور فعال درازی عمر کے لئے دعا گو ہیں۔

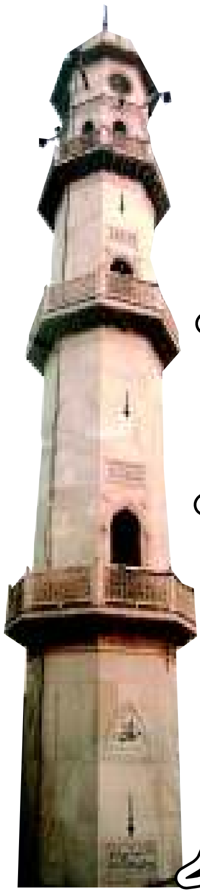

شہزاد احمد سلیم

قائد ضلع و اراکین عاملہ ضلع و

اراکین خدام الاحمدیہ ضلع و

اراکین اطفال الاحمدیہ ضلع و

قائدین مجالس ضلع بہاولنگر

ہم اپنے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے اپنے نہایت ہی پیارے حضور کی صحت وسلامتی اور فعال درازی عمر کے لئے دعا گو ہیں۔

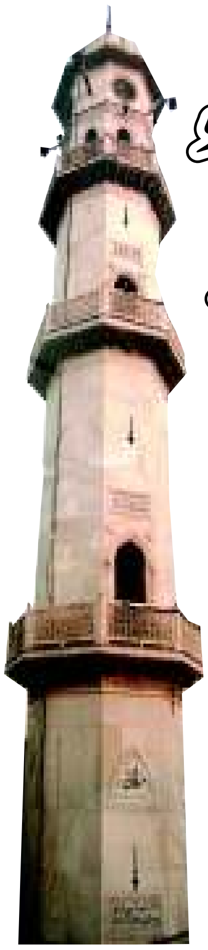

امیر ضلع و اراکین عاملہ ضلع و

مربیان ضلع و معلمین ضلع و

صدران جماعت ہائے

احمدیہ ضلع و اراکین

جماعت ہائے احمدیہ

ضلع مظفر گڑھ

ہر قسم کے چاول کی

اعلیٰ کوالٹی کا واحد مرکز

شاہین رائس ملز

غلہ منڈی کوٹلی باوا فقیر چند تحصیل پسرور (سیالکوٹ)

طالب دعا

عبدالحمید بٹ ولد میاں محمد صادق صاحب 0301-6604208

شہباز احمد بٹ ولد میاں عطاء اللہ بٹ صاحب

ممتاز احمد بٹ ولد میاں عطاء اللہ بٹ صاحب 0300-6403332

عنصر حمید بٹ ولد عبدالحمید بٹ صاحب 0347-5777577

شاکر حمید بٹ ولد عبدالحمید بٹ صاحب Office:0526599332

ہمارے واسطے یہ سال رحمت ہو بشارت ہو

الرفیع بینکوئیٹ ہال

فل ائیر کنڈیشنڈ ● فیکٹری ایریا حلقہ سلام ربوہ ● تمام سہولیات کے ساتھ

ربوہ کا پہلا شادی ہال جس میں مردوں اور خواتین کیلئے علیحدہ ہال

رشید برادرز

گولبازار ربوہ

Hall: 047-6216041
Shop: 047-6211584

Aleem uddin
0300-7713128
Rasheed uddin
0300-4966814

مکرم شیخ مسعود احمد صاحب

ہر زمانے کا معشوق۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم

امت محمدیہ کے 14 صدیوں کے عشاق کا عربی منظوم کلام

انسانی فطرت میں ہے کہ وہ اپنے محبوب سے اپنے عشق کا اظہار مختلف انداز میں کرتا ہے کبھی وہ اس کے گلی کوچوں کا چکر لگاتا ہے تو کبھی وہ اس کے لباس کو چومتا ہے تو کبھی اس کے درودیوار کے گرد دیوانہ وار طواف کرتا ہے۔ ہر عاشق اپنے مزاج اور طبیعت کے مطابق اپنے محبوب کی صفات کو اور اس کے حسن و جمال کو اپنے الفاظ میں بیان کرنے کی کوشش میں محو رہتا ہے۔ اگر نثر نگاری سے شغف ہے تو اسے اپنے مضامین کا موضوع بنائے گا اور اگر وہ شاعر ہے تو اپنی شاعری کے ذریعے اس کے محاسن کو اجاگر کرنے کی کوشش کرے گا۔

عاشق شعراء کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ایک وہ جو ظاہری حسن و جمال کے جلووں کو دیکھ کر عشق مجازی کے پھندوں میں اپنا آپ کھو دیتے ہیں اور دوسرے وہ جو اس حسن و جمال میں حقیقی خالق کے پرتَو کو دیکھتے ہیں اور عشق حقیقی کے دائرہ میں طواف کرتے ہیں یہ عشاق جہاں اپنے حقیقی خالق کے عشق میں گرفتار ہوتے اور اس کی توصیف میں اپنا آپ کھوتے ہیں وہاں وہ ہر اس چیز سے اور ہر اس مقرب سے محبت کرتے ہیں جن پر ان کے محبوب کی نظر کرم ہو۔

تمام انبیاء کے عشاق رہے ہوں گے اور انہوں نے ان کی مدح سرائی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی ہوگی چاہے ہم تک ان کا کلام نہ بھی پہنچا ہو۔ لیکن اس میں دو رائے نہیں کہ ادوار سابقہ میں جو مدح بھی کی جاتی رہی ہے وہ اس مدح کے مقابل پر کمیت اور کیفیت میں عشر عشیر بھی نہیں جو آقائے دو جہاں ﷺ کے لئے ان کے غلامان نے کی ہے۔ اگر ان عشاق کے صرف نام ہی لکھے جائیں تو کئی مجلدات بھی ان کا احاطہ کرنے سے قاصر رہیں گی چہ جائیکہ ان لوگوں کے اسماء کو بھی شامل کیا جائے جو ہم تک نہیں پہنچ سکے۔

سو آنحضور ﷺ کی شان اور مرتبہ کو منظوم صورت میں بیان کرنے کی ہر زمان و مکاں میں کوشش کی گئی ہے، کیا عرب اور کیا عجم، کیا حجازی اور کیا شامی، کیا ہندی اور کیا فارسی، کیا یمنی اور کیا بخاری سبھی نے اپنے اپنے انداز اور اپنی اپنی زبان میں اپنے آقا کی خدمت میں نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے اور یہ ایک ایسا وسیع میدان ہے کہ جس کا احاطہ کرنا مشکل ترین کاموں میں سے ہے۔ اس لئے خاکسار یہاں صرف ان شعراء کے کلام کا ذکر کرے گا جنہوں نے اپنے پیارے آقا کی زبان میں یعنی عربی میں آپ کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

حضرت حسانؓ بن ثابت کو شاعر رسول کا خطاب ملا اور وہ پہلے شاعر تھے جن کو آنحضور ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ

''اُهْجُ قُرَيْشاً فَاِنَّهُ اَشَقُّ عَلَيْهَا مِنْ رَشْقٍ بِالنَّبل'' تم قریش کی ہجو کرو تمہارا ایسا کرنا ان کو تیروں کے زخم سے زیادہ تکلیف دہ ہے۔ بعض روایات کے مطابق آپ ﷺ نے ان کو یہ دعا بھی دی کہ روح القدس آپ کی مدد کرے۔

ان کے علاوہ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ، کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور فتح مکہ کے بعد حضرت کعبؓ بن زہیر بھی اس بابرکت گروہ میں شامل ہو گئے۔ اگرچہ دور نبوی میں ہمیں بعض ایسے صحابہ وصحابیات کے اشعار بھی ملتے ہیں جو کہ باقاعدہ شاعر نہ تھے۔ جن سے ان کا پیارے نبی ﷺ کی ذات پاک سے بے پناہ عشق کا اظہار ہوتا ہے اور ان کے اشعار ان کے سچے جذبات کی نمائندگی کرتے ہیں۔

خلافت راشدہ کے بعد دور امیہ اور عباسیہ میں اس میں یہ تغیر آیا کہ اس دور کے حکمرانوں کی تعریف و تمجید کے ضمن میں مدحت رسول ﷺ بیان ہوتی۔

ان ہر دو ادوار کے بعد ساتویں صدی ہجری کے اختتام اور آٹھویں صدی ہجری کے آغاز پر مدح رسول ﷺ کا ایک روشن باب شروع ہوا یعنی امام بوصیری افق عشاق رسول ﷺ پہ ظاہر ہوئے اور انہوں نے وہ شاہکار قصیدہ لکھا جسے قصیدہ بردہ کہتے ہیں اور جو پچھلے ہر دو ادوار سے ہر لحاظ سے ہٹ کر اور اس زمانہ کے لحاظ سے بے مثل قصیدہ تھا۔ ان کے اس قصیدہ نے اس دور میں مدحت رسول ﷺ کو ایک نئی جہت سے روشناس کرایا۔

جدید دور میں احمد شوقی، البارودی، احمد محرم اور نزار قبانی وغیرہ نے نذرانہ ہائے عقیدت پیش کئے۔

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ نعت میں لکھے گئے اکثر قصائد بحر بسیط اور اس کے بعد بحر کامل میں لکھے گئے ہیں۔

ان قصائد کا مطالعہ کریں تو معلوم پڑتا ہے کہ شعراء کرام نے آنحضور ﷺ کی ذات بابرکات کو سخی اور سخاوت میں سب سے بڑھ کر قرار دیا ہے اور آپ کی جود و کرم کے گن گائے ہیں لیکن یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ سخاوت سے یہاں دو پہلو مراد ہیں ایک مال بانٹنا دوسرا غلطیوں کو معاف کرنا۔ جیسا کہ فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے قریش مکہ سے استفسار کیا کہ بتاؤ تم مجھ سے کس سلوک کی توقع رکھتے ہو تو انہوں نے جواب دیا کہ ''اَخٌ كَرِيْمٌ وَابْنُ اَخٍ كَرِيْمٍ'' کہ آپ خود سخی ہیں اور ایک سخی باپ کے بیٹے ہیں، یعنی بخشنے والے ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے عام معافی کا اعلان فرمایا۔

روضہ رسالت مآب ﷺ کی بیرونی دیوار کی جالیوں پر کندہ نعتیہ اشعار حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں علامہ العتبی سے روایت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ **ایک بدو روضہ مبارک پر آیا اور اس نے یہ اشعار پڑھے** جو کہ اب وہاں کندہ ہیں۔

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُهُ   فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالاَكَمُ
نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهُ   فِيْهِ الْعَفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ

ترجمہ: اے بہتر ان سب سے جن کے اجساد شریفہ خاک میں مدفون ہوئے ہیں اور ان کی خوشبو سے جنگل اور پہاڑ مہک گئے ہیں میری جان اس پاک قبر پر فدا جس میں آپ سکونت فرما ہیں اس قبر شریف میں پرہیزگاری ہے اور اسی میں جود و کرم ہے۔

عصر صدر الاسلام (آنحضور ﷺ کی بعثت سے لے کر حضرت علیؓ کی شہادت 40ھ/660ء تک)

ابوطالب بن عبدالمطلب (وفات 620ء)

وَدَعَوْتَنِي وَزَعَمْتَ اِنَّکَ نَاصِحِي   وَلَقَدْ صَدَقْتَ وَكُنْتَ ثَمَّ اَمِيْنَا

اور تو نے مجھے دعوت دی اور تیرا خیال ہے کہ تو میرا خیر خواہ ہے تو نے سچ کہا اور پھر تو تو ایک امانت دار (مشہور) رہ چکا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ (وفات 13ھ)

فَيَا عَيْنِي ابْكِي وَلَا تَسْاَمِي   وَحَقَّ الْبُكَاءُ عَلَى السَّيِّدِ

تو اے میری آنکھ آنسو بہا اور نہ تھک۔ اپنے سردار پر آنسو بہانا تو لازم آچکا۔

حضرت علیؓ مرتضیٰ (وفات 40ھ)

وَكَانَ لَنَا كَالْحِصْنِ مِنْ دُوْنِ اَهْلِهِ   لَهُ مَعْقِلٌ حِرْزٌ حَرِيْزٌ مِنَ الْعِدَى

رسول اللہ ﷺ ہمارے لئے ایک مضبوط قلعہ تھے کہ ہر دشمن سے پناہ اور حفاظت حاصل ہوتی تھی

فَيَا خَيْرَ مَنْ ضَمَّ الْجَوَانِحَ وَالْحَشَا   وَيَا خَيْرَ مَيْتٍ ضَمَّهُ التُّرْبُ وَالثَّرَى

انسانی بدن اور اس کے پہلو جتنی شخصیتوں کو اپنے میں پنہاں کئے ہوئے ہیں ان میں سب سے بہتر آپ ﷺ ہیں اور آپ ﷺ مرنے والوں میں جن کو خاک نے چھپالیا ہے سب سے بہتر ہیں۔

حضرت حمزہؓ ابن عبدالمطلب (وفات 3ھ)

وَاَحْمَدَ مُصْطَفًى فِيْنَا مُطَاعًا   فَلَا تَغْشُوْهُ بِالْقَوْلِ الْعَنِيْفِ

اور احمد ﷺ ہم میں برگزیدہ ہیں جن کی اطاعت کی جاتی ہے لہٰذا تم ان کے سامنے نا ملائم لفظ بھی منہ سے نہ نکالنا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ (وفات 58ھ)

فَمَنْ كَانَ اَوْ مَنْ قَدْ يَكُوْنُ كَاَحْمَدَ   نِظَامٌ لِحَقٍّ اَوْ نَكَالٌ لِمُلْحِدِ

احمد مجتبیٰ ﷺ کے جیسا کون تھا اور کون ہوگا حق نظام قائم کرنے والا اور ملحدوں کو سراپا عبرت بنا دینے والا۔

حضرت فاطمۃ الزہراء (وفات 11ھ)

صُبَّتْ عَلَيَّ مَصَائِبُ لَوْ اَنَّهَا   صُبَّتْ عَلَى الْاَيَامِ عُدْنَ لَيَالِيَا

(آنحضور ﷺ کی جدائی میں) وہ مصیبتیں مجھ پر ٹوٹی ہیں کہ اگر یہ مصیبتیں ''دنوں'' پر ٹوٹتیں تو دن ''راتوں'' میں تبدیل ہو جاتے۔

حضرت حسان بن ثابتؓ (وفات 54ھ)

وَاَحْسَنُ مِنْکَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي   وَاَجْمَلُ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّءًا مِنْ كُلِّ عَيْبٍ   كَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

آپ سے حسین میں نے کبھی نہیں دیکھا اور نہ ہی کسی عورت نے آپ جیسے خوبصورت کو جنا۔ آپ ہر قسم کے عیب سے منزہ اس طرح پیدا ہوئے ہیں گویا کہ آپ نے جس طرح چاہا ویسے ہی پیدا ہو گئے۔

وَاللّٰهِ رَبِّي لَا نُفَارِقُ مَاجِدًا   عَفَّ الْخَلِيْقَةِ مَاجِدَ الْاَجْدَادِ
مُتَكَرِّمًا يَدْعُوْ اِلَى رَبِّ الْعُلِى   بَذْلَ النَّصِيْحَةِ رَافِعَ الْاَعْمَادِ
مِثْلَ الْهِلَالِ مُبَارَكًا ذَا رَحْمَةٍ   سَمْحَ الْخَلِيْقَةِ طَيِّبَ الْاَعْوَادِ

بخدا ہم اس ذات گرامی سے روگردانی نہیں کریں گے جو تمام مخلوقات میں سے سب سے زیادہ پاکباز اسلاف کے لئے قابل فخر ہے۔ احسان فرمانے والے، خدائے بزرگ و برتر کی طرف بلانے والے، خیر خواہ، بڑے سیر چشم اور بامروت۔ مہ نو کی طرح بابرکت، سراپا رحمت، نرم خو اور عالی نسب ہیں۔

حضرت کعبؓ بن زہیر (وفات 24ھ)

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَسَيْفٌ يُسْتَضَاءُ بِهِ   مُهَنَّدٌ مِنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ مَسْلُوْلُ

بیشک رسول اللہ ﷺ وہ سیف ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک سونتی ہوئی تلوار ہیں۔

حضرت کعب بن مالکؓ (وفات 50ھ)

رَئِیْسُھُمُ النَّبِیُّ وَکَانَ صُلْباً   نَقِيَّ الْقَلْبِ مُصْطَبِراً عَزُوْفاً
رَشِیْدُ الْاَمْرِ ذُوْ حُکْمٍ وَعِلْمٍ   وَحِلْمٍ لَمْ یَکُنْ نَزِقاً خَفِیْفاً

ان جواں مردوں کے سردار رسول اللہ ﷺ ہیں جو ایک پختہ کار انسان ہیں، دل کے پاک، صبر کرنے والے، پست باتوں سے بہت بلند۔ جن کا معاملہ بہت سلجھا ہوا ہے، تدبر، علم اور بردباری والے، اوچھی باتوں اور ہلکے پن سے بہت دور۔

اَلْحَقُّ مَنْطِقُهُ وَالْعَدْلُ سِیْرَتُهُ   فَمَنْ یُجِبْهُ اِلَیْهِ یَنْجُ مِنْ تَبَبِ
نَجْدُ الْمُقَدَّمِ مَاضِي الْهَمِّ مُعْتَزِمٌ   حِیْنَ الْقُلُوْبُ عَلَی رَجْفٍ مِنَ الرُّعُبِ
یَمْضِي وَیَذْمُرُنَا عَنْ غَیْرِ مَعْصِیَةٍ   کَاَنَّهُ الْبَدْرُ لَمْ یُطْبَعْ عَلَی الْکَذِبِ

ان کی بات حق ہے، ان کی سیرت عدل ہے، جس نے ان کی پیروی کی ہلاکت سے نجات پا گیا۔

جبکہ (جنگ کی ہولناکیوں سے) رعب سے لوگوں کو دل دھڑکنے لگتے ہوں اس وقت آپ ﷺ بیباکی سے آگے بڑھنے والے، عزم وہمت کے دھنی اور ارادہ کے مضبوط نظر آتے ہیں۔ خود آگے بڑھتے ہیں اور ہمیں للکارتے ہیں اور یہ للکارنا معصیت کا نہیں ہوتا گویا کہ وہ ماہ تمام ہیں، جھوٹ سے تو ان کی سرشت پاک ہے۔

حضرت عباس بن مرداسؓ (وفات 18ھ)

رَاَیْتُکَ یَا خَیْرَ الْبَرِیَّةِ کُلِّهَا   نَشَرْتَ کِتَاباً جَاءَ بِالْحَقِّ مُعْلَمَا

اے کائنات ارضی کی سب سے بہتر متاع! میں نے دیکھ لیا کہ آپ ﷺ نے وہ احکام الٰہی پھیلائے جس نے حق کو بالکل آشکار کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ (وفات 8ھ)

رُوْحِي الْفِدَاءُ لِمَنْ اَخْلَاقُهُ شَهِدَتْ   بِاَنَّهُ خَیْرُ مَوْلُوْدٍ مِنَ الْبَشَرِ

میری روح قربان ہو اس ذات پر جس کے اخلاق اس بات پر شاہد ہیں کہ وہ بنی نوع انسان میں سب سے بہتر فرد ہیں۔

وَفِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ یَتْلُوْ کِتَابَهُ   اِذَا انْشَقَّ مَعْرُوْفٌ مِنَ الفجر سَاطِعُ

ہمارے درمیان اللہ کے رسول ﷺ ہیں، جو اللہ کی کتاب اس وقت تلاوت کرتے ہیں، جب صبح کی روشنی نمودار ہوتی ہے۔

یَبِیْتُ یُجَافِي جَنْبَهُ عَنْ فِرَاشِهِ   اِذَا اسْتُثْقِلَتْ بِالْمُشْرِکِیْنَ الْمَضَاجِعُ

وہ راتیں اس طرح گزارتے ہیں کہ جسم پاک بستر سے علیحدہ رہتا ہے، جبکہ مشرکین کے بوجھ سے بستر بھی پناہ مانگتے ہیں۔

حضرت میمون بن قیس المعروف اعشیٰ قیس (وفات 7ھ)

لَهُ صَدَقَاتٌ مَا تُغِبُّ وَ نَائِلُ   وَلَیْسَ عَطَاءُ الْیَوْمِ مَانِعُهُ غَدَا

ان کے احسانات مسلسل ہوتے ہیں، جن میں ناغہ نہیں ہوتا، بلکہ ان کے یہاں سے بٹنے والی خیرات کم نہیں ہوتی۔ کسی عنایت میں کمی اس لئے نہیں ہوتی کہ گذشتہ روز وہ کی جا چکی ہے۔

حضرت ابوسفیانؓ بن حارث (وفات 20ھ)

فَلَمْ نَرَ مِثْلَهُ فِي النَّاسِ حَیًّا   وَلَیْسَ لَهُ مِنَ الْمَوْتَی عَدِیْلُ

ہم نے کسی زندہ کو ان کے جیسا نہیں پایا اور نہ وفات پانے والوں میں ان کا کوئی ہمسر ہے۔

عصر اموی (حضرت علیؓ کی شہادت سے لیکر عباسی خلافت کے قیام تک 41ھ تا 132ھ / 661ء تا 750ء)

اس زمانہ میں مسلمان کئی گروہوں میں بٹ گئے کوئی بنو امیہ کے حکمرانوں کی مدح میں لگ گیا تو کوئی ان کے مخالفین کی حمایت میں۔ اس دور میں حکمرانوں یا اہل بیت کی تعریف کے دوران ان کی بڑائی کے بیان کے لئے ضمناً آنحضور ﷺ کا ذکر کیا جاتا رہا۔

مثلاً کہا جاتا ہے کہ جب ہشام بن عبدالملک نے اپنے باپ یا بھائی کے دور حکمرانی میں حج کیا تو طواف کعبہ کے دوران وہ لوگوں کی کثرت کی وجہ سے حجر اسود کو بوسہ نہ دے سکا اسی اثناء میں حضرت امام زین العابدین رحمہ اللہ تعالیٰ تشریف لائے تو لوگوں نے آپ کے لئے جگہ بنا کر راستہ دے دیا اس پر ایک درباری نے ہشام سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ ہشام نے طنزاً کہا کہ میں نہیں جانتا۔ اس پر فرزدق شاعر نے یہ اشعار کہے۔

کمیت بن زید اسدی (وفات 126ھ)

هَذَا الَّذِي تَعْرِفُ الْبَطْحَاءُ وَطْاَتَهُ   وَالْبَیْتُ یَعْرِفُهُ وَالْحِلُّ وَالْحَرَمُ

یہ وہ شخص ہیں جن کے قدموں کی چاپ کو وادی بطحا بھی پہچانتی ہے اور بیت حرام بھی اسے پہچانتا ہے اور حرم (کے علاقہ کے رہنے والے) بھی اور حرم سے باہر کے (علاقہ میں رہنے والے) بھی۔

مندرجہ ذیل اشعار آنحضور ﷺ کی خالص مدح میں شمار کیے جاتے ہیں۔

وَاَنْتَ اَمِیْنُ اللّٰهِ فِي النَّاسِ کُلِّهِمْ   عَلَیْهَا وَ فِیْهَا احْتَارَ شَرْقٌ وَ مَغْرِبُ
فَبُوْرِکْتَ مَوْلُوْداًوَبُوْرِکْتَ نَاشِئاً   وَبُوْرِکْتَ عِنْدَ الشَّیْبِ اِذْ اَنْتَ اَشْیَبُ
وَبُوْرِکَ قَبْرٌاَنْتَ فِیْهِ وَبُوْرِکَتْ   بِهِ وَلَهُ اَهْلٌ لِذَلِکَ یَثْرِبُ

آپ ﷺ تمام لوگوں میں اللہ تعالیٰ کے امین ہیں، اور شرق وغرب کے زندہ اور وفات یافتہ لوگ حیران ہیں۔ آپ ﷺ پیدائش کے وقت اور نشوونما پاتے ہوئے بھی برکت یافتہ تھے آپ ﷺ جوانی اور بڑی عمر میں بھی برکت یافتہ تھے۔ وہ قبر بھی مبارک ہوگئی جس میں آپ ﷺ مدفون ہیں اور آپ ﷺ کی وجہ سے اور آپ ﷺ کے لئے تمام دنیا اور خاص طور پر یثرب (مدینہ منورہ) برکت والی ہوگئی۔

عصر عباسی (ہلاکو کے ہاتھوں بغداد کی تباہی تک 132ھ تا 656ھ / 750ء تا 1258ء)

حضرت امام ابوحنیفہؒ کوفی (وفات 150ھ)

عَنْ وَصْفِکَ الشُّعَرَاءُ یَا مُدَّثِّرُ   عَجَزُوْا وَکَلُّوْا مِنْ صِفَاتِ عُلَاکَ
اَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْکَ وَلَمْ یَکُنْ   لِاَبِي حَنِیْفَةَ فِي الاَنَامِ سِوَاکَ

اے کملی والے! آپ ﷺ کے اوصاف جمیلہ بیان کرنے سے بڑے بڑے شعراء عاجز رہ گئے، آپ ﷺ کے اوصاف عالیہ کے سامنے زبانیں بند ہو جاتی ہیں۔ میں آپ ﷺ کے جود وکرم کا دل سے طالب ہوں کہ اس جہان میں ابوحنیفہ کے لئے آپ ﷺ کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔

ابو العتاہیہ (وفات 213ھ)

فَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مِفْتَاحَ رَحْمَةٍ   مِنَ اللّٰهِ اَهْدَاهَا لِکُلِّ مُوَحِّدِ

رسول اللہ ﷺ رحمت الٰہی کی کلید تھے، کلید جو ہر صاحب ایمان موحد کو عطا کی گئی ہے۔

محی الدین ابن العربی (وفات 638ھ)

اَلَا بِاَبِي مَنْ کَانَ مَلِکًا وَ سَیِّدًا   وَاٰدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ وَاقِفُ
فَذَاکَ رَسُوْلَ الْاَبْطَحِيُّ مُحَمَّدٌ   لَهُ فِي الْعُلَا مَجْدٌ تَلِیْدٌ وَ طَارِفُ
اَتَی بِزَمَانِ السَّعْدِ فِي اٰخِرِ الْمُدَی   وَکَانَتْ لَهُ فِي کُلِّ عَصْرٍ مَوَاقِفُ
اِذَا رَامَ اَمْرًا لاَ یَکُوْنُ خِلَافَهُ   وَلَیْسَ لِذَاکَ الْاَمْرِ فِي الْکَوْنِ صَارِفُ

سنو! میرے ماں باپ قربان، وہ فرماں روا اور سردار کائنات تھا جب آدمؑ پانی اور مٹی کے درمیان ٹھہرے ہوئے تھے۔ وہی رسول ابطحی محمد ﷺ جن کو رفعت میں ہر شرف حاصل ہے قدیم بھی جدید بھی۔ وہ آخری زمانے کی نیک گھڑی میں تشریف لائے حالانکہ ان کو تو ہر زمانے میں مقام وموقف حاصل تھا۔ جب وہ ارادہ کر لیتے کسی بات کا تو وہ بات ان کے خلاف نہ جاتی اور پھر اس بات کو اس کائنات میں کوئی پھیرنے والا نہ ہوتا۔

عصر مملوکی (بغداد کی تباہی سے لے کر سلیم اول کی فتح تک 656ھ تا 923ھ)

شرف الدین البومیری اسکندریہ مصر (وفات 696ھ)

مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِماً اَبَداً   عَلَی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ
مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ   وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَمِنْ عَجَمِ
فَاقَ النَّبِیِّیْنَ فِي خَلْقٍ وَفِي خُلُقٍ   وَلَمْ یُدَانُوْهُ فِي عِلْمٍ وَ لَا کَرَمِ

اے میرے خدا! تو اپنے حبیب پر جو کہ تمام مخلوق میں سے افضل ہیں ہمیشہ درود اور سلامتی بھیجتا رہ۔

محمد ﷺ ہر دو جہاں، جن وانس اور عرب وعجم کے سردار ہیں۔ آپ ﷺ تمام انبیاء پر خلق اور اخلاق کے لحاظ سے فوقیت رکھتے ہیں اور آپ کے علم اور سخاوت تک کوئی بھی نہیں پہنچ سکتا۔

کَیْفَ تَرْقَی رُقِیَّکَ الاَنْبِیَاءُ   یَا سَمَاءً مَاطَاوَلَتْهَا سَمَاءُ
رَحْمَةٌ کُلُّهُ وَ حَزْمٌ وَ عَزْمٌ   وَ وَقَارٌ وَ عِصْمَةٌ وَحَیَاءُ

آپ ﷺ کی بلندی کو انبیاء کہاں پہنچ سکتے ہیں اے وہ آسمان جس کا بلندی میں کوئی آسمان مقابلہ نہیں کر سکتا۔ آپ ﷺ سراپا رحمت ہیں قوت فیصلہ اور قوت ارادہ کے بادشاہ ہیں وقار، پاکدامنی اور شرم وحیا کے کامل اور مکمل نمونہ ہیں۔

فَاقَ الرُّسُلَ فَضْلًا وَعَلَا   وَاَهْدَی السُّبُلَ بِدَلَالَتِهِ

آپ ﷺ تمام انبیائے کرام پر فضل وبلندی کے لحاظ سے سبقت لے گئے اور لوگوں کو اپنی رہنمائی کے ذریعہ حق کی راہوں پر لگایا۔

شیخ جمال الدین الصرصری البغدادی (عصر مملوکی وفات 656ھ)

وَکُنْتَ نَبِیًّا قَبْلَ آدَمَ مُصْطَفًی   کَرِیْماً لَحَقٌّ اَنْتَ خَیْرُ مَّنِ اصْطُفَی

اور آپ ﷺ حضرت آدمؑ کی بعثت سے پہلے ہی نبی چن لئے گئے تھے اور یہ سچ بات ہے کہ آپ ﷺ تمام چنیدہ انبیاء میں سب سے بہتر ہیں۔

محمد بن محمد معروف ابن نباتہ مصری (وفات 768ھ)

وَلَـوْلَاهُ لَـمَـا حَـجَّـتْ وَعَـجَّـتْ   وَفُـوْدُ الْبَيْـتِ ضَـاقَ بِهَـا الْـفَـضَـاءُ

اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو نہ کوئی حج کرتا اور نہ بیت اللہ کے یہ مہمان ہوتے، جن سے پوری فضا گونجتی رہتی ہے اور نہ کوئی کبھی اللہ کا نام پکارتا۔

شیخ عبدالرحیم البرعی الیمانی (وفات 803ھ)

وَفِـي اَكْـنَـافِ طَيْبَةَ هَـاشِـمِـيٌّ   تُـصَـرِفُـهُ السَّـمَـاحَةُ حَيْثُ شَـاءَ

اِمَـامُ الْـمُـرْسَـلِيْـنَ وَمُـنْتَقَـاهُـمْ   حَـوَى الْـخَيْـرَاتِ خَتْـمـاً وَابْتِـدَاءَ

طیبہ کے ایک حصہ میں ایک ہاشمی ہیں وہ جس طرح چاہتے ہیں، خاوت پر حکمرانی کرتے ہیں۔ وہ تمام انبیائے مرسلین کے امام اور ان سب میں منتخب ترین نبی ہیں، خوبیوں کی ابتداء وانتہا دونوں کو انہوں نے گھیر لیا ہے۔

عَـظِيْـمٌ اِنْ تَـوَاضَـعَ عَـنْ عُـلُـوٍّ   كَبِيْـرٌ لَيْـسَ يَـرْضَـى الْـكِبْـرِيَـاءُ

وَاِنْ عَثَـرَتْ بِکَ الْاَيَّـامُ فَـانْـزِلْ   بِـاَكْـرَمِ مَـنْ تُـظَـلِّـلُـهُ السَّـمَـاءُ

نَبِـيٌّ هَـاشَـمِـيٌّ اَبْـطَـحِـيٌّ   شَـمَـائِـلُـهُ السَّـمَـاحَةُ وَالْـوَفَـاءُ

وہ عظیم شخصیت کے مالک ہیں لیکن بلندیوں کے باوجود عاجزی فرماتے ہیں وہ بڑے ہیں لیکن بڑائی نہیں جتلاتے۔ اگر تم زمانہ کے ہاتھوں ستم رسیدہ ہو تو اس سخی داتا کے در پر آ جاؤ، جن سے زیادہ سخی انسان پر کبھی آسمان سایہ فگن نہیں ہوا۔ وہ نبی ہاشمی ابطحی ہیں (ﷺ) سخاو جود ان کی خو ہے۔

فَقُلْ وَاشْفَعْ تَـرَى كَـرَمًـا وَمَجْداً   وَسَـلْ تُـعْطَى وَشِيْـمَتُـنَـا الْـعَطَـاءُ

لَکَ الْـحَـوْضُ الْـمَعِيْـنُ كَرَامَةً يَـا   مُـحَـمَّـدُ وَالشَّـفَـاعَةُ وَالـلِوَاءُ

(جو بھی طلب ہو) کہیے اور شفاعت کیجیے، بخشش اور توقیر لیجیے، مانگیے ملے گا اور بخشا، دینا تو آپ کا شیوہ ہے۔ آپ کے لئے یہ حوض ہے جو سر چشمہ ہے۔ اے محمد (ﷺ) آپ کے لئے حوض کوثر، اذن شفاعت اور لواء الحمد انعام ہے۔

مَـكَـارِمُ اَخْلَاقٍ وَحُسْـنُ شَـمَـائِلٍ   وَشِيْـمَةُ جُـوْدٍ بَـحْـرُهُ مُتَـمَـوِّجُ

اخلاق کی بلندیوں، عادات کی خوبیوں کے آپ ﷺ مجموعہ ہیں، سخاوت آپ ﷺ کی عادت ہے اور وہ ایک ایسا سمندر ہے جس میں موج ہی موج ہے۔

احمد بن علی المعروف علامہ ابن حجر (وفات 852ھ)

وَاِنْ قَـنَـطَـتْ مِنَ الْعِصْيَانِ نَفْـسٌ   فَبَـابُ مُـحَـمَّـدٍ بَـابُ الـرَّجَـاءِ

نَبِـيٌّ خُـصَّ بِـالتَّـقْـدِيْـمِ قِـدْمـاً   وَآدَمُ بَـعْـدُ فِـي طِيْـنٍ وَمَـاءِ

كَـرِيْـمٌ بِـالْـحَيَـا مِـنْ رَاحَتَيْـهِ   يَـجُـوْدُ فِـي الْـمُـحَيَّـا بِـالْـحَيَـاءِ

اگر کثرت عصیاں سے کوئی شخص ناامید ہو گیا تو محمد ﷺ کا باب کرم اس کے لئے امید ہے۔ وہ پیغمبر جو متقدم ہونے کے لحاظ سے سب سے ممتاز ہیں اور آپ ﷺ کو اس وقت نبی بنایا گیا جبکہ آدمؑ مٹی اور پانی کے درمیان تھے۔ وہ ایسے سخی ہیں کہ آپ ﷺ کے دونوں ہاتھوں بخشش وعطا کا مینہ برس رہا ہے اور چہرہ انور پر حیا اور شرم نمایاں رہتی ہے۔

شیخ عبدالغنی النابلسی (وفات 1143ھ)

وَ جَـاءَ نَـا بِـالْـحَقِّ فِـي فَتْـرَةٍ   وَكَـانَ لاَ يَـقْـرَاُ وَ لاَ يَـكْتُـبُ

وَقَـدْ هَـدَانَـا لِـطَـرِيْـقِ الْـهُـدَى   يَـكْشِفُ عَـنَّـا كُـلَّ مَـا يُـحْجَـبُ

اَرْسَـلَـهُ رَبِّـي لَـنَـا رَحْـمَـةً   وَفِـي غَـدٍ يَـنْـجُـوْ بِـهِ الْـمُـذْنِبُ

آپ ﷺ ہمارے پاس اس زمانہ میں حق لائے جب آپ ﷺ لکھ پڑھ نہیں سکتے تھے اور ہمیں ہدایت کے راستے پر چلایا اور جو کچھ ہم سے پوشیدہ تھا اس کو آشکارا کیا۔ میرے رب نے آپ ﷺ کو ہمارے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور ہر گناہگار انہی کی وجہ سے آخرت میں بچ سکے گا۔

احمد بن عبدالرحیم المعروف شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (وفات 1176ھ)

وَاَحْسَـنُ خَـلْـقِ الـلّٰـهِ خُـلْـقـاً وَخِلْقَةً   وَاَنْـفَـعُـهُـمْ لِـلـنَّـاسِ عِـنْـدَ الـنَّوَائِبِ

وَاَجْـوَدُ خَـلْـقِ الـلّٰـهِ صَـدْراً وَ نَـائِلاً   وَاَبْسَـطُـهُـمْ كَـفّـاً عَـلَـى كُـلِّ طَـالِبِ

وَاَعْـظَـمُ حُـرٍّ لِـلْـمَـعَـالِي نُهُـوْضُـهُ   اِلَـى الْـمَـجْـدِ سَـامٍ لِلْعَظَائِمِ خَاطِبِ

تَـرَى اَشْـجَـعَ الْـفُـرْسَـانِ لَاذَ بِظَهْـرِهِ   اِذَا احْـمَـرَّ بَـاْسٌ فِـي بَئِيْـسِ الْمَوَاجِبِ

بندگان خدا میں حسن صورت اور حسن سیرت دونوں اعتبار سے کامل ترین فرد اور مصائب کے وقت لوگوں کے لئے سب سے زیادہ کار آمد اور نفع بخش۔ خلق خدا میں سب سے زیادہ سخی، دل کے بڑے اور ہر مانگنے والے کے لئے ان کے ہاتھ کھلا ہوا بخشش پر تلا ہوا۔ شریف زادوں میں بلند ترین اور بلند حوصلہ طلب امور کو حاصل کرنے کی پوری ہمت وعزیمت کے مالک، بلند سے بلند کے طالب اور حقدار۔ بڑے سے بڑے بہادر شہسواروں کو تم دیکھو گے کہ وہ آپ ﷺ کی پشت پناہی اس وقت چاہتے ہیں جب گھمسان کی جنگ ہو رہی ہو اور سخت ترین آفتوں کا سامنا ہو۔

عصر عثمانی (سلیم اول کی فتح سے لیکر مصر پر فرانس کے قبضہ تک 923ھ تا 1223ھ)

شیخ عبداللہ شبراوی (عصر عثمانی وفات 1171ھ)

فَهُـوَ بَـحْـرٌ زَاخِـرٌ مَـنْ جَـاءَهُ   طَـالِبـاً فَـازَ بِـاَسْنَـى الْمَطْلَبِ

اَيُّ جَـاهٍ مِثْـلَ جَـاهِ الْـمُـصْطَفَى   مَـعْـدَنِ الْـمَعْـرُوْفِ كَـنْـزِ الْـحَسَبِ

رسول پاک ایک دریائے رحمت ہیں دریا جوش مار رہا ہے جو ان کی خدمت میں آتا ہے اپنی مراد حاصل کر لیتا ہے۔ مصطفیٰ ﷺ کی جاہ ومنزلت سے بڑھ کر کس کی جاہ ومنزلت ہوگی جو کہ سخاوت وکرم کے معدن اور خاندانی شرافت کا خزانہ ہیں۔

دور جدید (مصر پر فرانس کے قبضہ 1223ھ/1798ء سے لے کر اب تک)

شیخ حسین دجانی (وفات 1274ھ)

اِلَيْکَ رَسُوْلَ اللّٰـهِ وَجَّـهْـتُ وِجْهَتِي   وَاَرْسَيْتُ فِي ذَخَّارِ بَحْرِ جَوْدِکَ مَرْكَبِي

اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے اپنا رخ آپ کی طرف موڑ لیا ہے اور آپ کی سخاوت کے دریا میں اپنا سفینہ لنگر انداز کیا ہے۔

احمد شوقی مصری (وفات 1351ھ)

فَـاِذَا سَخَـوْتَ بَلَغْتَ بِالْجُوْدِ الْمَدَى   وَفَـعَـلْـتَ مَـالَا تَـفْـعَـلُ الْاَنْـوَاءُ

وَاِذَا عَـفَـوْتَ فَـقَـادِراً وَ مُـقَـدَّراً   لَا يَسْتَهِيْـنُ بِـعَـفْـوِکَ الْـجُـهَلاءُ

وَ اِذَا رَحِـمْـتَ فَـاَنْـتَ اُمٌّ وَ اَبٌ   هَـذَان فِـي الـدُّنْيَـا هُـمَـا الـرُّحَـمَـاءُ

وَ اِذَا غَـضِبْـتَ فَـاِنَّـمَـا هِـيَ غَـضْبَةٌ   فِـي الْـحَقِّ لَاضِـغْـنٌ وَلَا بَـغْـضَـاءُ

وَاِذَا رَضِيْـتَ فَـذَاکَ فِـي مَـرْضَـاتِـهِ   وَ رِضَـى الْـكَثِيْـرِ تَـحَـلُّـمٌ وَرِيَـاءُ

وَاِذَا حَـمَيْـتَ الْـمَـاءَ لَـمْ يُـوْرَدْ، وَلَـوْ   اَنَّ الْـقَيَـاصِـرَ وَالْـمُـلُـوْکَ ظِـمَـاءُ

وَاِذَا اَجَـرْتَ فَـاَنْـتَ بَيْـتُ الـلّٰـهِ، لَـمْ   يَـدْخُـلْ عَـلَيْـهِ الْـمُسْتَجِيْـرَ عَـدَاءُ

وَاِذَا مَـلَـكْـتَ الـنَّـفْـسَ قُـمْـتَ بِبِـرِّهَـا   وَلَـوْ اَنَّ مَـامَـلَـكَـتْ يَـدَاکَ الشَّـاءُ

وَ اِذَا بَـنَيْـتَ فَـخَيْـرُ زَوْجٍ عِشْـرَةً   وَاِذَا ابْـتَـنَيْـتَ فَـدُوْنَکَ الْاَبَـاءُ

وَاِذَا صَـحِبْـتَ رَاَى الْـوَفَـاءَ مُجَسَّمـاً   فِـي بُـرْدِکَ الْاَصْـحَـابُ وَالْـخُـلَطَـاءُ

وَاِذَا اَخَـذْتَ الْـعَـهْـدَ اَوْ اَعْـطَيْـتَـهُ   فَـجَـمِيْـعُ عَـهْـدِکَ ذِمَّـةٌ وَ وَفَـاءُ

جب آپ نے سخاوت کی تو سخاوت کو عروج پر پہنچا دیا اور وہ کر کے دکھا دیا جو موسلا دھار بارشیں نہیں کر سکتیں۔ عفو درگزر سے جب آپ ﷺ نے کام لیا تو (انتقام یا سزا دینے کی) پوری طاقت رکھتے ہوئے اور (دشمن کو) پورا موقع دینے کے بعد معاف کیا، ناواقف لوگ بھی آپ ﷺ کے عفو ودرگزر کی ناقدری نہیں کر سکتے۔ جب آپ ﷺ نے رحم وشفقت کا سلوک کیا (گویا) آپ ﷺ ماں ہیں اور باپ ہیں، (حالانکہ) دنیا میں ماں باپ ہی رحم وشفقت کرنے والے ہیں۔

اور کبھی آپ ﷺ کسی سے خوش ہوئے تو محض حق کی خاطر غصہ آیا، اس میں نہ تو کینہ کو دخل تھا اور نہ بغض کو۔ اور کبھی آپ ﷺ کسی سے خوش ہوئے تو یہ بھی اللہ کی رضا جوئی کیلئے تھا جبکہ بہت سے لوگوں کی رضامندی بناوٹی اور بردباری دکھاوے کے لئے ہوتی ہے۔ جب آپ ﷺ نے کسی چشمہ کی مدافعت اپنے ذمہ لی تو (اس کو ایسے نبھایا کہ) کوئی وہاں نہ آ سکا، خواہ بڑے بڑے سلاطین وقت پیاسے ہوں۔ اگر آپ ﷺ نے کسی کو امان دی تو (گویا) آپ ﷺ بیت اللہ ہیں، جس میں پناہ لینے والے پر دشمن حملہ آور نہیں ہو سکے۔ اگر آپ ﷺ کسی کے مالک ہوئے تو اس سے حسن سلوک کا حق ادا کر دیا، خواہ آپ ﷺ جس کے مالک بنے ہیں ایک بکری ہی کیوں نہ ہو۔ اگر آپ ﷺ نے نکاح کیا تو حسن معاشرت کے لحاظ سے بہترین شوہر ہوئے، اور جب آپ ﷺ باپ بنے تو سارے باپ آپ ﷺ سے کم تر رہے۔ اگر آپ ﷺ کسی کے ساتھی بنے تو اصحاب ومنشیں حضرات نے آپ ﷺ کی چادروں (ذات) میں وفا کو مجسم پایا۔ اگر آپ ﷺ نے کوئی معاہدہ کیا یا کسی کو زبان دی تو آپ ﷺ کے سارے معاہدے یا ذمہ داری، پاس عہد اور وفاداری (کا بہترین نمونہ) ثابت ہوئے۔

شیخ احمد تھانیسری (وفات 1417ھ)

رُبَّ الـنَـدَى وَالْجَدَى وَالصَّالِحَاتِ مَعًا   طِـفْلًا وَ كَهْلاً وَفِـي شَـبٍّ وَفِـي مَـرَدِ

بِـالْعِلْـمِ مُـكْتَنِفٌ بِـالْـحِلْمِ مُتَّصِفٌ   بِـاللُّطْفِ مُلْتَحِفٌ بِـالْبِرِّ مُتَّسِدِ

بِـالشَّرْعِ مُعْتَصِمٌ لِلدِيْنِ مُنْتَقِمٌ   فِـي الـلّٰـهِ مُـجْتَهِـدٌ بِـالـلّٰـهِ مُـقْتَصِدِ

بِالْفَخْرِ مُفْتَخِرٌ بِالزُّهْدِ مُشْتَهِرٌ　　بِالشُّكْرِ مُتَّزِرٌ بِالْحَمْدِ مُنْجَرِدِ
خَطَّابُ مُفَصَّلَةٌ وَضَّاحُ مُكْرِمَةٌ　　دَفَّاعُ مُظْلِمَةٌ مِنْ كُلِّ مُضْطَهِدِ
الْعَدْلُ سِيرَتُهُ وَالْفَضْلُ طِينَتُهُ　　فِي الْبَذْلِ شِيمَتُهُ فِي الْوَجْدِ وَالْوَبَدِ

وہ ﷺ سخاوت، بخشش اور تمام خوبیوں کے جامع تھے، اپنے بچپن میں، جوانی میں اور نوخیزی کے زمانہ میں۔علم سے آراستہ، بردباری سے وابستہ، لطف وکرم آپ ﷺ کا اوڑھنا بچھونا اور کرم گستری آپ ﷺ کا شعار تھا۔شرع پر سختی سے کاربند، دین کے لئے انتقام لینے والے (اپنی ذات کے لئے نہیں) اللہ کی راہ میں کوشاں، اللہ پر نظر جمائے رکھنے والے۔فقر پر فخر کرنے والے، دنیا سے بے رغبتی میں مشہور، شکر آپ کا لباس، حمد باری میں مصروف۔ایک ایک لفظ جدا جدا صاف صاف بولنے والے، کارناموں کو روشن کرنے والے، فریادرسی کرنے والے اور ستم رسیدہ لوگوں کی پشت پناہی کرنے والے۔عدل وانصاف آپ ﷺ کی سیرت ہے، لطف وکرم آپ ﷺ کی فطرت ہے، عطا بخشی آپ ﷺ کی عادت ہے، خواہ خوش حالی ہو یا تنگدستی۔

نزار قبانی (1419ھ)

عَزَّالْوُرُوْدُ وَطَالَ فِيکَ اُوَامُ　　وَاَرِقْتُ وَحْدِي وَالْاَنَامُ نِيَامُ
وَرَدَ الْجَمِيْعُ وَمِنْ سَنَاکَ تَزَوَّدُوْا　　وَطُرِدْتُ عَنْ نَبْعِ السَّنَا وَاَقَامُوْا
اَنْتَ الْحَبِيْبُ وَاَنْتَ مَنْ اَرْوَى لَنَا　　حَتَّى اَضَاءَ قُلُوْبَنَا الْاِسْلَامُ
حُوْرِبْتَ لَمْ تَخْضَعْ وَلَمْ تَخْشَ الْعِدَى　　مَنْ يَحْمِهِ الرَّحْمٰنُ كَيْفَ يُضَامُ

آپ ﷺ کی دید کی پیاس پر زمانے گزر گئے ہیں اور آپ ﷺ کے چشمہ پر پہنچنا (مجھ جیسے کے لئے) مشکل ہے میں اکیلا جاگ رہا ہوں اور مخلوق سوئی پڑی ہے۔تمام لوگ اس چشمے پر پہنچ گئے ہیں اور اس روشنی سے سیراب ہو گئے ہیں اور مجھے اس چشمۂ روشنی سے پرے کر دیا گیا ہے اور اس مقصد کے لئے انہوں نے پوری کوششیں کی ہیں۔آپ ﷺ ہمارے محبوب ہیں اور آپ ﷺ ہی ہیں جنہوں نے ہمیں سیراب کیا اور اسلام نے ہمارے دلوں کو روشن کر دیا۔آپ ﷺ پر جنگیں مسلط کی گئیں مگر آپ ﷺ نہ ہی جھکے اور نہ ہی اپنے دشمن سے ڈرے۔جسے خدائے رحمان اپنی حفاظت میں رکھے اسے کیسے نقصان پہنچایا جا سکتا ہے۔

شادی بیاہ ودیگر تقریبات پر کھانے پکوانے کا بہترین مرکز
مجید پکوان سنٹر
یادگار روڈ ربوہ
پروپرائیٹر: فرید احمد: 0302-7682815

انصاف کمپنی
ریلوے مارکیٹ غلہ منڈی ہارون آباد
طالب دعا: چوہدری حفیظ اختر 0345-8451630

خداتعالیٰ کے فضل وکرم کے ساتھ
بسم اللہ فیبرکس
لیڈیز اینڈ جینٹس فینسی ورائٹی کا مرکز
مردانہ کاٹن، گل احمد، بورے والا، بوسکی، کرنڈی بھی دستیاب ہے۔
نیز بوتیک اور فینسی ورائٹی کا مرکز میچنگ سنٹر نیز ہر قسم کی میچنگ دستیاب ہے۔
پروپرائٹر: ڈوگر برادران چیمہ مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ نزد الائیڈ بینک فون نمبر: 0300-7716468

EXIDE - FB-TOKYO - MILLT
OSAKA-VOLTA- PHOENIX-AGS
دیسی بیٹریاں 6 ماہ کی گارنٹی کیساتھ تیار کی جاتی ہیں
مین ڈیلر: حفیظ بیٹری سنٹر بالمقابل جنرل بس سٹینڈ سرگودھا روڈ چنیوٹ
طالب دعا: حفیظ احمد طاہر 0333-6710869 راشد محمود: 0300-7716284

تمام کمپنیوں کے لبریکنٹس اور گریس بارعائت دستیاب ہے۔
کراچی آئل سنٹر
پرانی سبزی منڈی روڈ ملتان
طالب دعا: ہارون رشید 03006320335 0614581988

IBRAHIM ابراہیم کلاتھ ہاؤس
پروپرائٹر
مین بازار ڈسکہ 052-6612411
پاشا اللہ خان 0301-6310404
راحیل احمد عرف چاند 0300-6447655
رحمان احمد 0301-6167597
ہمارے ہاں جینٹس اینڈ لیڈیز کپڑوں کی ورائٹی دستیاب ہے

نورتن جیولرز ربوہ
فون گھر 047-6211971
فون 6214214
دکان 6216216

ہول سیل کیمسٹ
نیو عادل ٹریڈرز
میڈیسن مارکیٹ گلی وکیلاں والی چنیوٹ بازار فیصل آباد
طالب دعا: عبدالحی: 041-2626761,0321-6624691
عامر عطاء: 0300-6624691

ہر قسم ڈیزل گاڑیوں کے روٹری اور پمپ اور آٹو مائزر کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔
خان ڈیزل لیبارٹری
سٹیزن مارکیٹ بالمقابل کے بی سٹینڈ صدر روڈ۔ ڈیرہ اڈا ملتان
طالب دعا: ثمر احمد خاں: 0300-7376099

طاہر ہومیو سٹور اوکاڑہ
طالب دعا: محمد امین طاہر: 0333-6962781

امپورٹیڈ ورائٹی، مدراسی، سنگاپوری، بحرینی، اٹالین بغیر ٹانکے کے دستیاب ہے
مبارک جیولرز
مین بازار ڈسکہ
طالب دعا: برہان احمد خالد
عثمان احمد خالد 0314-4610704
شوروم 052-6613871
بانی: محمد ابراہیم عابد صراف

TOTAL
TOTAL
شاہین فلنگ اسٹیشن
بالمقابل ٹریٹ کارپوریشن، پیکو روڈ
کوٹ لکھپت لاہور
فون: 042-35884018-35884019
پٹرول اور ڈیزل کی پوری مقدار
اور اعلیٰ کوالٹی کے ضامن

چیتا، نائیک، ڈان کارلوس، ڈان سٹائل، کالزہ، لیزا، سکوز اور ٹاز برانڈز کے علاوہ
سکول شوز کی ورائٹی ہر وقت دستیاب ہے۔کریڈٹ کارڈ کی سہولت بھی دستیاب ہے۔
سروس شوز پوائنٹ
Servis The star in your life
اقصیٰ روڈ سراج مارکیٹ ربوہ
servisshoespoint RABWAH
طالب دعا: عامر نعیم طاہر: 0301-7970654-047-6212762

مکرم منیر احمد رشید صاحب

شذرات اخبارات کے مفید اقتباسات

میرا مردہ ضمیر اور زندہ قیادت

حسن نثار اپنے کالم چوراہا میں لکھتے ہیں:۔

مسلمانوں کو تو صدیوں سے محمد رسول اللہ کی زندہ قیادت نصیب ہے۔ ایسی مکمل، بھرپور اور جامع قیادت جو اس کرۂ ارض پر بنی نوع انسان کی تاریخ میں نہ کبھی کسی قبیلے، قوم، گروہ کو پہلے نصیب ہوئی نہ آئندہ ہوگی۔ انسانی تاریخ میں انتہائی عالیشان شخصیات پوری آن بان سے موجود اور محفوظ ہیں لیکن یہ سب کے سب یکجہتی یعنی ''سنگل ڈائمینشنل'' لوگ تھے۔ نیوٹن اور آئن سٹائن سائنس کے باپ لیکن باقی سارے خانے خالی، ایڈیسن ایجادات کی انتہا لیکن باقی خلاء ہی خلاء، ہومر سے لے کر شیکسپیئر تک ادب کے کوہ گراں لیکن زندگی کے باقی ایریاز میں ذرے بھی نہیں، بیتھوون سے لے کر نوشاد اعظم تک موسیقی کے امام باقی صفر، مائیکل اینجلو سے صادقین تک اپنے فن میں طاق باقی ہر پہلو ادھورا یا شرمناک ہنی بال اور اٹیلا سے لے کر سکندر اعظم، تیمور اور نپولین تک سپہ سالار غضب کے لیکن ''انسان'' عجب سے، ایلوس پریسلے سے لے کر محمد رفیع، مہدی حسن، مائیکل جیکسن، مادام گوگوش تک گائیک درجہ اول لیکن باقی؟ پیٹر دی گریٹ سے لے کر بسمارک تک ایڈمنسٹریٹر اعلیٰ ترین، باقی فارغ ......مستقل مزاجی میں رابرٹ بروس لیکن باقی پہلو؟ صبر میں حضرت ایوبؑ، حسن میں حضرت یوسفؑ، جلال میں حضرت موسیٰؑ ...... بغاوت میں دیوار پاٹا اور سپارٹکس ......مختصراً یہ کہ ہر شعبہ زندگی میں بیشمار پُرشکوہ شخصیات بنی نوع انسان کا ورثہ ہیں لیکن جو جس کی وجہ شہرت ہے اس کے علاوہ قابل ذکر کچھ نہیں کہ سب کے سب بنیادی طور پر ''سنگل ڈائمینشنل'' ہستیاں ہیں لیکن مسلمانوں کے قائد مسلمانوں کے استاد، مسلمانوں کے راہبر، مسلمانوں کے قائد مسلمانوں کے باپ کی تو لوگو! بات ہی کچھ اور ہے کہ...... بطور بچہ بہترین، بطور بیٹا بہترین، بطور شہری بہترین، بطور دوست بہترین، بطور پڑوسی، بطور مسافر، بطور مہمان، میزبان اعلیٰ ترین، بطور مجروح طائف میں عالیشان بطور فاتح مکہ میں مہربان، بطور کمانڈر فاتح ہی فاتح، بطور سٹیٹسمین میثاق مدینہ کا خالق، بطور مہربان اور نشان رحمت ہند کو معافی، بطور استاد لامحدود بے کراں، بطور جنگجو بے مثال، بطور مصنف لازوال، بطور لیڈر بے مثال، بطور قانون دان حرف آخر، فصاحت و بلاغت کی معراج، کمزوروں کی لاج، وحدانیت کا تاج، انسان کی مکمل آزادی کی علامت۔

جسے شبہ شش جہات دیکھوں
اسے غریبوں کے ساتھ دیکھوں

ہم صدیوں سے اپنے ساتھ جھوٹ بول رہے ہیں، ہم صدیوں سے خود کو مسلسل دھوکہ دے رہے ہیں کہ ہم مسلمان قیادت کے قحط کا شکار ہیں کہ ہم جیسی قیادت تو کسی کے پاس موجود ہی نہیں۔

لیڈر رہتا کیا ہے؟

لیڈر دراصل ٹیچر ہوتا ہے اور ہمارا لیڈر ہی تو تاریخ انسانیت کا وہ اکلوتا ٹیچر ہے جس نے پوری انسانیت کو اللہ اور بندے کے ساتھ ساتھ انسان کے انسان کے ساتھ رشتے کے رموز سکھائے۔ ہمیں اٹھنا، بیٹھنا، چلنا پھرنا، سونا جاگنا، جینا مرنا سکھایا ......کھانا کیسے ہے؟ پہننا کیسے ہے؟ فاقہ کیسے کرنا ہے؟ باپ ہو تو کیسا؟ بیٹا ہو تو کیسا؟ بھائی ہو تو کیسا؟ پڑوسی ہو تو کیسا؟ قیدی ہو تو کیسا؟ جیلر ہو تو کیسا؟ مفلس ہو تو کیسا؟ دولت مند ہو تو کیسا؟ تاجر ہو تو کیسا؟ آجر ہو تو کیسا؟ چھینک آئے تو کیا کرنا ہے؟ بیمار ہو تو کیا کرنا ہے؟ علیٰ ہذا القیاس:

رخ مصطفیٰؐ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ نگاہ آئینہ ساز میں نہ دکان آئینہ ساز میں

دنیا کا کوئی شخص انسانی زندگی کا کوئی ایک پہلو ایسا بتائے جس کے لئے رسول اللہ کی واضح ہدایات موجود نہ ہوں۔ پھر بھی اگر کوئی کہے کہ ہم مسلمانوں کے پاس قیادت کی کمی ہے تو ہم سے بڑا دروغ گو یا منافق کوئی نہیں۔

لیڈر کیا ہوتا ہے؟

بکھرے ہوؤں متحارب و متصادم لوگوں کو متحد کر دیتا ہے۔ لیڈر منظم کرتا اور ڈسپلن سکھاتا ہے۔ لیڈر Dos اور Donts کی تمیز عطا کرتا ہے۔ لیڈر آدرش، ٹارگٹ اور ڈائریکشن دیتا ہے، لیڈر خواب دیتا ہے اور ہر خواب کی تعبیر پانے کا حوصلہ بھی دیتا ہے۔ حکمت بھی لیڈر موٹی ویٹ کرتا ہے، ایجوکیٹ کرتا ہے، موبلائز کرتا ہے۔ لیڈر موم کو لوہا اور لوہے کو سونا کر دیتا ہے، لیڈر ریت کے ذروں کو موتیوں کی مالا بنا دیتا ہے، لیڈر آوارہ، بدمزاج، اکھڑ، بے سمت بدوؤں کے سامنے قیصر و کسریٰ کو جھکا دیتا ہے۔

اپنے اپنے سینوں پر ہاتھ رکھ کر بتاؤ کہ کیا تمہارے قائد نے یہ سب کچھ نہیں کیا؟ بلکہ اسے بھی کہیں زیادہ نہیں کیا؟ اور اگر یہ سچ ہے تو پھر یہ بتاؤ کہ وہ قرآن کی شکل میں زندہ ہمہ وقت ہمارے درمیان موجود نہیں؟ تو پھر ہم یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے پاس قیادت کا قحط ہے۔

رب العزت کی قسم، پہلی مسجد کی قسم، پہلے شہید کی قسم، پہلی ہجرت کی قسم، فتح مکہ کے بعد مکہ کی مٹی پر رکھے گئے پہلے مسلمان قدم کی قسم کہ ہم جیسی قیادت نہ کسی کو کبھی نصیب ہوئی...... نہ نصیب ہے ......نہ کبھی ہوگی تو پھر اس کا شکوہ شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ سمجھو۔

(روزنامہ جنگ 21 ستمبر 2011ء)

ہم کون لوگ ہیں

یاسر پیرزادہ اپنے کالم ''ذراہٹ کے'' میں زیر عنوان ''کون لوگ ہیں ہم'' میں رقمطراز ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ پر لکھی گئی کتب کی کمی نہیں تاہم اب ضرورت اس بات کی بھی ہے کہ ہم ان لکھی ہوئی باتوں پر عمل بھی کریں۔ کیا ہی اچھا ہو کہ ہم ہر سال عید میلاد النبیؐ کے موقع پر محافل میلاد منعقد کروانے کے ساتھ ساتھ علمی مباحث کو بھی فروغ دیں جن کا رواج اس لئے ختم ہوتا جا رہا ہے کہ شدت پسندی کی وجہ سے کوئی مخالفانہ نقطہ نظر ہی سننے کو تیار نہیں۔ اور اس عدم برداشت کا نقصان سب سے زیادہ خود مسلمانوں کو پہنچ رہا ہے۔ گستاخ رسول ﷺ اور دیگر جہنمیوں کی بات دوسری ہے، ان کا مقصد کسی قسم کی علمی بحث نہیں بلکہ فقط اشتعال دلا کر مسلمانوں کے جذبات کی دل آزاری کرنا ہے اور وہ بھی آزادی اظہار کی آڑ میں حالانکہ یہ آزادی اگر ان کی والدین کی شان میں گستاخی کے ضمن میں استعمال کی جائے تو زیادہ مناسب بات ہوگی۔ ان کے علاوہ مغرب میں آئے دن کوئی نہ کوئی ''محقق'' اٹھتا ہے اور غیر مستند حوالوں یا روایتوں کی مدد سے اسلام پر حملے شروع کر دیتا ہے، جس کا جواب دینے کی بجائے ہم اس کی کتاب پر پابندی لگا دیتے ہیں حالانکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان رقیق حملوں کا مدلل اور مستند جواب دیا جائے جس کی اہلیت بلاشبہ جید علمائے کرام میں موجود ہے اور یہی وہ طریقہ ہے جس سے ہم روز آخرت حضرت محمد ﷺ کی شفاعت سے بہرہ مند ہو سکتے ہیں۔ لیکن یہ کام وہی علمائے کرام انجام دے سکتے ہیں جو اسوۂ حسنہ پر چلنے کی تلقین ہی نہ کرتے ہوں بلکہ خود بھی آقا ﷺ کے راستے کے مسافر ہوں، اس آقا ﷺ کے جس کے کپڑوں پر پیوند لگے ہوتے تھے اور جو اپنی ضرورت سے زیادہ ہر شے دوسروں کو بانٹ دیا کرتے تھے۔ ہم جوش خطابت میں تو اس آقا ﷺ کی مثالیں دیتے ہیں مگر اپنی تقریر ختم کرتے ہی کلاشنکوفوں کی چھاؤں میں باہر آتے ہیں اور لینڈ کروزر سے نچلے درجے کی گاڑی میں بیٹھنے کو توہین سمجھتے ہیں۔ کون لوگ ہیں ہم!

(روزنامہ جنگ لاہور مورخہ 27 جنوری 2013ء)

کردار میں تبدیلی

ایثار رانا اپنے کالم ''پریشر گروپ'' میں زیر عنوان ''ہماری دعائیں بے اثر کیوں؟'' میں تحریر کرتے ہیں:

دکھ اس بات کا نہیں کہ نوجوان نسل جشن عید میلاد النبیؐ کے تصور اور اس کی روح سے دور سے دور ہوتی جا رہی ہے بلکہ دکھ اس بات کا ہے کہ علماء جن کی خاص ذمہ داری ہے اس نسل کو کچھ بتانے اور سمجھانے پر تیار نہیں۔ ......ہم گستاخانہ خاکوں کے خلاف رحمۃ للعالمینؐ کی عظمت کا پرچم تھام کر باہر نکلتے ہیں اور پھر رستے میں آنے والی کسی چیز کو نہیں بخشتے۔ کیا پیغام دیتے ہیں ہم دنیا کو؟ کیا یہ ہمارا کردار ہے؟ کیا یہ ہم نے تعلیمات سے سیکھا ہے کہ ہم جن کے نام پر جلوس نکال رہے ہیں۔ انہوں نے ہمیں امن کا پیغام نہیں دیا، محبت کا پیغام نہیں دیا، دوسروں کو زندہ رہنے اور جینے کا موقع فراہم کرنے کا سبق نہیں پڑھایا جن املاک کو ہم نقصان پہنچاتے ہیں کیا وہ یہودیوں کی ملکیت ہوتی ہیں۔ ہم نے اپنی مساجد علیحدہ کر دی ہیں۔ کیا یہ بھی کے جی بی، را، موساد، سی آئی اے کا کارنامہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یقیناً مجھے تکلیف دینے یا سختی کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا بلکہ مجھے آسانیاں پیدا کرنے والا بہترین معلم بنا کر بھیجا ہے۔ ہم ان کی امت ہیں ان کے جشن ولادت پر سڑکیں، بازار رکاوٹیں کھڑی کر کے بند کر دیتے ہیں لوگوں کے رستے روک لیتے ہیں، کیوں آخر کیوں؟ ہمیں سوچنا ہوگا ہمیں اپنے کردار کا جائزہ لینا ہوگا۔ ہمیں غلامی رسول ﷺ میں موت بھی قبول کرنا ہوگی اور زندگی بھی۔ ہمیں اپنے کردار، قول و فعل کے تضاد سے باہر نکلنا ہوگا اور سب سے بڑھ کر ہمیں یہ طے کرنا ہوگا کہ ہمیں جینے کے ڈھنگ آتے بھی ہیں یا نہیں۔ مجھے کہنے دیجئے کہ ہمیں ایسی باتوں سے بچنا ہوگا ورنہ تباہی، ناکامی، بربادی، رسوائی ہمارے چار سمت قہقہے لگا رہی ہے۔ یہ سلسلہ رکنے والا نظر نہیں آتا۔ بظاہر ہمارے کرداروں میں تبدیلی کے آثار بھی نظر نہیں آتے۔

(روزنامہ جنگ لاہور 27 جنوری 2013ء)

رسول اللہؐ سے التجا

عبدالقادر حسن اپنے کالم غیر سیاسی باتیں میں لکھتے ہیں۔

حضورؐ کے پاک اور روشن نگاہوں سے کیا چھپا ہے اور آپؐ رحمت للعالمین ہیں اور امت کے حال سے واقف، کیا اس رحمت سے کچھ حصہ ہمیں مل سکتا ہے کہ ہم پھر سے زندہ ہو جائیں، مسلمان بن کر زندہ رہنے لگیں ہماری یہی التجا ہے۔ ہمارے پیٹ خالی ہیں، ہمارے دماغ بھی خالی ہیں ہم حیوان بن گئے ہیں اور کفار مکہ کی سی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ہمارے کاروبار میں سود ہے، ہمارے ناپ تول کے پیمانے کم ہیں، ہماری زبان کے وعدے آبرو کھو چکے ہیں اور ملت کفر کے سکوں پہ جان زبان دیتے ہیں۔ یہود، ہنود اور نصاریٰ کو ہم اپنا قائد سمجھتے ہیں اور عزیز ترین دوست۔ حضور پاکؐ ہم پہ نہیں کیا ہیں۔ ہم تو آپؐ سے کوئی التجا کرنے کی پوزیشن میں بھی نہیں ہیں۔ ہم آپؐ سے شرمندگی کی انتہا تک پہنچے ہوئے ہیں۔ ہمارے پاس کچھ بھی نہیں۔ آپؐ کے صحابہؓ پر کوئی مصیبت آتی تھی تو وہ آپ کی ذات مبارک سے وابستہ کوئی نشانی چند بال، کوئی چادر، کوئی اور نشانی اٹھا کر خدا کے حضور حاضر ہوتے اور فریاد

کرتے، ہم تو اس پیغام کی روح سے بھی بے بہرہ اور نامراد ہیں۔ آپ کی ذات مبارک کی نشانی تو بہت دور کی بات ہے۔ ہماری بداعمالیوں کی وجہ سے ہمارے دشمنوں نے ہمیں چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے اور ہم میں ان کے مقابلے کی نہ سکت ہے نہ ارادہ۔ حضور پاکؐ ہم مرجائیں گے، ہم نے دنیائے کفر سے کٹ کر یہ ملک بنایا تھا لیکن ہمارے اندر کا کفر ہمیں پھر سے کافروں کی اس دنیا میں لے گیا ہے۔

......ہم جنہیں دنیا کے لئے دیانت وامانت کا نمونہ بننا تھا اس کی قیادت کرنی تھی آج پوری دنیا میں ہم بددیانت اور کرپٹ کے الفاظ سے یاد کئے جاتے ہیں۔ حضور پاکؐ ہم اپنی اس ناگفتہ بہ حالت کے باوجود آپؐ کی رحمت کے طلب گار ہیں ورنہ ہم نہ صرف لٹ جائیں گے، دنیا کے لئے عبرت بن جائیں گے اور کفار ہماری اس پاکستانی جسارت کی مثالیں دیا کریں گے اور ہمارا مذاق اڑائیں گے۔ بس رحم کی التجا۔

(روزنامہ ایکسپریس 5 فروری 2012ء)

اتباع بھی ضروری ہے

اشتیاق بیگ اپنے کالم ''آج کی دُنیا'' میں زیرعنوان ''حب رسولؐ کے ساتھ اتباع بھی ضروری ہے'' لکھتے ہیں:

افسوس کہ آج حضور اکرمؐ کی شخصیت اور سیرت سے غیر مسلم استفادہ کر کے ان کی بنیادی تعلیمات کو اپنا رہے ہیں لیکن مسلمان ان کی بنیادی تعلیمات سے دور ہوتے چلے جارہے ہیں، یورپ میں فلاحی ریاست کا تصور، عدل وانصاف اور انسانی حقوق کی فراہمی وہ چند مثالیں ہیں جو غیرمسلموں نے اسلامی تعلیمات سے متاثر ہو کر اپنائی ہیں۔ آج مسلمانوں کے زوال کی ایک اہم وجہ حضور اکرمؐ کی تعلیمات سے دوری، لاعلمی، عدم برداشت اور اخلاقی کردار کی کمی ہے۔ اگر آج مسلمان حضور اکرم ﷺ کی تعلیمات اور ان کی سیرت طیبہ کو اپنے لئے مشعل راہ بنالیں تو امت مسلمہ کو درپیش مشکلات اور مسائل سے نجات مل سکتی ہے۔ نبی کریم ﷺ سے محبت کے اظہار کو صرف ایک دن کے لئے مختص نہیں کیا جاسکتا بلکہ محبت کا یہ سلسلہ جاری رہنا چاہئے۔ اگر ہم نبی کریم ﷺ سے سچی محبت کے دعویدار ہیں تو ہمیں نبی کریم ﷺ کی سیرت مبارکہ کو اپنے لئے مشعل راہ ان کے اسوہ کو اسوہ کامل اور اپنی زندگی کو ان کی تعلیمات کے تابع بنانا ہوگا کیونکہ نبی کریم ﷺ سے محبت کے ساتھ ان کی اتباع بھی ضروری ہے۔

(روزنامہ جنگ لاہور 30 جنوری 2013ء)

ظاہری شکلیں

محمد اظہار الحق اپنے کالم ''تلخ نوائی'' میں زیرعنوان ''بارہ ربیع الاوّل کے بعد'' میں تحریر کرتے ہیں:۔

میں تاجر ہوں یا سیاست دان، سرکاری ملازم ہوں یا صنعت کار، میری حیثیت پڑوسی کی ہے یا باپ کی، یا ماں کی، میں شوہر ہوں یا رشتہ دار، میں جو کچھ ہوں، میں اپنے پیارے نبی ﷺ پر جان تو قربان کرسکتا ہوں لیکن یہ ممکن نہیں کہ میں اپنی زندگی اس طرح بسر کروں جس طرح آپ ﷺ نے بسر فرمائی تھی۔ صبح سے شام تک ہر کام میں، ہر سودے میں، ہر قدم پر، آپ ﷺ کے احکام پر عمل پیرا ہونا، یہ تو جان قربان کرنے سے بھی زیادہ مشکل ہے۔ آپ خود سوچئے، اگر ملاوٹ سے مجھے کروڑوں روپے کا فائدہ ہے، اگر سرکاری خزانے کے ناجائز استعمال سے میں الیکشن جیت لیتا ہوں اور اگر ''تحائف'' سے میرے لامتناہی اخراجات پورے ہو رہے ہیں تو یہ سب کچھ نہ کرنا میرے بس سے باہر ہے۔ صلہ رحمی ہی کو لیجئے، اگر میں نے ناراض رشتہ داروں کے گھر جا کر ان سے صلح کرلی تو میری عزت کا کیا بنے گا؟ بیٹی کو جائیداد میں سے حصہ دیا تو لڑکوں کو کیا، منہ دکھاؤں گا۔ یہ درست ہے کہ میرے آقا ﷺ کا حکم ہے کہ بیٹی کی شادی اس کی مرضی کے بغیر کہیں نہ کرو لیکن معاشرے میں سر اُٹھا کر کس طرح چلوں گا؟ بھائی! آپ ﷺ کے احکام پر عمل کرنا اس زمانے میں مجھ جیسے گنہگار کے لئے مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ میں زیادہ سے زیادہ یہ کرسکتا ہوں کہ اپنی ظاہری شکل وصورت اسلامی بنالوں۔ لباس ایسا پہن لوں کہ ہر دیکھنے والا مجھے نیکوکار اور متقی سمجھے۔ ہاتھ میں تسبیح پکڑلوں، حقوق اللہ یعنی نماز روزہ اور حج، پورے پورے ادا کروں، لیکن یہ جو میرے آقا و مولا ﷺ کے احکام حقوق العباد سے متعلق ہیں تو یہ جان جوکھوں کا کام ہے۔ یہ تو خاردار جھاڑیوں والے راستے پر کپڑے سمیٹ کر چلنے کے مترادف ہے۔ میں یہ کروں گا کہ انشاء اللہ، زندہ رہا تو اگلے بارہ ربیع الاوّل کے جلسوں اور جلوسوں میں اور بھی زیادہ سرگرمی سے حصہ لوں گا۔ آپ حضرات دعا کرتے رہئے۔

(روزنامہ دنیا 28 جنوری 2013ء)

جوش خطابت سے نہیں
جوش کردار سے

سینئر صحافی ہارون الرشید اپنے مضمون ''خدا سے نومیدی'' سے چند اہم اقتباسات ملاحظہ فرمایئے۔

اللہ کے آخری رسولؐ صادق اور امین تھے۔ انسانوں کے ایک گروہ کی تربیت انہوں نے کی تھی جن کا قول اور وعدے سچے تھے اور جن کی زبانوں سے نکلے ہر لفظ پر بھروسہ کیا جاسکتا۔ حسن بیان میں کوئی ثانی ان کا نہیں تھا مگر جس چیز نے ہم عصر معاشروں کو حیرت زدہ کردیا، وہ ان کا کردار تھا۔ اب وہ کردار کہاں ہے؟ اپنا گھر استوار کرنے سے نتیجہ نکلے گا۔ مغرب سے نفرت کا سبق پڑھانے اور چیخنے چلانے سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ جس طرح کہ اندھی تقلید سے کبھی کچھ نہ ملا۔ مصطفیٰ کمال اتاترک اور رضا شاہ کبیر اپنی قبروں میں ناکام سو رہے ہیں۔ قدامت پسند علماء کی تحریکیں دیواروں سے سر پھوڑتی رہیں جو قدیم قبائلی کلچر واپس لانے کی آرزو مند تھیں۔ اگر اس دنیا کو امن مطلوب ہے، اگر عالم اسلام اس باب میں کسی کردار کا آرزومند ہے تو رسولؐ اللہ کی سیرت مطہرہ کو صرف واقعات اور مناظر میں نہیں، اس کی روح میں سمجھنے کی ضرورت ہے۔ زمانہ اور اس کے انداز بدلتے رہتے ہیں لیکن اصول کبھی نہیں۔ یوں جنابؐ کی چار ہزار سنتیں ہیں۔ ریش مبارک، پگڑی، طویل کرتا اور تہبند بھی لیکن اللہ سے تعلق، مخلوق سے حقیقی الفت، کردار کی تابندگی، بصیرت اور تحمل تک پہنچانے والا غور وفکر، فرمایا تھا اور کس رسان سے فرمادیا تھا۔ نرمی ہر چیز کو خوبصورت بنادیتی ہے ارشاد کیا تھا اور کس شان سے ارشاد کیا تھا۔ دانا وہ ہے جو اپنے زمانے کو سمجھتا ہو۔

دم وداع اللہ کے آخری رسولؐ نے کہا تھا۔ قرآن اور میرا طریق زندگی۔ کتاب اس سے پہلے ہی کہہ چکی تھی '' لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ '' (تمہارے لئے رسول اللہ کے طرز زندگی میں ایک مکمل نمونہ عمل موجود ہے) رخصت ہوتے ہوئے سرکارؐ نے ارشاد کیا تھا نماز، نماز اور وہ بے دست و پالوگ، جو تمہارے رحم وکرم پر ہوں ......غیرمسلم اور غلام! قرآن پر سرکار کو ایسا اصرار تھا کہ حدیث لکھنے کی کچھ زیادہ حوصلہ افزائی نہ فرماتے۔ اسی قرآن کو ہم نے بھلا دیا۔

(روزنامہ جنگ مورخہ 23 مئی 2011ء)

عید میلادالنبیؐ کے تقاضے
اور ہمارے رویے

منظور احمد صاحب لکھتے ہیں:۔

نبی کریمؐ کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے دنیا کے لئے جو دین بھیجا۔ وہ انفرادی زندگی کے ساتھ ساتھ اجتماعی زندگی کا بھی دین ہے۔ اس امر واقع سے ہر شخص واقف ہے کہ حضوؐر اکرم کی آمد سے قبل عرب قوم اخلاقی، سیاسی اور اقتصادی لحاظ سے شکستہ حال تھی۔ ان کے اخلاق و عادات جس حد تک بگڑ چکے تھے اس کی کہیں مثال نہیں ملتی۔ مگر ان کی عملی شکل موجودہ دور میں بھی دیکھی جاسکتی ہے۔ ان کے حالات کو تو حضور اکرمؐ نے بدل کر رکھ ڈالا اور اسلام کی روشنی ہر طرف پھیلادی جس سے جہالت کے اندھیرے چھٹ گئے مگر اب موجودہ زمانے میں ویسی ہی صورتحال پیدا ہو رہی ہے۔ جس کی واضح مثال عید میلادالنبیؐ کے موقعہ پر دیکھنے میں آئی۔ جہاں قومی عمارتوں کی خوبصورت لائٹوں سے سجایا گیا، مسجدوں اور گھروں میں عبادتیں کی گئیں۔ مجلسوں کا انعقاد کیا گیا ان کے ساتھ ساتھ ہماری نوجوان نسل نے عید میلادالنبیؐ کے مبارک موقعہ پر جس طرح منایا۔ عذاب الٰہی کے ڈر سے عام انسان کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ گلی محلوں، سڑکوں اور چوراہوں پر انگلش، انڈین اور پاکستانی گانوں پر رقص کئے گئے بعض نوجوانوں نے موٹرسائیکلوں کے سائیلنسر اتار کر سڑکوں اور گلی محلوں میں جلوس نکالے جبکہ بعض علاقوں میں پانی کے گھڑوں میں رنگ بھر کر ان کو توڑا گیا اور بعد میں وہی رنگ لوگوں کے اوپر پھینکا گیا۔ اس طرح لگ رہا تھا جیسے کوئی مقدس تہوار نہیں ہولی منائی جارہی ہو۔ یہ تماشا کوئی نیا نہیں ہے بلکہ پچھلے کئی سالوں سے جاری ہے۔ مگر صد افسوس نہ ہمارے کسی حکمران نے اس پر پابندی لگائی اور نہ ہی ہمارے علمائے دین نے اس بے حیائی کے خلاف آواز اٹھائی۔ توہین رسالت کے قانون میں تبدیلی کے خلاف تو تمام مذہبی راہنما اکٹھے ہوگئے تھے تو کیا یہ توہین رسالت نہیں ہے کہ اتنے بابرکت دن کو کس بے حیائی سے منایا جارہا ہے۔

(روزنامہ پاکستان 24 جون 2000ء)

خالص سونے کے زیورات
Ph:6212868
Res:6212867
Mob: 0333-6706870
فینسی جیولرز
میاں اظہر احمد
میاں مظہر احمد
محسن مارکیٹ
اقصیٰ روڈ ربوہ

ربوہ میں گزشتہ پچاس سال سے ایک ہی نام
ماڈرن ٹیلرز ربوہ
حیات مارکیٹ گولبازار ربوہ 03007701845
احمد مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ 03315507868

ہم پیارے آقا کی صحت وسلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے دعاگو ہیں
عروسہ چنزی اینڈ بوتیک
چوہدری عبدالباسط ابن چوہدری عبدالشکور غنی بخاری روڈ ملتان کینٹ

راجوری شوز
مکمل ورائٹی لیڈیز اینڈ جینٹس اور بچگانہ شوز دستیاب ہیں۔
محسن بازار اقصیٰ روڈ ربوہ
رابطہ نمبر: 0300-5453272

اسامہ کمپیوٹر سنٹر
نزد ریسکیو آفس بیت الذکر احمدیہ لودھراں شہر
طالب دعا: ملک اسامہ سعید ابن ملک سعید احمد

ٹائم سنٹر
Tel:0612470067
کمیٹی گولائی
ڈیرہ غازی خان
Time Centre
Golai Committee, Chowk D.G Khan.

مستشرقین کا رسول کریم ﷺ کو خراج عقیدت۔ اس کی عظمت کا انکار ممکن نہیں

صاحب مقام محمود جس کے لئے شدید دشمن بھی رطب اللسان ہیں

مرتبہ: ریسرچ سیل

آپ کی عظمت کا انکار ممکن نہیں

عیسائی پادری ریورنڈ باسورتھ سمتھ رسول اللہ ﷺ کے بارہ میں لکھتے ہیں:

آپؐ کے مشن (نبوت و رسالت) کو سب سے پہلے قبول کرنے والے وہ لوگ تھے جو آپؐ کو اچھی طرح جانتے تھے مثلاً آپؐ کی زوجہ، آپؐ کا غلام، آپؐ کا چچا زاد بھائی اور آپؐ کا پرانا دوست جس کے بارے میں حضرت محمد ﷺ نے کہا تھا کہ اسلام میں داخل ہونے والوں میں سے وہ واحد انسان تھا جس نے کبھی اپنی پیٹھ نہیں موڑی تھی اور نہ ہی وہ کبھی پریشان ہوا تھا۔ عام پیغمبروں کی طرح حضرت محمد ﷺ کی قسمت معمولی نہ تھی کیونکہ آپؐ کی عظمت کا انکار کرنے والے صرف وہی لوگ ہیں جنہیں آپؐ کی ذات کا صحیح علم حاصل نہیں تھا۔

وہ رسوم و رواج جن سے محمدؐ نے منع فرمایا نہ صرف آپؐ نے ان کی ممانعت فرمائی بلکہ ان کا مکمل طور پر قلع قمع کر دیا جیسے انسانی قربانیاں، چھوٹی بچیوں کے قتل، خونی جھگڑے، عورتوں کے ساتھ غیر محدود شادیاں، غلاموں کے ساتھ نہ ختم ہونے والے ظلم و ستم، شراب نوشی اور جوا بازی (اگر آپؐ ایسا نہ کرتے تو) یہ سلسلہ بلا روک ٹوک عرب اور اس کے ہمسایہ ممالک میں جاری رہتا۔

حضرت محمد ﷺ نے اپنے مقصد کی سچائی اور نیکی میں عمیق ترین ایمان رکھ کر جو کچھ کیا تھا کوئی دوسرا شخص اس میں گہرے یقین کے بغیر کچھ بھی نہیں کر سکتا...... آپؐ کی زندگی کا ہر واقعہ آپؐ کو ایک ایسا حقیقت پسند اور پرجوش انسان ثابت کرتا ہے جو اپنے مسلمہ عقائد اور نظریات تک آہستہ آہستہ تکالیف برداشت کرتے ہوئے پہنچنے کی کوشش کرتا ہے۔

یہ کہنا کہ عرب کو انقلاب کی ضرورت تھی بالفاظ دیگر یہ کہنا کہ نئے پیغمبر کے ظہور کا وقت آ گیا تھا۔ اگر ایسا ہی تھا تو پھر حضرت محمدؐ ہی وہ پیغمبر کیوں نہ ہوں؟ اس موضوع پر موجودہ زمانہ کے مصنف سپرنگر نے یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت محمدؐ کی آمد سے سالہا سال قبل ایک پیغمبر کے ظہور کی توقع بھی تھی اور پیشگوئی بھی تھی۔

مجموعی طور پر مجھے یہ حیرانی نہیں کہ حضرت محمد (ﷺ) مختلف حالات میں کتنے بدل گئے تھے بلکہ تعجب تو یہ ہے کہ آپؐ کی شخصیت میں کتنی کم تبدیلی پیدا ہوئی تھی۔ صحرائی گلہ بانی کے ایام میں، شامی تاجر کے طور پر، غار حرا کی خلوت گزینی کے ایام میں، اقلیتی جماعت کے مصلح کی حیثیت سے، مدینہ میں جلا وطنی کے ایام میں، ایک مسلمہ فاتح کی حیثیت سے، ایرانی بادشاہوں اور یونانی ہرقلوں کے ہم مرتبہ ہونے کی حالت میں ہم آپؐ کی شخصیت میں ایک غیر متزلزل استقلال کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ مجھے نہیں لگتا کہ اگر کسی اور آدمی کے خارجی حالات اس قدر زیادہ بدل جاتے تو کبھی اس کی ذات میں اس قدر کم تبدیلی رونما ہوتی۔ حضرت محمد (ﷺ) کے خارجی حالات تو تبدیل ہوتے رہے مگر ان تمام حالتوں میں مجھے ان کی ذات کا جوہر ایک جیسا ہی دکھائی دیتا ہے۔

(Mohammed and Mohammedanism, by R. Bosworth Smith, Smith Elder & co.1876 p. 127,125,133)

آپ نے خالص اور مکمل نقش جمایا

مشہور مؤرخ ایڈورڈ گبن لکھتے ہیں:

آپؐ کے مذہب کی تبلیغ کے بجائے اس کا دوام ہماری حیرت کا موجب ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے مکہ اور مدینہ میں جو خالص اور مکمل نقش جمایا، وہ بارہ صدیوں کے انقلاب کے بعد بھی اسے قرآن کے انڈین، افریقی اور ترک نو معتقدوں نے ابھی تک محفوظ رکھا ہوا ہے...... مریدان محمد ﷺ اپنے مذہب اور عقیدت کو ایک انسان کے تصور سے باندھنے کی آزمائش اور وسوسے کے مقابل پڑ ڈٹے رہے۔ اسلام کا سادہ اور ناقابل تبدیلی اقرار یہ ہے۔ میں ایک خدا اور خدا کے رسول محمد پر ایمان لاتا ہوں۔ خدا کی یہ ذہنی تصویر بگڑ کر مسلمانوں میں کوئی قابل دید بت نہیں بنی۔ پیغمبر اسلام کے اعزازات نے انسانی صفت کے معیار کی حدود سے تجاوز نہیں کیا اور ان کے زندہ فرمودات نے ان کے پیروکاروں کے شکر اور جذبۂ احسان کو عقل اور مذہب کی حدود کے اندر رکھا ہوا ہے۔

(History of the Saracen Empire, by Edward Gibbon, Alex Murray and Son, London, 1870, p. 54)

پادریوں کی ناجائز کارروائیاں

گاڈ فری ھگنز رسول اللہ ﷺ کی بابت تحریر کرتے ہیں:

اس بات سے زیادہ عام طور پر کوئی بات سننے میں نہیں آتی کہ عیسائی پادری محمد (ﷺ) کے مذہب کو اس کے تعصب اور غیر رواداری کی وجہ سے گالیاں دیتے ہیں عجیب منافقت ہے یہ! کون تھا جس نے سپین سے ان مسلمانوں کو جو عیسائی ہو چکے تھے بھگایا تھا کیونکہ وہ سچے عیسائی نہ تھے؟ اور کون تھا جس نے میکسیکو اور پیرو میں لاکھوں لوگوں کو تہ تیغ کر دیا تھا اور ان کو غلام بنا لیا تھا کیونکہ وہ عیسائی نہ تھے۔ اور کیا ہی عمدہ اور مختلف نمونہ تھا جو مسلمانوں نے یونان میں دکھایا۔ صدیوں تک عیسائیوں کو ان کے مذہب، ان کے پادریوں، لاٹ پادریوں اور راہبوں اور ان کے گرجا گھروں کو اپنی جاگیر پر امن سے رہنے دیا۔

خلفاء اسلام کی تمام تر تاریخ میں انکویزیشن جیسی بدنام چیز سے نصف سے کم بھی بدنام چیز ہمیں نہیں ملتی۔ کوئی ایک واقعہ بھی کسی کو مذہبی اختلاف کی بنا پر جلا دینے یا کسی کو محض اس وجہ سے موت کی سزا دینے کا نہیں ہوا کہ وہ مذہب اسلام کو قبول کیوں نہیں کرتا۔

(Godfrey Higgins, as cited in Apology for Mohammed, Lahore, page:123-125)

کبھی جنگ کا آغاز نہیں کیا

روتھ کرسٹن آنحضرت ﷺ کے بارہ میں لکھتے ہیں:

محمد عربی ﷺ نے کبھی بھی جنگ یا خونریزی کا آغاز نہیں کیا۔ ہر جنگ جو انہوں نے لڑی مدافعانہ تھی۔ وہ اگر لڑے تو اپنی بقا کو برقرار رکھنے کے لئے۔ اور ایسے اسلحہ اور طریق سے لڑے جو اس زمانے کا رواج تھا۔ یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ چودہ کروڑ (یاد رہے کہ یہ حوالہ 1949ء میں چھپنے والی ایک کتاب کا ہے) عیسائیوں میں سے جنہوں نے حال ہی میں ایک لاکھ بیس ہزار سے زائد انسانوں کو ایک بم سے ہلاک کر دیا ہو کوئی ایک قوم بھی ایسی نہیں جو ایک ایسے لیڈر پر شک کی نظر ڈال سکے جس نے اپنی (تمام) جنگوں کے بدترین حالات میں بھی صرف پانچ یا چھ سو افراد کو تہ تیغ کیا ہو۔ عرب کے نبی کے ہاتھوں ساتویں صدی کے تاریکی کے دور میں جب لوگ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو رہے ہوں، ہونے والی ان ہلاکتوں کا آج کی روشن بیسویں صدی کی ہلاکتوں سے مقابلہ کرنا ایک حماقت کے سوا کچھ نہیں۔ اس بیان کی تو حاجت ہی نہیں جو قتل انکویزیشن اور صلیبی جنگوں کے زمانے میں ہوئے جب عیسائی جنگجوؤں نے اس بات کو ریکارڈ کیا کہ "وہ ان بے دینوں کی کٹی پھٹی لاشوں کے درمیان ٹخنے ٹخنے خون میں بھر رہے تھے"۔

(26)Major Arthur Glyn Leonard Islam Her Moral and Spiritual Value

خدا کی الوہیت کے مظہر

میجر آرتھر گلین لینارڈ رسول کریم ﷺ کے بارے میں لکھتے ہیں:

آپؐ بہت صبر والے، محتاط، اعتماد کرنے والے، قوی یادداشت والے، مضبوط کردار کے حامل اور انصاف کا مزاج رکھنے والے آدمیوں کے لیڈر کے طور پر نظر آتے ہیں۔ آپؐ معاف کرنے میں خدا کی الوہیت کے مظہر تھے، اور انسانوں کے غموں کی تلافی کرنے اور انہیں متحد کرنے میں انسانیت کے اعلیٰ مظہر۔ یہ وہ مقامات ہیں جہاں محمد (ﷺ) کے اخلاق کی عظمت چمکتی ہوئی نظر آتی ہے۔

(Islam her moral and spiritual value by Major Arthur Glyn London Luzac & Co 46,Great Russell Street 1909 Pg.72,73)

انسانی عظمت کے ہر پیمانہ سے بلند ترین

فرانسیسی مورخ الفانسو دے لامارٹینی لکھتے ہیں:

"اگر مقصد کی عظمت، وسائل کی قلت اور حیرت انگیز نتائج! ان تین باتوں کو انسانی تعقل و تفکر کا معیار بلند مانا جائے تو کون ہے جو تاریخ کی کسی قدیم یا جدید شخصیت کو محمد (ﷺ) کے مقابل لانے کی ہمت کر سکے۔ لوگوں کی شہرت ہوئی کہ انہوں نے فوجیں بنا ڈالیں، قوانین وضع کرائے اور سلطنتیں قائم کر ڈالیں۔ لیکن غور طلب یہ ہے کہ انہوں نے حاصل کیا کیا؟ صرف مادی قوتوں کی جمع پونجی؟ وہ تو ان کی آنکھوں کے سامنے لٹ گئی۔ بس صرف یہی ایک آدمی ایسا ہے جس نے یہی نہیں کہ فوجوں کو مرتب کیا، قوانین وضع کئے اور مملکتیں، سلطنتیں قائم کیں بلکہ اس کی نظر کیمیا اثر نے لاکھوں متنفس ایسے پیدا کر دیئے، جو اس وقت کی معلوم دنیا کی ایک تہائی آبادی پر مشتمل تھے اور اس سے بھی آگے بڑھ کر، انہوں نے قربان گاہوں کو، خداؤں کو، دین و مذہب کے پیروکاروں کو خیالات و افکار کو، عقاید و نظریات کو، بلکہ روحوں کو بدل ڈالا۔ پھر صرف ایک کتاب کی بنیاد پر، جس کا لکھا ہوا ہر لفظ قانون تھا، ایک ایسی روحانی اُمت کی تشکیل کر دی گئی جس میں ہر زمانے، وطن، قومیت کا حامل فرد موجود تھا۔ وہ ہمارے سامنے مسلم قومیت کی ایک ناقابل فراموش خصوصیت

یہ چھوڑ گئے کہ صرف ایک ان دیکھے، خدا سے محبت، اور ہر معبود باطل سے نفرت...... عالم الٰہیات، فصاحت و بلاغت میں یکتائے روزگار، رسول (بانیٔ مذہب)، آئین وقانون ساز) شارع، سپہ سالار، فاتح اصول و نظریات، معقول عقائد کو جلا بخشنے والے، بلاتصویر مذہب کے مبلغ، بیسیوں علاقائی سلطنتوں کے معمار، دینی روحانی حکومت کے موسس، یہ ہیں محمد رسول اللہ...... (جن کے سامنے پوری انسانیت کی عظمتیں ہیچ ہیں) اور انسانی عظمت کے ہر پیمانے کو سامنے رکھ کر ہم پوچھ سکتے ہیں، ہے کوئی جو اُن سے زیادہ بڑا، اُن سے بڑھ کر عظیم ہو؟ ...... کسی انسان نے اتنے قلیل ترین وسائل کے ساتھ، اتنا جلیل ترین کارنامہ انجام نہیں دیا، جو انسانی ہمت و طاقت سے اس قدر ماوراء تھا۔ محمد (ﷺ) اپنی فکر کے ہر دائرے اور اپنے عمل کے ہر نقشہ میں، جس بڑے منصوبہ کو رُوبہ عمل لائے، اُس کی صورت گری بجز اُن کے، کسی کی مرہون منت نہ تھی، اور مٹھی بھر صحرائیوں کے سوا ان کا کوئی معاون و مددگار نہ تھا اور آخر کار ایک اتنے بڑے مگر دیرپا انقلاب کو برپا کر دیا، جو اس دنیا میں کسی انسان سے ممکن نہ ہو سکا۔ کیونکہ اپنے ظہور سے لے کر اگلی دو صدیوں سے بھی کم عرصہ میں اسلام، فکر و عقیدہ اور طاقت و اسلحہ دونوں اعتبار سے سارے عرب پر، اور پھر ایک اللہ کا پرچم بلند کرتے ہوئے، فارس، خراسان، ماوراء النہر، مغربی ہند، شام، مصر، حبشہ، شمالی افریقہ کے تمام معلوم علاقوں پر بحر متوسط کے جزیروں پر اور اندلس کے ایک حصہ پر بھی چھا گیا۔"

(HISTOIRE LA TURQUIE by A. DE LAMARTINE , TOME PREMIEIR , PARIS 1855 Pg. 279, 280)

فتح مکہ پر عفو عام

آرتھر گلمین (Arthur Gilman) فتح مکہ پر رسول اللہ ﷺ کے اسوہ حسنہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جب محمد (ﷺ) اپنے اسی اونٹ پر بیٹھے جس نے بڑی ہی وفاداری کے ساتھ کئی دوسرے مواقع پر بھی آپ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچایا اور آپؐ سوار ہو کر شہر میں داخل ہوئے تو شکر کے جذبات سے آپ کا دل بھر آیا کیونکہ آپ نے سڑکوں کو خالی دیکھا اور یہ جان لیا کہ آپ کا استقبال امن سے ہوگا۔ آپ کی یہ بات بے حد تعریف کے لائق ہے کہ جس موقع پر ماضی کے (مکہ کے مکینوں کے) مظالم کی یاد آپ کو انتقام لینے پر اُکسا سکتی تھی۔ آپؐ نے اپنی فوج کو کسی بھی قسم کی خونریزی سے منع فرمایا اور عاجزی اور خدا تعالیٰ کے شکر کا ہر ممکن اظہار کیا۔ یہ بات درست ہے کہ ایک جگہ خالدؓ نے طاقت کا مقابلہ طاقت سے کیا لیکن محمد (ﷺ) نے اس کو سخت ناپسند کیا۔

یہاں نبی (ﷺ) نے جو پہلا کام کیا وہ کعبہ کو بتوں سے پاک کرنا تھا اور اس کے بعد آپ نے اپنے موذن کو حکم دیا کہ کعبہ کی بلندی سے نماز کے لئے صدا بلند کریں اور ایک منادی کرنے والے کو بھیجا کہ ہر شخص اپنے پاس پڑے ہوئے بت توڑ ڈالے۔ (یہ واقعہ جنوری 630 کا ہے)

دس یا بارہ لوگ جنہوں نے پہلے مختلف مواقع پر نہایت وحشیانہ رویہ کا مظاہرہ کیا تھا ان کو سزا دینے کا حکم جاری ہوا اور ان میں سے 4 لوگوں کو قتل کی سزا دی گئی، لیکن اس رویہ کو دیگر فاتحین کے رویہ کے مقابلہ میں بہت ہی زیادہ انسانیت سے پر قرار دینا چاہئے، صلیبیوں کے مظالم کے مقابلہ میں جنہوں نے 1099ء میں ستر ہزار مسلمان مردوں، عورتوں اور بے یار و مددگار بچوں کو اس وقت موت کے گھاٹ اتار دیا جب یروشلم ان کے قبضہ میں آیا، یا انگریز فوج کی درشتی کے مقابلہ میں کہ وہ بھی صلیب کے سائے میں ہی لڑے تھے، جنہوں نے 1874ء کے یادگار سال میں، جنگ کے دوران افریقہ میں گولڈ کوسٹ پر موجود ایک دارالحکومت جلا ڈالا تھا۔ محمد (ﷺ) کی فتح حقیقت میں مذہب کی فتح تھی نہ کہ سیاست کی۔ آپ نے ہر طرح کی ذاتی تکریم کی باتوں کو رد کر دیا اور شاہانہ تسلط کے تمام طریقوں سے گریز کیا اور جب مکہ کے تمام متکبر سردار آپ کے سامنے لائے گئے تو آپ نے ان سے دریافت فرمایا:

"تم میرے ہاتھوں سے آج کس چیز کی امید رکھتے ہو؟"

"رحم کی۔ اے ہمارے سخی بھائی"

"تو پھر ایسا ہی ہو۔ جاؤ تم سب آزاد ہو۔"

("The Saracenes" by Arthur Gilman, Fourth Edition, T. Fisher Unwain, London, 1887, Pg. 184, 185)

سب سے کامیاب مصلح

ول ڈیورنٹ (Will Durant) اپنی کتاب میں یوں رقمطراز ہیں:

"اگر ہم کسی کی عظمت کو (اس کے) اثر انداز ہونے کے پیمانہ سے ماپیں تو آپؐ تاریخ کی ایک دیو قامت شخصیت بن کر ابھرتے ہیں۔ آپ نے ایسے لوگوں کو اخلاقی اور روحانی میدان میں ترقی دینے کا بیڑا اٹھایا جو گرمی اور غذا کی کمی کا شکار ہونے کے باعث وحشتوں میں سرگرداں تھے اور (حقیقت یہ ہے کہ) دنیا کے کسی بھی مصلح سے زیادہ اور مکمل کامیابی آپؐ کو نصیب ہوئی۔ شاید ہی کسی شخص کا خواب کبھی اس خوبی سے پورا ہوا ہو...... جب آپؐ نے اپنے مشن کا آغاز کیا تو عرب بت پرست قبائل سے بھرا ہوا ایک صحرا تھا اور جب آپؐ کی وفات ہوئی تو وہ ایک قوم بن چکا تھا۔"

(The History of Civilization, by Will Durant Part 4, The Age of Faith, New York 1950. Pg. 174)

انسانی سوچ کا اٹوٹ حصہ

میری ڈتھ ٹاؤن سینڈ (Meredith Townsend) اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:۔

علم کی تمام حدود میں جب ہم ان تمام عظیم ہستیوں کی قطار پر نظر ڈالتے ہیں جن کے نام ہی انسانی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں تو ہمیں اس عظیم عرب (ﷺ) سے زیادہ کوئی اس بات کے قابل نظر نہیں آتا کہ اس کی ذات کو بھلایا جائے اور جانا جائے اور وہ فکر کا موضوع بننے کے بجائے انسانی سوچ کا ایک اٹوٹ حصہ بن جائے، جیسا کہ شیکسپیئر کے بعض کردار بن گئے ہیں۔ کسی انسان کے تصورات اتنی وسعت سے پھیل جائیں اور ایک لمبے عرصہ بعد تک، جب اس کی ذات (تاریخ کے اوراق میں) محو ہو چکی ہو، وہ انسانی افعال کو بدلنے کی صلاحیت رکھتے ہوں ایک حیرت انگیز واقعہ ہے اور ایسا واقعہ نہیں کہ ہر کچھ عرصہ بعد دوبارہ ہو جائے۔ یہ واقعہ کہ ایک ایسا انسان جو گمنامی کی حالت میں پیدا ہوا ہو، ایک ان پڑھ معاشرے میں پروان چڑھا ہو، اس کی کوئی تعلیم نہ ہوا ور نہ ہی اس کے پاس کوئی مادی وسائل ہوں وہ صرف اور صرف اپنی ذہانت کے بل پر ایک سو قبیلوں میں سے بت پرستی کو نابود کر ڈالے اور انہیں ایک بہت بڑی اور زوردار تحریک کی صورت میں یکجا کر دے اور اس طرح فوت ہو کہ ایسے لوگوں کو، جو اس کی اولاد بھی نہیں تھے، ساری مشرقی دنیا کی طاقتور بادشاہت دے جائے...... بلکہ (یہ بات بھی حیرت انگیز ہے کہ) اس طرح کا کوئی آدمی، جو نہایت عاجزی سے اپنے ہم مرتبہ لوگوں میں رہتا ہو، وہ اپنے لوگوں کے ذہن میں اس بات کی خوب گہری چھاپ چھوڑ جائے کہ ایک ایسا شخص جسے انہوں نے اپنی طرح کھاتے ہوئے دیکھا اور پیتے ہوئے اور سوتے ہوئے اور بعض اوقات خطاء کرتے ہوئے بھی، وہ خدائے ذوالجلال کا نائب ہے۔ اور یہ کہ آپؐ کے بنائے ہوئے نظام نے آپؐ کو بارہ صدیوں تک ایک زندہ تبلیغی طاقت کے طور پر زندہ رکھا اور نہ صرف یہ کہ (دنیا کے ایک بڑے حصہ پر) اثر انداز ہوئے بلکہ ایک چوتھائی نسل انسانی کو بالکل اپنے سانچے میں ڈھال لیا۔

(Mahommed "The Great Arabian" by Meredith Townsend. page 17-18. London: Constable and Company Ltd. 1912)

جبر کی کلی نفی

ڈے۔ لیسی اولیری (De Lacy O' Leary) اپنی کتاب میں رسول اللہ ﷺ پر جبر کے الزام کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

کیا یہ جنگی طرز عمل محمد (ﷺ) کے منصوبہ کا حصہ تھا؟ اس کا جواب یقینی طور پر نفی میں ہی ہے۔ اسلام کی ابتدائی فوجی سرگرمیاں آپ کے بنیادی منصوبہ کا حصہ بالکل نہ تھیں۔ ان سرگرمیوں میں نبی (ﷺ) اور آپ کے جانشین ہمیں متذبذب اور ہچکچاتے ہوئے نظر آتے ہیں، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں لڑائی پر مجبور کیا گیا تھا اور وہ ہچکچاتے ہوئے اس میں سبقت لے گئے۔

(Arabic thoughts and its place in the history by De lacy O' Leary, published by Kegan Paul, New York, 1922, page:58)

اعلیٰ اخلاق سے متصف

فرانسیسی مورخ ارنسٹ رینان (Ernest Renan) لکھتے ہیں:

خلاصہ یہ کہ محمد (ﷺ) ہمارے سامنے ایک محبت کرنے والے، معقول، باوفا اور نفرت کے جذبات سے پاک انسان کے طور پر سامنے آتے ہیں۔ آپؐ کی محبت پر خلوص تھی اور آپؐ کی طبیعت میں رحم کی طرف زیادہ جھکاؤ تھا۔ جب وہ (عرب کے لوگ) آپ کا ہاتھ مصافحہ کرنے کے لئے پکڑتے تو آپؐ نہایت گرمجوشی سے اس کا جواب دیتے اور کبھی پہلے اپنا ہاتھ نہیں چھڑاتے تھے۔ آپؐ چھوٹے بچوں کو سلام کرتے اور کمزوروں اور عورتوں سے بہت زیادہ شفقت سے پیش آتے۔ آپؐ نے فرمایا "جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے"۔

آپؐ نے بغیر کسی عظمت اور شان کے خیال کے اپنے عرب طرز زندگی کی سادگی اور وقار کو قائم رکھا۔ آپؐ کا بستر ایک سادہ سی چادر تھی اور تکیہ چمڑے کا تھا جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔ ہم آپؐ کو اپنی بکریوں کا دودھ خود دوہتے ہوئے دیکھتے ہیں اور آپؐ اپنے کپڑے اور جوتے مرمت کرنے کے لئے فرش پر بھی بیٹھ جاتے ہیں۔

(Studies of Religious History by Ernest Renan; William Heinemann London 1893, pg.175)

عظیم الشان قانون ساز

ایڈورڈ۔اے۔فری مین لکھتے ہیں:

اب میں پوری طرح اپنے موضوع کا آغاز کرتا ہوں یعنی عرب کے عظیم الشان قانون سازی کی تاریخ اور اس کی تعلیمات کا، جس کے لئے مقدر تھا کہ وہ اپنے زمانہ میں زمین کے چہرے کو پوری طرح بدل ڈالے اور رہتی دنیا تک اس کا ایک بہت اہم اثر موجود رہے اور اب اس عظیم الشان آدمی کی سیرت بیان کرتے ہوئے مجھے یہ خوشی ہے کہ آپؐ کی سیرت کا بیان کسی غلط تصور یا غلط بیانی کے خوف کے بغیر کیا جا سکتا ہے۔ اب وہ دور نہیں رہا جب ایک عیسائی مصنف کا یہ فرض سمجھا جاتا تھا کہ وہ اپنے مخالف اس عظیم الشان عقیدہ کے مصنف کی ذات میں صرف برائیاں ڈھونڈے اور اسے محض ایک غلط

بیانی کرنے والے کی حیثیت سے دیکھے۔

(The History and Conquests of the Saracenes by Edward A. Freeman, Oxford, 1856, Pg.38)

پاکیزہ صفات

سٹینلے لین پول لکھتے ہیں:

آپ ﷺ نے (جوانی میں) کیا کیا؟ اس کا ہمیں علم نہیں۔ لیکن آپ کیا تھے؟ یہ بات آپ کا وہ لقب ظاہر کرتا ہے جس سے آپؐ مشہور تھے یعنی ''الامین''، امانت دار۔

آپؐ کا مزاج بہت لطیف تھا۔ آپؐ کو تخیل، بلندیٔ خیال اور احساس کی لطافت کی زبردست طاقتوں سے سرفراز کیا گیا تھا۔ آپؐ کے بارہ میں کہا گیا ہے کہ آپؐ پردے میں موجود ایک کنواری سے بھی زیادہ حیادار تھے۔ آپؐ اپنے سے کمتر لوگوں سے سب سے زیادہ رأفت سے پیش آنے والے تھے۔ اور کبھی کسی کو اس بات کی اجازت نہیں دیتے تھے کہ کوئی آپؐ کے بے وقعت چھوٹے غلام کو ڈانٹے، خواہ وہ (غلام) جو بھی کردے۔ حضرت انس (رضی اللہ عنہ) جو آپؐ کے خادم تھے کہتے ہیں ''دس سال میں نے پیغمبر (ﷺ) کی خدمت کی لیکن کبھی آپؐ نے مجھے ''اُف'' تک بھی نہیں کہا۔ آپ اپنے گھر والوں سے بھی بہت زیادہ شفقت سے پیش آتے تھے۔ آپؐ کا ایک بیٹا اپنی دایہ، جو ایک لوہار کی بیوی تھیں، کے دھویں سے سیاہ گھر میں اس حالت میں فوت ہوا کہ وہ آپؐ کی چھاتی پر لیٹا ہوا تھا۔ آپؐ کو بچوں سے بہت پیار تھا۔ آپؐ سڑک پر جاتے ہوئے انہیں روک کر ان کے سر پر پیار دیتے۔ آپؐ نے اپنی ساری زندگی میں کبھی کسی کو نہیں مارا۔ آپؐ کے سخت سے سخت الفاظ یہ تھے کہ ''اسے کیا ہو گیا ہے؟ اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔'' اگر آپؐ کو کسی کے لئے بد دعا کرنے کا کہا جاتا تو آپؐ فرماتے ''میں بد دعا دینے کے لئے نہیں، بلکہ محض رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں''۔

آپؐ بیماروں کی تیمارداری کرتے، راستے میں کوئی جنازہ نظر آجاتا تو اس کے ساتھ چلتے، اگر کوئی غلام بھی کھانے کی دعوت دیتا تو اسے قبول فرماتے، اپنے کپڑے خود مرمت کر لیتے اپنی بکریوں کو خود دودھ لیتے اور اپنی ضرورتیں خود پوری کرتے۔ آپؐ اپنا ہاتھ کسی دوسرے کے ہاتھ سے چھڑانے سے پہلے کبھی نہ چھڑاتے اور کبھی اس وقت تک پہلو نہ موڑتے جب تک کہ سامنے والا پہلو نہ موڑ لے۔

("The Table Talk Of Prophet Muhammad By S. Lane-Poole" published by SH.Muhammad Ashraf Kashmiri Bazar Lahore reprinted 1966 Pg.16,17)

شادیوں کی حکمت

ڈی ایس مارگولیس لکھتے ہیں:

''محمد (ﷺ) کی بہت سی شادیاں جو خدیجہؓ کے بعد وقوع میں آئیں بیشتر یورپین مصنفین کی نظر میں نفسانی خواہشات پر مبنی قرار دی گئی ہیں لیکن غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ زیادہ تر اس جذبہ پر مبنی نہیں تھیں۔ محمد (ﷺ) کی بہت سی شادیاں قومی اور سیاسی اغراض کے ماتحت تھیں کیونکہ محمد (ﷺ) یہ چاہتے تھے کہ اپنے خاص خاص صحابیوں کو شادیوں کے ذریعہ سے اپنی ذات کے ساتھ محبت کے تعلقات میں زیادہ پیوست کر لیں۔ ابوبکرو عمر کی لڑکیوں کی شادیاں یقیناً اسی خیال کے ماتحت کی گئی تھیں۔ اسی طرح سربرآوردہ دشمنوں اور مفتوح رئیسوں کی لڑکیوں کے ساتھ بھی محمد (ﷺ) کی شادیاں سیاسی اغراض کے ماتحت وقوع میں آئی تھیں...... باقی شادیاں اس نیت سے تھیں کہ تا کہ آپ کو نرینہ اولاد حاصل ہو جاوے جس کی آپؐ کو بہت آرزو رہتی تھی''۔

(سیرت خاتم النبیین ﷺ مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے صفحہ 445-446)

اخلاق کی عظمت

میجر آرتھر گلین لینارڈ لکھتے ہیں:

خدا ایک شعلہ تھا، ایک ایسا شعلہ جو زندگی کی چنگاری تھا، اور یہ عاجز اور ایماندار عرب کا تاجر (محمد ﷺ) وہ تنکا تھا (جو اس شعلہ کو قبول کرے) وہ بیس سال تک خاموشی سے ایک انگارے کی طرح سلگتا رہا اور بالآخر خدا نے اسے روشن کر دیا۔

آپؐ بہت صبر والے، محتاط، اعتماد کرنے والے، قوی یادداشت والے، مضبوط کردار کے حامل اور انصاف کا مزاج رکھنے والے، آدمیوں کے لیڈر کے طور پر نظر آتے ہیں۔ آپؐ معاف کرنے میں خدا کی الوہیت کے مظہر تھے، اور انسانوں کے غموں کی تلافی کرنے اور انہیں متحد کرنے میں انسانیت کے اعلیٰ مظہر۔ یہ وہ مقامات ہیں جہاں محمد (ﷺ) کے اخلاق کی عظمت چمکتی ہوئی نظر آتی ہے۔

(Islam her moral and spiritual value by Major Arthur Glyn London Luzac & Co 46,Great Russell Street 1909 Pg.72,73)

ہمیشہ خدا کا تصور

ڈاکٹر اسپرنگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر میں لکھتا ہے۔

جس کے خیال میں ہمیشہ خدا کا تصور رہتا تھا اور جس کو نکلتے ہوئے آفتاب اور برستے ہوئے پانی اور اُگتی ہوئی روئیدگی میں خدا ہی کا یدِ قدرت نظر آتا تھا اور کڑکتی بجلیوں آوازِ آب اور طیور کے نغمہ حمد الٰہی میں خدا ہی کی آواز سنائی دیتی تھی اور سنسان جنگلوں اور پرانے شہروں کے کھنڈروں میں خدا ہی کے قہر کے آثار دکھائی دیتے تھے۔

(برگزیدہ رسول غیروں میں مقبول صفحہ 29)

عرب کا چاند

سوامی لکشمن پرشاد ایک نوجوان ہندو مصنف تھے۔ حصار (بھارت) سے ایک طبی رسالہ ''آب حیات'' بھی نکالتے تھے اور ''کرشن کنور'' کے نام سے اس کی ادارت کرتے تھے۔

سوامی لکشمن صاحب اپنی کتاب ''عرب کا چاند'' میں لکھتے ہیں:۔

''پیغامبر امن کے دل کی عمیق ترین گہرائیوں میں صلح و آشتی کے جذبات کا ایک بحر بیکراں موجزن تھا مندرجہ ذیل دو باتیں بھی اسی بحر کی دو امن پاش لہریں ہیں۔ نگارش معاہدہ کی خدمت حضرت علی کے سپرد ہوئی آپ نے حسب قاعدہ اسلامی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے آغاز کیا تو سہیل بن عمرو معترض ہوا کہ عرب کے قدیم طرز نگارش کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ سے شروع کرو۔ ہم تمہارے اس اسلامی قاعدے کو تسلیم نہیں کرتے۔ حضور انور نے فرمایا اچھا علی جس طرح یہ چاہتے ہیں اسی طرح لکھ دو۔ حضرت علیؓ نے قدیم روش کے مطابق معاہدہ کی پیشانی پر بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ لکھ دیا اس کے بعد معاہدہ کی شرائط میں جب حضور انور کا نام ''محمد رسول اللہ'' لکھا تو سہیل بن عمرو نے اس پر بھی اعتراض کیا کہ محمد رسول اللہ مت لکھو فقط محمد بن عبداللہ لکھو کہ یہی بات تو بنائے مخاصمت ہے اگر ہم محمدؐ کو رسول اللہ تسلیم کر لیں تو پھر مصالحت ہی نہ ہو جائے۔ حضور انورؐ نے فرمایا سہیل تم میری تکذیب کرتے ہو مگر خدا کی قسم میں اللہ کا رسول ہوں اس کے بعد حضرت علیؓ سے فرمایا کہ رسول اللہ کے لفظ کو قلمزن کر دو اور اس کی بجائے بن عبداللہ لکھ دو مگر حضرت علی کی محبت فراواں نے جو آپ کو حضور انور سے وابستہ کئے ہوئے تھی اس بات کو گوارا نہ کیا کہ وہ اپنے ہاتھ سے رسول اللہ کے لفظ پر قلم پھیر دے جب حضرت علیؓ متامل نظر آئے تو حضور نے فرمایا کہ مجھے دکھاؤ کہ وہ لفظ کہاں ہے میں خود اس کو قلمزن کئے دیتا ہوں۔ حضرت علی نے اس مقام پر انگلی رکھ دی جہاں رسول اللہ کا لفظ لکھا ہوا تھا اور رسول اللہ نے خود قلم اٹھا کر صلح و آشتی کی خاطر اس لفظ کو کاٹ دیا۔ آہ جذبہ مصالحت کا کس قدر فقید المثال نمونہ!''

(عرب کا چاند از سوامی لکشمن پرشاد صفحہ 374 مطبوعہ المطبعۃ العربیہ لاہور)

قرآن ناطق (محمد ﷺ)

سُرجیت سنگھ لانبہ سکھ مذہب سے تعلق رکھتے ہیں آپ ہندوستان کے مشہور شاعر اور ادیب ہیں۔ 2004ء میں اردو میں آپ کی ادبی خدمات کی وجہ سے اردو اکیڈمی دہلی نے آپ کو ایوارڈ سے نوازا۔

سُرجیت سنگھ لانبہ اپنی کتاب ''قرآن ناطق (محمد ﷺ)'' میں لکھتے ہیں:۔

''رحمت کائنات، فخر موجودات، پیکر نور، آفتاب حق، جسم مزکی، روح مصفّٰی، قلب مجلّٰی، نور مبین، حسن سراپا، خیر مجسم، سرور کائنات، فخر دو عالم، علم لدنی، شانِ کریمی، خلقِ خلیلی، نطقِ کلیمی، زہدِ مسیحا، عفتِ مریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ، الہام جن کا جامہ، قرآن جن کا عمامہ، رتبہ جن کا خیر البشر، خطبہ آوازِ حق، جو آفتاب غار بھی، پرچم یلغار بھی، عجز و وفا بھی پیار بھی، شہ زور بھی سالار بھی، قربِ الٰہی جن کا گھر، اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ جن کا وظیفہ، خوشبو جن کی جوئے کرم، آنکھیں جن کی باب حرم، منبر جن کا عرش بریں، آفاق جن کے سامعین، نور ازل جن کی جبیں، لقب جن کا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ، ذات بابرکات رحمت، شفقت، تواضع، انکساری، شجاعت، کرم، حیا، شرم، صبر، صدق، خلوص، محبت، امانت، دیانت، عصمت، عفت اور حسن اخلاق کا مجموعہ اور نمونہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں آپؐ کے اخلاق حسنہ کو خلق عظیم اور آپؐ کی ذات کو رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ کے القاب سے نوازا ہے۔

آپؐ کا وجود برکت و سعادت کا وہ سرچشمہ ہے جس پر خود قرآن نازل فرمانے والے نے بھی سلام و رحمت بھیجا ہے۔ آپؐ محسن کائنات بھی ہیں اور پیغمبر اسلام بھی''۔

(قرآن ناطق (محمد ﷺ) از سرجیت سنگھ لانبہ صفحہ 27۔ مطبع: میٹرو پرنٹرز لاہور 2008ء)

موٹر پوائنٹ
نئی اور پرانی گاڑیوں کی خرید فروخت کا با اعتماد ادارہ
پروپرائٹر: آصف احمد ظفر
17 بلال مارکیٹ ربوہ
0345-6311000,0300-7710709
asifbaloch786@ymail.com

فرنیچر جو آپ کے مکان کو گھر بنادے
Tariq Interiors® چنیوٹ
Malik Centre, Faisalabad Road
Tehseel Chowk, Chiniot 009247-6334620
طالب دعا: لیاقت علی Cell:0331-7790690

نرسری تا مڈل۔ گورنمنٹ رجسٹرڈ 71
اپنی نوعیت کا ایک منفرد ادارہ
البشریٰ پبلک گرلز ایلیمنٹری سکول
احمد نگر، نزد ربوہ
فون آفس: 047-6550662
طالب دعا: ملک اعجاز احمد

HONDA
شیخ نصیر احمد
061-4545971
061-4546497
0315-7320203
Atlas Honda
کاشف آٹوز
بااختیار پارٹس ڈیلر
ہر موٹر سائیکل کے پرزہ جات جینوئن خریدنے کے لئے تشریف لائیں۔
بالمقابل علمدار کار، حسین آگاہی روڈ ملتان

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ

لیڈیز اینڈ جینٹس
فینسی ورائٹی کا مرکز

بسم اللہ فیبرکس

مردانہ کاٹن، گل احمد، بورے والا، بوسکی، کرنڈی بھی دستیاب ہے۔

نیز بوتیک اور فینسی ورائٹی کا مرکز میچنگ سنٹر نیز ہر قسم کی میچنگ دستیاب ہے۔

پروپرائٹر: ڈوگر برادران چیمہ مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ نزد الائیڈ بینک فون نمبر: 0300-7716468

ڈیلر کھاد گندم چاول بیج زرعی ادویات

ملک خلیل احمد اینڈ سنٹر کہروڑ پکا موڑ لودھراں شہر

طالب دعا: ملک خلیل احمد 03008617039
ملک داؤد احمد ملک سعود احمد 0608364451

فیصل کراکری اینڈ الیکٹرونکس

ہمارے ہاں کراکری کے علاوہ واشنگ مشین مائیکروویو اوون کوکنگ رینج، گیزر، انسٹا گیزر، چولہے، شیلف فٹنگ اور سادہ امپورٹڈ اور لوکل بے شمار ورائٹی میں دستیاب ہیں۔

نیز پرانی واشنگ مشین کے بدلے میں نئی حاصل کریں قیمت کے فرق کے ساتھ

وڑائچ مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ
0323-9070236

ہم اپنے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے اپنے نہایت ہی پیارے حضور کی صحت و سلامتی اور فعال درازی عمر کے لئے دعا گو ہیں۔

قائد ضلع و اراکین عاملہ ضلع و
اراکین خدام الاحمدیہ ضلع و
اراکین اطفال الاحمدیہ ضلع و
قائدین مجالس خدام الاحمدیہ
ضلع لاہور

ہر قسم کے چاول گندم اور سورج مکھی جو اور جوی کی اعلیٰ کوالٹی کا واحد مرکز

SNRM

سپر نیشنل رائس ملز

گوجرانوالہ پسرور روڈ۔ غلہ منڈی سرانوالی ضلع سیالکوٹ

طالب دعا:
محمد ظفر بٹ: 0300-6401770
محمد فراز بٹ: 0336-8090101
محمد گوہر ظفر بٹ: 052-6280008

رہائش: 055-3256954

Abdul Akbar

Akbar Centre

House Of Gas Appliances

Stoves, Hobs, Hoods, Geezer
Cooking Range, Cooking Cabinet
Sinks, Heater, Gas, Oven, Built-in-Oven

133- Temple Road Abid Market Lahore
PH:042-37353553

JEKO
ELECTRICAL
Accessories
R.T.M.No.177008

پروپرائٹر: ارشاد احمد
0300-8863822

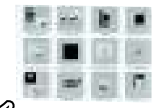

شاہین الیکٹرک سٹور

23-1-CII کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور
042-35113670

Ahmad Travels International

Establish Since1993 Govt.Lic NO 2805

ہوائی سفر کی تمام سہولتوں کا مرکز

نمایاں خصوصیات

- تمام ایئر لائنز کی سستی اور کنفرم ٹکٹوں کی فراہمی
- کریڈٹ ڈیبٹ کارڈ کے استعمال کی سہولت میسر ہے۔
- بیرون ربوہ ٹکٹوں کی فراہمی بذریعہ کوریئر سروس
- ویزا معلومات ویزا پروٹیکٹر ہر قسم کی ویزا درخواستوں کی پراسیسنگ کی سہولت
- ٹریول انشورنس۔ ہوٹل بکنگ کی سہولت موجود ہے۔
- اپنے خوشگوار اور پُرسکون ہوائی سفر کیلئے ہمیں خدمت کا موقعہ دیں۔

احمد ٹریولز انٹرنیشنل

بالمقابل ایوان محمود یادگار روڈ ربوہ

محمد خالد وحید

Tel:047-6211550 Mob:03336700663 Fax:047-6212980
Email:ahmadtravel@hotmail.com

پیارے آقا کی صحت و سلامتی و درازی عمر کے لئے ہم دعا گو ہیں

چاول کی تمام اقسام نیز گندم کی خریداری کیلئے رابطہ کریں

ناصر ٹریڈرز

غلہ منڈی۔ سوھاوا سرکلر روڈ ڈسکہ (سیالکوٹ)

طالب دعا: چوہدری ناصر الدین

052-6615743
0300-6114068
0300-6431161

مکرم بریگیڈئر (ر) دبیر احمد پیر صاحب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطور سپہ سالار

غزوات اور دفاعی جنگوں میں قائدانہ صلاحیتوں کا کامل نمونہ

مسلمانوں کو اپنے دفاع میں دشمن سے لڑائی کی اجازت ملنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں 28 غزوات اور 44 سرایا ہوئے (کل 72 مہمات) اس طرح 8 سالوں میں ہر سال اوسطاً 9 مہمات بھیجی گئیں۔ ان مہمات میں مسلمانوں کی تعداد چند سے لے کر دس ہزار افراد تک تھی۔ وہ مسلمان جو کہ مکہ میں کم تعداد کی وجہ سے بہت کمزور تھے۔ مدینہ میں ایک آزاد ریاست کے طور پر ابھرے۔ یہ ٹرانسفارمیشن (transformation) صرف رسول اللہ ﷺ کی فہم و فراست کی وجہ سے عمل میں آئی۔ آپ ﷺ نے ایک سپاہی کے طور پر بھی غزوات میں حصہ لیا اور دفاعی جنگوں میں بطور جرنیل اپنے لشکر کی کمان کر کے بھی کامل نمونہ پیش کیا اور جنگوں میں عمومی طور پر کم تعداد کے باوجود فتوحات حاصل کیں۔ رسول اللہ ﷺ پرفیکشن (Perfection) کا نمونہ اور خوبیوں کا مجموعہ تھے۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ ایک بہت ہی اعلیٰ پائے کے لیڈر، سیاستدان (statesman) اور فوجی کمانڈر تھے۔ مسلمانوں کو جنگ کی اجازت ملنے سے لے کر آپ ﷺ کی وفات تک کے عرصے کو چار حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

☆ ہجرت سے غزوہ بدر تک کا عرصہ
☆ غزوہ بدر سے غزوہ احزاب تک کا عرصہ
☆ غزوہ احزاب سے غزوہ حنین تک کا عرصہ
☆ غزوہ تبوک

ہجرت تا غزوہ بدر

(اس عرصے میں 4 غزوات اور 4 سرایا ہوئے)

ان مہمات کے مقاصد:

مقامی قبائل سے معاہدے: رسول پاک ﷺ کے مدینہ ہجرت کرنے کے بعد مدینہ عرب کے مسلمانوں کا بیس (base) بن چکا تھا جس کی سیکیورٹی بہت ضروری تھی۔ آپ ﷺ نے مدینہ کے گردونواح کے قبائل سے معاہدے کئے تاکہ کفار مکہ انہیں مسلمانوں کے خلاف استعمال نہ کرسکیں۔

انٹیلی جنس اکٹھی کرنا: ان مہمات کا ایک اور بڑا مقصد دشمن کی نقل و حرکت، تعداد اور اس کے ارادے کے بارے میں بروقت معلومات حاصل کرنا اور اگر کوئی خطرہ درپیش ہو تو بروقت اطلاع (early warning) دینا تھا۔

مدینہ کے گردونواح کے علاقے کو زیر اثر (dominate) کرنا:

مکہ سے شام جانے والے راستوں کو زیر اثر (dominate) کرنا:

حکمت عملی: ان مقاصد کے حصول کیلئے آپؐ نے تین شاخہ حکمت عملی اپنائی تھی۔

☆ دشمن کو مدینہ (مسلمانوں کے بیس) سے دور رکھنا۔

☆ دشمن کو اقتصادی طور پر غیر محفوظ کرنا۔

☆ مقامی قبائل کے ساتھ معاہدے کر کے پورے علاقے سے قریش کے اثر ورسوخ کو ختم کرنا۔

آپ ﷺ اسلامی دستوں کی حرکات (movements)، کامیاب کارروائیوں اور اثرات کی وجہ سے اپنے تمام مقاصد حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔

غزوہ بدر تا غزوہ احزاب

(اس 3 سال کے عرصے میں 13 غزوات اور 2 سرایا ہوئے)

جنگی نکتہ نظر سے مسلمانوں کیلئے یہ بہت ہی حساس دور تھا جس کے دوران 3 بڑے غزوات ہوئے۔ بدر، احد اور احزاب۔ ان غزوات میں آپ ﷺ کی بے مثال حکمت عملی اور منفرد طریق جنگ کی وجہ سے مسلمانوں کو فتوحات حاصل ہوئیں اور قریش کا کوئی بھی کمانڈر آپ ﷺ کے مقابلے میں باوجود بڑی فوج، بہتر ہتھیار اور رسد کی فراوانی کے کامیاب نہ ہوسکا۔ آپ ﷺ نے ہر غزوہ میں عربوں کے روایتی طریق جنگ سے ہٹ کر پلان بنائے اور انہیں اتنی خوبی سے پورا کیا کہ آج بھی اس کی نظیر نہیں ملتی۔ دشمن کو ہر مرتبہ surprise کیا جس کی وجہ سے وہ اپنا توازن (Balance) برقرار نہ رکھ سکا اور اس کے قدم اکھڑ گئے۔

غزوہ بدر سے غزوہ احزاب کے درمیانی عرصہ کا تجزیہ

رسول اللہ ﷺ کی حکمت عملی (Strategy)

1: خلاف توقع کام، اچانک پن (Surprise)

اس عرصہ کی تمام مہمات میں سے صرف ایک مرتبہ قریش نے اچانک پن حاصل کیا۔ جب انہوں نے غزوہ احد کے دوران درے پر حملہ کیا اور وہ بھی مسلمانوں کی غلطی کی وجہ سے۔ باقی تمام غزوات و سرایا میں مسلمانوں نے اپنی پسند کی جگہ اور وقت پر قریش کا سامنا کیا۔ جس کی وجہ سے کثیر تعداد میں ہونے کے باوجود کفار مسلمانوں کا مقابلہ نہ کرسکے۔

2:۔ بدر اور احد میں مسلمانوں کی movement and selection of battle field اور احزاب میں خندق دشمن کیلئے ایک ناگہانی صورتحال تھی جس کیلئے وہ پہلے سے تیار نہیں تھا۔

3:۔ اسلامی فوج نے دفاعی حالت میں جارحانہ قابلیت حاصل کی، ریزرو کا استعمال، command structure، تیراندازوں کا استعمال اور فوج کا layout۔ ان باتوں نے اسلامی فوج کو کم تعداد کے باوجود دشمن سے بہت بہتر (superior) بنادیا تھا۔

4:۔ دشمن کے فوجی توازن strategic balance کو منتشر (disrupt) کیا۔ آپ ﷺ نے دشمن کے تجارتی راستوں کو خطرے میں ڈالا۔ جو کہ اس کی اصل طاقت (life line) تھے۔ اس طرح اس کی اکانومی کو بھی خطرے میں ڈالا۔

آپ ﷺ نے عرب قبائل کے ساتھ معاہدے کر کے اعلیٰ نتائج strategic results حاصل کئے۔ دشمن کو external bases سے محروم رکھا جنہیں استعمال کر کے وہ مسلمانوں کے خلاف direct indirect حملے کرسکتا تھا۔

قریش کو ایسی طاقتوں سے محروم کیا جن سے وہ خود معاہدے کر کے مسلمانوں کے خلاف استعمال کرسکتا تھا۔

بدر میں پانی کو بطور ہتھیار استعمال کیا۔ احد میں فوج کو مکمل تباہی سے بچالیا۔ احزاب میں دشمن کے معاہدوں کو اپنی حکمت عملی سے تڑوا دیا۔

غزوہ احزاب کے بعد کے حالات کا تجزیہ

1:۔ مدینہ میں شرپسند عناصر ختم ہوگئے اور وہاں پر کوئی ایسا گروپ باقی نہیں رہا تھا جس سے قریش سازباز کرسکتے کیونکہ آپ ﷺ نے معاہدوں کی خلاف ورزی کی وجہ سے یہود قبائل بنی قینقاع، بنی نضیر اور بنی قریظہ کو مدینہ سے نکال دیا تھا۔

2:۔ مدینہ کے سیکیورٹی اقدامات parameter میں توسیع ہوئی۔

3:۔ اسلام میں داخل ہونے کی وجہ سے مدینہ کی آبادی بڑھ گئی تھی۔ غزوہ بدر میں 313، غزوہ احد میں ایک ہزار جبکہ غزوہ احزاب میں تین ہزار صحابہ نے حصہ لیا۔

4:۔ مسلمان اب ایک مضبوط طاقت بن چکے تھے جن سے قریش اور باقی قبائل گھبرانے لگے تھے۔

اسیران جنگ

غزوہ بدر کے قیدیوں میں آپ ﷺ کے چچا عباس بھی تھے۔ باوجود اس کے کہ صحابہ بھی آپؐ کی وجہ سے ان کا خیال رکھنا چاہتے تھے لیکن آپ ﷺ نے انہیں کوئی رعایت نہیں دی اور ان سے وہی سلوک کیا جو باقی قیدیوں کے ساتھ کیا جا رہا تھا۔ اس کے علاوہ جو قیدی پڑھنا جانتے تھے ان کا صرف یہی فدیہ مقرر کیا کہ وہ مدینہ کے دس لڑکوں کو پڑھنا سکھادیں، بعض جن کا فدیہ دینے والا کوئی نہیں تھا ان کو یونہی آزاد کردیا، جو فدیہ دے سکتے تھے ان سے مناسب فدیہ لے کر ان کو چھوڑ دیا۔ اس طرح پرانی رسم کو کہ قیدیوں کو غلام بنا کر رکھا جاتا تھا آپ ﷺ نے ختم کردی۔

غزوہ احزاب تا غزوہ حنین

(اس 3 سال کے عرصے میں 9 غزوات اور 33 سرایا ہوئے (کل 24 مہمات)

اس عرصہ کے بڑے واقعات صلح حدیبیہ، غزوہ خیبر، فتح مکہ اور غزوہ حنین (طائف) تھے۔

اس عرصہ میں رسول اللہ ﷺ کی حکمت عملی

1:۔ آپ ﷺ نے جغرافیائی Geo Political حالات پر گہری نظر رکھی ہوئی تھی اور اسی پر base کرتے ہوئے آپؐ نے اپنی حکمت عملی Operational Strategy ترتیب دی۔ آپؐ کو علم تھا کہ ایک نہ ایک دن یہودیوں کے ساتھ فیصلہ کن جنگ کرنی پڑے گی لیکن آپؐ نے خود ان کے ساتھ کوئی لڑائی شروع نہیں کی۔ یہود کی خیبر کی طرف روانگی (Migration) پر بھی آپؐ گہری نظر رکھے ہوئے تھے۔

2:۔ صلح حدیبیہ کی وجہ سے آپ ﷺ کو ایک بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔ آپؐ اسلام کے دو بڑے دشمنوں کو ایک دوسرے سے الگ کرنے میں کامیاب ہوگئے۔

3:۔ اس معاہدے کی رو سے جنگ کی صورت میں قریش اور یہود مسلمانوں کے خلاف ایک دوسرے کی مدد نہیں کرسکتے تھے۔

4:۔ آپؐ نے جغرافیائی فوجی حالات Geo-military Situation کا نہایت ہی باریک بینی سے جائزہ لیتے ہوئے اپنے اوقات اور ترجیحات سیٹ کیں، ایک دشمن کو معاہدہ کر کے الگ کیا اور دوسرے دشمن سے جنگ کر کے اسے شکست دی اور پھر اس سے معاہدے کئے۔

5:۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے ایک ایسی نفسیاتی حکمت عملی Psychological Approach اختیار کی تاکہ بغیر خون بہائے مکہ فتح ہو جائے اور قریش کی ہمت بھی جواب دے جائے۔ اس سلسلے میں آپؐ نے درج ذیل اقدام کئے۔

(ا) اسلامی فوج کی تیاری اور موومنٹ اس طرح کی گئی کہ قریش کو اس کا علم ہی نہ ہوسکا اور مسلمان ان کے اتنے نزدیک پہنچ گئے کہ ان کے پاس ردعمل

کا وقت reaction time نہیں تھا۔

ب) مکہ کے نزدیک پہنچ کر پڑاؤ ڈالنے کے بعد آپ ﷺ نے حکم دیا کہ تمام خیموں کے آگے آگ جلائی جائے۔ اس طرح اتنے زیادہ الاؤ ایک ہیبت ناک نظارہ پیش کر رہے تھے کیونکہ اس زمانے میں لشکر کے سائز کا اندازہ اسی طرح لگایا جاتا تھا۔ اس اطلاع نے سردارانِ قریش کی ہمت توڑ دی۔

ج) جب اسلامی لشکر مکہ کی طرف بڑھنا شروع ہوا تو آپ ﷺ نے حضرت عباسؓ کو حکم دیا کہ کسی سڑک کے کونے پر ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کو لے کر کھڑے ہو جاؤ تا کہ وہ اسلامی لشکر اور اس کی فدائیت کو دیکھ سکیں۔ اس منظر کو دیکھ کر ان کے دل دہل گئے۔

اعلانِ امان: آخر میں آپ ﷺ نے عام معافی کا اعلان فرما دیا کہ ہر اس شخص کو امان ہے جو تلوار نہیں اٹھائے گا، اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے گا، ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے گا، خانہ کعبہ میں داخل ہو جائے گا، اپنے ہتھیار پھینک دے گا، حکیم بن حزام کے گھر میں داخل ہو جائے گا اور ابی رویحہ کے جھنڈے کے نیچے آ جائے گا۔ اس طرح کسی کے پاس بھی لڑنے کا کوئی جواز نہیں رہا تھا۔

غزوہ حنین

1:۔ چونکہ فتح مکہ اس طرح ہوئی کہ نہ مکہ والوں کو اور نہ ہی اردگرد کے قبائل کو مسلمانوں کی حرکات کا پتہ چلا۔ اس لئے مکہ کے جنوب میں آباد قبائل نے اپنی فوجیں وادی اوطاس میں جمع کر لیں اور مسلمانوں سے مقابلے کی تیاری شروع کر دی۔

2:۔ اطلاع ملنے پر آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن ابی حدودؓ کو حالات کا جائزہ لینے کیلئے بھیجا اور دشمن کی پوزیشن کو معلوم کیا۔

3:۔ دشمن فوج کے سالاروں نے اعلیٰ پلاننگ کی اور مسلمانوں کیلئے ایک trap تیار کیا۔ انہوں نے میدان جنگ میں اس طرح پوزیشن سنبھالی کہ جب مسلمان ان کی طرف بڑھیں گے تو اسلامی فوج کے قلب (flanks) کی دونوں طرف ایسی کمین گاہیں ہوں گی جہاں سے دشمن کے تیرانداز دونوں اطراف سے اس وقت حملہ کریں گے جب ان پر سامنے سے حملہ ہو چکا ہوگا۔

4:۔ جب جنگ شروع ہوئی اور اسلامی فوج اور دشمن میں رابطہ فعال (establish) ہوا تو اسی وقت اطراف سے تیراندازوں نے بے تحاشا تیر برسانے شروع کر دیئے۔ جس کی وجہ سے اسلامی فوج میں بھگدڑ مچ گئی۔ اور گنتی کے چند صحابہ آپؐ کے گرد رہ گئے۔ اس موقع پر آپؐ نے غیر معمولی بہادری اور شجاعت کا مظاہرہ کیا اور دشمن کی طرف بڑھنا شروع کر دیا اور اونچی آواز میں کہا کہ میں خدا کا نبی ہوں اور جھوٹا نہیں ہوں اور عبدالمطلب کا پوتا ہوں۔ ساتھ ہی آپ ﷺ نے حضرت عباسؓ کو جن کی آواز بہت بلند تھی کہا کہ مسلمانوں کو آواز دے کر بلائیں۔ اس طرح مسلمان دوبارہ اکٹھے ہوئے اور دشمن کو شکست ہوئی۔

غزوہ تبوک

یہ رسول پاک ﷺ کی زندگی کا آخری غزوہ تھا۔ آپؐ کو اطلاع ملی کہ شام کی سرحد پر عیسائی عرب قبائل یہودیوں اور کفار کے اکسانے پر مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ رجب 9 ہجری میں آپؐ نے حالات کے پیش نظر خود لشکر لے کر شام کی سرحد پر جانے کا فیصلہ کیا اور 30 ہزار کا لشکر تیار کیا اور 15 روز کا سفر کر کے تبوک پہنچے۔ دشمن کا لشکر 40 ہزار سپاہیوں پر مشتمل تھا۔ اسلامی لشکر کے اس طرح اچانک تبوک پہنچ جانے سے دشمن کے حوصلے پست ہو گئے اور اس کی فوج اندرون ملک مختلف شہروں میں بکھر گئی۔ اسلامی فوج تبوک میں کچھ عرصہ رہ کر عیسائیوں سے جنگ کئے بغیر واپس مدینہ چلی گئی۔

تجزیہ (Analysis)

☆ اس غزوہ کا مسلمانوں کی فوجی ساکھ پر بہت مثبت اثر پڑا۔

☆ آپ ﷺ نے اس غزوہ سے ایسے سیاسی فوائد حاصل کئے کہ جنگ کی صورت میں بھی ان کا حاصل کرنا ممکن نہ ہوتا۔

☆ تمام قبائل نے جزیہ کی ادائیگی منظور کی اور آپ ﷺ سے معاہدے کئے۔

☆ اسلامی حکومت کی سرحدیں براہ راست رومی سرحد سے مل گئیں۔

☆ مخالفین پر یہ واضح ہو گیا کہ جزیرۃ العرب میں اسلام سب سے بڑی طاقت ہے۔

ابتدائی کارروائی اور جرأتمندی

☆ Initiative & aggressive spirit باوجود کم، چھوٹی اور کمزور فوج کے آپؐ جنگ کو دشمن کے علاقے میں لے کر گئے۔ ایک چھوٹی اور کمزور فوج سے دشمن کو مرعوب کیا۔

☆ شام کے سرحدی قبائل پر اثر

☆ اثر کے علاقے کی وسعت (expansion)

☆ رومیوں کے اثر کا خاتمہ ہوا۔

☆ سرحدی قبائل کو جو رومیوں کی حفاظت حاصل تھی اس کا خاتمہ ہوا۔

عسکری صلاحیت

اب ہم ان عسکری صلاحیتوں کا جائزہ لیتے ہیں جن کی وجہ سے آپؐ ہر معرکے میں فتحیاب ہوئے

☆ **قیادت:** قائد کیلئے بہت ضروری ہے کہ اس کی قوت ارادی مضبوط ہو، نازک ترین مواقع پر فوری فیصلہ کر سکتا ہو، طبیعت میں اس درجہ وقار اور ضبط نفس ہو کہ کامیابی کا نشہ اسے بے خود نہ کر دے اور ناکامی کی مصیبت سراسیمہ اور ہراساں نہ کر دے، انسانی فطرت اور طبیعت کی گہرائیوں تک اس کی دوربین نگاہ پہنچ سکتی ہو اور وہ حالات کا صحیح اندازہ لگانے کی قدرت رکھتا ہو۔

☆ آپ ﷺ ہمیشہ دشمن علاقے اور میدان جنگ کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کرتے تھے۔

☆ آپ ﷺ کی شخصی شجاعت ہر اس میدان جنگ سے واضح ہے جس میں آپؐ شامل ہوئے۔ معرکہ بدر کے بارے میں فیصلہ کرنا، احد میں باوجود ناموافق اور مخالفت (adverse) حالات کے آپؐ نہ صرف مسلمانوں کو دشمن کے نرغے سے بچانے میں کامیاب ہوئے بلکہ قریش کے تعاقب میں حمراء الاسد کے مقام تک چلے گئے۔ غزوہ احزاب میں آپؐ کا قریش کے دس ہزار کے لشکر کے سامنے ثابت قدم رہنا بھی ایک عجیب قسم کی شجاعت ہے اور خصوصاً اس وقت جبکہ یہودیوں نے اپنے معاہدے کو توڑ ڈالا اور غزوہ حنین کے دوران اگر آپؐ صرف دس صحابہ کے ساتھ ثابت قدمی نہ دکھاتے تو بعد کے حالات کچھ اور ہوتے۔

☆ آپ ﷺ کی طبیعت میں فتح اور شکست دونوں حالتوں میں کبھی تغیر اور تبدل نہیں ہوا۔ آپؐ ہر قسم کے حالات میں اعصاب پر پوری طرح قابو رکھتے تھے۔

☆ آپؐ کی جسمانی قابلیت بہت بڑھی ہوئی تھی۔ مشقت کا کام ہو، حفاظتی اقدامات کرنے ہوں، اطلاعات فراہم کرنی ہوں یا کسی بھی موسم میں طویل اور پرصعوبت سفر ہو آپؐ ان سب کاموں میں ہمیشہ صحابہ کرام کے برابر کے شریک رہتے تھے۔

☆ آپ ﷺ ہر اس معاملہ میں جس کا اثر عام مسلمانوں کی مصلحت اور حالت پر پڑتا ہو اپنے صحابہ سے ضرور مشورہ کیا کرتے تھے اور ان کی رائے کو ہمیشہ قبول کرتے تھے چاہے آپؐ کی ذاتی رائے ان کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ جب جنگ احد کیلئے دشمن آ رہا تھا۔ آپؐ نے صحابہ سے مشورہ لیا کہ لڑائی کے لئے میدان میں رہنا چاہئے کہ باہر نکل کر مقابلہ کرنا چاہئے۔ جو نوجوان بدر کی جنگ میں شامل نہیں ہو سکے تھے انہوں نے اصرار کیا کہ لڑائی باہر نکل کر کرنی چاہئے۔ باوجود اس کے کہ آپؐ کو ایک خواب میں یہ واضح کر دیا گیا تھا کہ لڑائی کے لئے مدینہ میں رہنا زیادہ اچھا ہے۔ آپؐ نے اکثریت رائے کو تسلیم کر لیا اور لڑائی کے لئے باہر جانے کا فیصلہ کیا۔ بعد میں لوگوں کو احساس ہو گیا لیکن آپ ﷺ نے فرمایا کہ خدا کا نبی جب زرہ پہن لیتا ہے تو اتارا نہیں کرتا۔

☆ آپ ﷺ نے لڑائی میں ہمیشہ نئے انداز اختیار فرمائے۔ غزوہ بدر میں صف بندی کر کے، غزوہ احزاب میں خندق کھود کر اور طائف کے محاصرے میں منجنیق استعمال کر کے۔

☆ مسلمان آپ ﷺ کی رسالت پر ایمان لائے اور اس کے تحفظ اور دفاع پر ہمیشہ کمربستہ رہے۔ ایسے وقت بھی آئے کہ انہیں اپنی اولاد، اہل خاندان، دوستوں اور قبیلے والوں کے سامنے تلوار کھینچ کر آنا پڑا۔

☆ مسلمان آپ ﷺ کی اطاعت اس طرح کرتے تھے جس کی نہ کوئی حد اور نہ کوئی مثال تھی۔ فرمان رسالت کے ایک ایک حرف کی تعمیل دل و جان سے کرتے تھے۔

☆ آپؐ نے صحابہ کرام کو مشقت اور مشکل پسندی کا عادی بنا دیا تھا۔ تیراندازی، گھڑسواری اور اسی طرح کے امور کی ترغیب دیتے تھے۔ ایک مرتبہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے تیراندازی سیکھی اور پھر اسے چھوڑ دیا تو اس نے ایک نعمت حاصل کی اور پھر اسے ٹھکرا دیا۔ اسی طرح آپؐ نے مسلمانوں کو دشمن کے غیر متوقع اور ناگہانی حملے کی زد سے بچنے کے گر بھی سکھائے۔

☆ آپ ﷺ بدترین حالات میں بھی دشمن کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے عدل کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑتے تھے۔

☆ **دفاعی جنگ** آپؐ نے جب بھی کسی دشمن سے لڑائی کی تو مجبور ہو کر کی۔ آپؐ کے تمام غزوات زیادتیوں کو روکنے کیلئے وقوع پذیر ہوئے یا زیادتی کی نیت کو ختم کرنے کیلئے۔ اور جب بھی دشمن نے صلح کیلئے ہاتھ بڑھایا آپؐ نے بلا تامل ہمیشہ اس میلان کی حوصلہ افزائی کی اور دشمن سے معاہدہ کر کے اس سے تعلق قائم کر لیا۔

امن کو برقرار رکھنے کیلئے جنگ:۔ آپؐ نے ہر اس قبیلے سے صلح کی جس نے بھی صلح کیلئے رغبت کا اظہار کیا۔ بلکہ آپؐ نے صلح کے اغراض کیلئے اپنی پوری طاقت خرچ کر دی۔ یہاں تک کہ آپؐ کے کچھ صحابہ بعض اوقات صلح کی بعض شرائط کو ناپسند کرتے تھے۔ جیسا کہ صلح حدیبیہ میں وقوع پذیر ہوا۔

انسانیت کی جنگ: آپ ﷺ نے کبھی بھی جنگ کے دوران کسی بے گناہ کو کبھی کوئی تکلیف نہیں پہنچائی، اور ہمیشہ بے گناہوں کے مال اور جان کی حفاظت کے خواہش مند رہے۔ آپؐ کی ہدایت تھی کہ جنگ کے دوران عورتوں، بچوں اور معذور لوگوں کو قتل نہ کیا جائے۔ کسی مکان کو نہ گرایا جائے اور کوئی درخت نہ کاٹا جائے۔ قیدیوں کے ساتھ ہمیشہ اچھا سلوک کرنے کی ہدایت فرماتے تھے اور آسان شرائط پر انہیں آزادی دے دیتے تھے۔ دشمن کے مقتولین کے ساتھ مثلہ کرنے کو سختی سے منع فرماتے تھے۔

آخری تجزیہ (Final Analysis)

آپ ﷺ کے زمانے میں جتنی بھی مہمات ہوئیں ان میں مسلمان ہمیشہ ہتھیاروں، ساز و سامان تعداد میں اپنے مخالف سے کمتر (inferior) تھے۔

جنگ کا نظریہ (concept) عام طور پر طاقت کی حرص، territorial expansion، غارت گری، خزانوں و سامان کی حرص اور نسلی معاملات کی وجہ سے بادشاہ اور ملٹری کمانڈر لڑائیاں کرتے ہیں۔ آپؐ نے ہمیشہ ایمان کی preservation اور دفاع کے لئے جنگیں لڑیں اور باقی تمام وجوہات کو برا سمجھا۔

آپؐ کی قائدانہ صلاحیتوں کی وجہ سے مسلمانوں میں بہت حوصلہ، ہمت، جذبہ اور جوش و خروش پیدا ہو گیا تھا۔ باوجود اس کے کہ ان کی لڑائی ہمیشہ اپنے سے تعداد، ہتھیار، رسد و رسائل میں superior دشمن سے ہوئی۔

آپؐ نے دشمن کی فوجی قوت کے توازن کو disrupt کرنے کیلئے pre-emptive measures لئے جن میں سب سے اہم وہ معاہدے تھے جو آپؐ نے لوکل قبائل سے کئے۔

مشاورت (consultation) آپؐ نے جنگ کی منصوبہ بندی اور اس کی execution کے لئے باہمی مشاورت کی بنیاد رکھی۔

فوج پر مکمل کنٹرول:۔ فوج پر جنگ کے دوران ہر مرحلے میں مکمل کنٹرل رکھنے کیلئے آپؐ نے فوج کو ایک خاص طریقے سے organize کیا تھا۔ فوج کو گروپس، بٹالین اور لائینوں میں تقسیم کیا تھا۔ ہر صیغے کے کمانڈر مقرر ہوتے تھے اور عمومی ڈسپلن پر بہت زور دیا جاتا تھا۔

آپؐ Economy of force جنگ کے دوران فوج اور fire power کو بہت ہی judicious طور پر استعمال کرتے تھے۔

اچانک پن:۔ (surprise) عمومی طور پر اچانک پن غیر متوقع چیزوں سے حاصل کیا جاتا ہے جیسے فوج کی تعداد، حملے کا رخ، ہتھیاروں کی قسم اور تعداد، حملے کا وقت وغیرہ۔ آپؐ ہمیشہ لڑائیوں میں نت نئے طریقے استعمال کرتے تھے تاکہ دشمن surprise ہو جائے۔ اس میں طریقہ جنگ میں تبدیلی یا جدت، ایسے وقت یا طریقے سے حملہ جس کیلئے وہ تیار نہیں ہوتا تھا، ایسے obstacles یا رکاوٹوں کا استعمال جو دشمن کیلئے بالکل نئے ہوں۔

دفاع:۔ آپؐ نے کبھی اسلامی فوج کی کم تعداد، ہتھیاروں اور رسد و رسائل میں کمی کی وجہ سے دفاعی approach نہیں اپنائی۔ آپؐ نے اپنا دفاع بھی ہمیشہ آگے بڑھ کر کیا۔

Deception:۔ کئی سرایا و غزوات میں اسلامی افواج کو مدینہ سے نکلنے تک علم نہیں ہوتا تھا کہ وہ کہاں جا رہے ہیں اور کس دشمن سے لڑائی ہونی ہے۔ آپؐ فوج کو پہلے کسی اور سمت لے کر چلتے تھے پھر کچھ فاصلہ طے کر کے صحیح سمت کو رخ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ سرایا کے سالار کو بھی علم نہیں تھا کہ انہوں نے کہاں جانا ہے اور کس سے لڑنا ہے۔ آپؐ نے انہیں ایک خط دیا اور کہا کہ اتنا فاصلہ طے کر کے یہ خط کھولنا ہے جس میں تمام ہدایات دی ہوئی تھیں۔ ان تمام باتوں کا مقصد دشمن پر اچانک پن حاصل کرنا، فوج کو منفی مورال سے بچانا ہوتا تھا۔

رسول پاک ﷺ مدینہ کے تمام عرصہ میں اسلام دشمن عناصر سے برسرِ پیکار رہے۔ ان آٹھ سالوں میں آپ ﷺ نے جتنی جنگیں لڑیں یا مہمات بھجوائیں تاریخ میں اس کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ آپؐ ایک نہایت dynamic ملٹری لیڈر تھے۔ آپؐ کی بہادری بے مثال تھی۔ مشکل سے مشکل حالات میں بھی اپنے لوگوں کے ساتھ رہتے تھے۔ معاہدوں کا ہمیشہ پاس کرتے تھے، کبھی ظلم نہیں کرتے تھے اور جنگ کے بارے میں اسلامی اصولوں کی سختی سے پابندی کرتے تھے۔

☆............☆............☆

ریڈی میڈ برقعہ سپیشلسٹ — نام ہے اعتماد کا
خالد کلاتھ اینڈ برقعہ ہاؤس
اقصیٰ روڈ نزد ریلوے پھاٹک ربوہ
موبائل: 0301-7979164-0322-7815164

نئی۔ یوز ڈ اینڈ ری کنڈیشن کاریں
کاشف موٹرز — پرانی چونگی 8 ایل ایم کیو روڈ ملتان
طالب دعا: کاشف منہاس
061-4515566
0303-2000000
Kashifminhas10@yahoo.com

انگریزی ادویات و ٹیکہ جات کا مرکز بہتر تشخیص مناسب علاج
کریم میڈیکل ہال
گول امین پور بازار فیصل آباد فون 2647434

جماعت کے مربیان اور واقفین نو کے لئے زیورات بغیر مزدوری اور پالش کے تیار کر کے دیئے جائیں گے
طالب دعا: میاں غلام الرحمٰن
0334-4552254-0345-4552254
میاں عبدالمنان
0346-7434015
MJ میاں غلام رسول جیولرز
044-2689055 میرک ضلع اوکاڑہ

پیارے امام کی صحت و سلامتی اور درازی عمر کیلئے دعا گو
ماڈرن آٹو کارپوریشن
لاہور

بیج و چاول ہر قسم کے ہول سیل ریٹ پر خرید فرمائیں
ملک بشارت اینڈ سنز رائس ڈیلر
5 ریلوے روڈ۔ خان پور ضلع رحیم یار خاں
طالب دعا: ملک نذیر احمد، ملک فضل احمد، ملک مظہر احمد ابن ملک بشارت احمد
068-5572235,0301-7641255

سمیع سٹیل ٹریڈرز
مینوفیکچرز اینڈ جنرل آرڈر سپلائرز
اعلیٰ قسم کے لوہے کی چوکھاٹ کا مرکز
ڈیلرز: G.P۔C.R.C۔H.R.C شیٹ اینڈ کوائل

کرسی پر بیٹھ کر صرف 1 منٹ کیلئے میجک سٹک پکڑیں اپنا Body Analysis بذریعہ کمپیوٹر حاصل کریں۔
بلحاظ قد وزن جسم اور پیٹ پر چربی کی مقدار HIP/WAIST تناسب کی صورتحال
BMI اور BMR بازوؤں اور ٹانگوں میں توازن کی کیفیت وٹامنز کی کمی بیشی
معدنیات MINERALS کی صورتحال یہ سب WHO کے مقرر کردہ معیار کے مطابق حاصل کریں
FINE & THE BEST — FB
F.B ہومیو سنٹر فار کرانک ڈیزیز طارق مارکیٹ ربوہ
0300-7705078

ملٹی لنکس انٹرنیشنل کارگو کوریئر یادگار روڈ۔ ربوہ
دنیا کے تمام ممالک میں پارسل اور قیمتی دستاویزات بذریعہ Fedax اور DHL مناسب ریٹس
نعیم احمد شاہد: 0321-7918563,0333-2163419
قمر احمد محمود: 047-6213567,6213767

اعلیٰ کوالٹی کے عمدہ چاول ہر قسم کے ہر وقت مل سکتے ہیں
انصاف رائس ملز
چونڈہ سیالکوٹ
پروپرائٹر:
ملک محمد یوسف صاحب
محمد امین جنجوعہ ولد محمد صدیق
0300-6192693
محمد آصف خان ولد محمد یوسف
ارشد محمود ولد محمد شریف
0303-4229544

نام ہے اعتماد کا
ماڈرن ٹیلرز ربوہ
عبدالمالک ابن ماسٹر عبدالسلام
حیات مارکیٹ گولبازار ربوہ 03007701845
احمد مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ 03315507868

المبارک جیولرز چوک دربارے والا سی بلاک۔ صرافہ بازار اوکاڑہ
طالب دعا ▪ میاں مبارک احمد 0331-7467452
▪ میاں نوید احمد: 0333-6961355
044-2511355-2521355

VOLTA-OSAKA, PHOENIX,EXIDEX,TOKYO,FB,AGS,MILLT
دیسی بیٹریاں 6 ماہ کی گارنٹی کے ساتھ تیار کی جاتی ہیں
مین ڈیلر مرحبا بیٹری سنٹر ریلوے روڈ ربوہ
طالب دعا: حفیظ احمد: 0333-6710869
عابد محمود: 0333-6704603

آری، لکی مشین، ڈوری، فیتہ مشین، وائنڈنگ مشین کی مرمت اور نئی مشینیں بنائی جاتی ہیں
مشہود احمد انجینئرنگ ورکس
چکی والا چوک نزد گنڈا سنگھ چوک نعمت آباد جھنگ روڈ فیصل آباد
طالب دعا: محمود احمد
041-2651017
0306-7057573

ہم حضور انور کی صحت وسلامتی والی فعال زندگی کے لئے دعا گو ہیں۔

زعیم انصار اللہ رانا سعید احمد وسیم و
عاملہ انصار اللہ دار النصر وسطی ربوہ

نیا سال مبارک ہو

فہرست ادویات
مفت حاصل کریں

NASIR ناصر

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
PH:0476212434,6211434

The Vision of Tomorrow
New Haven Public School
Multan Tel:061-6779794,061-6563536

خدا تعالیٰ کے فضل وکرم کے ساتھ
بسم اللہ فیبرکس
لیڈیز اینڈ جینٹس
فینسی ورائٹی کا مرکز
مردانہ کاٹن، گل احمد، بورے والا، بوسکی، کرنڈی بھی دستیاب ہے۔
نیز بوتیک اور فینسی ورائٹی کا مرکز میچنگ سنٹر نیز ہر قسم کی میچنگ دستیاب ہے۔
پروپرائٹر: ڈوگر برادران چیمہ مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ نزد الائیڈ بینک فون نمبر: 0300-7716468

ہمارے ہاں گندم، مکئی، دھان، چاول ہر قسم ادھواڑ ٹوٹہ چاول نیز خشک سرخ مرچ کا کاروبار ہوتا ہے
چوہدری اینڈ کمپنی
رائس ڈیلر اینڈ کمیشن ایجنٹس
غلہ منڈی چنیوٹ
فون آفس: 047-6331327
فون رہائش: 0333-9796206
طالب دعا: چوہدری جمیل الرحمان سنوری

گولڈ ٹیسٹ کی سہولت موجود ہے
MALA GOLDS
الیس اللہ اور مولیٰ بس کی شاندار انگوٹھیاں اور دلکش زیورات
پیش کردہ:
فرحت علی جیولرز
یادگار روڈ ربوہ
Mob:0333-6526292
فون نمبر: 047-6213158

ہوزری کی دنیا میں بلند مقام ہے
لائل پور۔ فیصل آباد کا پرانا نام ہے
لائل پور ہوزری سٹور
کارنر جھنگ بازار چوک گھنٹہ گھر فیصل آباد
طالب دعا: چوہدری منور احمد ساہی :0412619421

Deals in HRC,CRC,EG,P&O,Sheets &Coil
JK STEEL
6-D Madina Steel Sheet Market
Landa Bazar, Lahore

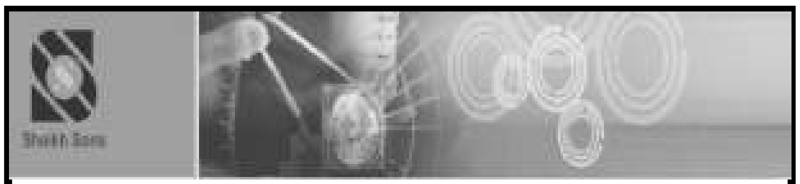

SHEIKHSONS
31,32 Bank Square Market Model Town,
Lahore-54700,Pakistan
Tell: 042-35832127, 35832358
Fax: 042-35834907
Web site: www.sheikhsons.com
Indenters, Suppliers
&
Contractors
(1) Gas & steam Turbines Spares (2) Boilers
(3) Speciality Chemicals for Oil & Gas and Power Industry

احمدی بھائیوں کی اپنی دکان۔ جرمن پوٹینسی دستیاب ہے
الرحمٰن ہومیو سٹور اینڈ کلینک
ڈاکٹر فرحان احمد خاں ڈی ایچ ایم ایس
ڈاکٹر ناصر احمد خاں
مون پلازہ۔ چنیوٹ بازار۔ فیصل آباد: 0345-7693179

ہومیو پیتھک، یعنی علاج بالمثل، محفوظ ترین علاج
کشمیر ہومیو پیتھک کی سالہا سال کی مسلسل تحقیق اور تجربات کے بعد جرمن سیل بند ادویات سے تیار کردہ بے ضرر زود اثر انتہائی کامیاب اور شفاء بخش مرکبات،
جدید دور کی جدید ترین ادویات KHC کے مفید ترین مرکبات
کشمیر ہومیو پیتھک کلینک اینڈ سٹور
رائیونڈ روڈ چوک ٹھوکر نیاز بیگ لاہور
0300-4833878,0300-4281004

نعیم سوپ فیکٹری
ڈیرہ لکھا۔ بہاولپور
محمد نعیم اللہ ابن چوہدری عطاء اللہ
چوہدری محمد ظفر اللہ ابن چوہدری عطاء اللہ
0300-8688570,0300-6850575
062-2872214

معیار اور ورائٹی کے لئے قابل اعتماد
DAWOOD داؤد
CASTING CENTRE
& GOLI MAKER
کاسٹنگ سنٹر اینڈ گولی میکر
چوک دربارے والا، صرافہ بازار
سی بلاک اوکاڑہ
پروپرائٹر: داؤد احمد
Tel: 0442-523332
Res:0442-510222
Mob: 0300-6951355

مکرم محمد شبیر شاہد صاحب

نماز میں رسول اللہ ﷺ کی پُرسوز دعائیں

دعا عبادت کا مغز ہے، رسول کریمؐ کی دعائیں موجب برکت ہیں

رسول کریم ﷺ کی تو ساری زندگی دعا اور عبادت سے معمور ہے۔ جنہوں نے دنیا میں انقلاب عظیم برپا کردیا۔ اس مضمون میں صرف نماز سے متعلق دعاؤں کا ایک انتخاب ہے۔

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے نماز کے قشر میں جس قدر خوبصورتی سے ایک لافانی مغز بھرا ہے جو آفاقی ہے، جو رہتی دنیا تک کے لئے ہمارا سرمایہ ہے۔ سردار دو عالم فداہ امی و ابی کی نمازوں کی پُرسوز دعاؤں سے ہی تو آج اسلام زندہ ہے۔ اس بات کا ثبوت بدر کا وہ میدان ہے، جب گھمسان کا رن تھا اور میرا آقا ﷺ ایک خیمے میں سجدہ ریز ایک اور ہی جنگ لڑ رہا تھا۔ وہ عرش کے مالک سے یہ چلّا چلّا کر کہہ رہا تھا کہ اے خدا آج اگر تو نے اس گروہ عباد کو جو ایک عرصے کی تاریک رات کے بعد جاگے ہیں، ہلاک ہونے دیا تو اے ہمارے معبود و مسجود! یاد رکھیو کہ پھر قیامت تک تیری عبادت کے لئے کوئی ماتھا نہیں ٹیکے گا۔

(سنن ترمذی کتاب تفسیر القرآن باب من سورۃ الانفال)

سرکار دوعالم نے ہمیں نماز میں پڑھی جانے والی پاکیزہ دعاؤں کا مجموعہ دیا جو ایسی کمال ہیں کہ نیست کو ہست کرنے کے لئے اکسیر ہیں۔ اس میں وہ تمام سامان ہے جو ہمیں اس عاشق حقیقی سے ملاقات کے لئے تیار کراتا ہے، یہ دعائیں ہمارا Make Up کرتی ہیں اور آراستہ پیراستہ کرکے اس سے ملاقات کرواتی ہیں بشرط نیت صافی۔ یہ دعائیں نماز کی تیاری سے لے کر نماز پر جانے اور نماز کے دوران سے گزر کر نماز کے خاتمے تک کے سفر میں ہماری ساقی گری کرتی ہیں۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ہمیں نمازوں کا کمال مقام بتلایا کہ تم احسان کی نماز پڑھو۔ احسان یہ ہے کہ نماز ایسی ہو کہ گویا تو خدا کو دیکھتا ہے اور اگر یہ درجہ میسر نہیں تو یہ جان لے کہ وہ تجھے دیکھتا ہے۔ اگر یہ درجہ مل جائے تو وہ نماز ایک لذت بن جائے گی جس کا مزا دائمی ہوگا۔ جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں: ؎

بن دیکھے کس طرح کسی ماہ رخ پہ آئے دل
کیونکر کوئی خیالی صنم سے لگائے دل

آیئے ان دعاؤں کے سفر کا جائزہ لیتے ہیں:

سب سے پہلے اذان کی آواز انسان سنتا ہے۔ اس آواز کی سماعت کے ساتھ ہی یہ سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابوسعید خدریؓ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تم اذان سنو تو جیسے مؤذن کہتا ہے ویسے ہی دہراؤ اور حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ جو مؤذن کے ساتھ ساتھ اذان کے الفاظ خلوص نیت کے ساتھ دہرائے اور حــی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح کے وقت یہ کہے کہ لا حــول ولا قــوۃ الا باللّٰہ یعنی اللہ کے سوا کسی کو کوئی قوت اور طاقت حاصل نہیں، وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (مسلم کتاب الصلوٰۃ)

حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص اذان کی آواز سن کر یہ دعا کرے گا، قیامت کے دن وہ میری شفاعت کا مستحق ہوگا۔

اے اللہ! اس کامل دعا اور قائم ہونے والی نماز کے رب! محمد ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور آپ ﷺ کو مقام محمود پر فائز فرما۔ جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے، بیشک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ (بخاری کتاب الاذان)

اس کے بعد وضو سے ایک جسمانی طہارت کا عمل اور اس میں بھی دعا۔ حضرت عمرؓ بن الخطاب سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب وضو سے فارغ ہوتے تو یہ کلمات دہراتے اور فرماتے کہ جو شخص وضو کے بعد یہ کلمات دہرائے اس کے لئے جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں:

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں میں سے بنا اور مجھے پاک صاف رہنے والوں میں سے بنا دے۔ (ترمذی کتاب الدعوات)

اب دیکھئے کہ کس قدر شاندار تیاری ہے اس نماز کی۔ وضو سے شروع ہونے والا سفر بھی دعاؤں سے لبریز ہے۔ گویا ایک حرب آسمانی کی تیاری ہے جس میں قلب و جگر خدا کی حمد سے آرائش پا رہے ہیں۔ بقول غالب: ؎

آرائش جمال سے فارغ نہیں ہنوز
پیش نظر ہے آئینہ دائم نقاب میں

اب نماز پہ روانگی اور دعاؤں کا ایک نیا سلسلہ۔ حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص گھر سے نماز کے لئے نکلتے وقت یہ دعا پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے 70 ہزار فرشتے مقرر فرماتا ہے جو اس کے لئے استغفار کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ خود اس شخص کی طرف نماز کے وقت اپنی خاص توجہ رکھتا ہے۔

اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرنے والوں کے حق کا واسطہ دے کے اور (نماز کے لئے) اپنے اس پاپیادہ جانے کے حق کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں میں کسی غرور اور فخر اور ریا اور شہرت کی خاطر نہیں نکلا بلکہ میں اپنے گناہوں سے بھاگتے اور دوڑتے ہوئے تیری طرف آیا ہوں۔ تیری ناراضگی سے بچنے اور تیری رضامندی کے حصول کی خاطر نکلا ہوں۔ میرا سوال تیرے دربار میں یہ ہے کہ مجھے آگ سے پناہ دے اور میرے گناہ بخش دے۔

(ابن ماجہ کتاب المساجد)

اس کے بعد بیت الذکر میں آمد اور اس میں بھی ایک خوبصورت دعا۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ بن العاص بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو یہ دعا کرتے۔ اگر یہ دعا کی جائے تو شیطان یہ کہتا ہے کہ یہ شخص آج کے دن مجھ سے محفوظ ہوگیا۔

میں راندھے ہوئے شیطان سے اس اللہ کی پناہ میں آتا ہوں جو بہت عظمت والا ہے۔ میں اس کے عزت والے چہرے اور اس کی ازلی بادشاہت کی پناہ میں آتا ہوں۔ (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ)

اسی طرح حضرت فاطمہؓ بیان فرماتی ہیں کہ رسول کریمؐ جب مسجد میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے۔

اللہ کے نام کے ساتھ (میں آتا ہوں) درود اور سلام ہوں رسول ﷺ پر۔ اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میرے لئے رحمت کے دراز ے کھول دے۔ (ابن ماجہ کتاب المساجد)

اور جب مسجد سے نکلتے تو یہ دعا پڑھتے۔

اللہ کے نام کے ساتھ (میں داخل ہوتا ہوں) درود اور سلام ہوں رسول ﷺ پر۔ اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میرے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔ (ابن ماجہ کتاب المساجد)

اور اب نماز کا ایک خوبصورت آغاز اور دعاؤں کا ایک خوبصورت سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نماز کے شروع میں فاتحہ سے قبل یہ دعا پڑھتے تھے۔

اے اللہ! تو پاک ہے اپنی تعریفوں کے ساتھ اور برکت والا ہے تیرا نام۔ بلند ہے تیری شان اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ (ترمذی کتاب الصلوٰۃ)

حضرت ابوہریرہؓ سے ایک خوبصورت روایت مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ تکبیر اور اقامت کے درمیان کچھ خاموش رہتے۔ تو میں نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان۔ تکبیر اور قراءت کے درمیان جو آپؐ خاموش رہتے ہیں آپ کیا پڑھتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا میں کہتا ہوں؟

الٰہی میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اتنی دوری ڈال دے جتنی دوری تو نے مشرق اور مغرب میں ڈالی ہے۔ الٰہی مجھے خطاؤں سے ایسا پاک و صاف کردے جیسے سفید کپڑا میل کچیل سے پاک و صاف کردیا جاتا ہے۔ الٰہی میری خطائیں پانی اور برف اور اولوں سے دھوڈال۔

(بخاری کتاب الاذان باب مایقول بعد التکبیر)

اس کے بعد پیارے آقاؐ خدا کے حضور جھکتے ہیں تو بھی ایک خوبصورت دعا پڑھتے ہیں۔ حضرت حذیفہؓ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ رکوع میں سبحان ربی العظیم پڑھتے تھے۔ یعنی پاک ہے میرا رب جو بڑی عظمت والا ہے۔

(ترمذی کتاب الصلوٰۃ)

اسی طرح حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ رکوع اور سجدوں میں یہ دعا پڑھتے تھے۔

بہت زیادہ تسبیح والا، مقدس اور فرشتوں اور روح کا پروردگار (کی میں تسبیح کرتا ہوں)

(مسلم کتاب الصلوٰۃ)

اسی طرح ایک روایت میں حضرت علیؓ اور حضرت جابرؓ بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ رکوع میں یہ دعا کیا کرتے تھے۔

اے اللہ! تیری خاطر میں نے رکوع کیا اور تجھ پر ایمان لایا اور میں تیرا ہی فرمانبردار ہوں اور تجھی پر میرا توکل ہے۔ تو ہی میرا پروردگار ہے۔ میرے کان اور میری آنکھیں، میرا گوشت اور خون، میری ہڈیاں اور میرا دماغ اور میرے اعصاب اس اللہ کی اطاعت میں جھکے ہوئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ (نسائی کتاب الافتتاح)

پھر میرے پیارے آقا محمدؐ رکوع سے سر اٹھاتے ہیں تو دعا پڑھتے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ رکوع سے سر اٹھا کر یہ دعا پڑھتے تھے:

اے اللہ! ہمارے پروردگار! سب تعریفیں تجھے حاصل ہیں۔ (اتنی زیادہ تعریفیں) جن سے زمین بھی بھر جائے اور آسمان بھی بھر جائے اور ان کے بعد جو چیزیں بھی تو چاہے وہ بھی بھر جائیں۔ اے تعریف اور بزرگی والے! بندہ تیری جتنی بھی تعریف کرے تو اس کا حقدار ہے اور ہم سب تیرے بندے ہیں۔ اے اللہ! جو چیز تو عطا کرے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے تو روک دے وہ کوئی عطا نہیں کرسکتا اور کسی بزرگی والے کو اس کی بزرگی چنداں نفع نہیں دے سکتی۔ (مسلم کتاب الصلوٰۃ)

اسی طرح حضرت رفاعہؓ بن رافع زرقی بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہم نے آنحضرت ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی جب آپؐ نے رکوع سے سر اٹھایا اور سمع اللّٰہ لمن حمدہ کہا تو ایک شخص نے کہا ربنا ولك الحمد حمداً طیباً مبارکاً فیه۔

(بخاری کتاب الصلوٰۃ)

اے ہمارے رب! تیرے لئے ہی ہر قسم کی تعریف ہے ایسی تعریف جو بہت زیادہ ہے اور پاک ہے اور جس میں بہت برکت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تیس سے زیادہ فرشتوں کو ان کلمات کو لکھنے کے لئے لپکتے دیکھا کہ اسے کون پہلے لکھتا ہے۔

پھر سجدہ۔ خدا سے ملاقات کا مقام اتم۔ انتہائی تذلل کا مقام۔ جس میں آپ ﷺ نے دعاؤں کا ایک دریا بہادیا۔ جس میں اپنے آقا سے مناجات کا ایک لازوال تسلسل ہے۔ جہاں آپ نے خدا کو پایا۔ بقول شخصے: ع

ملتا ہے کیا نماز میں سجدہ میں جا کے دیکھ

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ پڑھتے تھے یعنی پاک ہے رب میرا جو بڑی شان والا ہے۔
(ترمذی کتاب الصلوٰۃ)

پھر حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ رکوع اور سجدے میں اکثر یہ کہا کرتے تھے کہ:

پاک ہے میرا رب اپنی حمد کے ساتھ اے اللہ! مجھے بخش دے۔
(بخاری کتاب الاذان باب التسبیح والدعا فی السجود)

حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ اس دعا کو قرآن سے استنباط فرماتے تھے۔ چنانچہ قرآن میں آتا ہے۔ یعنی اے نبی! تو اپنے رب کی تعریف کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی پاکیزگی بیان کرنے میں مصروف ہو جا۔ (النصر:4)

نبی کریم ﷺ کی ساری دعائیں وحی الٰہی کی خاص تجلیات کے تحت تھیں۔

اسی طرح حضرت ابوہریرہؓ کی روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ سجدے میں یہ دعا کرتے تھے۔

اے اللہ میرے سب گناہ بخش دے۔ چھوٹے، بڑے، پہلے اور بعد کے ظاہر اور پوشیدہ۔
(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ)

پھر ہمیں حضرت محمدؓ بن مسلمہ کی ایک خوبصورت روایت ملتی ہے جس کے مطابق رسول کریم ﷺ رات کو نماز تہجد کے سجدوں میں یہ دعا کیا کرتے تھے۔

اے اللہ! تیرے لئے میں نے سجدہ کیا اور تجھ پر میں ایمان لایا اور تیری فرمانبرداری کی۔ اے میرے مولیٰ! تو ہی میرا رب ہے میرا چہرہ اس ذات کے لئے سجدہ ریز ہے جس نے اسے پیدا کیا، شکل و صورت بخشی، کان اور آنکھ عطا کئے۔ بڑی برکتوں والا ہے وہ اللہ جو بہترین خالق ہے۔
(مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین)

انگریزی شاعر Dryden اپنے محبوب کو مخاطب ہو کے کہتا ہے۔

For God's sake shut your mouth & let me Love

سجدہ بھی یہی مقام ہے۔ جس میں انسان اپنے محبوب حقیقی کے ساتھ راز و نیاز کی باتیں کرتا ہے۔ اس سے بولتا بھی ہے اور سجدہ گاہوں کو تر کر کے اس کی محبت کو جذب کرنے کے لئے جتن کرتا ہے۔ آپؐ نے اسی مقام کو پانے کے لئے ہر آسائش کو چھوڑا اور اس معبود حقیقی کی آغوش کو تلاشا۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نے آنحضرت ﷺ کو موجود نہ پایا تلاش کرتے ہوئے مسجد پہنچی تو آپ ﷺ سجدہ کی حالت میں تھے، پاؤں زمین میں سیدھے گڑے ہوئے تھے اور آپؐ یہ دعا کر رہے تھے۔

اے اللہ! میں تیری ناراضگی سے تیری رضامندی کی پناہ میں آتا ہوں اور تیری سزا سے تیری معافی کی پناہ میں آتا ہوں اور میں تجھ سے تیری پناہ مانگتا ہوں میں تیری تعریفوں کا شمار نہیں کر سکتا تو ویسا ہے جیسے تو نے خود اپنی ذات کی تعریف کی ہے۔ (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ)

پھر ایک روایت میں حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک بار اپنی باری میں میں نے آنحضرت ﷺ کو بستر پر موجود نہ پایا۔ اندھیرے میں ادھر ادھر ہاتھ مارا تو آپ ﷺ کو سجدہ میں یہ دعا کرتے پایا

اے اللہ! میرے پوشیدہ اور ظاہر سب گناہ معاف کر دے۔ (نسائی کتاب الافتتاح)

اس کے بعد سجدے سے سر اٹھتا ہے تو بھی لبوں سے یہ دعا نکلتی ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ سجدوں کے درمیان یہ دعا کیا کرتے تھے:

اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم کر اور مجھے ہدایت دے اور مجھے عافیت سے رکھ اور میری اصلاح کر اور مجھے رزق عطا کر اور مجھے رفعت بخش۔
(ابن ماجہ اقامۃ الصلوٰۃ و مستدرک حاکم بیروت جلد1 ص271,262)

اس کے بعد تشہد میں بھی یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ حضرت عبداللہؓ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو ہم کہتے، سلامتی ہو اللہ پر۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا خدا تو خود سلام ہے۔ جب تم نماز میں قعدہ کی حالت میں ہو تو یہ دعا پڑھو۔

تمام تحفے اللہ کے لئے ہیں اور تمام عبادات اور پاکیزہ (تعریفیں) بھی اس کے لئے ہیں۔ سلام ہو آپؐ پر اے اللہ کے نبی! اللہ کی رحمتیں بھی اور برکات بھی۔ سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے سب نیک بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسولؐ ہیں۔
(بخاری کتاب الصلوٰۃ)

پھر اس کے بعد ایک اور خوبصورت دعا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن ابی لیلیٰ کو حضرت کعبؓ بن عجرہ ملے اور کہنے لگے کیا میں تمہیں ایک تحفہ نہ دوں؟ میں نے کہا ضرور۔ تب انہوں نے حدیث سنائی کہ ہم نے رسول اللہؐ سے پوچھا کہ آپؐ پر سلام بھیجنے کا طریق تو ہمیں معلوم ہے (یعنی یہ کہ سلام ہو آپؐ پر اے اللہ کے نبی! اللہ کی رحمتیں بھی اور برکات بھی) آپ ﷺ پر صلوٰۃ یعنی درود بھیجنے کا طریق کیا ہے؟ (گویا ہم قرآنی حکم کی تعمیل میں سلام کے ساتھ درود کس طرح بھیجا کریں؟) آپ نے فرمایا درود اس طرح پڑھا کرو:

اللّٰھم صل علیٰ محمد......
(بخاری کتاب الانبیاء)

اے اللہ! رحمتیں بھیج محمد ﷺ پر اور آپؐ کی آل پر جس طرح تو نے ابراہیمؑ اور ان کی آل پر رحمتیں بھیجیں، یقیناً تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! برکتیں بھیج محمد ﷺ پر اور آپؐ کی آل پر جس طرح تو نے ابراہیمؑ اور ان کی آل پر برکتیں بھیجیں، یقیناً تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔

اسی طرح نماز وتر میں پڑھی جانے والی ایک خوبصورت دعا بتلائی۔ حضرت خالدؓ بن ابی عمر بیان فرماتے ہیں کہ جبرائیلؑ نے نبی کریم ﷺ یہ دعائے قنوت سکھائی تھی۔

اللھم انا نستعینک ......
(تحفۃ الفقہاء باب صلوٰۃ الوتر مطبوعہ دمشق)

اے اللہ ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں اور تجھ سے ہی بخشش طلب کرتے ہیں اور تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور تیرے پر توکل کرتے ہیں۔ تیری بہترین تعریف کرتے ہیں اور تیرا شکر کرتے ہیں ناشکری نہیں کرتے اور جو تیری نافرمانی کرے اسے ہم چھوڑ دیتے ہیں اور اس سے قطع تعلق کر لیتے ہیں۔ اے اللہ! ہم تیری عبادت کرتے ہیں۔ تیرے لئے نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ ہم تیری طرف ہی دوڑتے اور خدمت کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ ہم تیری رحمت کی امید رکھتے ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ یقیناً تیرا عذاب کفار کو پہنچنے والا ہے۔

اس کے بعد بھی بیشمار دعاؤں کا ایک سلسلہ ہے۔ چند ایک روایات درج ہیں:

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نماز میں (تشہد کے بعد) یہ دعا کیا کرتے تھے۔

اے اللہ! قبر کے عذاب سے میں تیری پناہ لیتا ہوں۔ مسیح دجال کے فتنے سے بھی تیری پناہ لیتا ہوں اور موت اور زندگی کے فتنے سے بھی تیری پناہ لیتا ہوں۔ اے اللہ! گناہ اور قرض سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں۔
(بخاری کتاب الاذان باب الدعا قبل السلام)

اسی طرح خادم رسولؐ حضرت انسؓ سے پوچھا گیا کہ رسول کریمؐ سب سے زیادہ کون سی دعا پڑھتے تھے؟ انہوں نے بتایا یہ دعا:

اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھی حسنہ عطا کر اور آخرت میں بھی اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔
(بخاری کتاب الدعوات)

اور ان خوبصورت دعاؤں بھری نماز کے بعد بھی تسبیح و تحمید سے بھری دعاؤں کا سلسلہ جاری ہے۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبانؓ کے بیان کے مطابق نماز کے بعد آنحضرتؐ تین مرتبہ استغفر اللہ (یعنی میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں) پڑھ کر پھر یہ دعا پڑھتے تھے۔

اے اللہ! تیرا نام سلام ہے، سلامتی تجھ سے ہی ملتی ہے، اے جلال اور عزت والے! تو بہت برکت والا ہے۔ (مسلم کتاب المساجد)

اسی طرح حضرت مغیرہؓ بن شعبہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ہر نماز فریضہ کے بعد یہ کہا کرتے تھے۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ واحد ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہت ہے اور اس کی تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر بات پر بڑا ہی قادر ہے۔ اے اللہ کوئی روکنے والا نہیں جو تو دے۔ کسی صاحب حیثیت (مال، حسب ونسب وغیرہ) کو اس کی حیثیت تیرے مقابل پر فائدہ نہیں دے گی۔
(بخاری کتاب الاذان باب الذکر بعد الصلاۃ)

حضرت معاذؓ بن جبل کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ہر نماز میں اور ایک روایت کے مطابق ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھنے کی تلقین کی۔

اے اللہ! اپنے ذکر اور شکر کے لئے میری مدد فرما، اپنی خوبصورت عبادت کرنے کی مجھے توفیق دے۔ (داؤد کتاب الصلوٰۃ)

ایک اور خوبصورت دعا ہے جو حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا آپ مجھے دعا سکھائیں جو میں نماز میں کیا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ دعا کیا کرو۔

اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اور تیرے سوا کوئی بھی گناہوں کی مغفرت کرنے والا نہیں ہے۔ سو اپنی جناب سے میری مغفرت فرما اور مجھے رحمت سے نواز۔ یقیناً تو ہی غفور و رحیم ہے۔
(بخاری کتاب الاذان باب الدعا قبل السلام)

پھر آپ ﷺ نے نمازوں میں ایک لازوال رنگ بھرنے کے لئے سوز و گداز اور درد کے حصول کے لئے ایک نہایت خوبصورت دعا بتلائی ہے۔ حضرت عبداللہؓ اپنے والد عمرؓ بن الخطاب سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں رقت دعا کے لئے یہ دعا کیا کرتے تھے۔

اے اللہ! مجھے برسنے والی آنکھیں عطا کر دے۔ جو تیری خشیت میں آنسوؤں کے بہنے سے دل کو ٹھنڈا کر دیں پہلے اس سے کہ آنسو خون بن جائیں اور پتھر انگارے بن جائیں (یعنی قیامت سے پہلے)
(کتاب الدعا جلد3 ص480 الطبرانی 5360 بیروت)

ایک اور روایت درج ہے جس میں آنحضورؐ نے ایک جامع دعا بتا کر نماز میں ایک خوبصورت تصویر بنائی۔ اس دعا میں ہر قسم کی ضرورتوں کو خدا کے دربار میں رکھ دیا گیا ہے۔ حضرت عمارؓ بن یاسر کی روایت ہے کہ یہ دعائیں رسول اللہ ﷺ نے ان کو نماز میں پڑھنے کے لئے سکھائیں۔

اے اللہ! تجھے علم غیب اور اپنی مخلوق پر تیری قدرت کا واسطہ مجھے اس وقت تک زندہ رکھنا جب تک تیرے علم میں زندگی میرے لئے بہتر ہو اور مجھے اس وقت وفات دینا جب تیرے علم میں میری موت بہتر ہو۔ اے اللہ! میں تجھ سے حاضر اور غائب ہر حال میں تیری خشیت مانگتا ہوں اور خوشی اور ناراضگی کی کسی بھی حالت میں تجھ سے کلمۂ حق کہنے کی توفیق چاہتا ہوں اور تجھ سے غربت اور امارت میں میانہ روی کا طلبگار ہوں، میں تجھ سے ایسی نعمتیں مانگتا ہوں جو کبھی ختم نہ ہوں اور آنکھ کی ایسی ٹھنڈک چاہتا ہوں جو کبھی منقطع نہ ہو، میں تجھ

سے تیری قضا و قدر پر راضی رہنے کی دعا مانگتا ہوں اور یہ سوال کرتا ہوں کہ موت کے بعد مجھے پُرسکون زندگی عطا فرمانا اور میں تجھ سے ہی تیرے منہ کے دیکھنے کی لذت اور تجھ سے ملنے کے شوق کا سوال کرتا ہوں کہ بغیر کسی موذی تکلیف کے اور بغیر کسی گمراہ کن آزمائش کے مجھے یہ انعام عطا فرمانا۔ اے اللہ! ہمیں ایمان کی زینت سے سجا دے اور ہمیں ہدایت یافتہ راہنما بنا دے۔ (نسائی کتاب السہو)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ کچھ غریب مہاجر صحابہؓ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ صاحب دولت و ثروت لوگ نماز روزہ کے ساتھ اللہ کی راہ میں مال خرچ کر کے ہم سے سبقت لے گئے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جس سے تم ان لوگوں کے برابر ہو جاؤ اور ان لوگوں سے بھی بڑھ جاؤ جو تم سے بعد میں آئیں گے۔ عرض کیا یا رسولؐ اللہ ضرور بتائیں۔ آپؐ نے فرمایا ہر نماز کے بعد 33 بار سبحان اللہ، 33 بار الحمد للہ اور 33 بار اللہ اکبر پڑھا کرو۔ ایک اور روایت میں 34 بار اللہ اکبر پڑھنے کا ذکر ہے۔ (مسلم کتاب الصلوٰۃ)

ابتداء سے انتہا تک ہے سراسر یہ دعا
آدمی کو حق تعالیٰ سے ملاتی ہے نماز

ترک اقوام میں اظہار ادب کے لئے ہاتھ باندھے جاتے ہیں اور ایرانی قوم میں ہاتھ چھوڑ کر کھڑے ہونا ادب کی علامت ہے۔ مغربی اقوام میں گھٹنوں کے بل بیٹھنا اور اہل ہنود میں جھکنا اور اقوام افریقہ میں سجدے میں گر جانا اطاعت اور ادب کی علامت ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ان تمام مکاتب کے رسوم کو اسلامی نماز میں جمع کر کے اسے ایک حسین امتزاج بخشا ہے جو کمال روح ادب کی عکاس ہے۔ مزید برآں آپ ﷺ کی بیان کردہ ادعیہ ماثورہ نے ان میں جو جان ڈال دی ہے، خدا سے ملاقات کے یہ زینہ نہ پہلے کسی نے دکھایا اور نہ اس نہج سے ہٹا کر کوئی دکھا پائے گا۔

حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں:

چاہئے ...... ادعیہ ماثورہ بھی ویسے ہی پڑھے جیسے آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے نکلیں۔ یہ ایک محبت اور تعظیم کی نشانی ہے۔

(ملفوظات جلد 2 ص 656)

پس احادیث مبارکہ میں بیان کردہ دعاؤں کا یہ عظیم الشان خزانہ ہے جو ہماری ہر ضرورت کا کفیل ہے۔ ہمیں خدا سے ملانے کے لئے ایک رابطہ کی مانند ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں:

نماز کیا چیز ہے۔ نماز دراصل رب العزت سے دعا ہے جس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا اور نہ عافیت اور خوشی کا سامان مل سکتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ اس پر اپنا فضل کرے گا اس وقت اسے حقیقی سرور اور راحت ملے گی، اس وقت اس کو نمازوں میں لذت اور حقیقی ذوق آنے لگے گا۔ جس طرح لذیذ غذاؤں کے کھانے سے مزہ آتا ہے اسی طرح پھر گریہ اور پکار کی لذت آئے گی اور یہ حالت جو نماز کی ہے پیدا ہو جائے گی۔ اس سے پہلے جیسے کڑوی دوا کو کھاتا ہے تاکہ صحت حاصل ہو اسی طرح اس بے ذوقی نماز کو پڑھنا اور دعائیں مانگنا ضروری ہے۔

(ملفوظات جلد 2 ص 615)

ہم پیارے آقا کی صحت و سلامتی کیلئے دعا گو ہیں۔
طارق محمود چوہان صدر و اراکین عاملہ و اراکین جماعت احمدیہ چونڈہ
ضلع سیالکوٹ

نیو الریاض ریفریجریشن
ہمارے ہاں اے سی، فریج، فریزر، الیکٹرک واٹر کولر مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے
طالب دعا: ریاض احمد
فون رہائش: 047-6211990
نزد اسلامیہ ہسپتال۔ چنیوٹ فون ورکشاپ: 047-6334915

الفضل سٹون سپلائرز
محمدی مارکیٹ۔ سرگودھا روڈ۔ چنیوٹ
طالب دعا: لیاقت علی، شوکت علی: 0301-6759223
محمد جاوید اقبال (اڈا مینیجر): 047-6336160

ڈیلر کینڈا لیوب، مہران آئل، P.S.O کالٹیکس۔ شیل۔ کین لیوب۔ بریک آئل۔ گریس اور فلٹر
المیزان آئل ایجنسیز
293۔ جنرل بس سٹینڈ سرگودھا فون آفس: 048-3210792

جینئن۔ تائیوان و چائنا پارٹس کا مرکز
رانا آٹوز
فوارہ چوک خوشاب
طالب دعا: رانا قمر احمد: 0322-7471336
رانا نعیم احمد ابن رانا عبدالغفور 0323-7001310 0300-4125736

ہم حضور انور کی صحت و سلامتی والی فعال زندگی کے لئے دعا گو ہیں۔
میر ظہیر الدین صدر محلہ و اراکین عاملہ
محلہ دار النصر وسطی ربوہ

پیارے آقا کی صحت و سلامتی اور درازی عمر کے لئے دعا گو ہیں
★ صدر لجنہ ضلع و صدران لجنہ ضلع
★ اراکین عاملہ ضلع و اراکین لجنہ اماء اللہ ضلع
★ اراکین ناصرات الاحمدیہ ضلع ملتان
★ صدر لجنہ شہر و اراکین عاملہ شہر
★ اراکین لجنہ اماء اللہ شہر
★ اراکین ناصرات الاحمدیہ شہر ملتان

سلیم میڈیکل سٹور
طالب دعا: ڈاکٹر محمد سلیم ابن چوہدری محمد عبداللہ
Cell:0302-4106827
Off:063-2570002
Res: 063-2570195
مین بازار مروٹ ضلع (بہاولنگر)

کرنسی اور سونے کا لین دین ہول سیل ریٹ پر کیا جاتا ہے
زاہد جیولرز
صرافہ مارکیٹ ڈسکہ
فون شوروم 052-6613990
شاہد جیولرز
طالب دعا: محمد سلیمان، شاہد احمد
فون شوروم: 052-6616126
مین بازار ڈسکہ 0300-6425725

BETA®
PIPES
042-5880151-5757238

المسرور الومونیئم اینڈ گلاس ہاؤس
لاری اڈا روڈ نزد ٹیکسی سٹینڈ اوکاڑہ
طالب دعا: محمد مسعود کھوکھر: 0321-7082728
ندیم احمد کھوکھر: 0336-8653408

خدا کے فضل و رحم کے ساتھ
اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا
سونے کے زیورات کے جدید اور اعلیٰ منفرد ڈیزائن
گولڈ پیلس جیولرز
بلڈنگ ایم ایف سی اقصیٰ روڈ ربوہ
پروپرائٹر: طارق محمود اظہر 03000660784 047-6215522

معروف سکالر ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے قلم سے

سیرت النبیؐ ۔ نظام دفاع

کسی ملک کے دفاع کے لئے نہ صرف فوجی تیاری درکار ہوتی ہے بلکہ غیر فوجی انتظامات بھی ضروری ہوتے ہیں۔ اولاً میں غیر فوجی امور کے متعلق ایک چھوٹی سی بات عرض کروں گا، جس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ مسلمانوں کی سب سے پہلی، بہت ہی ننھی منی سلطنت جو مدینہ منورہ میں قائم ہوئی تھی، اس کو ابتدا میں مختلف قسم کی مشکلات سے بچانے کے لئے ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح اپنی تدبیروں کا آغاز کیا تھا کہ مکہ معظّمہ سے مسلمان ہجرت کر کے مدینے آنے پر مجبور ہوئے اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہاں سے تشریف لائے، تو شاید عام حالات میں کسی سلطنت کے قیام کی ضرورت پیش نہ آتی۔ لیکن مشرکین نے وہاں بھی چین نہ لینے دیا۔ وطن سے نکالا، وطن میں ان کی جائیدادوں کو ضبط کیا اور انہیں سالہا سال تک ہر طرح کی اذیتیں دیتے رہے۔ جب مسلمان وہاں سے چلے گئے، تب بھی انہیں چین نہیں آیا اور مدینہ والوں کو لکھ بھیجا کہ ہمارے دشمن (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو یا تو جان سے مار ڈالو یا انہیں اپنے ملک سے نکال دو۔ ورنہ ہم کوئی مناسب تدبیر اختیار کریں گے۔ یہ فوجی حملے کی دھمکی ایسی تھی کہ کوئی شخص آسانی سے اس کو نظر انداز نہیں کر سکتا تھا، خاص کر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو دنیا کے سارے لوگوں کے لئے اسوۂ حسنہ تھا، بادشاہوں کے لئے بھی، فقیروں کے لئے بھی، عالموں کے لئے بھی اور جاہلوں کے لئے بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسلمان حکمرانوں اور سپہ سالاروں کے لئے ایک سبق آموز نمونہ چھوڑا ہے۔

اولین مسئلہ یہ تھا کہ مہاجرین کو کس طرح روزگار پر لگایا جائے اور کس طرح ان کی فوری ضرورتوں کو پورا کیا جائے۔ اس کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مواخات کا ادارہ قائم کیا، جس نے طرفۃ العین میں ان کی ساری مشکلات کو ختم کر دیا۔ اس کے بعد دوسری تدبیر یہ فرمائی کہ چونکہ شہر مدینہ میں کوئی سلطنت نہیں پائی جاتی تھی، وہاں صرف قبیلے ہی قبیلے تھے اور قبیلے سالہا سال سے خانہ جنگیوں میں مشغول تھے۔ ان میں باہمی نفرت، حسد، جلن، اور دشمنی پائی جاتی تھی اور اگر ان قبیلوں میں سے کسی ایک قبیلے پر ان کا دشمن حملہ کرتا تو دوسرے لوگ غیر جانبدار رہتے تھے۔ نتیجتاً اسے تنہا مقابلہ کرنا پڑتا۔ ان حالات میں انتہائی فراست سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مملکت کے باشندوں یعنی شہر مدینہ کے لوگوں کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ اپنے مذہبی اختلافات اور قبائلی انفرادیت کے باوجود یہ مناسب ہوگا کہ تم سب مل کر ایک چھوٹی سی مملکت قائم کر لو۔ آپس میں ایک مرکزیت پیدا کر لو اور اپنے دشمن کے مقابلے کے لئے اپنی موجودہ قوت کو اس طرح مجتمع کر لو کہ اس کا کوئی جز ضائع نہ ہونے پائے۔ اس تجویز کو قبول کر لیا گیا اور جیسا کہ پہلے بھی میں نے اشارۃً عرض کیا تھا، ایک مملکت قائم ہوئی جو شہر مدینہ کے بڑے حصے پر مشتمل تھی اور اس میں مسلمانوں کے علاوہ یہودی بھی شریک تھے اور جو مشرک قبیلے اسلام نہیں لائے تھے، وہ بھی اس میں داخل ہوئے۔ ان سب نے بالاتفاق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا سردار تسلیم کیا جو اختیارات مرکز کے تھے وہ مرکز کے سپرد کئے گئے اور بہت سے معاملات میں ہر قبیلے کی داخلی خودمختاری قائم رہی۔ جو چیزیں مرکز کے سپرد کی گئیں ان میں سب سے اہم فوجی دفاع کا مسئلہ تھا۔ چنانچہ صراحت کے ساتھ اسے مملکت کے دستور میں تحریری طور پر لکھا گیا، اور یہ ہم تک بھی پہنچا ہے۔ کہ جب کبھی دشمن سے مقابلہ ہوگا تو اس کا انتظام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کریں گے۔ اگر فوج باہر جا کر لڑنے پر مجبور ہوگی تو اس کا اختیار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوگا کہ کس کو فوج میں رہنے کی اجازت دیں اور کس کو فوج میں داخل ہونے سے روک دیں تاکہ دشمن کے جاسوس یا منافق اور غدار لوگ شریک ہو کر اندرونی طور پر نقصان نہ پہنچا سکیں۔ یہ ابتدائی انتظامات تھے۔

میں نے ابھی عرض کیا کہ دفاع کے انتظامات میں بعض غیر فوجی کام بھی کرنے پڑتے تھے۔ اس کی طرف میں توجہ دلاتا ہوں۔ جیسے ہی یہ ابتدائی انتظامات مکمل ہو گئے، یعنی مہاجرین کا مسئلہ ختم ہو گیا اور مملکت یعنی شہر مدینہ کے سارے قبائل کی ایک تنظیم عمل میں آ گئی تو فوراً ہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دورے کرنے کا آغاز فرمایا۔ پہلے شمال کی طرف گئے۔ مدینے سے شمال کی طرف تین چار دن کی مسافت پر قبیلہ جہینہ بستا تھا، اس کے علاقے میں گئے۔ اس کی تفاصیل تو ہمارے پاس نہیں، البتہ معاہدہ کی تفصیلات موجود ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قبیلہ مسلمان نہیں تھا۔ اس کے باوجود مسلمانوں کے ساتھ فوجی حلیفی پر تیار تھا۔ غالباً رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامنے یہ تجویز پیش کی ہوگی کہ تم تنہا ہو، تمہارے دشمن موجود ہیں۔ اگر وہ تم پر حملہ کریں گے تو کوئی تمہیں مدد نہیں دے گا۔ کیا یہ مناسب نہیں ہوگا کہ تم اور ہم آپس میں دوستی کر لیں۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اگر تم پر کوئی حملہ کرے گا تو ہم تمہاری مدد کو دوڑے آئیں گے اور اگر ہم پر کوئی حملہ کرے اور ہم تمہیں بلائیں تو تم بھی مدد کو آنا۔ بات معقول تھی۔ اس قبیلے نے قبول کر لی چنانچہ معاہدے کی صراحت ہے کہ صرف فوجی معاہدہ ہے اس کا دینی معاملات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اس ابتدائی کامیابی کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کے جنوب کی طرف جاتے ہیں۔ وہاں کے قبائل سے بھی ایسی ہی مفاہمت کرتے ہیں۔ جنوب کے قبائل بھی مسلمان نہ ہونے کے باوجود جنگی حلیفی پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ پھر مشرق کی طرف جاتے ہیں۔ وہاں کے قبائل سے بھی دوستی کی کوشش کرتے ہیں۔ اس قسم کے پانچ سات معاہدے تاریخ میں اب تک محفوظ ہیں۔ ان پر غور کیجئے تو آپ کو نظر آئے گا کہ مدینے کی بستی یا شہری ریاست کو محفوظ کرنے کی تدبیر اس انداز سے کی جا رہی ہے کہ مدینے کے اطراف کے علاقوں کو دوست بنا لیا جائے تاکہ اگر دشمن مدینے پر حملہ کرنا چاہے تو براہ راست مدینے تک نہ پہنچ سکے۔ بلکہ مدینے تک پہنچنے سے پہلے ہی درمیان کے علاقہ میں اس کو رکاوٹوں سے سابقہ پڑے۔ ہمارے دوست وہاں ہوں گے۔ وہ ہمیں بروقت اطلاع دیں گے۔ ہم ان کی مدد کو جائیں گے اور اپنے دوست قبائل کی مدد سے اس دشمن کو روکنے کی کوشش کریں گے۔ گویا ایک حلقہ Cordon قائم ہو گیا۔ وہ مدینے کی حفاظت کے لئے مدینے کے اطراف میں دوستوں کی بستیاں قائم کرتے ہیں اور ان دوستوں کی مدد سے جنگی نقطہ نظر سے مدینے کی حفاظت عمل میں آتی ہے۔ یہ ایک پہلو تھا۔

اس قسم کی چیزیں ہمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے ہر دور میں ملتی ہیں۔ مگر میں ان تفصیلات میں نہیں جاؤں گا۔ صرف اشارۃً مثال کے طور پر عرض کرنا چاہوں گے کہ فوجی حفاظت کے لئے غیر فوجی اور سیاسی طریقے بھی اختیار کرنے پڑتے ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ایک نمونہ پیش کیا۔ کس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی اس ابھرنے والی، چھوٹی سی سلطنت کو، جس کے بہت سے دشمن تھے، ان سے محفوظ رکھنے اور بچانے کا انتظام کیا۔ ابتدائی معاہدہ جو مدینے کے اطراف کے قبیلوں سے کیا گیا تھا، وہ مکے کے لوگوں کی دشمنی اور انتقام سے بچاؤ کی صورت تھی۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ مکے والوں نے کئی مسلمانوں کو ستایا، ان کو قتل کیا اور جب وہ وہاں سے ہجرت کر کے مدینے آئے، تو ان کی جائیدادیں بھی ضبط کر لیں۔ لہٰذا مسلمانوں کو قانون فطرت کے تحت یہ حق حاصل تھا کہ ان مکہ والوں سے جانی اور مالی دونوں طرح سے انتقام لیں۔ ابھی مسلمانوں کے پاس اتنی فوجی قوت نہیں تھی کہ جانی نقصان پہنچائیں لیکن مسلمانوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایماء پر انہیں مالی نقصان پہنچانا شروع کر دیا۔

مکہ کے قریش اپنی گزر اوقات کے لئے تجارت کے سوا اور کوئی وسیلہ نہیں رکھتے تھے۔ ان کے وہ کاروان تجارت جو جنوب میں یمن وغیرہ کی طرف جاتے تھے، ان کو مسلمانوں سے نقصان پہنچنے کا کوئی امکان نہیں تھا۔ لیکن جب ان کے کاروان شمال میں عراق، شام یا مصر کی طرف جاتے تو مدینے کے قریب سے گزرنا ناگزیر تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ تم ہمارے علاقے سے نہیں گزر سکتے۔ ہمارے علاقے سے مراد مدینے کا شہر ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کے جو حلیف قبیلے تھے اس علاقے سے بھی ان کا گزرنا ممنوع ہو گیا۔ یہ قریش کے لئے سخت ناگوار بات تھی کہ ان کو تجارت میں رکاوٹ پڑے۔ انہوں نے نہ مانا بلکہ اصرار کیا کہ ہم ضرور گزریں گے۔ ظاہر ہے کہ اس ابتدائی زمانے میں مسلمان مٹھی بھر تھے اور ایک ایسے ملک میں تھے جہاں سوائے خودرو گزرگاہوں کے کوئی سڑک نہیں پائی جاتی تھی۔ ایک جگہ آپ روکیں تو بہت سے راستے اور پیدا ہو جاتے ہیں جہاں سے آدمی گزر سکتے ہیں۔ ان حالات میں قریشی کاروانوں کو روکنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ چنانچہ جنگ بدر سے قبل تقریباً سات مرتبہ مسلمان فوجیں یہ اطلاع ملنے پر کہ قریشی قافلہ گزر رہا ہے، اس کو روکنے کے لئے گئیں لیکن وہ ان کے ہاتھ نہ آیا بلکہ کسی نہ کسی طرح بچ نکلا۔ مگر کوششیں جاری رہیں۔ معلومات حاصل کرنے کے وسائل کو ترقی دی جانے لگی۔ دوستوں کی تعداد بڑھائی جانے لگی۔ غرض جو تدبیریں ممکن تھیں وہ اختیار کی جاتی رہیں۔ اس کے بعد جب قریش نے دیکھ لیا کہ مسلمان ان کو آسانی سے گزرنے نہیں دیں گے تو انہوں نے زبردستی گزرنے کی ٹھان لی۔

جنگ بدر سے عین قبل کا واقعہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ دیکھا کہ وہ شمال کی طرف گئے ہیں تو آپ کے ذہن میں یہ بات آئی کہ دشمن اسی راستے سے واپس آئے گا کسی اور راستے سے وہ نکل نہیں سکتا۔ لہٰذا دو جاسوس مقرر کئے کہ تم بھی شام کو جاؤ۔ اس کارواں کے قریب رہو۔ جیسے ہی وہ واپسی کا انتظام کر کے، واپسی کا ارادہ کرے، تیزی سے آ کر ہمیں اطلاع دو کہ دشمن اب آنے والا ہے۔ تجارتی کارواں اور جاسوسوں کی رفتار تقریباً یکساں ہی تھی کیونکہ اونٹوں کے سوا اور کوئی تیز رو سواری میسر نہیں تھی۔ دلچسپ بات یہ کہ جب یہ دونوں جاسوس تیزی سے مدینے واپس آئے تو دیکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کارواں کی آمد کی اطلاع دیگر وسائل سے ہو چکی ہے، اور وہ مدینے سے روانہ بھی ہو چکے ہیں۔ اس سے یہ استنباط کرنا پڑتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مختلف وسائل اختیار فرماتے تھے تاکہ دشمن کی خبریں مسلمانوں تک پہنچتی رہیں اور اس کی بھی کوشش کرتے کہ ہماری خبریں دشمن تک نہ پہنچ پائیں۔ غرض رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینے سے نکل چکے تھے اور فوجی فراست کی بدولت مدینے کے شمال کی طرف جانے کی بجائے مدینے کے جنوب کی طرف جاتے ہیں تاکہ دشمن سے پہلے کسی محفوظ مقام پر پہنچ جائیں جہاں دشمن کا روکنا ممکن ہو۔ اس کے لئے بدر کا مقام منتخب کیا گیا۔...... مجھے وہاں جانے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ یہ مقام ایسا ہے جو بلند پہاڑیوں کے درمیان تنگ وادیوں میں سے گزرتا ہے۔ تاہم آسانی کے ساتھ یہ ممکن نہیں تھا کہ مسلمان ایک ایسے مقام پر قیام کریں گے جہاں تنگ راستہ ہو۔ وہ پہاڑوں میں چھپے رہیں، دشمن بے خبری میں آئے اور وہ اس پر چھاپہ مار

سکیں۔ مختصر یہ کہ مختلف مقامات پر دریافت کرتے ہوئے جاتے ہیں کہ دشمن کی کوئی اطلاع ہے۔ لکھا ہے کہ بعض اوقات مسلمانوں کی فوج کے کچھ لوگ نکلتے اور سکاؤٹنگ کرتے اور بعض اوقات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے ساتھ ایک دو صحابہ کو لے کر نکلتے اور راستے میں کوئی بدوی ملتا تو اس سے پوچھتے کہ تمہیں اطلاع ہے کہ قریش کا کارواں اس وقت کہاں ہوگا۔ اس سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ معلومات حاصل ہوتیں۔ اس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے مقام پر پہنچے۔ وہاں معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک دشمن کا کارواں وہاں سے نہیں گزرا۔ مشورہ ہوتا ہے کہاں ٹھہرنا چاہئے۔ ایک مقام کا انتخاب کیا جاتا ہے جو بدر کے شمال میں ہے اور بہت ہی تنگ درہ ہے۔ مسلمان وہاں قیام کرتے ہیں۔ دو ایک دن بعد دشمن کا کارواں وہاں پہنچ جاتا ہے۔ اس سے پہلے دشمن کو تجربہ تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کا تعاقب کرتے ہیں۔ جاتے وقت بھی پیچھا کیا تھا حتیٰ کہ لڑنا چاہا تھا۔ لہٰذا وہ اب چوکس اور چوکنے تھے۔ قافلے کو بدر کے درے میں سے گزرنے سے پہلے ہی ایک مقام پر ٹھہرا دیا گیا اور قافلے کا سردار ابوسفیان تن تنہا بدر کے شہر میں آتا ہے جہاں سے وہ اکثر گزرا کرتا تھا۔ وہ وہاں کے لوگوں سے واقف تھا۔ اس لئے وہاں جا کر سب سے پہلے اس مقام پر پہنچتا ہے، جہاں لوگ مل سکتے ہیں۔ یہ مقام وہاں کا ایک طرح سے کلب تھا۔ وہاں لوگوں کے لئے ایک ہی کنواں تھا، کوئی نہ کوئی آدمی ہر وقت مل سکتا تھا یا تھوڑی ہی دیر میں کوئی نہ کوئی شخص آ جاتا تھا۔ ابوسفیان وہاں پہنچتا ہے اور بعض پانی بھرنے والے مردوں یا عورتوں سے معلوم کرتا ہے کہ قبیلے کا سردار اس وقت کہاں ہے۔ پھر اس سے جا کر ملتا ہے اور اس سے گفتگو کرتا ہے۔ وہ سردار ابوسفیان سے کہتا ہے کہ کوئی ایسی چیز میرے دیکھنے یا سننے میں نہیں آئی جس سے یہ گماں ہو کہ یہاں کوئی بڑی فوج تمہارے مقابلے کے لئے آئی ہوئی ہے۔ البتہ ابھی تھوڑی دیر پہلے دو بدوی یہاں سے اونٹوں پر گزرے۔ انہوں نے اتر کر کنویں سے پانی پیا اور پھر چلے گئے۔ اس کے سوا کوئی نئی چیز میرے علاقے میں نہیں گزری۔ ابوسفیان احتیاط سے آگے بڑھتا ہے۔ تھوڑے ہی فاصلے پر کچھ اونٹوں کی لید پڑی دیکھتا ہے۔ ایک لید کا ٹکڑا اٹھاتا ہے۔ اس کو چیر کر دیکھتا ہے اور کہتا ہے اس کے اندر گھاس نہیں بلکہ کھجور کی گٹھلی ہے۔ وہ چلا اٹھتا ہے کہ یہ مقامی اونٹ سوار نہیں ہو سکتا بلکہ یہ تو مدینے کے اونٹ ہیں کیونکہ مدینے ہی میں کھجور کی گٹھلیاں مل سکتی ہیں۔ اس لید کے اندر چونکہ کھجور کی گٹھلی پائی جاتی ہے لہٰذا یہ مدینے سے آئے ہوئے مسلمان ہی ہوں گے وہ پوری تیزی سے بھاگتا ہے اور اپنے کارواں میں پہنچتا ہے اور اس کو بدر سے باہر سمندر کے کنارے ہی کنارے ایک منزل کی جگہ دو منزل کرتا ہوا، تھکے ہوئے قافلے کو آرام کا موقعہ نہ دے کر، آگے بڑھ جاتا ہے اور بالآخر مسلمانوں کی دسترس سے بچ جاتا ہے۔ بچنے سے پہلے وہ ایک شخص کو انعام دے کر یہ کہتا ہے کہ پوری تیزی کے ساتھ مکہ جاؤ اور مکے کے لوگوں کو اطلاع دو کہ دشمن (یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) ہم پر حملہ کر رہے ہیں۔ تمہارا مال تجارت لٹ جائے گا۔ لہٰذا ہماری مدد کو آؤ۔ وہ شخص مکہ پہنچتا ہے۔ اس احتیاطی تدبیر کے بعد جب ابوسفیان کا کارواں دو منزل سفر کے بعد اطمینان محسوس کرتا ہے تو پھر ایک نیا پیام رساں اہل مکہ کو روانہ ہوتا ہے کہ اب تمہارے آنے کی ضرورت نہیں۔ میں بچ چکا ہوں۔ مگر جو فوج مکہ سے روانہ ہو چکی تھی اس کا سردار ابوجہل تھا، اس نے کہا کہ ایسے دشمن کا خاتمہ کر دینا چاہئے ورنہ آج نہیں تو کل، کل نہیں تو پرسوں ہمیں نقصان پہنچائے گا۔ ہم کافی جمعیت کے ساتھ نکلے ہیں اور ہم میں یہ قوت ہے کہ اس خطرے کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چھپے ہوئے مقام پر ایک دن، دو دن، تین دن انتظار کرتے رہے۔ ابوسفیان کے کارواں کا کوئی پتہ نہ چلا۔ پھر معلوم ہوتا ہے کہ وہ گزر چکا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرتے ہیں کہ ہمیں کہاں ٹھہرنا چاہئے۔ کیا اسی مقام پر یا کسی اور مقام پر؟ صحابہ کے مشورے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم شہر کا اندرونی حصہ منتخب کرتے ہیں جہاں کنواں تھا۔ اس میں مصلحت یہ سوچی کہ مکے والے بدر آئیں گے تو انہیں پانی کی ضرورت ہوگی اور پانی کا صرف یہی ایک ہی کنواں ہے۔ اگر وہ ہمارے قبضے میں رہے گا تو دشمن پیاسا مرے گا اور اس طرح ہم دشمن پر جنگی نقطہ نظر سے فوقیت حاصل کریں گے۔ لہٰذا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس شمالی درے سے نکل کر شہر کے بیچ میں آتے ہیں اور کنویں کے ایک طرف قیام کرتے ہیں۔ بعض صحابہ کے مشورے سے ایک بڑا گڑھا بھی کھودتے ہیں تا کہ اس کو پانی سے بھر دیں۔ اس میں مصلحت یہ تھی کہ جنگ کے دوران ہم میں سے اگر کسی کو پیاس لگے تو اس گہرے کنویں سے پانی نکالنے اور پینے میں وقت لگے گا، اور اس اثناء میں دشمن ہم پر حملہ کر کے مار بھی سکتا ہے۔ لہٰذا مناسب ہوگا کہ ایک گڑھا ہو جس میں پانی بھر دیا جائے اور ہمارے سپاہی وہاں پہنچ کر فوراً ہی چلو سے پانی پی لیں۔ دشمن اگر یہاں آئے اور پانی پینا چاہے تو اس کی نگرانی کے لئے کچھ لوگ یہاں متعین رہیں۔ یہ تدبیریں آج ہمیں معمولی محسوس ہوتی ہیں لیکن اس زمانے میں فوجی نقطہ نظر سے نہایت کارآمد ثابت ہوئیں۔ اسی اثناء میں دشمن کی مکہ سے آنے والی فوج ابوجہل کی سرداری میں وہاں پہنچ گئی۔ دشمن کی فوج کی تعداد معلوم کرنے کے لئے ایک نگران دستہ (پٹرول) بھیجا گیا۔ اس نے دو آدمیوں کو گرفتار کیا جو کنویں کی طرف پانی بھرنے کے لئے آ رہے تھے۔ انہیں پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے۔ سپاہیوں نے ان دونوں سے پوچھا، کہ، تم کون ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم مکہ سے آنے والی فوج کے لوگ ہیں۔ انہوں نے انہیں مار پیٹ کر کہا کہ تم حقیقت میں ابوسفیان کی فوج کے آدمی ہو۔ انہوں نے کہا، نہیں، ہم ابوسفیان کے لوگ نہیں۔ پھر ذرا ٹھہر کر دوبارہ پوچھا کہ تم کون ہو، تو وہ کہتے ہیں کہ مکہ سے آنے والی فوج کے لوگ نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جب وہ سچ کہتے ہیں تم انہیں مارتے ہو اور جب جھوٹ کہتے ہیں کہ تم انہیں چھوڑ دیتے ہو۔

خیر اس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں سے سوال کرنے کے لئے متوجہ ہوتے ہیں۔ وہاں بھی ہمیں ایسی چیزیں نظر آتی ہیں جو فوجی نقطہ نظر سے دلچسپ ہیں۔ ان سے پوچھا، تم کون ہو؟ کہا ''ہم مکہ سے آنے والی فوج کے لوگ ہیں'' بہت اچھا تم کتنے آدمی ہو'' جواب دیا'' ہمیں معلوم نہیں''۔ واقعی ان کو معلوم نہیں تھا۔ پھر کیسے معلوم کریں؟ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے پوچھتے ہیں کہ یہ بتاؤ کہ روزانہ لوگوں کی غذا کے لئے کتنے اونٹ ذبح کرتے ہو؟ انہوں نے کہا: ''ایک دن نو، ایک دن دس''۔ تو حضور اکرام صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً استنباط کیا کہ ان کی تعداد ایک ہزار سے نو سو کے مابین ہوگی۔ کیونکہ ایک اونٹ ایک سو افراد کے لئے کافی ہوتا ہے۔ حقیقتاً ان کی تعداد 950 تھی۔ ان سے پوچھا گیا کہ فوج میں کون کون لوگ موجود ہیں؟ فلاں فلاں سردار؟ غالباً اس سے اندازہ لگایا ہوگا کہ جنگ کے وقت فوج کی کمانداری کون کون کرے گا۔ میمنہ میں کون ہوگا۔ میسرہ میں کون ہوگا۔ مختلف مقامات پر کون کون مکہ والے ہوں گے۔ ان کے ناموں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واقف تھے۔ کیونکہ وہ ہم وطن تھے۔ اس طرح کچھ معلومات ان قیدیوں سے حاصل کی گئیں۔ اس کے بعد صبح جنگ شروع ہونے والی تھی۔ رات کو جو طرز عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رہا وہ یہ بتاتا ہے کہ پہلے تو کچھ دیر آرام فرمایا۔ پھر بہت سویرے اپنی چھوٹی سی فوج میں تین سو بارہ آدمی تھے، اس کی تقسیم کی اور کہا کہ یہ فوج کا مقدمہ ہے، یہ سامنے رہے گا۔ یہ دائیں ہاتھ پر میمنہ، یہ بائیں ہاتھ پر میسرہ یہ قلب اور یہ ساقہ۔ گویا فوج کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا۔ اس تقسیم کے بعد ہر ایک کے افسر مقرر کئے اس کا سردار فلاں ہوگا، اس کا سردار فلاں ہوگا یہ انصاری، یہ مہاجر وغیرہ۔ اس کے بعد کچھ تفصیلات اور ملتی ہیں جو فوجی نقطہ نظر سے آئندہ آنے والے سپہ سالاروں کے لئے نمونہ ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کے باوجود، خدا جل شانہ کی حفاظت کا یقین ہونے کے باوجود، انتظامی طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تدبیر اختیار کرتے ہیں ایک چھوٹی سی پہاڑی پر ایک جھونپڑا تعمیر کیا جاتا ہے تا کہ جنگ کے وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس جھونپڑے کے اندر رہ کر مشاہدہ کرتے رہیں اور حسب ضرورت فوج کو آگے بڑھائیں یا پیچھے ہٹائیں تا کہ دشمن کے کمزور حصے کو دیکھ کر اس پر حملہ کیا جائے، جہاں مسلمانوں کی کمزوری ہو دیکھ کر کمک بھیجی جائے۔ یہ بھی خیال رکھا گیا کہ وہ مقام کھلا ہوا نہ ہوتا کہ دشمن کے تیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ لگیں۔ ایک جھونپڑا سا تعمیر کیا جاتا ہے تا کہ اس کے اندر دشمن کے تیروں سے اپنے آپ کو بچاتے ہوئے فوجی قیادت کے فرائض آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود انجام دے سکیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ وہاں دو تیز رفتار اونٹنیاں بھی مامور کی جاتی ہیں۔ مؤرخین نے لکھا ہے کہ اس کا مقصد یہ تھا کہ اگر خدانخواستہ جنگ میں مسلمانوں کو شکست ہو تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان تیز رفتار اونٹنیوں پر سوار ہو کر فوراً مدینہ منور چلے جائیں تا کہ (نعوذ باللہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی نوبت نہ آئے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کس قدر فراست سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کا انتظام فرماتے تھے۔

مسلمانوں کے تین سو بارہ اور دشمن کے نو سو پچاس آدمی تھے۔ مسلمانوں کی پوری فوج میں شاید دو گھوڑے تھے اور دشمن کے پاس ایک سو سے زائد گھوڑے تھے۔ مسلمانوں کے پاس دس بارہ بکتر ہوں گے۔ دشمن کے پاس دو سو بکتر تھے۔ گویا ہر لحاظ سے دشمن مسلمان فوج سے طاقتور اور قوی تھا اور اس انتظام کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس جھونپڑی ہی میں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تعمیر کی گئی تھی، خدا جل شانہ کے سامنے سجدے میں گر پڑے اور دعا کی۔ وہ دعا بھی نہایت اثر انگیز تھی۔ دعا یہ تھی۔

اے اللہ! اگر تو چاہتا ہے کہ دنیا میں آئندہ کوئی تیری عبادت نہ کرے، تو اس چھوٹے سے دستے کو شکست دے دے۔ اس کے برخلاف اگر تو چاہتا ہے کہ تیری عبادت ہوتی رہے تو اس چھوٹے سے دستے کو بڑے دستے پر غلبہ عطا کر۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نکلتے ہیں۔ فوج سے مخاطب ہوتے ہیں کہ تم اس وقت ساری دنیا میں خدا کی خدائی کے واحد ذمہ دار ہو۔ یہ ولولہ دلوں میں پیدا ہوگا کہ ہم ہی وہ واحد جماعت ہیں جو اس وقت خدا جل شانہ کی خاطر لڑ رہے ہیں۔ باقی سب خدا جل شانہ کے دشمن ہیں۔ اس جوش ولولہ کے باعث ایک ایک آدمی کو ہزار ہزار آدمی کی قوت حاصل ہو جاتی ہے۔ اب وہ جان پر کھیل جائے گا۔ آج کل کی فوجوں کی طرح نہیں جنہیں شراب پلا کر لڑائی کے لئے آمادہ کیا جاتا ہے۔ بلکہ اس جذبے کے ذریعے ان میں جوش بھر دیا جاتا ہے، کہ تم جس مقصد کے لئے جنگ کر رہے ہو، وہ دنیا کا سب سے بڑا مقصد ہے۔ جنگ ہوتی ہے۔ نتیجے سے آپ اچھی طرح واقف ہیں۔ مٹھی بھر انسانوں نے دشمن کو شکست دی اور دشمن کے ستر آدمی قتل ہوئے ستر یا اس سے زیادہ آدمیوں کو گرفتار کیا گیا۔

میں اب دوسرے پہلو کو لیتا ہوں۔ جنگ کے سلسلے میں دشمن سے چھینے ہوئے مال غنیمت کے بارے میں کیا قانون ہونا چاہئے، اور دشمن کے آدمیوں سے ہمارا کیا برتاؤ ہونا چاہئے؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مشورہ یہ تھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہمارے ازلی و ابدی دشمن ہیں۔ انہوں نے بلا وجہ گزشتہ پندرہ بیس سال سے اب تک ہمیں نقصان پہنچایا ہے۔ اس کی قطعاً کوئی توقع نہیں کہ اب وہ مسلمان ہو جائیں گے۔ وہ ہمیں جانی نقصان پہنچا چکے ہیں۔ مالی نقصان بھی پہنچا چکے ہیں۔ میری رائے میں ان سب کا سر قلم کر

دینا چاہئے۔حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھ کر فرماتے ہیں کہ میری رائے میں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو قتل کرنے کی بجائے فدیہ لے کر رہا کر دیا جائے۔اس میں شک نہیں کہ یہ لوگ ہمارے دشمن ہیں اور ممکن ہے کہ وہ اسلام نہ لائیں لیکن ہو سکتا ہے کہ آئندہ نسلیں مسلمان ہو جائیں۔اس لئے ان کو نیست و نابود کرنے کی بجائے رہا کر دیا جائے۔ہمیں مالی ضرورت بھی بہت ہے۔کیوں نہ ہم ان سے فدیہ لیں جس سے ہماری مالی تقویت ہو گی اور دشمن کی مالی حالت خراب ہوگی۔اس طرح ہم اس جنگ سے فائدہ اٹھائیں گے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے قبول فرماتے ہیں...... چنانچہ مسلمانوں نے اس جنگ سے جو فائدہ اٹھایا وہ یہ تھا کہ لاکھوں روپے مسلمانوں کو ملے۔دشمن کے لاکھوں روپے خرچ ہو گئے کیونکہ فدیہ،اس زمانے میں بہت گراں چیز تھی،یعنی ایک سو اونٹ۔ایک اونٹ کی قیمت ہم چالیس درہم ہی قرار دیں جو انتہائی کم قیمت تھی اور ہر شخص کے عوض ایک سو اونٹ فدیہ میں لئے گئے،اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ کس قدر رقم ان ستر قیدیوں سے مسلمانوں کو حاصل ہوئی ہوگی۔بعض لوگوں کے پاس روپیہ تھا،انہوں نے روپے دے دیئے۔بعض لوگ تاجر تھے مثلاً ایک شخص اسلحہ بیچنے والا تھا۔اس نے کہا کہ میں اس رقم کے برابر اسلحہ تمہیں دیتا ہوں،اسے قبول کیا گیا۔بعض لوگ خود غریب تھے لیکن ان کے دوستوں نے ان کی مدد کی اور چندہ کر کے ان کی رہائی کا انتظام کیا۔بالآخر کچھ ایسے بھی تھے جو بالکل غریب تھے۔ان کے دوست احباب بھی مالدار نہیں تھے کہ مدد کریں۔لیکن ان میں ایک خاص خوبی یہ تھی کہ لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیتے ہیں کہ ایک ایک سو اونٹ دینے کی بجائے تم دس دس بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھاؤ۔یہی تمہارے لئے فدیہ ہوگا۔تم کو مفت رہا کر دیا جائے گا۔اس بات سے علم کی ترقی کے لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمناؤں اور کوششوں کا اندازہ ہوتا ہے۔کچھ لوگ ایسے بھی تھے جنہیں نہ تو لکھنا پڑھنا آتا تھا،نہ وہ مالدار تھے اور نہ ہی ان کے مالدار دوست تھے۔بالآخر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم طے فرماتے ہیں کہ ان سے صرف وعدہ لیا جائے کہ آئندہ مسلمانوں سے جنگ نہ کریں گے اور اس وعدے پر ہی اعتماد کر کے انہیں مفت رہا کر دیا گیا۔ایسی بھی صورتیں پیش آئیں کہ کچھ مسلمان کسی قبیلے میں قیدی تھے۔ان کو رہائی دلانے کے لئے اس قبیلے کے آدمیوں کو رہا کیا گیا۔غرض قانون جنگ کی بے شمار مثالیں اس پہلی جنگ کے دوران ہمیں نظر آتی ہیں۔اس پر مسلمانوں کا بین الاقوامی دفاعی قانون International Law مبنی ہو جاتا ہے۔میں اس پر جنگ بدر کا بیان ختم کرتا ہوں۔

فتح مکہ کے وقت شہر میں داخلے کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کو ڈھنڈورا پیٹنے کے لئے بھیجتے ہیں،وہ اعلان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم لوگوں کو کچھ کہنا چاہتے ہیں۔مکہ والوں کو چاہئے کہ خانہ کعبہ کے صحن کے اندر جمع ہو جائیں۔لوگ آئے۔دلوں میں دہشت تھی کہ معلوم نہیں کیا ہونے والا ہے۔غالباً ظہر کی نماز کا وقت تھا۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلال کو حکم دیتے ہیں کہ اذان دو۔اس دن وہ خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اللہ اکبر کہہ کر اذان شروع کرتے ہیں۔حاضرین میں بہت سے مکہ کے غیر مسلم مشرکین موجود ہیں۔ایک شخص جس کا نام عتاب بن اسید ہے اور جو بڑا سخت اسلام دشمن ہے وہاں موجود ہے۔یہ آواز سن کر اپنے دوست سے جو پاس بیٹھا ہوا کہتا ہے۔شکر ہے کہ میرا باپ مر چکا ہے،ورنہ وہ یہ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔اذان کے بعد نماز ہوتی ہے۔نماز کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ والوں سے مخاطب ہو کر پوچھتے ہیں کہ تم مجھ سے کیا توقع کرتے ہو۔انہیں بیس سالہ ظلم،فتنہ انگیزی اور فساد یاد آتے ہیں اور وہ شرم سے سر جھکا لیتے ہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہہ سکتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شریف ہیں،شریف زادہ ہیں،شرافت ہی سے پیش آئیں گے۔اس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب کو تاریخ عالم میں لافانی ولاثانی کہنا چاہئے۔ان کی طرف مخاطب ہو کر فرماتے ہیں:"تم پر اب کوئی مواخذہ،کوئی ذمہ داری نہیں،جاؤ تم سب آزاد ہو"۔

قبل اس کے کہ میں آگے بڑھوں اس کے فوری اثرات بتا دوں۔ایک چھوٹی سی چیز کی طرف اشارہ کرتا ہوں۔اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تو حکم دے سکتے تھے کہ سارے مکہ والوں کا قتل عام کیا جائے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس کے وسائل موجود تھے۔شہر پر قبضہ ہو چکا تھا۔فوج موجود تھی۔اس حکم کی فوراً تعمیل کی جاتی۔یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کر سکتے تھے کہ سب کو غلام بنا لینے کا حکم دیتے یا کم از کم یہ حکم دیتے کہ ان کا سارا مال لوٹ لیا جائے۔کہا تو یہ کہا کہ جاؤ!تم پر کوئی ذمہ داری نہیں،تم سب آزاد ہو۔عتاب بن اسید یکایک اچھل پڑتا ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ کر کہتا ہے کہ میں عتاب بن اسید ہوں۔اور مسلمان ہو جاتا ہے۔یہ واحد مثال نہیں تھی۔راتوں رات شہر مکہ کی کایا پلٹ جاتی ہے اور سارا مکہ مسلمان ہو جاتا ہے،اور مسلمان بھی ایسا راسخ العقیدہ ہوتا ہے کہ دو سال بعد جب ملک کے بعض قبائل میں ارتداد کی کیفیت ہوئی تو سب سے مستحکم ایمان رکھنے والے لوگ مدینہ کے بعد مکے والے تھے۔

ایک چھوٹی سی چیز پر اس قصے کو ختم کرتا ہوں اور وہ مکہ کی فتح کے بعد ابوسفیان کی بیوی کا ایمان لانا ہے۔اس کا نام ہندہ تھا۔ہندہ وہ عورت تھی جس کا بیٹا،بھائی اور چچا جنگ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے تھے۔چنانچہ جنگ احد میں اس نے اپنے انتقام کی آگ بجھانے کے لئے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیٹ چیر کر،کلیجہ نکال کر چبایا تھا۔جب مسلمانوں کا مکہ پر قبضہ ہو گیا تو اس کے گھر میں ایک عجیب سین نظر آتا ہے۔وہ ایک لکڑی لے کر گھر میں جو مختلف بت تھے ان کو مار مار کر پاش پاش کرنے لگتی ہے۔اور کہنے لگی کہ اب تک ہمیں دھوکا دیتے رہے،اب معلوم ہوا کہ تمہارے پاس کوئی قوت نہیں۔چنانچہ سارے بت اس نے توڑ دیئے۔اس کے بعد اسے خوف تھا کہ شاید حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش کی بے حرمتی کرنے کی وجہ سے جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھیں گے تو مجھے سزا دیں گے۔اس لئے چہرے پر نقاب ڈال کر،چھپ کر،عورتوں ایک گروہ کے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پہنچتی ہے اور وہاں اپنے اسلام لانے کا اعلان کرتی ہے جس طرح اور عورتیں کر رہی ہیں۔اس سے بھی جو بیعت لی گئی اس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،یہ وعدہ کرو کہ تم ایک اللہ کو مانو گی،بت پرستی اور شرک نہیں کرو گی۔اس نے با آواز بلند کہا ہم اب تک دھوکے میں تھے اب ہمیں یقین ہو چکا ہے کہ ان بتوں میں کوئی طاقت نہیں ہے۔ہم ایک اللہ کو مانتے ہیں۔اس کے بعد کہا کہ عورتوں کو چاہئے کہ بدکاری نہ کریں۔وہ بڑے فخر وغرور کے ساتھ کہتی ہے کہ کوئی شریف عورت ایسا کر ہی نہیں سکتی وعدہ لینے کی کوئی ضرورت نہیں۔اس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان عورتوں سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ تم آئندہ اپنے نوزائیدہ بچوں کو زندہ دفن کر کے قتل نہ کرو گی۔یہ اس وقت ہندہ کے منہ سے جو الفاظ نکلے وہ دلچسپ ہیں اس نے کہا: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!جن بچوں کو ہم نے پرورش کر کے بڑھایا،جوان کیا،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قتل کر دیا" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے ہیں۔پوچھتے ہیں،کون عورت ہے؟کہا جاتا ہے کہ ہندہ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے فرماتے ہیں کہ اب تم سے کوئی باز پرس نہیں ہوگی۔اس طرح یہ سین ختم ہو جاتا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طرز عمل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انسانی نفسیات کو سمجھ کر صحیح وقت پر ضرب لگانے میں جو فائدہ ہوتا ہے،وہ بے وقت نرمی یا سختی دکھانے سے حاصل نہیں ہوتا۔یہ وہ حالات تھے جن میں شہر مکہ کی فتح عمل میں آئی اور ہم نے دیکھا کہ فوج کو دشمن کے ملک کی طرف اس طرح بڑھایا گیا کہ اس کی خبر دشمن کو آخری لمحے تک نہ ہو سکی اور ایک بڑے شہر پر اس طرح قبضہ کیا گیا کہ ایک قطرہ خون بھی نہ بہا۔

ایک اور پہلو پر مجھے کچھ روشنی ڈالنی چاہئے۔فوجی تیاریوں کے سلسلے میں کیا انتظامات ہوتے ہیں اور جنگ میں کس طرح سے مختلف کام انجام پاتے ہیں؟ہم دیکھتے ہیں کہ ہر جنگ میں نرسنگ کے لئے،کھانا پکانے کے لئے،قبریں کھود کر مردوں کو دفن کرنے کے لئے،غرض ایسے کاموں کے لئے ابتداء ہی سے مسلمانوں کی فوج میں عورتیں ہی ہوتی ہیں۔بعض اوقات وہ عورتیں بھی نظر آتی ہیں جن کو سفر میں بچہ پیدا ہوا۔نو ماہ حاملہ عورتیں بھی خوشی سے اس میں حصہ لیتی ہیں۔نوعمر لڑکیاں اور بالغ لڑکیاں بھی اس میں حصہ لیتی ہیں۔ان تفصیلات کا وقت نہیں۔دو ایک چیزیں آپ سے بیان کروں گا،وہ یہ کہ مسلمانوں کو ایک مستقل فوج (Standing Army) رکھنے کا شروع میں کوئی خیال نہیں تھا۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ جہاد کرنا مسلمانوں کا فریضہ ہے۔جس طرح نماز پڑھنا ایک فریضہ ہے،اسی طرح جنگ میں حصہ لینا مسلمانوں کا ایک فریضہ ہے۔جو لوگ مسلمان تھے وہ اس پر ایمان رکھتے تھے۔نتیجہ یہ تھا کہ سارا ملک اور ملک کے سارے بالغ مرد Potential Army تھے۔جس وقت،جتنے آدمیوں کی ضرورت ہو،ان میں سے لے لیتے۔اس طرح مسلمانوں کو ایک مستقل فوج تیار کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔بہر حال لوگوں کی فوجی تربیت کے لئے مختلف انتظامات کئے جاتے تھے۔تفصیلات میں جا نہیں سکتا۔صرف یہ عرض کروں گا کہ فوج کو حالت امن میں جنگی کاموں کے لئے تیار کیا جاتا۔گھڑ دوڑ کرائی جاتی،اونٹوں کی دوڑ ہوتی تھی،گدھوں کی دوڑ ہوتی تھی،آدمیوں کی دوڑ ہوتی تھی،کشتیوں کے مقابلے کرائے جاتے تھے۔اسی طرح تیر اندازی کی بہت تربیت دی جاتی۔اس پر انعامات دیئے جاتے۔گھڑ دوڑ میں سبھی جیتنے والوں کو انعام دیا جاتا۔غرض فوج حالت امن میں بھی تن دھن قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتی تھی۔بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ مسلمانوں کی فوجی تیاریاں ان کے جذبہ ایمانی پر مبنی تھیں۔اس لئے مٹھی بھر آدمی ہمیشہ تگنے،چوگنے،دس گنے دشمن سے بھی مقابلہ کرتے تھے اور کبھی یہ نہیں سوچتے تھے کہ دشمن کی اتنی تعداد ہے،ہم کیا کریں گے۔وہ جان پر کھیل جاتے تھے اور خدا جل شانہ انہیں فتح دیتا تھا۔

ایک آخری چیز پر اسے ختم کرتا ہوں جو میرے ذہن میں آئی ہے۔جنگ کے دوران سپہ سالار کو مختلف صلاحیتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔چنانچہ ایک چھوٹا سا واقعہ لکھا ہے۔کہ جب کبھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی مقام پر حملہ کرتے اور علی الصبح طلوع آفتاب کے وقت جنگ کا آغاز ہوتا تو اس کا ہمیشہ لحاظ رکھتے کہ آفتاب ہماری آنکھوں کے سامنے نہ ہو۔دشمن تمازت آفتاب سے متاثر ہو اور آفتاب ہمارے پیچھے ہوتا کہ جنگ کے وقت آفتاب کی روشنی چندھیا کر دشمن سے مقابلہ کرنے میں دشواری پیش نہ آئے۔ایک دوسری چیز یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو "موسمیات" (Meterology) سے بھی دلچسپی تھی۔ہواؤں کے رخ کا خاص طور پر علم تھا۔اس کا خاص لحاظ فرماتے کہ دشمن سے جنگ ہو تو ایسے مقام پر ہو کہ ہوا ہمارے پیچھے سے چل رہی ہو،نہ کہ ہمارے سامنے سے آئے اور ہماری رفتار میں رکاوٹ پیدا کرے۔اس طرح کی بے شمار چیزیں حدیث وسیرت کی کتابوں میں ملتی ہیں۔اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ حدیث جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں رحمت کا بھی نبی ہوں اور جنگ کا بھی نبی ہوں۔جس کا بعد میں دنیا کے بہترین سپہ سالار کی حیثیت سے مظاہرہ بھی ہوتا ہے۔اور اس طرح بہترین سیاستدان اور بہترین مدبر کی حیثیت سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے آتے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مقصد کا حصول چاہتے تھے۔آدمی کا خون بہانا یا دشمن کا خاتمہ کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر نہیں تھا۔

(از:ڈاکٹر حمید اللہ کی بہترین تحریریں)

کراچی اور سنگاپور کے K-21 اور K-22 کے فینسی زیورات کا مرکز

الطاف مارکیٹ بازار کاٹھیاں والا سیالکوٹ

العمران جیولرز

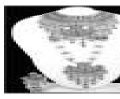

طالب دعا:۔ عمران مقصود

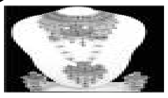

فون شوروم: 052-4594674 موبائل: 0321-6141146

ہوفضل تیرا یارب یا کوئی ابتلا ہو ☆ راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہو

شاہد 0321-5011142
آصف 0321-9502175
حسن 0345-5887638

MY

محمد یعقوب محمد یوسف

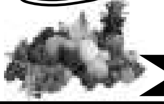

ویجیٹیبل کمیشن ایجنٹس

شاہد محمود، آصف مسعود، حسن نوید

051-4443262,4446849

دکان نمبر 142، سبزی منڈی سیکٹر 11/4-I اسلام آباد

آصف کلاتھ ہاؤس

ASif Cloth
Ladies & Gents
Since 1986
All Seasonal Variety Available
All Famous Brands Available

لیڈیز اینڈ جینٹس

طالب دعا: شیخ محمد ایوب اینڈ سنز

0333-6952144
0334-7436778

ایف بلاک نزد چرچ روڈ اوکاڑہ

ایم اے آر جنرل سٹور

پیرس روڈ سیالکوٹ

فون دکان: 052-4291074

پروپرائیٹر: محموداحمد سنوری موبائل: 0300-6130973

تھوک و پرچون خریداری کا مرکز

شیخ محمد علی، شیخ جمیل احمد کریانہ سٹور

مین بازار۔ قلعہ کالروالا ضلع سیالکوٹ

طالب دعا:۔ شیخ جمیل احمد
شیخ محمد علی اینڈ سنز

052-6632017,0300-6656432
0343-6828489

طاہر سرجیکل

شوگر میٹر، ہرقسم کی شوگر میٹر کی سٹرپس۔ ڈیجیٹل بلڈ پریشر میٹر، نیبولائزر، سرجیکل آلات ہسپتال فرنیچر، ہسپتال کلاتھ، سلمنگ آلات، ایب کنگ، پروسونا بیلٹ، جاگنگ مشین، آلہ سماعت، وہیل چیئر، کموڈ چیئر۔

نزد مولا بخش ہسپتال۔ خوشاب روڈ۔ سرگودھا 048-3726395,3726573

طالب دعا: ظہیر احمد طاہر :0333-6781330

SKY NET
WORLDWIDE EXPRESS

آپ کی اہم دستاویزات اور چھوٹے بڑے پارسلوں کے لیے سب سے کم ریٹ اور بہترین سروس۔

اہم دستاویزات کی ڈیلوری 72 گھنٹے بعد۔ 24/7 آن لائن ٹریکنگ،

ربوہ میں واحد منظور شدہ رجسٹرڈ ڈیورپی کمپنی۔ جس کی رسید ہی اُس کا (TRACKING) ٹریکنگ نمبر ہے

راولپنڈی، اسلام آباد، لاہور، فیصل آباد، سیالکوٹ اور دوسرے بڑے شہروں میں بکنگ کی سہولت موجود ہے

سہولت اور بچت ایک ساتھ

یہ تو ھے آپکا انتخاب

پروپرائٹر: جاوید اقبال

Mob:0334-6365127, ph: 047-6215744
www.skynetpk.com

اقصیٰ چوک مسرور پلازہ (ربوہ)

We Promissed Best return of your Money

آل ٹاپ برانڈز ڈیزائنرز سوٹ فور سیزن دستیاب ہیں

انصاف کلاتھ ہاؤس اینڈ سلک سنٹر

ریلوے روڈ۔ ربوہ 047-6213961,0300-7711861

ہم اپنے پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ کی درازی عمر اور صحت مند لمبی زندگی کے لئے دعا گو ہیں

دیہاتی جنرل سٹور

ہمارے ہاں جنرل سٹور، سٹیشنری، ہوزری، کی مکمل ورائٹی تھوک و پرچون دستیاب ہے

طالب دعا: شیخ محمد ایوب دیوان ریل بازار اوکاڑہ

044-2525419
03336981384

فیصل ٹریڈنگ کمپنی اینڈ ہارڈ ویئر سٹور

چپ بورڈ، پلائی ووڈ، ویز بورڈ، لیمینیشن بورڈ، فلش ڈور، مولڈنگ کے لئے تشریف لائیں۔

نیز گھروں کی تعمیر اور انٹیریئر ڈیکوریشن کی جاتی ہے

145۔ فیروز پور روڈ جامعہ اشرفیہ لاہور

طالب دعا: قیصر خلیل خاں

Cell:0332-4828432,0323-3354444

محبت سب کیلئے ☆ نفرت کسی سے نہیں

ہر قسم کی انگریزی و دیسی ادویات، جڑی بوٹیاں، عرقیات، مربہ جات بارعایت خریدیں

باجوہ میڈیکل سٹور

بازار حکیماں ظفروال

فون سٹور 054-2538325

فون رہائش: 054-2538250 054-2619212

طالب دعا:۔ ثناء اللہ باجوہ، اسد اللہ باجوہ

چناب اینڈ کو ڈیلرز زرعی ادویات

بیج ملکی و خالص معیاری زرعی ادویات خریدنے کے لئے تشریف لائیں

طالب دعا: شیخ عنایت اللہ و برادرز

فون: 00923007712343

کچہری بازار۔ چنیوٹ فون آفس: 047-6330978 فون رہائش: 047-6214110

ماش سالم، دال ماش چھلکا، دال ماش دھلی، مونگ سالم، دال مونگ چھلکا۔ دال مونگ دھلی

جمیل دال ملز

219 ر۔ب۔ گنڈا سنگھ والا

جھنگ روڈ فیصل آباد

طالب دعا: چوہدری جمیل احمد، شکیل احمد عبداللہ

0322-6001881:

Email.jameel_ahmadjutt@yahoo.com

اعلیٰ کوالٹی کے کپڑے اور بہترین سلائی کے لئے

سپر ٹیلرز اینڈ سپر فیبرکس

شاپ نمبر 1، بلاک 6 بی، سپر مارکیٹ اسلام آباد 44000 پاکستان

فون آفس: 051-2877085 فیکس: 92-51-2878256

Email:supertailors@hotmail.com

Love For All
Hatred For None

محمد شفیق کریانہ سٹور

ڈسٹری بیوٹرز

مین بازار گوجرخان

051-3511086
0336-0581836

☆ میزان گھی
☆ خیبر ماچس
☆ کوہ نور سوپ
☆ کرن گھی

اعلیٰ کوالٹی کے چاول، دالیں، مصالحہ جات، گھی، چینی اور صابن تھوک و پرچون خریدنے کے لئے تشریف لائیں

الصادق فلنگ اسٹیشن

شاہی روڈ۔ لیاقت پور ضلع رحیم یار خان

فون آفس: 068-5795441,5792241

طالب دعا: چوہدری محمد صادق جاوید فون آفس: 061-6781090

AbdulHayee

CrescentBooks & UniformShop

AComplete School Shop

2- Khan Market Near Hafiz Sweets Huma Block Main Road, Allama Iqbal Town, Lahore. PH:0423-7802419, Cell:0333-4554837

ٹیڑھے دانتوں کا علاج فکسڈ بریسز سے کیا جاتا ہے

احمد ڈینٹل سرجری

فیصل آباد صبح 9 بجے تا 1 بجے گورونانک پورہ
041-2614838

شام 5 بجے تا 9 بجے ستیانہ روڈ
041-8549093

ڈاکٹر وسیم احمد ثاقب ڈینٹل سرجن

بی ایس سی۔ بی ڈی ایس (پنجاب) 0300-9666540

معیاری اور عمدہ اشیاء صرف کے لئے تشریف لائیں۔

رؤف پنسار سٹور

تحصیل روڈ غلہ منڈی گوجرخان

فون آفس: 051-3512074,051-3512068

AHMAD MONEY CHANGER

We Deal in All Foreign Currencies

You are always Wel come to:

PREMIER Exchange Co."B" PVT. LTD.

PREMIER EXCHANGE CO. 'B' PVT. LTD State Bank Licence No.11

Director Ch. Aftab Ahmad ,Chief Executive: Basharat Ahmad Sheikh

Head Office: B-1 Raheem Complex, Main Market, Gulberg II Lahore

Tell: 35757230, 35713728, 35713421,35750480

E-mail:premier_exchange@yahoo.com Website: www.premierexchange.webs.com

چیتا، نائیک، ڈان کارلوس، ڈان سٹائل، کالزہ، لیزا، سکوز اور ٹاز برانڈز کے علاوہ سکول شوز کی ورائٹی ہر وقت دستیاب ہے۔ کریڈٹ کارڈ کی سہولت بھی دستیاب ہے۔

سروس شوز پوائنٹ

اقصیٰ روڈ سراج مارکیٹ ربوہ

Servis
The star in your life

servisshoespoint RABWAH

طالب دعا: عامر نعیم طاہر: 0301-7970654-047-6212762

ہر قسم کا ایکسپورٹ کوالٹی سپورٹس ویئر

نوید سپورٹس کمپنی

ساہی کالونی۔عوامی روڈ
ڈسکہ کلاں (سیالکوٹ)

طالب دعا: وحید احمد: 0334-7598346 سعید احمد: 0301-6443792

تمام بینکوں سے لیزنگ کی سہولت بھی موجود ہے۔ ہر قسم کی نئی گاڑیاں کیش اور لیزنگ پر دستیاب ہیں۔

لطیف موٹرز

قائم شدہ 1968ء

22 کوئنز روڈ لاہور

فیکس: 042-36368962
فون آفس: 042-36368961-36371281-36374548
Email:latifmotors@yahoo.com
طالب دعا: عامر لطیف ابن میاں عبداللطیف

KHURSHEED PACKAGES

Printers & Manufacturers of Solid & Carogated Board Cartons & Packing Material

Ch:Mubashir Ahmad Warraich 0345-7878786
Ch:Jawad Ahmad Warraich 0300-8666678
Ch:Hammad Ahmad Warraich 0300-8657878

Ph:041-8868412,8868413
Fax:041-8869778
E-Mail: khursheedpack@yahoo.com

50-B, Warraich Street, Small Industrial Estate, Sargodha Road, Faisalabad

Rehman Rubber Rollers & Engineering Works

Manufacturers:
Paper, Chip Board and Tanneries Rolls
Marketing Managing Director:
Mujeeb-ur-Rehman
0345-4039635
Naveed ur Rehman
0300-4295130
Band Road Lahore.

زرعی ادویات اور مونجی چاول کی خرید و فروخت کا مرکز

موسیٰ اینڈ سنز

کہروڑ پکا روڈ لودھراں شہر

طالب دعا: ملک داؤد احمد: 0300-8617039
0332-6415022

NOVEL INTERNATIONAL

IMPORTERS
EXPORTERS
REPRESENTATIVES

HEAD OFFICE: P-15, Rail Bazar, Faisalabad - Pakistan.
Tel: +92 41 2614360, 2632483, Fax: +92 41 2618483

ہم حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و سلامتی کیلئے دعا گو ہیں

شہناز جمیل اہلیہ شیخ جمیل احمد صدر لجنہ و
اراکین عاملہ و اراکین لجنہ اماء اللہ و
اراکین ناصرات الاحمدیہ قلعہ کالروالا

ضلع سیالکوٹ

PREMIER EXCHANGE

Formaly Jakarta Currency
PREMIER EXCHANGE CO, 'B' PVT.LTD
State Bank Licence No 11
DEALS IN ALL FOREIGN CURENCIES

Director: Adeel Manzar
Ph: 042-37566873
37580908, 37534690
Fax: 042-37568060
Mobil: 0333-4221419

Shop # 31, Ground Floor, Latif Center, (Jewelry Market) Ichra Lahore

KOHISTAN STEEL

DEALERS OF PAKISTAN STEEL MILLS CORPORATION LTD AND IMPORTERS

Talib-e-Dua:
Mian Mubarik Ali

امپورٹڈ میٹیریل سے تیار اعلیٰ کوالٹی کے ریڈیئر ہاؤز پائپ بنانے والے علاوہ ازیں ہیٹر پائپ نیز یونیورسل پائپ بھی دستیاب ہیں۔

سینکی ربڑ پارٹس

SRP

میاں ریاض احمد
0300-9401543:
میاں عدنان عباس
0300-9401542:
مین جی ٹی روڈ رچنا ٹاؤن لاہور
طالب دعا: میاں عباس علی
042-36170513,042-37963207 042-37963531

ہر قسم کے جائے نماز اور گیس کٹ تھوک و پرچون ریٹس پر دستیاب ہیں

پرنس جائے نماز ہاؤس

جنرل بس سٹینڈ۔ اوکاڑہ

044-2524648
0300-6951062
طالب دعا: شیخ انوار احمد

مطبِ حمید (رجسٹرڈ)

صد سالہ جشنِ شفا

۱۹۱۱ء سے مصروفِ خدمت

برصغیر کے عظیم فرزند وطبیب
حضرت حکیم نورالدین کی دعا
اور دستِ مبارک سے قائم
چشمۂ فیضِ شفاء

چند شہرۂ آفاق شفابخش ادویات

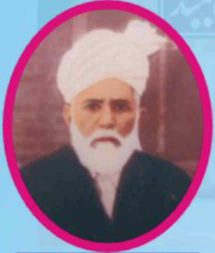

حضرت حکیم نظام جان

حکیم عبدالحمید اعوان

حکیم احمد صدیق جان

حکیم تیمور جان

حکیم بشیرالدین محمود

غلام جان

اسقاطِ حمل، زہرباد، مردہ بچے ہونے یا بچوں کے جلد فوت ہوجانے کی مجرّب دوا

نرینہ اولاد ہونے کی شہرۂ آفاق دوا

تولیدی جراثیم پیدا کرنے اور طاقت دینے کی آزمودہ دوا

ہر قسم کے مرضِ اٹھرا کی شہرت یافتہ دوا

تولیدی جراثیم پیدا کرنے اور مادہ کو گاڑھا کرنے کیلئے

جملہ اقسامِ اٹھرا کی شافی دوا

برانچیں

فیصل آباد عقب دھوبی گھاٹ گلی نمبر 1/9 مکان نمبر P-234 فیصل آباد فون: 041-2622223 موبائل: 0300-6451011 , 0331-6474475

ربوہ (چناب نگر) دکان اقصیٰ چوک مکان نمبر P7/C رحمان کالونی ربوہ ضلع چنیوٹ فون: 047-6212755,6212855 موبائل: 0300-6451011 , 0331-6474475

سرگودھا 49 ٹیل مدنی ٹاؤن نزد سیکنڈری بورڈ آف ایجوکیشن فیصل آباد روڈ سرگودھا فون: 048-3214338 موبائل: 0300-6451011 , 0331-6474475

راولپنڈی NW-71 دکان نمبر 1 کالی ٹینکی نزد ظہور الٹرا ساؤنڈ سید پور روڈ راولپنڈی فون: 051-4410945 موبائل: 0300-6408280

لاہور شاپ نمبر 4 بلاک 47/A قیصر پارک بالمقابل گرڈ اسٹیشن واپڈا گلشن راوی روڈ لاہور فون: 042-37411903 , Fax; 042-37403740 موبائل: 0302-6644388

ملتان حضوری باغ روڈ نزد پرانی کوتوالی گھنٹہ گھر ملتان فون: 061-4542502 , Fax; 061-4572502 موبائل: 0300-6470099

ہارون آباد ضیاء چوک ہارون آباد فون: 063-2250612 موبائل: 0300-6470088

ہیڈ آفس: پنڈی بائی پاس نزد شیل پٹرول پمپ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ
Tel: 055-3891024, 3892571. Fax: +92-55-3894271 E-mail: matabhameed@live.com
matabhameed1@gmail.com

سب آفس: گرین بلڈنگ چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
Tel: 055-4219065, 055-4218534 E-mail: matabhameed@hotmail.com

نیا Face
وہی خاص Taste
Shezan
THICK TOMATO KETCHUP
Ketchup
ٹماٹو کیچپ
1kg
100% BEST JUICY TOMATOES
Shezan